...و قبول کرو اور غلطیون کو ترک کرو

...امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین

الحمد للہ و المنتہ کہ کتاب

تحفہ آریہ سماج

المعروف بہ

۱۹۰۶ء

...یہ سماج کی پول

حصہ دوم

...مبلغ چھ ہزار سات سو روپیہ

مصنفہ

...نیر صاحب نو مسلم (بابو جگدمبا پرشاد - ورما) سابق

...پدیشک ملک برہما حال وارد دہلی

...اشاعت الاسلام دہلی واقع زینت محل و بتائید و سرپرستی

...ن صاحب سوداگر خلف حاجی محمد عمر صاحب سوداگر صدر بازار

...مولوی محمد عبد المجید صاحب سکرٹری انجمن مذکور

...مین محمد سلیم رفاہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوئی

قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

فہرست مضامین

اعلان ضروری

قابل توجہ ہمدردان قوم اہل اسلام

منجانب خاکسار محمد عبد المجید واعظ جامع مسجد (مالک مطبع انصاری) سیکریٹری انجمن اشاعت الاسلام زینت محل دہلی۔

اے مسلمانان ہند! آپ کو معلوم ہی کہ کچھ دنون سے اس ملک میں ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا ہی جسنے اپنا فرض عین یہہ سمجھ رکھا ہی کہ دنیا کے تمام مذاہب کے نہایت معزز بزرگان کی توہین کرکے ناقابل برداشت سخت الفاظ استعمال کرے چنانچہ وہ گروہ جہان سناتنی ہندون کے بزرگون مثلاً شری کرشن جی مہاراج وغیرہ کی توہین کیا کرتا ہی وہان سکھون کے گرو باوا نانک مہاراج کو بھی جاہل وغیرہ ظاہر کرتا ہی اسی طرح جینیون بودھون اور عیسائیون کو بھی خوب خوب سناتا ہی اور ہمارے رسول کی بھی حد سے زیادہ توہین شائع کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ اس **فرقہ** موسومہ آریہ سماج نے اسلام کے خلاف اب تک جسقدر کتابین شائع کی ہیں اُن سب کے جوابات عالمان دین اسلام کی جانب سے دے دئے گئے ہیں بلکہ بعض کتابون کی تردید میں دس دس پندرہ پندرہ کتابیں تک بھی شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم مسلمانون کو علم سنسکرت سے واقفیت نہ ہونے کے باعث اُن مخالفین کے مذہب کی حقیقت معلوم نہ تھی کہ الزامی جوابات مکمل طور سے دئے جاسکتے لیکن خدا کے فضل و کرم سے اوسی فرقہ کا ایک شخص جو علم سنسکرت سے واقف ہونے کے علاوہ اس مذہب کا اوپدیشک (واعظ) رہ چکا ہی اور جسنے اسکے بانی سوامی دیانند سرسوتی جی کے مصنفہ کتاب ستیارتھ پرکاش کا امتحان بھی پاس کیا ہوا ہی جیسے مذہب کی

دیکھو اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۰۲۔ (باوا نانک کے بارہ میں) .... "اُن کو اپنی شہرت کی خواہش ضرور تھی .... جب خود پسندی تھی تو عزت و شہرت کے لئے کچھ دمبھ (= مکر و فریب) بھی کیا ہوگا" صفحہ ۴۰۳۔ (کبیر صاحب کے بارہ) ...... "کچھ جا

تحقیقات کرتا کرتا آخر کار دہلی آکر میرے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا اور جگمد مبا پرشاد ورما سے شیخ عبد العزیز بن گیا - اس بہادر جواں مرد نے ایک ایسی بات ظاہر کی جسکا ہم لوگوں کو کبھی خواب مین بھی خیال نہ تھا وہ یہہ کہ اسنے ہمیں بتلایا کہ آریہ سماج کے اکثر اصول خود اسکی مانی ہوئی آسمانی کتابوں و دیگر ذمہ دار معتبر اور مستند کتابون کے تحریرات سے خلاف ہیں اور اسنے یہہ بھی ہمین بتلایا کہ وہ اسقدر مصالح اپنے پاس جمع کر چکا ہے کہ ایک ضخیم کتاب شائع کی جا سکتی ہے جس سے آریہ سماج کی ساری پول کھل جائیگی - غرضکہ ہماری انجمن نے انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے انکی مصنفہ تحفہ آریہ سماج کو چھپوانے کی کوشش کی -

ناظرین! اس تحفہ آریہ سماج کا حصہ اول ۲۵۲ صفحون کی جیسی ضخیم کتاب ملک کے ہر چہار طرف پہونچ چکی ہے اسپر اعلی سے اعلی ریویو بھی اڈیٹر صاحبان اخبارات و دیگر فاضلان ملک نے شائع کئے ہیں - اور اب اسکے بارہ میں ہمیں کچھ کہنے سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید - پس ہم عوام کی واقفیت کے لئے ان رایون کو اس کے آخر میں نقل کر دیتے ہیں جس سے آپ پر یہہ روشن ہو جاویگا کہ بابو عبد العزیز صاحب کی تصنیفات کیسی ضروری ثابت ہو رہی ہیں - پس آپکو معلوم ہو کہ انجمن اشاعت الاسلام زینت محل دہلی کے ممبران نے اپنے مقدور بھر اس کتاب تحفہ آریہ سماج کو شائع کرنے میں کوشش کی جن میں سب سے بڑھکر ہمت اور حوصلہ افزائی جناب حافظ محمد صدیق صاحب سوداگر صدر بازار دہلی (ولد جناب حاجی محمد عمر صاحب) اور جناب مولوی محمد حسین صاحب سوداگر سفیدی وکوٹلہ زینت محل دہلی نے کی ہے جسکے لئے انجمن انکا خاص طور پر شکریہ ادا کرتی ہے -

اور اب ناظرین سے میں یہہ عرض کرتا ہون کہ اس انجمن نے تو اپنی طاقت کے موافق کام کر دکھلایا (یعنے اس کتاب کے دو حصون کو چھپوا کر شائع کر دیا) لیکن اگر قوم کے ہمدرد صاحبان اس انجمن کا ہاتھ نہیں بٹانے تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ جہان آگے کے لئے یہہ سلسلہ بند کرنا پڑیگا وہان انجمن کو بھی زیر بار خسارہ برداشت کرنا پڑیگا -

یعنے ناظرین کو معلوم ہو کہ انجمن نے اس کتاب کے چھپوانے کے لئے جو رقم بطور قرض اسنے اپنے ممبران سے حاصل کر کے صرف کیا ہے وہ اوسی حالت مین واپس مل سکتا ہے کہ یہہ کتاب فروخت

ہوجاوے اور پھر اس کتاب کا تیسرا حصہ بھی تب ہی شایع کیا جا سکتا ہی -

مسلمانون! کیا یہہ تمہارے لئے شرم کی بات نہیں ہی کہ آریہ صاحبان کی ایسی تصنیفات جن مین تمہارے رسول پیغمبرون اور دیگر بزرگان دین کو صلواتین سنائی جاتی ہون ہزارون چھپوا چھپوا کر آریہ لوگ اہل اسلام کے درمیان مفت تقسیم کراوین اس خیال سے کہ ان کو پڑھ کر مسلمانون کے خیالات متحرک ہون چنانچہ اخبار ستیہ دھرم سرچارک جالندھر میں گزشتہ سال ایک اشتہار نکلا تھا کہ ایک آریہ نے پنڈت لیکھرام صاحب مقتول کی مصنفہ کلیات آریہ مسافر کی پانچ سو جلدین (قیمتی ایک ہزار روپیہ) مفت تقسیم کئے جانے کے لئے اڈیٹر اخبار ہذا کے پاس رکھوادی ہیں - اسی طرح مسٹر دھرم پال صاحب سابق عبد الغفور کی کتابین جن میں سوا گالی گفتہ اور سخت کلامی کے اور کچھ بھی نہیں ہی ہزارہا جلدین تقسیم کی جا رہی ہیں لیکن تمہارے قوم کا یہہ حال ہی کہ تحفہ آریہ سماج جیسی مفید اور ضروری کتاب کے ایک ہزار خریدار

اے لیڈران و ہمدردان قوم! اگر آپ اسقدر ہمت نہیں کرینگے کہ اس کتاب کے حصہ اول و دوم (ہر جلد کی قیمت عہ) ہر ایک کی ایک ایک ہزار جلدون کے فروخت کرا لئے ایک ہزار خریدار پیدا کردین یا یہہ کہ ذی مقدور اصحاب دس دس بیس بیس جلدین خود لیکر دوسرون کو دیدین (خواہ ان سے قیمت وصول کرلین یا مفت تقسیم کرین) - تو آپ ہی بتلائیں کہ پھر اس کا تیسرا حصہ کیونکر شایع کیا جا سکتا ہی - کیونکہ ہماری انجمن اپنی طاقت سے باہر اب اور آگے قدم نہیں بڑھا سکتی حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ جسطرح اس کتاب کے اول دو حصے بہت مفید ثابت ہوئے ہیں اسی طرح تیسرے حصہ کے مضامین بھی نہایت مفید اور ضروری ہیں جن کو ہم ذیل مین درج کئے دیتے ہیں - وہو ہذا

فہرست مضامین حصہ سوم تحفہ آریہ سماج

(۱) عقد ثانی -	اسمین یہہ دکھلایا گیا ہے کہ بیواؤن کے ساتھ آریون نے کسقدر سختی اور ظلم روا رکھا ہے -
(۲) زمین گھومتی ہے یا نہیں -	اس سے ظاہر ہوگا کہ یہہ جو آریہ صاحبان ڈینگ مارا کرتے ہیں کہ سائنس کی معلومات ویدون میں مندرج ہیں پس جن حوالجات سے وہ ان باتون کو ثابت کرتے ہیں ان کے کچھ اور ہی معنے مطلب ہیں -

(۳) نباتات مین روح ہے۔	یہہ مسئلہ نہایت ہی ضروری ہی اور آج کل کچھ آریہ لوگ اس سے منکر ہونے لگے ہیں پس نقلی حوالہ جات سے یہہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہی۔ اور اسی مضمون مین گوشت خوری پر بھی بحث ہوگی۔
(۴) مقابلہ ستیارتھ پرکاش اول و دویم	اسکے بارہ مین ایک انگریز کا یہہ قول ہے کہ دراصل پوری پوری پول آریہ سماج کی تو یہہ ہی ہے کہ پنڈت دیانند صاحب کی نامستقل مزاجی کا ظہور ثابت کیا جاوے جو اس مضمون سے خوب عمدہ طور پر واضح ہوجائیگا
(۵) مرتک شرادّہ	اسمین یہہ ظاہر کیا جائیگا کہ اہل ہنود جو مرے ہوئے بزرگون کے نام پر خیرات وغیرہ دیتے ہیں اور یہہ سمجھتے ہیں کہ وہ اُن فوت شدہ بزرگون کو مل جاتا ہی اور آریہ سماج اس کی تردید کرتی ہی پس اس مضمون میں یہہ ثابت کیا جائیگا کہ اسبارہ مین بھی آریہ سماج پبلک کو دھوکا دے رہی ہی یعنے اپنے کتب مسلمہ سے خلاف گھڑ منت کر رہی ہی۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔
(۶) ویدون مین دیوتا پرستی	اس مضمون میں کیا بیان ہوگا یہہ عنوان ہی سے ظاہر ہی اور اس مضمون کا سب سے بڑھکر ضروری ہونا بغیر کہے ظاہر ہے۔

مسلمانو! اب آپ کا کام ہی کہ جیسا ہو تحفہ آریہ سماج حصہ اول اور دویم کو خرید کرکے اسکے مصنف کی حوصلہ افزائی کرو کہ نہ صرف تیسرا حصہ شایع کرایا جاوے بلکہ اور بھی وہ اپنی معلومات سے قوم کو فائدہ پہونچاوین۔

ہان ہمیں یہہ بھی اعلان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہی کہ جو کہ بابو عبدالعزیز صاحب نے اپنے دیباچہ تحفہ آریہ سماج حصہ اول مین یہہ وعدہ کیا ہی کہ وہ ایک کتاب مقابلہ قرآن و وید تیار کرکے شایع کرینگے پس اگرچہ ہمیں یہہ معلوم ہی کہ بابو صاحب کی کئی کاپیاں اس تصنیف کے نوٹون سے بھری پڑی ہیں لیکن پھر بھی وہ فرماتے ہیں کہ جب تک ہمارے ہاتھ میں ویدون کی پوری لائبریری نہ ہو ہم اس کام کو تسلی بخش انجام نہیں دے سکتے۔ اور ویدون کی کتابین خریدنے کے لئے کسقدر زیادہ رقم درکار ہی یہہ اسی بات سے واضح ہو جاویگی کہ سوامی دیانندجی کی تفسیر رگ وید (جو کہ وہ بھی اسکے صرف ۲/۴ پر شایع ہوا ہی) مبلغ ۳۶ پر مل سکتی ہی۔ حالانکہ ویدون پر جو تفاسیر سناتنی صاحبان اور انگریز صاحبان نے شایع کئے ہیں ان سب کو بلکہ ان میں سے جہان تک دستیاب ہوسکین اُن کو منگوائے جانے کی ضرورت ہی پس ظاہر ہے

کہ کسقدر زیادہ رقم کی اس کام کے لئے ضرورت ہو سکتی ہے لہذا اگر اہل اسلام یہہ چاہتے ہیں کہ ویدون کی حقیقت ان کے روبرو رکھی جاوے اور ایسے اعتراضات کی بھرمار کی جاوے جنکی تردید آریون سے کبھی خواب میں بھی نہ ہو سکے تو ان کو اوپرکی سطرون پر توجہ کرنی چاہئے۔ میرا کام کہہ دینا تھا بس میں اہل قوم کو یہہ اعلان سناکر بری الذمہ ہوتا ہون۔ فقط

خادم قوم محمد عبد المجید دہلوی ؁

فہرست ریویو اور عالمانہ رائے دربارہ کتاب تحفۂ آریہ سماج

حصہ اول

(۱) پیسہ اخبار لاہور کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"…… نہایت مہذب پیرایہ میں جواب دیا گیا ہے۔"

(۲) اخبار الحکم قادیان کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"…… اس کتاب کی خوبی اور زبردست ہونے کا اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ مصنف نے اسکے ساتھ تین ہزار دو سو روپیہ کا انعام رکھا ہے۔ …… مصنف نے نہایت محنت اور قابلیت کے ساتھ اس کتاب کو لکھا ہے اور سب سے بڑھکر جس امر کو قابل ذکر پاتا ہون وہ اسکا طرز تحریر ہے۔ مصنف نے نہایت متانت اور تہذیب سے اسکو لکھا ہے وہ انکی شائستگی اور تبدیلی مذہب کے بعد کے کمال کو ظاہر کرتا ہے اور ادھر جگہ مہا پرشاد کے اخلاق کا پتہ اس کتاب سے مل سکتا ہے۔ میری رائے میں ہر مسلمان کے ہاتھ میں اس کتاب کا ایک نسخہ ہونا چاہئے۔"

(۳) عیسائی اخبار نور افشاں لودھیانہ کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"…… اسمین ایک مقدمہ اور ایک حصہ ہے۔ مقدمہ کتاب میں مصنف نے اپنی ابتدائی غیر تشفی یافتہ اور محققانہ حالت کا بیان کیا ہے اور آریہ سماج کی اندرونی بری حالت دکھائی ہے۔ اور

آریہ سماج کی پالسی سوامی دیانند کی مختصر سوانح عمری اور اسپر رائے زنی کی ہے۔ اور آریون کے اس عقیدہ کا ازالہ کیا ہے کہ سوامی جی نربھرانت تھے۔ نیز آریہ سماج کی ناکامی کا بیان ہے۔ جابجا سوامی جی کی بڑی تعریف کی ہے۔ اصل کتاب حصہ اول میں پرمیشور کے سرب شکتی مان نیار کاری اور نری کال ورشی ہونے کے متعلق آریہ تعلیم کا کھنڈن عقل و نقل سے کیا ہے۔ نیز اوتار کی فلاسفی۔ پیدائش کا حال اور روح و مادہ کی قدامت پر بحث کی ہے اور آرین اصول اور عقیدہ کی انھین کی مقدس کتابون اور مفسرون اور مترجمون کے ترجمون اور تفسیرون اور اوامر و نواہی سے ثابت کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سے مسٹر عبد الغفور نے محمدی مذہب کو ترک کرکے آریہ مذہب کو قبول کرلیا اور اسکی حمایت مین اور مسلمان مذہب کی بیخ کنی پر کمر کس لی ہے اسی طرح مسٹر جگدمبا پرشاد ورما نے بھی انکے بالمقابل آریہ دھرم کو ترک اور اسلام قبول کرکے اسکی حمایت اور اسکی استیصال کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ . . . . آریہ صاحبان کے لئے یہہ بہت اچھا موقع ہے۔ ایک پنتھ دو کاج کا مسئلہ درپیش ہے۔ انعام کا انعام ست کی صداقت کا استحکام اور شہرت اور عزت نام۔ ہرسہ فوائد حاصل کرسکتے ہیں۔

۴۔ مقام کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور کے ایک معزز رئیس جناب غلام احمد صاحب ذیلدار نے الحکم مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۶ء مین ایک مراسلہ شائع کرایا ہے جسمین وہ یون فرماتے ہیں۔

"۔ . . . میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک سرسری نظر سے دیکھا ہے۔ اس کتاب پر ریویو لکھنا تو بہت بڑا کام ہے اسواسطے میں اسوقت یہہ مختصر سا ریمارک ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ میری رائے میں آریہ مذہب کی تردید کے لئے اپنی طرز کی یہہ پہلی کتاب ہے جسنے انہیں کی معتمد علیہ کتاب (ستیارتھ پرکاش) کا ویدون کے برخلاف ہونا ثابت کردیا ہے۔ گو ہمارے مذہب کے علماء نے بڑے بڑے پرزور دلائل اور براہین سے ویدمت کو باطل اور اسلام کو سچا مذہب ثابت کرنے میں بہت سی تصنیفات کی ہیں اور ادھر آریہ صاحبان نے دشنام دہی اور فحش گوئی میں دیگر مذاہب والون کی خوب ہی خبر لی ہے اور اپنے مذہب کے اخلاق کا پورا نمونہ دکھایا ہے مگر علماء اسلام کی زبان سنسکرت سے عدم واقفیت نے آریہ سماج کی ایسی زبان بندی نہیں کی جیسی کہ اس کتاب نے۔ آریہ صاحبان اگر سچ کے طالب ہیں تو جب تک شیخ عبد العزیز صاحب کے اعتراضات کا کافی جواب نہ دین اور ستیارتھ پرکاش کی اُن عبارتون کو ویدون کی عبارت کے مطابق کرکے نہ دکھلائیں اسوقت تک کسی غیر مذہب پر حملہ ڈھٹائی ہے۔ اس کتاب میں اول بڑی خوبی یہہ ہے

خود آپ

کرد تے میر وصوف نے اس کتاب کی تحریرات میں اخلاق محمدی کا پورا نمونہ دکھلایا ہے - جہان ان کے کسی بزرگ م آیا وہان نہایت ادب اور تعظیم سے یاد کیا ہے اور نہایت ہی شائستہ الفاظ میں گفتگو کی ہی مسٹر دھر پال صاحب کی طرح نہیں کہ انکار رسول تو کجا ان کے اللہ کو وہ پھبتیان سنائیں کہ بھانڈون کو مات کر دیا - مگر ہان ہم یہہ ضرور کہینگے کہ مسٹر دھرم پال صاحب اور شیخ عبد العزیز صاحب کے حسب و نسب میں جیسا کہ زمین و آسمان کا فرق ہی ویسا ہی ان دونون کے مذہب میں بعد المشرقین والمغربین ہی - دھرم پال بیچارے ایک غریب مزدور جولا ہے کے گھر مین پیدا ہوئے - اور شیخ عبد العزیز صاحب معزز اور صاحب جائداد ہندو خاندان ہیں - دھرم پال نے دوسرون کے سہارے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور شیخ عبد العزیز صاحب حق کی تلاش میں پہلے آریہ ہوئے اور اس مذہب کی یہان تک واقفیت پیدا کی کہ مدتون اسکے اپدیشک (واعظ) رہے اور اسکی خوب چھان بین کی اور آخر نتیجہ کو پالیا - دھرم پال صرف یونی ورسٹی کی ڈگری حاصل کر کے مذہب اسلام کی جملہ کتب دینیہ - قرآن و حدیث اصول تفسیر پر حاوی ہو گئے اور ویدون کے بھی حافظ بن گئے مگر در اصل آپ کو نہ قرآن کے مطالب سے واقفیت اور نہ ویدون ہی کے علم سے خبر - شیخ عبد العزیز صاحب کی تحریر سے یہہ مطلب نکلتا ہی کہ آپ سچائی کے طالب ہین اور حق کے متلاشی اور دھرم پال صاحب کی تصنیفات شہادت دیتی ہیں کہ آپ کو راستی کی تلاش نہیں صرف سوسائٹی کی عزت کا خیال ہے - سو دونون صاحب اپنے اپنے مقاصد پر کامیاب ہو گئے - میری اس رائے کا ناظرین کتا تہذیب الاسلام اور تحفہ آریہ سماج کے مطالعہ سے بخوبی موازنہ کر سکتے ہیں - دوسری خوبی اس کتاب مین یہ ہے کہ مولف نے جو کچھ لکھا ہے اپنی رائے اور قیاس سے نہیں لکھا بلکہ ویدون اور اوپنشدون اور منوسمرتی اور ستیارتھ پرکاش کی عبارتین نقل کر کے انکا مستند ترجمہ معتبر مترجمان کے بیان کے بموجب تحریر کیا ہی - .... یہہ کتاب آریہ مذہب کے سچائی کے طالب اور پاک فطرت روحونکو احقاق حق ابطال باطل کے لئے عمدہ ذریعہ ہوگی - خداوند تعالیٰ نے تین خدا ماننے والے آریون مین سے ایک بہادر پہلوان اسلام کی حمایت کے لئے کھڑا کر دیا ہی - مسلمانون کو اس کتاب کی ترقی اشاعت میں کوشش کرنی چاہیئے - ،،

---

(۵) ایس پی جی اور کیمبرج مشن دہلی کے مشہور مولوی حافظ احمد مسیح صاحب

احسن المناظرین نے اس کتاب کے بارہ مین اپنی بے تعصبانہ رائے اخبار نور افشان مورخہ
مین شائع کرایا ہے جسمین حسب ذیل باتین درج ہیں (مسلمانون کے ریویو پر شاید یہہ سمجھا جا
نومسلم کی تصنیف پر وہ خواہ مخواہ تعریف کرین گے پس معزز عیسائی واعظ کی رائے غور
ہے) "..... جہان تک مین تحقیق کر سکا مجھے یہہ ہی ثابت ہوا کہ انہون نے یہہ مذہبی تبدیلی کسی دنیوی
سے نہیں کی بلکہ آریہ دھرم مین انہیں جو نقص نظر آئے اور اسکے مقابلہ مین اسلام نے انکی شانتی
سچ مچ ضمیر کی رہنمائی سے انہون نے اختیار کیا ہے - نہ کہ لالچ یا سوشل ترقی کے لحاظ سے ..... بمنشی ع
عرف دھرم پال اتنی عربی نہین جانتے نہ انہیں اسلامی لٹریچر پر عبور ہے جتنا بابو عبد العزیز کو سنسکرت ا
ویدک لٹریچر پر ہے - میں نے عبد الغفور صاحب کی کتابیں بھی پڑہی ہیں اور میں کہ سکتا ہون کہ وہ
مذہبی آدمی نہین جنسے کسی مذہب کی واقعی اعلی ضرورتین پوری ہو سکین بلکہ میں نے افسوس سے دیکھا کہ ا
کتابون میں ایسی زبان درازی اور سخت کلامی کا نمونہ موجود ہے جو آریون کا امتیازی نشان قرار دیا گیا
اور جسکا تمام اقوام ہند درد مندانہ گلا کر رہی ہیں - سوامی دیانند نے مسیحیون مسلمانون ہندؤن اور سکھ
کو گالیان دینے کی جو راہ نکالی ہے کل آریون اور خاصکر منشی عبد الغفور آریہ نے اُسی پر خامہ فرسائی کی
لیکن بابو عبد العزیز نے ہرگز مذہبی تحقیقات کا اس قدر معیوب پیرایہ اختیار نہیں کیا انہون نے نہایت
تہذیب اور سنجیدگی سے کام لیا ہے - اور انکی کتاب پڑھکر ہرگز کوئی شخص یہہ نہیں کہ سکتا کہ اسنے فرزندان
پر سوامی جی کا سا ظلم کیا ہے اور ان میں نفاق اور عداوت کا بیج بویا ہے اور اس کے مصنف کا مقصد
نفسانیت اور بیجا تعصب پر مبنی ہے -

بلکہ اسکے پڑہنے سے یہہ راز ظاہر ہوتا ہے کہ کسطرح سوامی جی نے بھولے بھالے ہندؤن کو دہوکا
دیا اور کسطرح زمانہ کا رنگ دیکھکر غلط تاویلات کی بنیاد پر وید کو ایک نئے پنتھ کا ذریعہ قرار دیا - سوامی جی نے
دیکھا کہ مغرب کی تیز آندھیان قدیم ہندو دھرم کا چراغ گل کئے دیتی ہیں اور جب تک ہندؤن کی نئی نسل
کے لئے تسکین کا سامان پیدا نہ کیا جاوے یہہ ہزارون برس کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی - نیز
سوامی جی کو خود الگ ڈفلی بجانے کا بھی شوق تھا - .... اپنی ناموری بھی چاہتے تھے - یہہ
بھی جانتے تھے کہ سنسکرت مردہ ہو چکی ہے اور اسکے جاننے والے جو موجود ہیں دن بدن اٹھتے جاتے ہیں
پس جھٹ ایک ناول نما دھرم نکال کھڑا کیا اور نوع انسان کو ایسا بڑا دہوکا دیا ...... سوامی جی

خود آپکے پاس ایسا پرمان موجود نہیں ہے تو پھر فضول بات کیوں بنا تے ہو ... ک
... میں یہ تو صاف درج ہے۔

تحفہ آریہ سماج حِصّہ دوئم

کرتی پیدائش عالم

جسمیں جیو پرکرتی (روح اور مادہ) کی قدامت پر کافی بحث موجود ہی

(سلسلہ کے لیئے دیکھو حِصّہ اوّل صفحہ ۲۲۵)

نمبر ۹

مصنف تمر بھاسکر نے پرکرتی کی قدامت پر بحث کرتے ہوئے ایک اعتراض پیش کیا ہے کہ "جب سب کچھ ایشور نے ہی پیدا کیا ہے تو پرکرتی نتیہ (لافانی) کیسے ہو گئی" اور اپنی تائید میں حسب ذیل منتروں کو پیش کیا ہے۔

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः सम्भूतः आकाशाद्वायुः वायो-
-रग्निः अग्नेरापः अद्भ्यः पृथिवी पृथिव्या ओषधयः ओष-
-धीभ्योऽन्नम् अन्नाद्रेतः रेतसः पुरुषः स वा एष पुरुषोऽन्न-
-रस मयः ॥ तै० १॥

इदं सर्वमसृजत यदिदं किञ्च ॥ तै० २॥

आत्मा वा इदमेक एवाग्र आसीन्नान्यत्किञ्चन ॥ तै० ३॥

اس کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے۔

منتر نمبر ا۔ (ا) اُس (۲) اُس (۳) آتما پرمیشور) سے (۴) آکاش (خلا) (۵) پیدا ہوا

(۶) آکاش سے (۷) ہوا (۸) ہوا سے (۹) اگ (۱۰) آگ ... بے تعصبانہ رائے اخبار نور افشان مورخہ ۱۰ مئی
(۱۴) مٹی یعنی زمین سے (۱۵) بناتات (۱۶) بناتات سے (۱۷) ان کے ریویو پر شاید یہ سمجھے (۲۰) نطفہ
سے (۲۱) پُرش (انسان) (پیدا ہوا) (۲۲) وہی یہ (۲۳) پُرش (۲۴) ان (غلہ) اور رس (غذا
کے ذائقہ) والا (ہے)۔

منتر نمبر ۲۔ (۱) اِس (۲) سب کو (۳) سرجا (۴) جو (۵) کچھ (۶) یہ (ہے)۔

منتر نمبر ۳۔ (۱) یہ (۲) آتما (۳) ہی (۴) اکیلا (۵) یقیناً (۶) آگے (۷) تھا (۸) دوسرا
(۹) کچھ (۱۰) نہین (تھا)۔

ناظرین! آپنے اوپر کے لفظی معنی سے یہ تو دیکھ لیا کہ اِن ہر سہ منتروں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اِس موجودہ خلقت سے پہلے سوا ایک وحدہٗ لاشریک پر برہم پرمیشور کے اور کچھ نہ تھا۔

(یعنے جیو آتما و پرکرتی کا بھی کہیں پتہ نہ تھا) اب دیکھئے پنڈت تلسی رام صاحب سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے من گھڑت اصول کی تائید کس انوکھے ڈھنگ پر کرتے ہین ہمین خوشی ہے کہ اوپر کے منترون کے معنی کو تو انہوں نے اولٹ پلٹ نہیں کیا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کیا فرما رہے ہین وہو ہذا۔

"بھلا آپنے یہ تو بتلایا کہ سب کچھ برہم نے پیدا کیا" واہ سناتنی اور ویدانتی لوگوں نے اِس سے اِنکار کب کیا تھا۔ یہ تو سوامی دیانند اور اون کے چیلون کا ہی قول ہے کہ برہم نے سب کچھ پیدا نہیں کیا بلکہ جیو اور پرکرتی خدا کی مانند ہمیشہ سے موجود تھیں۔ اور وہ سناتنی لوگ تو آپ (پنڈت تلسی رام صاحب) کی اِن فضول باتوں کی تردید ہی کر رہے ہین۔ پھر کسطرح آپ ایسا لکھتے ہیں۔ اجی حضرت! جواب دیتے ہیں کہ بات بناتے ہیں۔ اچھا آگے دیکھین کیا ارشاد ہوتا ہے آگے پنڈت تلسی رام صاحب یوں فرماتے ہین۔

"لیکن آپ کے پیش کردہ تینوں حوالہ جات میں یہ کہاں لکھا ہی کہ برہم نے پرکرتی کو رچا"
مگر آپنے بھی تو کوئی ایسا حوالہ نہ پیش کیا جسمیں یہ لکھا ہوتا کہ برہم نے پرکرتی اور جیو آتما کو نہیں پیدا کیا بلکہ یہی ہوتا کہ پرکرتی اور جیو آتما بھی برہم کے مانند نتیہ (لافانی) اور انادی (ازلی) ہیں۔

جب خود آپکے پاس ایسا پرمان موجود نہیں ہے تو پھر فضول بات کیوں بناتے ہیں اوپر کے حوالہ جات میں یہ تو صاف درج ہے کہ پرمیشور نے اس سب کو سرجا جو کچھ یہ سب ہے تو کیا سب کے اندر جیوآتما اور پرکرتی بھی نہ اگئے۔ آپ ہی بتلا دیجئے کہ کہیں وید منتروں میں اسقدر لکھا ہو کہ سب کو سرجا سے یہ مراد نہیں ہے کہ پرکرتی اور جیوآتما کو بھی سب کے اندر سمجھ لیا جاوے" اور پھر دیکھئے تیسرا منتر جس مین صاف لکھا ہوا ہے کہ پہلے صرف وہ نالق مطلق ہی اکیلا تھا اور اُسکے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ تو بھلا پھر اس سے اور زیادہ صاف بیان کیا ہونا چاہیئے۔ اور اب ذرہ آپ تعصب کو چھوڑ کر غور تو کرین کہ جب اونشد کہتا ہی کہ وہ اکیلا ہی تھا تو آپکے سوامی کی تعلیم کہاں بھاگ گئی اور جیوآتما دپرکرتی کہاں چلے گئے کیا اونشد کے مصنف کو اسقدر اور اس منتر میں ایزاد کرنا نہیں آتا تھا کہ "تھا تو وہ اکیلا ہی لیکن ایک بکری اور ایک اُسکا عاشق بکرا (یعنی جیو اور پرکرتی) بھی کسی کونے میں علیش کر رہے تھے۔ خیر۔ اب آگے دیکھیں کیا کہتے ہین آگے پنڈت تلسی رام صاحب یون فرماتے ہیں۔

"جب نہیں لکھا تو پرکرتی انیتہ (فانی) نہیں ہوسکتی" واہ! یہ بڑی زبردست دلیل آپ نے دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پرکرتی نیتہ (لافانی) نہیں ہوسکتی کیونکہ اب تک آپ نے اور آپ کے گرُو مہاراج نے ایک چھوٹا سا فقرہ بھی ویدوں وغیرہ سے نکال کر نہ پیش کیا جس میں پرکرتی کو نتیہ (لافانی) لکھا ہوتا۔ پھر کیا یون ہی زبانی جمع خرچ کی ٹھہرالی ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔

"تیسرے حوالہ کا ارتھ یہ نہیں ہے کہ پرکرتی نہ تھی" جناب عالی! تو پھر یہ بھی اس منتر کا ارتھ نہیں ہے کہ پرکرتی تھی بلکہ منتر اشنات کی بہ نسبت نفی کی ڈگری ہی۔ یعنے آپ کا تو یہ دعوٰی ہے کہ پرکرتی تھی (سناتنی کہتے ہین کہ پرکرتی نہیں تھی۔ پس لفظ پرکرتی کو جو کہ دونو مین شامل ہی نکال ڈالئے تو اب یون ہوا کہ آپ کا دعوٰی تو رہ گیا کہ تھی اور سناتنی کا دعوٰی رہا کہ نہ تھی اور مصنف اونشد کو جج بنایا گیا جن کا فیصلہ اس تیسرے منتر مین یہ صاف طور پر کھلے لفظون مین درج ہے کہ (دوسرا کچھ) نہیں تھا پس اب ہم ناظرین کے اوپر یہ فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ وہ چاہیں آپ کو ڈگری دیوین چاہیں سناتنی کو مگر ہمارے خیال میں تو یہی ہاہی

کہ یہان آپ کو بالکل اُلٹے منہ گرنا پڑا ہی اور ڈگری نہین تمہاوالے کے حق میں ہو گئی ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ تعصب کو نہین ترک کرتے اور اپنے آریہ سماجی سنسکرت سے ناواقف بہائیون کو خوش کرنے کے لیے (تاکہ کتابون اور اخبار وغیرہ کی خوب بکری ہوتی رہے) کچھ نہ کچھ اُلٹی سیدھی باتین بناتے ہی چلے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کاٹھ کی ہانڈی آخر کب تک۔

آگے پنڈت تلسی رام صاحب یون فرماتے ہیں "بلکہ آتما اور ईश्वर یہ دونون سے جس خلقت کی منشا رکی جا سکتی ہے وہ غلط ملط ہو رہے تھے یعنے خلقت ظاہر میں نہ تھی۔ کارن پرکرتی میں لیں (غرقاب) ہونے سے" اسکے لئے کوئی ویدمنتر کا حوالہ بھی دیتے ہیں یا کہ آپ کے الفاظ اب آریون کے لئے پانچوان وید سمجھے جائینگے۔

نمبر ۱۰

آگے چلکر سوامی جی اُردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۲ پر جیوآتما کی قدامت کو ویدون کے بکھیرون اور اونپشدون کے بکرون کے ذریعہ ثابت کرنے کے بعد اب شاسترون یعنے درشنون (فلاسفی کی سنسکرت کتب) پر آتے ہیں چنانچہ سانکھیہ درشن ادہار اول سوتر ۶۱ کو لکھ کر یہ ثابت کرنا چاہا ہی کہ سانکھ درشن کے مصنف مہرشی مہاراج بھی ان کے موافق ہیں۔ وہ سوتر حسب ذیل ہی

सत्व रजस्तमसां साम्यावस्था प्रकृतिः प्रकृतेर्महान् महतोऽह-
-ङ्कारोऽहङ्कारात्पञ्च तन्मात्राण्युभयमिन्द्रियं पञ्च तन्मात्रेभ्यः
स्थूल भूतानि पुरुष इति पञ्च विंशतिर्गणः ॥
सांख्य अ० १ सू० ६१ ॥

"(ستو) لطافت و پاکیزگی (رج حالت متوسط) (تم) کثافت یا غیر ذی شعوری ان تین گنون کا جو ایک جا مع جوہر ہوتا ہی اُسے پرکرتی کہتے ہین۔ اُس سے مہتتو (عقل) اور عقل سے اہنکار (انانیت) اور انانیت سے پانچ تن ماترا (عناصر لطیف) اور دس اندریان (قوائے احساس)

اور گیارہوان مین - پانچ تن ماتراؤن سے متّی وغیرہ پانچ بھوت (عناصر کثیف) یہ کل چوبیس ۲۴ ہوتے ہین - **اور پچیسوان پُرش یعنے جیو اور پرمیشور ہا ہا**

اِس سوتر مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اوّل پیدائش مین ۲۵ چیزین ہین - سوتر کے آخر مین تعداد पञ्च विंशतिः (پنچ ونشتی یعنے) پچیس ۲۵ کی درج ہی - مگر سوامی جی کو جیو پرکرتی کے قدامت کے وہم نے اسقدر غافل بنا دیا کہ وہ معمولی جوڑ لگانا بھی بھول گئے چنانچہ وہ اوپر کی عبارت مین چھبیس اشیا، گنا جاتے ہین مگر (میزان پچیس ہی کی وے رہے ہیں) بہ اعتبار ہو حساب لگا لیجئے - وہو ہذا

(پرکرتی) ۱ (مہتتو) ۱ + (اہنکار) ۱ + (عناصر لطیف) ۵ + (اندریان) ۱۱ + (عناصر کثیف) ۵ + (جین) ۱ + (جیو +) ۱ + (پرمیشور) ۱ = (۱ + ۱ + ۱ + ۵ + ۱۱ + ۵ + ۱ + ۱ + ۱) = ۲۶ - چھبیس -

اب ناظرین غور کرین کہ اس سے بڑھکر اور کیا مغالطہ وہی ہو سکتی ہے کہ مصنف سانکھ شاستر تو سوتر کے آخر مین لفظ پچیس ۲۵ بھی مندرج کر رہا ہے اور سوامی جی بھی میزان پچیس ۲۵ ہی رکھ رہے ہیں (یعنے لفظ پچیسوان ۲۵ استعمال کر رہے ہین) لیکن پھر بھی اشیار ۲۶ گنا جاتے ہین اب کیا یہ سمجھا جاوے کہ سوامی جی معمولی سکولی لڑکے کے مانند جوڑ لگانا بھی نہیں جانتے تھے - نہین نہین ہرگز نہیں - یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جوڑ لگانے کی غلطی سوامی دیانند جیسے فاضل اجل سے ہو جاوے - پھر کیا چھاپہ وغیرہ کی غلطی سے ایسا ہوا ہی - نہیں ایسا بھی نہیں معلوم ہوتا کیونکہ پنڈت تلسی رام صاحب سوامی جی کی تائید کر رہے ہیں - پھر آخر کیا بات ہے - کچھ بتلاؤگے بھی اچھا لیجئے سنئے -

ناظرین! اوپر کی لکیر شدہ عبارت کو پھر دیکھئے وہ یہ ہے (پچیسوان پُرش یعنے جیو اور پرمیشور) - پس اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ سوامی جی نے ایک چنے کی دو دالین کر لی ہین - سوتر مین صرف یہ لکھا ہے کہ "اور پُرش (ملاکر) پچیس اشیار ہوئین" پس سوامی جی کو یہ تو پورا اختیار تھا ہی کہ لفظ پُرش سے خواہ جیو آتما مراد لیوین چاہے پرماتما - اسلئے اونہون نے

اپنے اس اختیار کا حد سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہا اور ایک پُرش لفظ سے **جیو اور برہم** دونون کو دھر گھسیٹا۔ بس اور کچھ نہین صرف لفظ یا کے جگہ پر سوامی جی نے اوپر کر دیا ہی اس سے زیادہ کی آپ قسم لیجیے۔ اور اب دیکھیے کہ پرا تما کی **قدامت** مہرشی کپل دیو مہاراج مصنف سانکھ درشن کے قول سے ہی ثابت ہوگئی۔

واہ! جاہلون کو تو سب ہی لوگ مغالطہ دے سکتے ہین مگر پڑھے لکھون اور عالم فاضلون کو مغالطہ دینا کوئی سوامی دیانند سرسوتی مہاراج سیکھے لیوی اور اب اُن کی عدم موجودگی میں ایسی تعلیم کے لیئے اُن کے ماننے والے شریمان پنڈت تلسی رام صاحب کی خدمت مین حاضر ہونے کے لیئے شہر میرٹھ کا راستہ لینا چاہئے۔

چنانچہ جب اس سوتر کو لکھ کر ساتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب مصنف بھاسکر نے یہ اعتراض کیا کہ کیا مہرشی کپل دیو مصنف سانکھ درشن کو گنتی نہ آتی تھی کہ وہ پچیس میزان بتلا کر چھبیس اشیار شمار کرا دیتے۔ تو اس کا جواب شریمان پنڈت تلسی رام صاحب حسب ذیل تحریر فرماتے ہین:۔

”کپل دیو نے ۲۵ اشیار شمار کرانے مین پُرش لفظ کو ایسا پایا جو جیو اتما پرماتما دونون کا معمولی نام ہی اس لیئے ۲۶ وان شمار کرانے کی ضرورت نہ تھی“۔

اور ہمیں معلوم ہوتا ہی کہ کپل دیو مہاراج نے پنڈت تلسی رام صاحب سے آکر خواب میں یہ بات کہہ دی ہوگی کہ ”ہم نے اس سوتر پُرش لفظ کو ایسا پایا تھا کہ ۲۶ اشیار کو شمار کرا کر پچیس کا میزان لگا دیا اور ایک ہمارے گھر بچ رہا“

اجی پنڈت تلسی رام جی مہاراج! ان باتون کے بنانے سے کیا ہو سکتا ہی۔ جبکہ صریحاً سوامی جی جان بوجھ کر عوام کو دھوکا دے رہے ہین اور خود جوڑ نہ جاننے والون مین اپنے تئین شامل کرتے ہوئے کپل دیو جیسے مہرشیون پر ایسا زبردست الزام لگانے کے باعث بن رہے ہین کیا وہ ایسے ہی نالائق تھے کہ ۲۶ اشیار کو پچیس بتلاتے تو کیا اب آپ کو بھی پکشپات کے ایسے گہرے خندق میں گرنا لازم ہی کیا یہ آپ کی نیک نیتی ہی۔ چاہے آپ کے قول کے مطابق پُرش لفظ ایسا ہی پایا گیا ہو تا کہ وہ جیو آتما پرماتما دونوں کے لیئے آ سکتا

لیکن کیا حساب کتاب مین بھی کہین کھینچ تان ہوا کرتی ہے۔ آپ کی اس بات کو کوئی عقلمند آریہ بھی تسلیم نہ کریگا کیونکہ وہ تو ہمیشہ یہ کہتے ہی عادی رہا کرتے ہیں کہ دو اور دو چار ہوا کرتے ہین تو کیا اب وہ چھبیون کے بدلے چھبیسوان لے لیوینگے؟ کیا یہ ممکن ہی - پس اگر آپ کی بات سچ ہوتی تو لفظ پُرش पुरुष واحد (ایک بچن) میں کیون ہوتا۔ یہ دو ویعنے دو بچن (द्विवचन) مین کیون نہ ہوتا۔ اور اسکی شکل پُرشو کیون نہ ہوئی -

ناظرین! اب تو آپ نے سمجھ ہی لیا ہوگا کہ سوامی ویانند سرسوتی مہاراج کو کسی نہ کسیطرح جیواتما کی قدامت ثابت کرنا تھا۔ اُن کی بلا سے چھبیں کے چھبیس ہو جائیں چاہے جو ہو مگر کسیطرح جیواتما قدیم ثابت ہوجاوین مگر افسوس کہ اس کوشش مین بھی وہ ناکامیاب رہے۔

نمبر ۱۱

سوامی جی آگے چلکر ویدانتیون کے سوال قائم کرکے جواب دیتے ہوئے کٹھ اوپنشد کا حسب ذیل ادھورا منتر تحریر فرماتے ہین۔

नेह नानास्ति किञ्चन ॥ कठ० उप० अ० २ ब० ४ मं० ११ ॥

اس کا مطلب یون لکھا ہی -

"اس چیتن ماتر (عین علم) لازوال یکسان رہنے والے پرمیشور کی ذات مین اشیا، گونا گون وابستہ یا ملی ہوئی نہیں ہیں بلکہ سب اپنی اپنی ماہیت سے الگ اور پرمیشور کے سہارے سے قایم ہیں"

اور اس کا مطلب سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے یون درج فرمایا ہے کہ۔

इह मृदि घटादिकं किञ्चन नाना नास्ति ॥

"یہان یعنے مٹی مین گھڑا وغیرہ کچھ مختلف اشیا ملی ہوئی نہیں ہیں"

اور ان کا مطلب یہ ہی کہ جیسے کہین پر صرف خالص مٹی رکھی ہو تو یہ کہا جائیگا کہ یہ خالص

مٹی ہی یعنے یہ گھڑے وغیرہ کی شکل مین تبدیل نہیں ہوئی ہی اسیطرح اُس وحدۂ لاشریک پرمیشور کے وجود میں کسی قسم کی تبدیلی وغیرہ نہ ہوئی تھی۔

اس اوپر کے معانی پنڈت صاحب کے ارتھ مین آریہ پنڈت تلسی رام صاحب نقص نکالتے ہیں کہ "یہ معنے اُوسوقت ہو سکتے ہیں کہ مٹی تو موجود ہو مگر اُس سے گھڑا وغیرہ نہ بنا ہو"
پس وہ یون ارتھ لگاتے ہیں۔

इह जले मृदादिकं नाना नास्ति ॥

"یہان یعنے پانی مین مٹی وغیرہ کچھ نہیں ہی۔ (بلکہ صاف پانی ہی۔) اسی طرح . . . . . وغیرہ الغرض کیسے ہی سمجھو گھوم گھام کر آخر یہی ماننا پڑتا ہی کہ

न इह नाना अस्ति किञ्चन

(۱) یہان (۲) इह کچھ بھی (۳) किञ्चन مختلف اشیا (۴) नाना نہین (۵) न ہیں अस्ति

پس ہنا پر صاف ظاہر ہی کہ الفاظ سے تو سوامی جی کی تعلیم بالکل رد ہو جاتی ہے اور وہ چاہے کتنی ہی تاویل کیا کریں مگر الفاظ کے اندر سے تو ہر حالت مین اسی قدر برآمد ہوتا ہی کہ اور کچھ نہ تھا سوا ایک پر برہم پرآتما کے"

اسکو اور صاف کرنے کے لیئے مصنف تمہید سکر نے اس منتر کو پورا نقل کر دیا ہی چنانچہ اُن کی تردید کرتے ہوئے پنڈت تلسی رام صاحب نے اوس منتر سے بھی اگلا منتر پیش کر دیا ہی۔ اور چاہا ہی کہ کسی طرح کھینچ تان کرکے سوامی جی کی تائید کرسکین لیکن جب کسی طرح کامیاب نہ ہوئے تو آخر میں حاشیہ دے کر کام چلایا ہے ہم ان دونون منترون کو مع لفظی معنے ذیل مین درج کیئے دیتے ہین۔

यदेवेह तदमुत्र यदमुत्र तदन्विह । मृत्योः स मृत्युमाप्नोति य इह नानेव पश्यति ॥ क० ४।१०॥

मनसैवेदमाप्तव्यं नेह नानास्ति किञ्चन । मृत्यो० । क० ४।११

यत् एव इह तत् अमुत्र यत् अमुत्र तत् अनु इह । मृत्योः सः मृत्यु-
-म् आप्नोति यः इह नाना इव पश्यति ॥

मनसा एव इदं आप्तव्यं न इह नाना अस्ति किञ्चन । मृ०

ارتھ۔ (۱) جو (۲) ہی (۳) یہاں (ہے) (۴) وہ (۵) وہاں (ہے) (۶) جو (۷) وہاں (تو)
(۸) وہ (۹) یقیناً یہاں (ہی) (۱۰) وہ (انسان) (۱۱-۱۲) موت سے موت کو یعنی بار بار
موت کو (۱۳) حاصل کرتا ہے (۱۴) جو (۱۵) یہاں (۱۶) مختلف اشیاء کے (۱۷) مانند
(۱۸) دیکھتا ہے۔

دوسرے منتر کا ارتھ۔ (۱) دل سے (۲) ہی (۳) اس (پرمیشور) کو (۴) حاصل کرنا
چاہیئے (۵) کیونکہ یہاں (۶) مختلف اشیاء (۷) کچھ بھی (۸) نہیں (۹) ہیں۔ وہ انسان موت
سے موت کو حاصل کرتا ہے جو یہاں مختلف اشیاء کے مانند دیکھتا ہے۔

نوٹ۔ لفظ نمبر ۹ واحد ہے مگر اردو محاورہ میں اشیاء جمع ہونیکے باعث ہیں لکھا گیا
اب اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا ترجمہ یا تفسیر جو اوپر
درج ہے بالکل ہی بالکل اصل سے خلاف ہے کیونکہ سوامی جی کا یہ فقرہ کہ "بلکہ سب اپنی اپنی
ماہیت سے الگ اور پرمیشور کے سہارے قایم ہیں" اصل سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتا۔
وہاں تو صاف یہ کہا گیا ہے کہ وہ انسان جو یہاں (اس دنیا میں) مختلف اشیاء کے مانند دیکھتا
ہے موت سے موت کو (یعنی بار بار پیدایش کو مطابق اصول تناسخ) حاصل کرتا ہے یعنی اسکا
مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایک وحدہ لاشریک پربرہم پرمیشور کے سوا کچھ اور چیز دل کو بھی اسکا
شریک سمجھتا ہے وہ بار بار پیدا ہوتا اور مرتا رہتا ہے یعنی وہ مکتی (نجات) کو ہرگز بھی نہیں
حاصل کر سکتا۔

اور پنڈت تلسی رام صاحب کا تعصب اس سے ظاہر ہے کہ ان دونوں منتروں کے معنی
کے ساتھ بریکیٹ دینے پر بھی جب مطلب پسندہ ہوتا نہ دیکھا تو آخر میں حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں
"ارتھات یہ سمجھتا ہے کہ دنیا کی مختلف اشیاء ہی کو زمانہ گذشتہ کے لوگوں نے ملاکر برہم
نام رکھ دیا ہے جو ایسا سمجھنے والا ناستک (منکر خدا) ہی وہ موت پر موت حاصل کرتا ہے یعنی
مکتی (نجات) نہیں حاصل کر سکتا"

ناظرین! آپ غور کر سکتے ہیں کہ منتر کے لفظوں میں کیسے صاف طور پر کہا گیا ہے کہ
"کیونکہ یہاں مختلف اشیاء کچھ بھی نہیں ہیں" جسکی تشریح کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے

اسکے صاف یہی معنی ہوتے ہیں کہ سوا ایک وحدہٗ لاشریک پرمیشور کے اور کسی دوسرے کا وجود نہیں ہے اور جو اسکے خلاف سمجھتے ہوں (یعنی آریہ سماجیوں کی مانند یہ تصور کرتے ہوں کہ اس برہم کے علاوہ اور بھی شے کا وجود ہے) وہ نجات حاصل کر سکتے اب ذرہ پنڈت تلسی رام صاحب کی تشریح مذکورہ بالا کو ملاحظہ کیجئے جس میں وہ محض بے بنیاد باتیں بنا رہے ہیں کہ اگر کوئی یہ خیال کرتا ہو کہ ہمارے قدیم بزرگوں نے انہیں دنیادی مختلف اشیاء کے مجموعہ کو برہم سمجھ لیا تھا تو وہ نجات کو حاصل نہ کر سکے گا۔ اب ہر ایک سمجھدار آریہ صاحب بھی دیکھ سکتے ہیں کہ پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ تشریح اصل منتر کے الفاظ سے کہاں برآمد ہوتی ہے بس کیا واقعی ان کا یہ قول سراسر اس منتر کے معنی مطلب سے بالکل خلاف نہیں ہے۔

نمبر ۱۲

آگے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج چھاندوگیہ اپنشد کا ایک منتر پیش کرتے ہیں جو کہ معہ ان کے ترجمہ کے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

सर्वं खल्विदं ब्रह्म तज्जलानिति शान्त उपासीत ॥

छा० प्र० ३ खं० १४ ॥

اے جیو! تو پرمیشور کی عبادت کر جس پرمیشور سے عالم کی پیدائش۔ قیام اور پرورش ہوتی ہے جس کے بنانے اور قائم رکھنے سے یہ تمام کائنات عالم وجود میں آتی ہے یا جس کا برہم کے ساتھ تعلق ہمیشہ جاری ہے۔ اس کو چھوڑ کر دوسرے کی اوپاسنا (عبادت) نہیں کرنی چاہئے۔

اوپر کا ترجمہ سوامی جی کا ہرگز بھی اصل عبارت کے معنی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ سوامی جی نے اپنی عبارت ملا کر جو چاہا ہے وہ لکھ دیا ہے اور اس منتر سے مضمون زیر بحث کو صاف نہ ہوتا ہوا سمجھ کر پنڈت جوالا پرشاد صاحب سناتنی نے اس سے اگلا منتر لکھنے کے علاوہ اس مقام کے دو منتر اور بھی نقل کر دیئے ہیں اور ظاہر کر دیا ہے کہ جس جگہ یہ چھاندوگیہ

اوپنشد میں یہ منتر موجود ہے وہاں کی پوری عبارت پڑھ جایئے مگر سوامی جی کا اصول کہ جیو آتما پرکرتی بھی پرمیشور کے ہی مانند قدیم ہیں ہرگز نہ پایئے گا۔ بلکہ اسکے خلاف یہ نوٹ لے گا کہ سوا برہم کے اور کچھ ہے ہی نہیں ہے ان چاروں منتروں کو پنڈت تلسی رام صاحب نے بھی لکھ کر معنی کئے ہیں پس ہم ان چاروں منتروں کو ذیل میں نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین کو معلوم ہو جاویگا کہ پنڈت تلسی رام صاحب کی تمام کوشش سوامی جی کی اس تعلیم کو ان منتروں میں موجود ہونا ثابت کرنیکی رائیگاں ہوئی۔

सर्वं खल्विदं ब्रह्म तज्जलानिति शान्त उपासीत खलु क्रतु-मयः पुरुषो यथा क्रतुरस्मिँल्लोके पुरुषो भवति तथेतः प्रेत्य भवति स क्रतुं कुर्वीत ॥ छा० ३।१४।१॥

اس کا انوے (ترتیب الفاظ) حسب منشا پنڈت تلسی رام صاحب قایم رکھکر ذیل میں لفظی ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:-

सर्वं[3] खलु[5] इदं[2] ब्रह्म[4] तत्[21] जलान्[22] इति[20] शान्तः[1] उपासीत[6] खलु[8] क्रतुमयः[9] पुरुषः[7] यथा[13] क्रतुः[14] अस्मिन्[11] लोके[12] पुरुषः[10] भवति[15] तथा[16] इतः[17] प्रेत्य[18] भवति[19] सः[23] क्रतुं[24] कुर्वीत[25] ॥

ارتھ:- (۱) شانتی والا (نیک نیت) (۲) اس (۳) سبکو (۴) برہم (سمجھکر) (۵) یقیناً (۶) اوپاسنا (عبادت) کرے۔ (۷) پرش (انسان) (۸) یقیناً (۹) یگیہ کرنیوالا (یعنی افعال کا عادی) (ہے)، (۱۰) وہ (انسان) (۱۱) اس (۱۲) دنیا میں (۱۳) جسطرح (۱۴-۱۵) یگیہ والا ہوتا ہے (یعنی افعال کا عادی رہتا ہے) (۱۶) اُس طرح (۱۷) یہاں سے (۱۸) جانے پر (مرنے پر) (۱۹) (بھی ویسا ہی) ہوتا ہے (۲۰) ایسا سمجھ کر (۲۱) اُن (۲۲) پیدا شدہ اشیا کو (۲۳) وہ (انسان) (۲۴-۲۵) یگیہ میں استعمال کرے (یعنی دنیاوی سامان سے نیک افعال میں مدد لیوے) اس میں الفاظ نمبر ۲-۳-۴-۵-۶ قابل غور ہیں وہ یہ ہیں۔

اس سب کو برہم سمجھ کر یقیناً اوپاسنا کرے اور اس سے شنکر فلاسفی ثابت ہو رہی ہے۔ یعنی یہ کہ تمام مادی اور روحانی اشیا برہم ہی ہے غرض کہ سوا ایک برہم کے وہ لوگ

اور کسی شے کا وجود اس پیدا شدہ حالت میں بھی نہیں مانتے) اس فقرہ کا ترجمہ پنڈت
تلسی رام صاحب کا حسب ذیل ہے۔

इदं सर्वं اس سب پورب پرتی بادت (پہلے جس کا ذکر ہو چکا ہے اُس) ब्रह्म
برہم کو (खलु) یقیناً (उपासीत) اوپاست کرے (عبادت کرے)"
پس اگر اوپر کو لکیہ شُدہ دو لفظوں کو جو کہ منتر کے کسی لفظ کے معنی ہرگز ہرگز بھی نہیں ہیں
پنڈت تلسی رام صاحب کی بیچ گھڑنت ہونے کے باعث نکال ڈالا جاوے تو اُن کا ہی
ترجمہ یوں ہوا کہ "اس سب برہم کی یقیناً عبادت کرے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ اس کو
بھی شانکر فلاسفی کی ہی جھلک نکل پڑتی ہے اور باوجود انوے (ترتیب الفاظ) کا ہیر
پھیر کر کے الفاظ जलान وغیرہ کو انکے اصلی جگہ سے دور پھینک دینے کے بھی
وہ مطلب نہیں سدھ ہوتا جس کے لئے یہ سب کارروائی کی گئی۔

"سب برہم کی یقیناً عبادت کرے" اسکا مطلب کیا ہوا؟ برہم میں تو ہیں سب۔ لگانیکے کیا معنی
کیا بغیر سب صفت لگائے ہوئے برہم میں کچھ کمی رہ جاتی۔ اور ایک محدود عقل و محدود
طاقت والا انسان سب برہم (یعنی شاید تمام و کمال صفتوں طاقتوں اور مہماؤں یعنی فضیلت
والے برہم) کی عبادت کر ہی کسطرح سکتا ہے؟ ہم تو اپنی محدود طاقت والی آنکھوں سے
کسی خاص حد تک ہی اُسکی خلقت کو دیکھ سکتے ہیں یا محدود طاقت والے دماغ سے
کسی خاص حد تک ہی اُسکے اوصاف اور رچناؤں کو غور و خوض کر سکتے ہیں پس انسان کو
ایسی ہدایت دینا کہ وہ سب برہم کی عبادت کرے شریمان پنڈت تلسی رام صاحب ہی
جیسے مہاتماؤں کا کام ہے۔ منتر کے الفاظ تو بہت صاف ہیں اور یہی معنی ٹھیک ہو سکتے
ہیں کہ इदं सर्वं اس سب کو ब्रह्म جو کہ برہم ہے खलु یقیناً उपासीत عبادت کرے
یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ सर्वम् سب کو खलु یقیناً इदम् یہ ब्रह्म برہم
سمجھ کر उपासीत عبادت کرے۔

غرضکہ انہیں پانچ لفظوں کو اولٹ پھیر کر کے حسب ذیل پانچ معنی ہم ناظرین کی خدمت میں
پیش کئے دیتے ہیں۔

(۱) اس سب برہم کو یقیناً عبادت کرے (یہ پنڈت تلسی رام صاحب کے الفاظ ہیں)

(۲) اس سب کو جو کہ برہم ہے یقیناً عبادت کرے۔

(۳) اس سب کو جو کہ یقیناً برہم ہے عبادت کرے۔

(۴) سب کو یقیناً یہ برہم سمجھ کر عبادت کرے۔

(۵) اِس برہم کو یقیناً سب سمجھ کر عبادت کرے۔

ہمارے خیال میں اِن جملہ معنوں کے لحاظ سے برہم ہی کی فضیلت ملتی ہے اور پرکرتی و جیوآتما (مادّہ اور روح) کا وجود بالکل یہاں نظر نہیں آتا۔ آگے پنڈت تلسی رام صاحب کے ترجمہ میں لفظ तज्जलान् قابل غور ہے۔ اسکا ترجمہ وہ یوں کرتے ہیں۔

"اس برہم کے پیدا کیئے اور اُسی آدہار (سہارہ) میں لین (غرقاب) ہونے والے پدارتھوں (اشیاء) کو"

اُس آدہار میں لین ہوجانیوالے یہ کہنے سے پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ منشاء ہے کہ ہم معترض کی آنکھوں میں دھول ڈال کر کہہ دیویں گے کہ وہ دیکھو منتر کے الفاظ کے معنی سے ہی ثابت ہو رہا ہی کہ پرکرتی اُس آدہار (پرمیشور) میں لین رہتی ہے پس ثابت ہوا کہ وہ موجود تھی۔ اِسکے وجود کا عدم نہ تہا" مگر اُن کا یہ ارتھ خود اُنکے ایک دوست معزز آریہ پنڈت صاحب کی تفسیر سے رد ہو جاتی ہے جسے ہم آگے چل کر پیش کرینگے لیکن جبکہ لفظوں سے ایسی بات کا بالکل اشارہ تک بھی نہیں نکلتا تو پھر بھلا یہ چال کب چل سکتی تھی اور سوا سنسکرت سے ناواقفوں کے دوسروں پر ان باتوں کا کیا اثر ہو سکتا تہا

ناظرین! اب آپنے یہ تو دیکھ لیا کہ پنڈت تلسی رام صاحب کا ہی انوے (ترتیب الفاظ) قایم رکھ کر ہم نے لفظی ترجمہ منتر کا ادہر پیش کر دیا جس سے بھی اُن کی مطلب براری مطلقاً نہ ہو سکی۔ اب اِس منتر کا ٹھیک انوے جس سے سناتنی ودوانتی اور شاید تمام دیگر علماء سنسکرت متفق ہونگے ذیل میں درج کیا جاتا ہی جس سے آپکو پتہ لگ جاویگا کہ نہ تو سوامی دیانند مہاراج اصلی الفاظ سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ انکے چیلے پنڈت تلسی رام صاحب ٹھیک معنی کرتے ہیں۔

सर्वं खलु इदं ब्रह्म तत् जलान् इति शान्तः उपासीत। एवं-
-लु क्रतुमयः पुरुषः यथा क्रतुः अस्मिन् लोके पुरुषः भवति
तथा इतः प्रेत्य भवति सः क्रतुं कुर्वीत॥

ارتھ - (۱) یہ (۲) سب (۳-۴) پیدا شدہ اشیاء (۵) یقیناً (۶) برہم (ہی ہے) (۷) اسلئے (۸) شانت چت والا (نیک نیت انسان) (۹) (اُس کی) اوپاسنا (عبادت) کرے (۱۰) انسان (۱۱) یقیناً (۱۲) یگیہ والا (افعال کا عادی) (ہے) (۱۳) جسطرح (۱۴) (وہ) انسان (۱۵) اس (۱۶) دنیا میں (۱۷) یگیوں والا (افعال کا عادی) (۱۸) ہوتا ہے (۱۹) اسیطرح (۲۰) یہاں سے (۲۱) جانے پر (مرنے پر) (۲۲) (بھی ویسا ہی) ہوتا ہے (۲۳) (اسلئے لازم ہے کہ) وہ (انسان) (۲۴) یگیوں (نیک فعال) کو (۲۵) کرتا رہے۔

پنڈت تلسی رام صاحب کے ترجمہ سے اسمیں فرق یہ ہے کہ لفظ نمبر ۳-۴ ان کے ترجمہ میں نمبر ۱۲-۲۲ پر جا پڑے تھے پس دراصل انہوں نے دو منتروں کو ایک میں ملا کر کام چلانا چاہا ہے۔ اور اب وہ متنازعہ فیہ ٹکڑہ جو سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش میں نقل کیا گیا ہے بمعہ صحیح معنی دیتا ہوں

सर्वं खलु इदं ब्रह्म तत् जलान् इति शान्तः उपासीत॥

ارتھ - (۱) یہ (۲) سب (۳) وہ (۴) اشیاء (پانی وغیرہ) (۵) یقیناً (۶) برہم (ہے) (۷) اسلئے (۸) شانت (نیک دل انسان) (۹) (اسکی) عبادت کرے۔

ناظرین! اب ہم آپکو اس منتر کا وہ ارتھ سناتے ہیں جو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے قایم کردہ ویدک پریس اجمیر میں چھپے ہوئے چھاندوگیہ اوپنشد میں مندرج ہے واضح ہو کہ اس چھاندوگیہ اوپنشد پر گذشتہ سال میں پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ صاحب نے (جو از غلامان آریہ سماج) نے آریہ تفسیر تیار کی ہے جسے ویدک پریس کمیٹی نے اپنے اس مطبع میں شایع کیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۴۳۹ پر یہ منتر موجود ہے اور ہم پنڈت صاحب کی ہندی ارتھ کو اس کتاب کے صفحہ ۴۴۰ سطر ۱-۲ سے نقل کر کے ذیل میں دیتے ہیں:-

یہ برہم سب ہے۔ خواہ۔ یہ برہم سب میں ہی ہے۔ خود شانت (نیک نیت سادہ مزاج

ہوکر (اس برہم کی) تجلان مان کر اوپاسنا (پرستش) کرے۔

(نوٹ لفظ تجلان کے معنی آگے آویں گے)

پدارتھ (ہر ایک لفظ علیحدہ علیحدہ کرکے ان کے معنی):- (इदं ब्रह्म) یہ برہم (सर्वं खलु) سب ہی ہے (शान्तः) عابد خود شانت ہوکر اس برہم کی (तज्जलान्) تجلان یعنی (तज्ज) تج جس سے یہ ساری خلقت (پیدا) ہوتی ہے (तल्ल) تل جس میں آخر کار لین (غرقاب) ہوتی ہے (तदन) تدن اور جس ہی میں پران دھارن کرتی ہے (جسکے سہارہ پرسانس لیتی یا زندہ رہتی ہے) اُس برہم کو ان تینوں صفتوں سے موصوف سمجھ کر (उपासीत) عبادت کرے "

ناظرین! اب آپنے دیکھ لیا کہ ویدک پریس کمیٹی نے اگرچہ اس کتاب پر آرین تفسیر اسی غرض سے شایع کرائی ہے کہ کسی نہ کسی طرح دیانند فلاسفی کے موافق معنی مطلب نکال لئے جاویں۔ لیکن تاہم بھی آریہ مفسر صاحب لفظی معنی پیش کرتے ہوئے اس مقصد میں ہرگز ہرگز بھی کامیاب نہ ہوسکے۔ "یہ سب برہم ہی ہے" اس فقرہ کو وہ زیادہ سے زیادہ یوں تبدیل کرسکے کہ "یہ برہم سب ہی ہے" لیکن پھر بھی دیانندی فلاسفی اس سے نہیں ثابت ہوتی۔ اور لفظ تجلان کے معنی کو خوب عیاں کردیا بس اب اس سے یہ نکل آیا کہ جس برہم نے خلقت کو پیدا کیا ہے جو اس کا پرورش کنندہ ہے اور جسمیں ہی یہ سب خلقت فنا ہونیکے بعد لین ہوجایا کرتی ہے اُس برہم کی عبادت کرو بس اُس سے بھی یہی پایا گیا کہ ایک وحدہ لاشریک پر برہم پرمیشور کے سوا اور دوسرا کوئی نہ تھا اور اسی سے یہ سب پیدا ہوا یعنی جیو اور پرکرتی (روح اور مادہ) بھی اس سے پیدا ہوے۔

ناظرین! اس بات کو تحریر کرتے ہوئے آریہ پنڈت شیوشنکر کاویہ تیرتھ صاحب کی قلم رک گئی چنانچہ وہ دیانندی فلاسفی کو ڈوبتا دیکھکر اس موقع پر ایک حاشیہ سے کام چلانا چاہتے ہیں اس میں وہ ظاہر کررہے ہیں کہ "یہ سب برہم ہی ہے اس فقرہ کا مطلب محض یہ ہے کہ اس سب میں وہ برہم موجود ہے یعنی جسطرح پانی میں نمک گھول دیئے جانے پر کہا جاتا ہے کہ یہ پانی گویا بالکل نمک ہی ہے اسی طرح یہاں بھی یہی مطلب ہے" وغیرہ۔ بس ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا محض ایسے

تشریحوں اور ناویلوں ہی کے بھروسہ پر ماده کی قدامت ثابت کی جارہی ہے۔ اگرچھاندوگیہ اونپشد جیسی ضخیم کتاب میں ایک فقرہ چار لفظوں کا بھی سوامی جی کے موافق ایسا نہیں پایا جاتا جسکے یہ معنی ہوں کہ پرکرتی اور جیو آتما انادی (ازلی) ہیں توپھر کس منہ سے آریہ صاحبان سوامی جی کی ہاں میں ہاں ملانیکو تیار ہوتے ہیں کیا یہ سراسر تعصب نہیں ہے۔

ناظرین! آپ ان متعصب آریہ صاحبان سے کہیں کہ اس روشنی کے زمانہ میں ایسی بے بنیاد باتیں نہیں چل سکتیں انکی ان من گھڑنت اصولوں کا پردہ اسی وقت تک ڈھکا ہے جبتک کہ دیگر اقوام کے ممبران علم سنسکرت سے ناواقف ہیں پس اب بھی بہتر ہو کہ سوامی دیانند کی غلطیوں کا عام اعلان کرتے ہوئے ان تمام خرابیوں کو دور کر دیویں اور جو کچھ تعلیم ان کی تسلیم کردہ پاک کتابوں میں درج ہے اسے ہی قبول کریں۔

اب اس سے اگلا منتر بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۰۰ سے نقل کیا جاتا ہی:۔

मनो मयः प्राण शरीरो भा रूपः सत्य सङ्कल्पः आकाशात्मा सर्व कर्म्मा

सर्व कामः सर्व गन्धः सर्व रसः सर्वमिदमभ्यात्तो ऽवाक्यनादरः ॥

छा० ३।१४।२॥

اسکا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب یوں کرتے ہیں:۔

"اب دوسرے قول میں **علیحدہ علیحدہ دو آتماؤں کا بیان ہے**

(मनो मयः) چتین سوروپ یعنی ذی روح (प्राण शरीरः) پران (دم یا سانس) جسکا جسم ہے (भा रूपः) روشنی والا ہے (सत्य सङ्कल्पः) ستیہ سنکلپ۔ (سچا ارادہ) کرنیوالا (आकाशात्मा) آکاش (خلا) کے مانند سوکشم سوروپ۔ (لطیف جسم والا) (सर्व कर्म्मा) سب افعال کرنیوالا (सर्व कामः) سب خواہشوں والا (सर्व गन्धः सर्व रसः) سب طرح کی بو اور ذایقوں والا۔ (इदं सर्वम्) اس سب ہوگیہ (المذوبہ) اشیا کو (अभि आत्तः) ابھی ویاپت (یعنی رگ رگ میں موجود) ہوتا ہوا (अवाकी अनादरः) دراصل آواز کے اشارہ والے اندریوں (حواس) سے منزہ اور بے خوف ہی:۔

سوال۔ اوپر جو لکیر شدہ فقرہ کے ذریعہ یہ دعوٰی کیا گیا ہے کہ اس منتر میں دو آتماؤں (جیو اور برہم) کا بیان ہے اُن دو کا تو کہیں پتہ نہیں ملتا ہم نے اِسی لئے پنڈت تلسی رام صاحب کی پوری عبارت نقل کر دی ہے اور اب ناظرین خود غور کریں کہ دو آتماؤں کا بیان اوپر کے منتر میں آیا ہے یا نہیں۔ ہمیں تو دو نظر نہیں آتے:۔

ذیل میں لفظی ترجمہ درج کیا جاتا ہے:۔

मनोमयः प्राण शरीरः भा रूपः सत्य सङ्कल्पः आकाश आत्मा सर्व-
-कर्मा सर्व गन्धः सर्व रसः सर्वम् इदम् अभि आत्तः अवाकी अनादरः ॥

(۱) من (دل و دماغ) والا (۲) سانس کے جسم والا (۳) روشنی والا (۴) سچے ارادہ والا (۵) سب خواہشات والا (۶) سب گندھوں یعنی بو والا (۷) سب ذائقوں والا (۸) حواس سے منزہ (۹) بے خوف (۱۰) وہ آتما جو کہ آکاش (خلا) کے مانند ہے (۱۱) اس (۱۲) سب کو (۱۳) **ویاپ رہا ہے** (یعنی اس سب میں موجود ہو رہا ہے)۔

ناظرین لکیر شدہ آخری فقرہ کو غور سے پڑھیں اور پھر پنڈت تلسی رام صاحب سے دریافت کریں کہ یہاں ایک وحدہ لاشریک پر برہم پرمیشور کے ویاپک ہونے کا ذکر ہے یا علیحدہ علیحدہ دو آتماؤں کا بیان ہے اچھا ناظرین اب ذرہ دیکھئے کہ پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ صاحب اس منتر کا کیا ارتھ کرتے ہیں جسے ہم اِن کی کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ ۵۴۴ سطر ۱۹ سے ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں:۔

"منومی پران سوروپ بھا روپ ستیہ سنکلپ آکاش آتما سرب کرما سرب گندھ سرب رس اس سب جگت میں ابھی ویاپت اواکی اور اناد ر {وہ پرماتما} ہے۔

کہیے پنڈت تلسی رام جی مہاراج! اب ہم آپکے قول کے مطابق اس منتر میں علیحدہ علیحدہ دو آتماؤں کا بیان تسلیم کریں یا کہ آپکے آریہ دھرمی پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ صاحب مفسر چھاندوگیہ اُپنشد کے اِس ترجمہ کے مطابق اِس منتر میں ایک ہی آتما پرماتما پر برہم پرمیشور کے ایک ہونیکا ذکر تسلیم کریں۔

ہماری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ دونوں صاحبان سنسکرت کے عالم اور آریہ سماج کے معزز رکن

پنڈتوں میں سے ہیں لیکن تاہم چونکہ آپکے دوست صاحب نے اس چھاندوگیہ اپنشد پر شروع سے آخر تک تفسیر کی ہے پس یقیناً ان کا کیا ہوا ترجمہ بہ نسبت آپکے زیادہ قابل وقعت مانا جاسکتا ہے۔

ناظرین! آپنے دیکھا کہ آریوں کا یہ اصول (مادہ اور روح کی قدامت) کیسا بے بنیاد ہے کہ جن حوالجات پر بھروسہ کیا جاتا تھا انہیں سے کچھ نہ کچھ انکی مرضی کے نا موافق معنی مطلب نکل آئے ہیں اب اور آگے دیکھئے۔ تیسرا منتر حسب ذیل ہے۔

एष म आत्मान्तर्हृदयेऽणीयान् व्रीहेर्वा यवाद्वा सर्षपाद्वा श्या-
-माकाद्वा श्यामाक तण्डुलाद्वा एष म आत्मान्तर्हृदये ज्याया-
-न् दिवो ज्यायानेभ्यो लोकेभ्यः॥ छा० ३।१४।३॥

پنڈت تلسی رام صاحب کے اس منتر کے ترجمہ پر صرف ایک اعتراض ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۰۸ سطر ۲۸ پر یوں تحریر فرماتے ہیں:—

(एषः आत्मा) اور یہ دوسرا آتما ہے۔ پس سنسکرت داں آریہ صاحبان پنڈت صاحب موصوف سے دریافت کریں کہ لفظ (एषः) (وہ) کے معنی دوسرے کس ویاکرن (قواعد) یا لغت سے کیا گیا ہو۔ کیا ایسی ہی من مانی الفاظ ایزاد کرنے کے بھروسہ جیو آتما اور پرکرتی کو وحدہ لاشریک پرماتما پربرہم کا شریک دار بنانا چاہتے ہیں۔ اب اس منتر کا لفظی ترجمہ سنیئے:۔

एषः मे आत्मा अन्तः हृदये अणीयान् व्रीहेः वा यवात् वा सर्षपा-
-द्वा श्यामाकात् वा श्यामाक तण्डुलात् वा एषः मे आत्मा अन्तः
हृदये ज्यायान् दिवः ज्यायान् एभ्यः लोकेभ्यः॥

(۱) وہ (۲) آتما (۳) (جوکہ) میرے (۴) دل کے (۵) اندر (ہے) (وہ) (۶) دھان سے بھی (۷) جو سے بھی (۸) سرسوں سے بھی (۹) ساوان (چھوٹا غلہ ہوتا ہے) سے بھی (۱۰) ساواں کے چاول سے بھی (۱۱) بہت چھوٹا ہے (۱۲) اور وہ (۱۳) میرا (۱۴) آتما (۱۵) (جوکہ) دل کے (۱۶) اندر (ہے) (۱۷) دیولوک (روشن کرہ یعنی سورج کے اوپر کے خلا) سے (۱۸) بڑا (ہے) (۱۹) اور ان (۲۰) لوکوں (کروں) سے (بھی) (۲۱) بڑا ہے۔

ناظرین! اس منتر کی تفسیر میں پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ صاحب نے بھی چھاندوگیہ صفحہ ۱۴۴

سطر ۵ پر صرف ایک آتما یعنی پرماتما کا ہی مطلب لیا ہی پس پنڈت تلسی رام صاحب کی بات اب ہر طرح سے رد ہوگئی اور اسکا مطلب یہ ہی کہ وہ آتما جہاں ایسا چھوٹا ہی کہ ادنیٰ سے ادنیٰ اشیا ر دنیاوی سے بھی چھوٹا ہے وہاں ایسا بڑا بھی ہی کہ آفتاب وغیرہ سے بھی بڑا ہے۔ یہ دونوں طرح کی صفتیں پرمیشور ہی میں گھٹ سکتی ہیں اب پنڈت تلسی رام صاحب کا دوسرا آتما کدہر چلا گیا۔ اور اگر کہیں کہ منتر میں جو لفظ آتما دو مرتبہ آئے ہیں (ایک نمبر ۳۰۔ دوسرا نمبر ۳۸) پس انہیں سے دو آتما کا وجود اس منتر سے نکل آتا ہی تو جواب یہ ہے کہ کیا مصنف چہاندوگیہ اونپشد کو لفظ دوے یا دوسرے لکھنا نہیں آتا تھا پس یہ کوئی دلیل نہیں ہے اور دو مرتبہ آتما لفظ کے آنیکی تو وجہ یہ ہے کہ دو قسم کی صفتیں اس منتر کی بیان ہوئی ہیں الفاظ نمبر ۱ سے ۱۱ تک میں یہ بتلایا کہ وہ چھوٹے سے بھی چھوٹا ہے اور بعدہ الفاظ نمبر ۱۲ سے ۱۸ تک میں یہ بتلایا کہ بڑے سے بھی بڑا ہے اسیوجہ سے آتما لفظ کے ساتھ ایشہ وہ آیا ہی یکشیات (تعصب چھوڑکر جو آریہ صاحبان غور کرینگے وہ ضرور اس منتر کو آریہ سماج کی تعلیم کے خلاف پاوینگے۔ اب چوتہا منتر حسب ذیل ہے۔

सर्व कर्मा सर्व कामः सर्व गन्धः सर्व रसः सर्वमिदम भ्यात्तोऽवाक्यनादर एष म आत्मान्तर्हृदय एतद्ब्रह्मैतमितः प्रेत्याभि संभवि-
-तास्मीति यस्य स्यादद्धा न विचिकित्सास्तीति ह स्माह शाण्डिल्यः॥ छा० ३।१४।४॥

پنڈت تلسی رام صاحب کے اس منتر کے ترجمہ پر صرف ایک اعتراض ہی اور وہ یہ ہے کہ بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۸ سطر ۷ پر ایک بڑی بریکٹ میں یہ (یہ دوسرا آتما بھی) لکھتے ہیں پس اس بڑے بریکٹ سے ہی صاف ظاہر ہے کہ منتر میں ان کو کوئی لفظ **دوسرا آتما بھی** کیلئے نہیں ملا لیکن کسی نہ کسی طرح اوٹسا سیدھا ارتھ بناکر سوامی دیانند کی عذت کو تو رکھنا ہی مناسب ہی پس اور کچھ نہ سہی تو ایک بریکٹ ہی سے کام نکالا گیا۔ اب ناظرین ذیل میں لفظی ترجمہ کو ملاحظہ فرماویں:-

सर्व कर्मा सर्व कामः सर्व गन्धः सर्व रसः सर्वम् इदम् अभि-
-आत्तः अवाकी अनादरः एषः मे आत्मा अन्तः हृदये एतत्
ब्रह्म एतम् इतः प्रेत्य अभि सम्भविता अस्मि इति यस्य स्यात्

श्रद्धा[23] न[24] विचिकित्सा[25] अस्ति[27] इति[28] ह आहस्म[30] शाण्डिल्यः[29] ॥

وہ(۲) آتما(۳ جوکہ) میرے (۴) دل کے (۵) اندر ہے (وہ) (۶) سب افعال والا (۷) سب خواہشات والا (۸) سب گندھوں (بو) والا (۹) سب ذایقوں والا (۱۰) حواس سے منزہ (۱۱) بے خوف (ہے جوکہ) (۱۲) اس (۱۳) سب کو (۱۴) ویاپ رہا ہے - (یعنی سب میں موجود ہو رہا ہے) (۱۵) وہ (ہی) ، (۱۶) برہم ہے) (۱۷) یہاں سے (۱۸) (مرکر) جانے پر (۱۹) اس (برہم) کو (۲۰) میں حاصل کر لونگا (۲۱) ایسا (۲۲) جسکا (۲۳) ساکشات کار - (پرمیشور کی خاص نزدیکی سے ہونیوالا ظہور) (۲۴) ہو جاوے (۲۵) (اسکو کوئی) افسوس (۲۶) نہیں (۲۷) ہے (۲۸) اس بات کو (۲۹) شانڈلیہ (نامی رشی) نے (۳۰) کہا ہے -

ناظرین! پنڈت شیوشنکر کا ویدک ترجمہ بھی اس منتر کی تفسیر میں چھاندوگیہ صفحہ ۴۴۹ سطر ۱۵ پر صرف ایک ہی آتما یعنی پرمیشور کا مطلب لے رہے ہیں بس پنڈت تلسی رام صاحب کی بات بالکل ہی بالکل رد ہو گئی - اور اس منتر میں مکتی یعنی نجات کا ذکر صاف موجود ہے لیکن دوسرے آتما کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے بلکہ جیو آتما کیطرف سے یہ منتر ہے گویا کہ کوئی انسان یہ کہہ رہا ہے کہ وہ برہم جو ایسے ایسے صفتوں والا ہے وہ میرے دل کے اندر موجود ہے لیکن میں اس جسم کی قید میں پڑا ہوں پس جب یہ جسم فنا ہو جائیگا (یعنی مرنے پر) تب میں اُس میں جا ملونگا یہ بھی شنکر فلاسفی کو ظاہر کرتی ہے اور سوامی جی کا یہ کہنا کہ جیو آتما پرکرتی یہ دونوں پرمیشور سے علیحدہ ہیں اور انادی (لافانی اور ازلی) ہیں بالکل رد ہو رہا ہے -

ہاں اس منتر کی لمبی چوڑی تشریح کرتے ہوئے آخر میں پنڈت تلسی رام صاحب یوں فرماتے ہیں "..... جبکہ اسمیں ایک آتما کو بہت چھوٹا اور دوسرے کو بہت بڑا کہا ہے تو جیو برہم کا بھید (تفرقہ) بہت صاف ہے"۔

لیکن افسوس ہے کہ ہماری دو آنکھوں سے تو ایک ہی آتما کا ذکر اس منتر میں نظر آتا ہے معلوم نہیں دو آتماؤں کو دیکھنے کے لئے کسی خاص عینک یا دوربین وغیرہ منگوانیکی ضرورت ہوگی منتر میں دو آتما کیلئے کوئی لفظ موجود نہ ہونے پر بھی سراسر زبردستی کرنیوالوں کو کیا کہا جاوے پھر بھی میں یہی کہونگا کہ کیا مصنف چھاندوگیہ اوپنشد کو دوسرا یا دوسرا لفظ کیلئے کوئی سنسکرت لفظ معلوم نہیں تھا

نمبر ۱۳

آگے اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۷ پر سوامی جی یوں فرماتے ہیں۔

एवमेव खलु सोम्यान्नेन शुङ्गेनापो मूलमन्विच्छाद्भिस्सोम्य-
शुङ्गेन तेजो मूलमन्विच्छ तेजसा सोम्य शुङ्गेन स-
-न्मूलमन्विच्छ सन्मूलाः सोम्येमाः सर्वाः प्रजाः सदायतनाः

اے شوویت کیتو اُن روپ پرتھوی یعنی حالت کثیف میں آئی ہوئی مِن سے اسکی علت یعنی پانی کو جان اور حالت معلول میں آئے ہوئے پانی سے اسکی علت آگ کو جان اور حالت محسوس میں آئی ہوئی آگ سے اسکی حالت علت کو جو غیر فانی پرکرتی ہے اُسکو جان یہی غیر فانی پرکرتی تمام عالم کی بنیاد اس کا سرچشمہ اور جائے قیام ہے۔ یہ تمام عالم پیدائش کے پہلے است یعنی نہ ہونے کی مثال تھا اور جیو آتما برہم اور پرکرتی میں سمایا ہوا موجود تھا ابھاو یعنی عدم نہ تھا۔

سوال۔ اوپر کی لکیر شدہ عبارت اس منتر کے کن الفاظ سے برآمد ہوئی۔ ناظرین اس منتر کا لفظی ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

एवम्[1] एव[2] खलु[3] सोम्य[4] अन्नेन[5] शुङ्गेन[6] आपः[7] मूलम्[8]
अन्विच्छ[9] अद्भिः[11] सोम्य[10] शुङ्गेन[12] तेजः[13] मूलम्[14] अन्विच्छ[15]
तेजसा[16] सोम्य[17] शुङ्गेन[18] सत्[19] मूलम्[20] अन्विच्छ[21] सन्मूलाः[26]
सोम्य[22] इमाः[23] सर्वाः[24] प्रजाः[25] सत्[27] आयतनाः[28] सत्[29] प्रतिष्ठाः[30] ॥

(۱) اس (۲) ہی طرح پر (۳) یقیناً (۴) اے پیارے لڑکے (۵) غلہ کے (۶) وجود سے (۷) پانی کا (۸) مول (ذریعہ پیدائش) (۹) تلاش کر (۱۰) اے پیارے لڑکے (۱۱) پانی کے (۱۲) وجود سے (۱۳) آگ کا (۱۴) مول (ذریعہ پیدائش) (۱۵) تلاش کر (۱۶) اے پیارے لڑکے (۱۷) آگ کے (۱۸) وجود سے (۱۹) ست (ہستی) کے (۲۰) مول (ذریعہ پیدائش) کو (۲۱) تلاش کر

(۲۲) اے پیارے لڑکے (۲۳) یہ (۲۴) سب (۲۵) مخلوقات (۲۶) ست (ہستی) کی مول (ذریعہ پیدائش) والی ہیں (یعنی ہستی سے ہی یہ سب پیدا ہوئی ہیں) (۲۷-۲۸) ست کی آیتن (مکان والی ہیں۔ (یعنی ذریعہ پرورش بھی انکا وہ ست ہی ہے) (۲۹-۳۰) اور وہ ست (ہستی) کی پرتشٹھا (جائے فنا) والی بھی ہے (یعنی وہ فنا ہو کر بھی اس ست میں واپس چلی جاتی ہے)

ناظرین! غور کر سکتے ہیں کہ سوامی جی کی وہ عبارت جسکے نیچے ہم نے لکیر کر دی ہے اس منتر کے کسی لفظ سے بھی برآمد نہیں ہوتی ہاں ست (ہستی) ایک ایسا لفظ منتر میں آیا ہے جو ڈوبتے کو تنکے کے سہارہ کے مانند سوامی جی کو مل گیا اور اسی ایک لفظ کے معنی ایک ہی لفظ "وہ ہستی" ہیں نہ اوپر کے چوبیس لفظ استعمال کئے گئے ہیں مگر افسوس کہ پھر بھی سوامی جی کی بات کو کوئی سنسکرت داں ماننے کیلئے تیار نہیں ہوسکتا چنانچہ اس "ست" لفظ نے مصنف تمر بھاسکر اور مصنف بھاسکر پرکاش میں جو جنگ چھیڑ دی ہے اُس کا احوال بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کئے دیتے ہیں اسقدر ہم ابھی ہی بتلائے دیتے ہیں کہ لفظ ست کے معنی ہیں ہستی۔

پس چونکہ اوپر کے منتروں میں یہ لکھا ہے کہ اس پیدائش سے پہلے سوا ایک وحدہٗ لاشریک کے دوسرا کوئی نہ تھا تو اس منتر میں جبکہ یہ الفاظ موجود ہیں کہ اسی ست سے پیدا ہوتا ہے اُسی سے پرورش پا کر اُسی میں فنا ہو جاتا ہے تو اگر یہ سب کام پرکرتی ہی کر لیتی تو پھر پرمیشور کے وجود کی ہی کیا ضرورت تھی؟ چنانچہ اپنشد کے جاننے والوں نے لفظ ست سے برہم مراد لی ہے اور یہ بھی ٹھیک کہ ایسی ہستی کہ جسکی کسی حالت میں کسی طرح پر بھی نیستی نہیں ہوتی اور شکل تبدیل ہونے وغیرہ کے ذریعہ سے جو وکار (انحالہ) ہونا ممکن ہے وہ بھی جس میں نہیں ہوتا وہ ایک پربرہم پرمیشور کے سوا دوسرا کون ہو سکتا ہے چنانچہ ست لفظ سے اُسی پرمیشور پربرہم پرماتما کو سمجھنا چاہیے۔

اب جنگ کا احوال بھی ناظرین ملاحظہ کریں۔

(ب) پنڈت جوالا پرشاد صاحب مصنف تمر بھاسکر نے اول تو یہ اعتراض کیا کہ سوامی جی نے اس منتر کو پورا نہیں درج کیا جس کا جواب انکو یہ ملا کہ اسی چھاندوگیہ اپنشد میں دو منتر صرف تھوڑی سی ادلٹ پھیر کے ساتھ آئے ہیں پس ان سے تلاش کرنے میں بھول ہوئی

(خیر یہ کوئی ایسی تے وہاں انکی تشریح ہو جاتی یہ سوال دیگر جواب دیگر تو کچھ اچھا نہیں
کیا ہی جسقدر سوامی جی نے لکھتے ہیں کہ اوپر کے لکھے چھاندوگیہ کے منتروں میں الفاظ جیت
اسکے بعد پنڈت جو (اسی لیے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ آپ ان لفظوں کی بلا ضرورت تشریح
دو۔ سوامی جی نے لفظ سـ ت ہے اسلئے ست لفظ سے یہاں جیو برہم
(علت العلل) پرکرتی کو مانا۔ کا مطلب لینا ٹھیک ہوگا (جی ہاں! اسی دہنیگا
(لا فانی) پرکرتی چیتن روپ عاظ کی بلا ضرورت یہاں پر تشریح کرنی شروع کردی
اور اگر برہم سے علیحدہ جڑ (بے جان) ہے دال میں کالا ہوگا۔ اجی حضرت! ٹھیک تو تب ہو جب
ہے کیونکہ پرکرتی میں ایکشن (خواہش) تو گھر کی کھیتی سمجھ لی ہے کہ جو دل میں آیا اوٹ پٹی بیدھی
ہے ویاس جی اپنے ویدانت شاستر ت سے ناواقف آریہ سماجیوں کو جو چاہا پٹی پڑھا
نہیں مانتے" (وہ ویدانت کا حوالہ آ آپ جیو برہم اور پرکرتی ان تینوں کے مجموعہ کا
اس اوپر کے اعتراض کا تو پنڈت نے کوئی وید کا پرمان یا حوالہ بھی موجود ہے یا کسی
جسقدر تسلی ہو جاوے۔ لیکن کیا بلا کسی شاستر کا
ٹال دیا ہے کہ "آپ غلطی کرتے ہیں سوامی جی" تو آریہ صاحبان بھی تسلیم کرینگے ہرگز
کی تفسیر میں نتیہ (لا فانی) اور ستیہ سوروپ (ذی ـ ینے کی خاطر وہ آپکی من مانی بات
لفظی ترجمہ ستیا وجود ہوگا) پرکرتی کو پیدائش خلقت) سے آگے ان تینوں منتروں
واہ! مانگی روٹی اور ملا پتھر۔ اجی شرمان پنڈت
سیـ
सदेव सो دیجئے! اسطرح بات بنا دینے سے ہرگز بھی پیچھا نہیں چھوٹنے کا۔
جی نے پرکرتی لفظ کے ساتھ جڑ لفظ نہیں بلکہ نتیہ اور ستیہ سوروپ الفاظ
[illegible] بلکہ سوال یہ ہے کہ پرکرتی کو آپنے اور سوامی جی نے چیتن (ذی روح) مانا ہی یا اسکے ضد
اگر اسے ذی روح مان لیویں تب تو وہ برہم سے علیحدہ بذات خود کوئی وجود نہ رہیگی اور
اگر اسے غیر ذی روح یعنی جڑ مانتے ہوں تو یہ بتلائیے کہ وہ ایکشن (خواہش) کیونکر کر سکتی ہے
کیونکہ بغیر اسکے پیدائش خلقت غیر ممکن ہے جیساکہ اپنشدوں میں ذکر آیا ہی۔ چنانچہ معترض
کہتا ہی کہ چونکہ پرکرتی کو سوامی جی ذی روح تو مانتے نہیں اور نہ مان سکتے ہیں اور غیر ذی روح
(یعنی جڑ) وجود میں خواہش ہو نہیں سکتی اسلیے سوامی جی کا اس منتر کے لفظ ست (ہستی) سے

(۲۲) اے پیارے لڑکے (۲۳) یہ (۲۴) سب (۲۵) مخلوقات (۲۶) ست
منول (ذریعہ پیدائش) والی ہیں (یعنی مٹی سے ہی یہ سب پیدا ہوئی ہیں) (۲۷) یہیں افسوس ہے
کی آیتن (مکان) والی ہیں۔ (یعنی ذریعہ پرورش بھی انکا وہ ست ہی ہے) (۲۸) یا۔ البتہ آگے کی بحث
(مٹی) کی پرتشٹھا (جائے فنا) والی بھی ہے (یعنی وہ فنا ہو کر بھی اس ست... سکر پرکاش کا اس اعتراض

ناظرین! غور کر سکتے ہیں کہ سوامی جی کی وہ عبارت جسکے نیچے ہم
نے کسی لفظ تک بھی برابر نہیں ہوتی ہاں ست (ہستی) ایک ایسا لفظ تھی چھاندوگیہ اوپنشد سے
کو تنکے کے سہارہ کے مانند سوامی جی کو مل گیا اور اسی ایک لفظ پر آپ نے جو تمہید باندھی ہے
ہیں نہ ادھر کے چوبیس الفاظ استعمال کیے گئے ہیں مگر افسوس کہ
سنسکرت داں ماننے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا چنانچہ اس ... معنی ہیں کہ جو تینوں زمانوں میں
اور مصنف بھاسکر پرکاش میں جو جگہ چھیڑ دی ہے ... ہمارا زمانہ میں نہیں رہا کرتا اسلئے اسکو
میں پیش کیے دیتے ہیں اسقدر ہم ابھی ہی بتلائے دیتے ... باقی ہیں اسلئے تینوں کا نام ست ہے
پس چونکہ اوپر کے کئی منتروں میں یہ لکھا ہے کہ اس ... تحریک ثابت نہ کر دیویں تب تک
کے دوسرا کوئی نہ تھا تو اس منتر میں جبکہ یہ الفاظ ... ہو گیا آپ گورو چیلے دونوں صاحبان نے
انہی سے پرورش پا کر انہی میں فنا ہونیوالی ... در غیر مستند یعنی زہر آلودہ غذا کے مانند
کے وجود کی بنا کیا ضرورت تھی ... نہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہ ملا جس میں یہ لکھا
مراد لی ہے اور یہی ٹھیک ہے ... یعنی لافانی ہیں۔ اور جسقدر کھینچ تان کر کے کام
اور شکل تبدیل ہونے ... ادنے منہ ہی گرنا پڑا پھر بھی وہی مرغے کی ایک ٹانگ
ہونا وہ ... نے ہیں) ست کے ساتھ اگر چت جوڑ دیویں تو ست چت सचित्
ہو جاوے جسکے معنی تینوں زمانہ میں ہونیوالا اور چیتن (ذی روح) ہیں اسلئے ست چت لفظ
جیو آتما اور پرماتما کو ظاہر کرنیوالا ہوا اور پرکرتی علیحدہ رہ گئی۔ اب اگر ست چت میں آنند
اور جوڑ دیویں تو ست چت آنند सच्चिदानन्द ہوتا ہے جو صرف پرماتما کو ہی ظاہر
کرتا ہے۔ اور اب پرکرتی اور جیو آتما دونوں علیحدہ رہ گئے (اجی حضرت! یہ کہاں کا حساب
کتاب لے بیٹھے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کون ہے جہاں ست چت

اور ریچدانند الفاظ آتے وہاں انکی تشریح ہو جاتی یہ سوال دیگر جواب دیگر تو کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا) لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اوپر کے لکھے چھاندوگیہ کے منتروں میں الفاظ چت اور انند موجود نہیں ہیں (اسی لئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ آپ ان لفظوں کی بلا ضرورت تشریح کر رہے ہیں) صرف لفظ ست ہے اسلئے ست لفظ سے یہاں جیو برہم پرکرتی تینوں کے مجموعہ کا مطلب لینا ٹھیک ہوگا (جی ہاں! اپنی دھینگا دھینگی کیلئے تو آپنے ان الفاظ کی بلا ضرورت یہاں پر تشریح کرنی شروع کردی تھی ہم بھی حیران تھے کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہوگا۔ اجی حضرت! ٹھیک تو تب ہو جب یار لوگ ہونے بھی دیویں واہ! یہ تو گھر کی کھیتی سمجھ لی ہے کہ جو دل میں آیا اوٹپٹی سیدھی تشریح کرکے ٹھیک کرلیا اور سنسکرت سے ناواقف آریہ سماجیوں کو جو چاہا پٹی پڑھا دیا ہم پوچھتے ہیں کہ لفظ ست سے جو آپ جیو برہم اور پرکرتی ان تینوں کے مجموعہ کا مراد لے لیتے ہیں تو اسکے لئے آپکے پاس کوئی وید کا پرمان یا حوالہ بھی موجود ہے یا کسی اپنشد وغیرہ ہی کا پرمان ہو تو بھی ہمیں کسقدر تسلی ہو جاوے۔ لیکن کیا بلا کسی شاستر پرمان کے آپکی اس جرأت کو دوسرے تو کیا خود آریہ صاحبان بھی تسلیم کرینگے ہرگز نہیں شاید سوامی دیانند کی عزت میں بٹہ نہ لگنے دینے کی خاطر وہ آپکی ہی من مانی بات کو قبول کرنیکے لئے تیار ہو جائیں تو بات دوسری ہے) آگے ان تینوں منتروں کا لفظی ترجمہ معہ عبارت پنڈت صاحب کا درج کیا جاتا ہے۔

सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाऽद्वितीयम् । तद्धैक आहुरसदेवेदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम् । तस्मा-दसतः सदजायत ॥ छा० ६।२।१॥

सत्[4] एव[5] सोम्य[1] इदम्[2] अग्रे[3] आसीत्[6] एकम्[7] एव अद्वितीयम्[8]
तत् ह एके: आहु: असत् एव इदम् अग्रे आसीत् एकम् एव अद्विती-यम्। तस्मात् असतः सत् अजायत॥

(۱) اے پیارے لڑکے (۲) یہ (خلقت) (۳) آگے (۴) ست (ہستی) (۵) ہی (۶) تھی (۷) (جو کہ) ایک (یعنی اکیلا) (۸) ادوتیہ یعنی دو نہیں بلکہ ایک یعنی

وحدہٗ لاشریک) (۹) ہی یقیناً (تھا) اور اس بارہ میں (۱۱) ایک فرقہ (۱۲) اب کہتا ہے کہ (۱۳) یہ (خلقت) (۱۴) آگے (۱۵) است (نیستی) (۱۶-۱۷) ہی یقیناً تھی (۱۸) اور وہ ہی) ایک (یعنی اکیلی) (۱۹) ادویتیہ یعنی دو نہیں (بلکہ ایک) (۲۰) یقیناً (تھی) (۲۱) اُسی (۲۲) اسست (نیستی) سے (۲۳) ست (ہستی) (۲۴) پیدا ہوگئی۔

نوٹ - اودالک نامی رشی اپنے لڑکے شویت کیتو سے یہ بتلا رہے ہیں کہ اسطرح کے دو فرقے موجود ہیں ایک خدا کی ہستی کو مانتا ہے اور اُسکو اس خلقت کا پیدا کرنیوالا بتاتا ہے دوسرا ناستک یا دہریہ خواہ نیچری لوگوں کا فرقہ ہے جو یہ مانتا ہے کہ نیستی کے سوا اور کچھ نہ تھا (یعنی خدا نہ تھا) اور آگے وہ رشی اس کا فیصلہ یوں کرتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کون راہ راست پر ہے ہمیں افسوس ہے کہ ان اودالک رشی کو یہ پتہ نہ تھا کہ ملک میں ایک تیسرا فرقہ بھی پیدا ہو جاویگا جو اُس ایک اودتیہ (لاثانی) وحدہٗ لاشریک کی ہستی کو تو ماننے کا مگر ایک بکرا و بکری کو بھی اُسکی حضوری میں عرش کے کسی کونے میں موجود رہنے کی سفارش کرتا ہوا اُس سرب شکتی مان (قادر مطلق) پر برہم پر شیو سے اس جوڑہ کا مقابلہ کرا انکو ستعد کر دیگا۔ ورنہ ضرور اودالک مہاراج ان کا بھی کافی علاج کر جاتے۔

اب پنڈت تلسی رام صاحب کا ترجمہ دیکھیے:۔

"اے پیارے لڑکے! اول ست ہی تھا۔ یعنی جیو برہم پرکرتی کا مجموعہ ہی ادویتیہ (دو نہیں) یعنی اکیلا تھا۔ لیکن کوئی شونیہ وادی یعنی نیستی ماننے والے کہتے ہیں کہ اسست (نیستی) ہی اول تھی اسست سے ست ہوگیا"

ناظرین! اب معلوم ہوا کہ پنڈت تلسی رام صاحب نے ست چت آنند کی پیچیدہ تشریح اوپر کیوں درج کی تھی۔ یہاں یہ لفظ آیا نہیں۔ آگے پیچھے کوئی ذکر نہیں لیکن تاہم ایسی پیش بندی کرنا کسی بڑے بہادر شہزور کا کام ہے۔ ایک وحدہ لاشریک یعنی ادویتیہ ہوتا ہوا بھی تین کا مجموعہ ہے اس بات کو عیسائیوں سے تو سُنا تھا کہ باپ بیٹا اور روح القدس مل کر ایک خدا کی ہستی قایم ہوتی ہے مگر اب معلوم ہوا کہ آریہ سماج کا خدا

بھی تین کا مجموعہ ہو کر ادوتیہ یعنی وحدہٗ لاشریک بنا رہتا ہی منتر ہیں لفظ अद्वितीय ادوتیہ آیا ہے (اور لفظی ترجمہ کا نمبر ۱۸ اور ۱۹ ملاحظہ ہو) جسکے معنی ایسے صاف ہیں کہ اسے سنسکرت چھوڑ ہندی نہیں نہیں بلکہ اردو اور فارسی جاننے والے اہل ہند بھی جنکی مادری زبان اردو ہے سمجھ سکتے ہیں دُو کے معنی ۱+۱=۲ سب لوگ جانتے ہیں پس دوتیم द्वितीयम् کے معنی ہوئے دو کو (مفعول) اور سنسکرت قاعدے کے مطابق نفی کی علامت شروع میں अ لگانے سے ہوتی ہے پس اب یہ ہو گیا ادوتیم अद्वितीयम् اور اسکے معنی ہوئے کہ دو نہیں بلکہ ایک کو۔ چنانچہ اس لفظ سے مصنف چھاندوگیہ اوپنشد صاف صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ شرت پرماتما دو نہیں ہیں بلکہ ایک اکیلا وحدہٗ لاشریک ہے۔ پس جب پنڈت تلسی رام صاحب نے دیکھا کہ اب اس منتر میں ایسا صاف لفظ ادوتیم (دو نہیں بلکہ ایک کو) لکھا ہوا ہے تو اور کوئی چال چلتی نہ دیکھکر یہ ہی مناسب سمجھا کہ اس ادوتیم کے اندر دونوں پھیروں اور ایک درخت کو اسطرح داخل کر دیویں کہ چونکہ ہر ایک سنسکرت داں ادوتیم لفظ سے برہم کے معنی تو لیوے ہی گا اس سے انکار تو کوئی کریگا ہی نہیں اور برہم کا ایک نام (صفتوں کے لحاظ سے) سچدانند بھی ہے پس کوئی ادوتیہ لفظ کا مترادف سچدانند لانے سے نہ روکے گا اور یہ اپنے بائیں ہاتھ کا ہی کھیل ہے کہ سچدانند کی لمبی چوڑی تشریح گھڑ کر یہ فرض کر لیویں کہ جیو برہم اور پرکرتی ان تینوں کے مجموعہ کا نام سچدانند ہے جو کہ ادوتیہ ہے۔ واہ شاباش سوجھ ہو تو ایسی ہو۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ جب تک کسی وید منتر یا دیگر معتبر کتابوں میں پنڈت تلسی رام صاحب یہ نہ دکھلا دیویں کہ لفظ ست سے مراد اوپر کی ہر سہ اشیا سے ہیں تب تک کیونکر ان کی بات کو تسلیم کیا جاوے۔

ناظرین! اب ذرہ اس منتر کا وہ ارتھ بھی ملاحظہ کر لیجیے جو پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ صاحب کی کتاب چھاندوگیہ صفحہ ۳۹ سطر ۲ پر درج ہے۔ وہو ہذا۔ وداے سومیہ (اے لڑکے)۔ [پیدائش کے] پہلے ایک ہی ادوتیہ الاثانی۔ دو نہیں بلکہ ایک یہ ست [برہم] ہی تھا۔ اس بارہ میں کوئی کہتے ہیں کہ آگے ایک ہی ادوتیہ است

(نیستی) ہی تنہا اُس اَست سے ست پیدا ہوتا ہے"۔

ناظرین! دیکھیے صاف طور پر یہاں ست سے برہم کو لیا گیا ہے پس اب پنڈت تلسی رام صاحب کا تینوں کا مجموعہ کہاں غائب ہو گیا۔

(د) دوسرا منتر۔

कुतस्तु खलु सोम्यैवं स्यादिति होवाच कथमसतः सज्जा-
-यतेति। सत्वेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाऽद्वितीयम्
"छा० ६।२।२"

कुतः तु खलु सोम्य एवं स्यात् इति ह उवाच कथम् असत-
-तः सत् जायते इति। सत् तु एव सोम्य इदम् अग्रे आसीत्
एकम् एव अद्वितीयम् "

(۱) (اس اودالک رشی نے) کہا کہ (۲) اے پیارے لڑکے! (۳۔۴) یہ کس طرح اور کہاں سے (۵) یقیناً (۶) ایسا (۷) ہو سکتا ہے کہ (۸) اَست (نیستی) سے (۹) ست (ہستی) (۱۰) پیدا ہوتی (۱۱) بلکہ (۱۲) اے پیارے لڑکے (۱۳) آگے (۱۴) یہ (۱۵) ست (ہستی) (۱۶۔۱۷) ہی یقیناً تھی (۱۸) (جو کہ) ایک (یعنی اکیلا) (تنہا) (۱۹) ادوتیہ (یعنی دو نہیں بلکہ ایک) (تنہا) (جو وحدہٗ لاشریک ہے)۔

اس منتر کے ترجمہ میں بھی پنڈت تلسی رام صاحب نے اُسی بات کو بلا دلیل و بلا برہان قائم رکھا ہے کہ ست کے اندر سے تینوں جو برہم پرکرتی نکل پڑے ہیں۔

(ھ) اب تیسرا منتر درج کیا جاتا ہے جو کہ سوامی جی کی اردو ستیارتھ پرکاش میں صفحہ ۱۷۶ سطر ۲۰ پر موجود ہے۔

तदैक्षत बहु स्यां प्रजायेयेति। तत्तेजोऽसृजत"
छा० प्र० ६ खं० २"

तत् ऐक्षत बहुः स्यां प्रजायेय इति। तत तेजो असृजत

(۱) اُس نے (۲) خواہش کی کہ (۳) بہت (۴) خلقتوں والا (۵) ہو جاؤں (۶) پس (۷) اُس نے (۸) تیج یعنی حرارت یا آگ کو (۹) پیدا کیا۔

اس تیسرے منتر نے تو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے بنے بنائے قلعہ کو چکنا چوری کر ڈالا۔ دیکھو اُس نے خواہش کی۔ اب کون آریہ سماجی ایسا بے سمجھ ہوگا جو یہ ماننے کیلئے تیار ہو جاوے کہ پرکرتی (بے جان شے) خواہش کر سکتی ہے پس خواہ مخواہ یہی ماننا پڑیگا کہ اوس برہم نے خواہش کی اور جب اس منتر سے اوپر کے دو منتروں میں لفظ ست (ستی) کا ذکر ہو رہا ہو کہ ست ہی تھا۔ اور اُسی سے تمام پیدائش ہوئی ہے اور اب جبکہ اس تیسرے منتر میں اُس پیدائش کا آغاز کیسے ہوا یہ بتلاتے ہوئے ست اول بات رشی یہ بتلاتے ہیں کہ اُس (ست) نے خواہش کی کہ ایک سے بہت ہو جاؤں تو ظاہر ہے کہ ست سے خواہش کرنے کی طاقت والا ذی روح ہی مراد ہو جا سکتا ہے چنانچہ ست لفظ سے یہاں برہم وحدہٗ لاشریک کی منشا ہے۔

ناظرین! اب پنڈت تلسی رام صاحب کا ارتھ ملاحظہ کیجیے جسے ہم بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۸۳ سطر ۱۸ سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

(तदैक्षत) اُس نے دیکھا کہ میں (مجموعہ) جو ایک ہوں بہت ہو جاؤں (و) تیج (حرارت یا آگ) کو پیدا کیا ۔۔۔

اس میں صاف ہی ظاہر ہے کہ ایک لفظ مجموعہ کو زبردستی داخل کرنے کے لیے اور کچھ نہ سہی تو ایسا { } بریکٹ ہی استعمال کیا گیا۔ پس اگر اس بریکٹ کو جو کہ خاص پنڈت تلسی رام صاحب کی ایجاد ہے معہ اسکے Content اندرونی عبارت کے اُڑا دیا جاوے۔ (اس وجہ سے کہ منتر کے جملہ ۹ الفاظ میں سے کسی کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے) تو پھر پنڈت تلسی رام صاحب کے پاس ایک برہم کے تین ٹکڑے بنانے کیلئے کوئی مصالح نہیں رہ جاتا۔ ناظرین! دوبارہ اس حصہ منتر کے جملہ ۹ لفظوں کو نمبروار اوپر ملاحظہ کریں اور غور کریں کہ آیا سوامی جی کی تعلیم جیو پرکرتی کی قدامت کے بارہ میں اب رفوچکر ہو جاتی ہے یا کہ نہیں۔ لفظ [illegible] کے معنی پنڈت تلسی رام صاحب نے دیکھا بتلایا ہے۔ دوسروں نے اکیشن کیا یعنی خواہش کیا ظاہر کیا ہے۔ پس ہر حالت میں یہ لفظ ذی روح کے لئے آ سکتا ہے۔

آگے پنڈت تلسی رام صاحب فرماتے ہیں۔

"ہم سمجھتے ہیں کہ اس کلام میں اور اسکے ساتھی اسکے مانند دیگر کلاموں میں اب کسی کو بھرم (بھول یا مغالطہ) نہ ہوگا"!

ناظرین! بھرم یعنی مغالطہ تو سنسکرت جاننے والوں میں سے کسی کو نہ تھا لیکن آریہ سماج کی اس تعلیم نے جو ایک وحدہٗ لاشریک کیلئے باوجود एकम् (ایک) اور अद्वितीयम् (دو نہیں بلکہ ایک) الفاظ آنے کے بھی اسکے تین ٹکڑے کرنا چاہا البتہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈال دیا ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کی اسقدر کوشش کرنے پر بھی کم از کم ہمیں تو تسلی نہ ہوئی بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

ناظرین! اب ہم اس پورے منتر کو معہ تفسیر پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ صاحب ان کی چھاندوگیہ بھاشیہ کے صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۰ و صفحہ ۲۴۲ سطر ۲۰ سے ذیل میں نقل کیے دیتے ہیں جس سے پنڈت تلسی رام صاحب کے مجموعہ کی اور سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے اس قول کی کہ ویدانتی صاحبان ان حوالہ جات کے معنی بگاڑتے ہیں؎ (دیکھو اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۷ سطر ۳) کافی پول کھل جاویگی:- (ناظرین! یاد رکھیں کہ یہ کاویہ تیرتھ صاحب سوامی جی کے پیارے چیلوں میں سے ہی ہیں۔ اور یہ کتاب خاص سوامی دیانند کے ویدک پریس میں چھپی ہے) و ہو ہذا۔

तदैक्षत बहुस्यां प्रजायेयेति। तत्तेजो ऽसृजत। तत्ते-
-ज ऐक्षत बहु स्यां प्रजायेयेति। तदपो ऽसृजत। त-
-स्माद्यत्र क्व च शोचति स्वेदते वा पुरुषस्तेजस एव
तदध्यापो जायन्ते ॥ ३ ॥

انوباد (ترجمہ کاویہ تیرتھ صاحب کا)۔ "وہ اس ست برہم نے گیان روپ

؎ سوامی جی نے معترض کے جواب میں یہ تو لکھا کہ "کیوں ان حوالہ جات کے معنی بگاڑتے ہو" مگر کیسے افسوس اور شرم کی بات ہے کہ آریہ سماج کا مہرشی اور رہنما ہو کر اپنی پوزیشن کو خود صاف نہیں کر سکا یعنی سوامی جی نے پھر یہ نہ بتلایا کہ ان حوالہ جات کے صحیح معنی کیا ہیں۔ افسوس صد افسوس۔

سنکلپ (علم مجسم ارادہ) کیا کہ میں سب طرح کی طاقتوں والا ہوں پس میں جگت۔
(خلقت) کو پیدا کروں تب ایسا سنکلپ (ارادہ) کر کے تب اُس نے آگ کی پیدائش کی پھر اُس
تیجسوی (جاہ وجلال والے) (برہم) نے گیان روپ سنکلپ کیا کہ میں سب طرح کی بڑی
طاقتوں والا ہوں پس جگت کو پیدا کروں تب ایسا سنکلپ کر کے تب اُس نے پانی کی پیدائش
کی اسوجہ سے جس کسی مقام یا وقت میں پرانی (مخلوقات) सन्तप्त سنتپت (گرمی
سے پریشان) یا پسینہ والا ہو جاتا ہے وہاں آگ سے ہی پانی پیدا ہوتی ہے۔
ناظرین! اب آپ دیانندی فلاسفی کو ویدوں اور اُپنشدوں کے موافق تسلیم
کرنیوالوں سے دریافت کریں کہ اگر وہ اس ترجمہ کو (جو خود اونہیں کے ایک
ریپریزنٹیو Representative کا ہے) غلط سمجھتے ہیں تو اپنا صحیح ترجمہ ظاہر
کریں جس سے انکا اصول دربارہ مادہ اور روح کی قدامت کی ثابت ہو سکے (لیکن ہر
حالت میں الفاظ سے باہر نہ جاویں) اور اگر صحیح مانتے ہیں تو کیا اب ہمیں یہ کہنے کی اجازت
مل سکتی ہے کہ سوامی دیانند مہاراج کے بڑے پکے چیلے صاحبان بھی اُن کی ہاں میں ہاں
ملانے سے مجبور انکاری ہیں (حالانکہ خاص اسی غرض سے ۸۹۰ صفحوں کی جیسی ضخیم کتاب
شایع کی گئی ہے)۔ پس اب متعصب ممبران آریہ سماج کو بھی اس گمراہی کے بھاری خندق
سے باہر نکل آنا چاہیئے۔
شریمان پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ تو سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب کو ڈانٹ
بتلا کر یہ ظاہر کر رہے تھے کہ اونہوں نے ان منتروں کے معنی مطلب سمجھنے میں
غلطی کی ہے مگر آپکے آریہ دوست پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ مہاراج مفسر چھاندوگیہ
اونپشد نے تو سناتنی اور ویدانتیوں (شنکر فلاسفی والوں) کی تائید
کرتے ہوئے آپکی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ اور جن منتروں سے
آپ گرو چیلے صاحبان ملکر مادہ اور روح کی قدامت ثابت کرنا چاہتے ہیں ان
سے ہمہ اوست کا مسئلہ صاف الفاظ میں ظاہر ہو رہا ہے جو کہ آریہ سماج
کی تعلیم کے سخت خلاف ہے۔

نمبر ۱۴

نمبر ۱۴ کے آغاز میں جو منتر इच्छमेव० معہ ارتھ درج کیا گیا اسکے متعلق اعتراض کا کسقدر جواب اب پنڈت تلسی رام صاحب یوں دیتے ہیں "اس منتر میں کوئی ایکشن (دیکھنا یا خواہش کرنا) کے معنی والا لفظ نہیں ہے اسلئے اگر سوامی جی نے یہاں ست لفظ سے پرکرتی لے لیا تو ہرج کیا ہوا اور جب اسمیں ایکشن (خواہش ظاہر کرنیوالا کوئی لفظ موجود نہیں ہے تو اب جو ویاس منی ہنگر بھاشیہ صفحہ ۷ سطر ۲۲-۳۲ میں کہتے ہیں کہ ईक्षतेर्नाशब्दम् ۱۱۵ (یہ نغار یک یعنی ویدانت کا سوتر ہے اسکی تفسیر آگے درج کیجائیگی) پس یہاں ایکشت (خواہش کرنے) کے فعل کا استعمال ہی نہیں ہوا تو ست (سچی) لفظ سے پرکرتی کا مطلب لینے میں کوئی دوش (خرابی یا برائی) نہیں ہو سکتی ہاں جہاں तदैक्षत ایکشت فعل یعنی دیکھنا آیا ہو وہاں ست لفظ سے پرکرتی کا ہی مطلب سوامی جی لیتے تو آپکا کہنا ٹھیک ہو سکتا تھا۔"

ناظرین! پنڈت جوالا پرشاد صاحب کے اعتراض کو جسے ہم نے اپنے الفاظ میں اس نمبر ۱۳ کے آغاز میں لکھ دیا ہے پھر دوبارہ بغور ملاحظہ کیجیے اور تب آپ کو معلوم ہو جاویگا کہ سوال کا کسقدر جواب مل سکا ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ اگر اس منتر میں لفظ ایکشن موجود نہیں ہے تو اس سے کیا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ چھاندوگیہ اپنشد کے اوپر ہی کے حکم میں یہ لفظ موجود ہونے پر یا تمام چھاندوگیہ میں بھی موجود رہنے پر خواہ دسوں اپنشد اپنشدوں میں سے کسی میں بھی اس لفظ کے آنے پر نہیں نہیں بلکہ چاروں ویدوں اور دیگر تمام معتبر کتابوں میں سے بھی کہیں نہیں ان الفاظ کے موجود ہونے پر کہ "तदैक्षत बहुस्यां प्रजायेय०

اُسنے خواہش کی کہ ایک سے بہت ہو جاؤں" پنڈت تلسی رام صاحب یا سوامی دیانند سرسوتی مہاراج ان سے انکاری ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور جب کہ ایسے صاف

طور پر اوپر کے چھاندوگیہ اپنشد پراٹھک ۶ کھنڈ ۲ منتر ۱-۲ میں بیان ہوگیا ہے کہ اس خلقت سے پہلے صرف ست ہی تھا اور وہ اکیلا وحدہ لاشریک (एकं अद्वितीयं) تھا اور یہ بھی آچکا ہے کہ اوسنے **خواہش کی** جو کہ ذی روح کا ہی کام ہے تو پھر بھلا پرکرتی بوجہ غیر ذی روح ہونیکے کیونکر خواہش کرسکتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ ست سے پرکرتی نہیں لی جاسکتی بلکہ پرم پرمیشور کو ہی ست کہا گیا ہے تو اب یہ کہنا کہ یہ بات تو صرف اس موقع (چھاندوگیہ پرپاٹھک ۶ کھنڈ ۲) کیلئے مخصوص تھی اور اسکا اثر اس منتر پر نہیں پہونچتا جسکو سوامی جی نے چھاندوگیہ پرپاٹھک ۶ کھنڈ ۸ سے ستیارتھ پرکاش میں نقل کیا ہے کہانتک قابل وقعت ہے اس بات کو ہر ایک انسان جسکے دماغ میں کچھہ سوچنے کی طاقت پرمیشور نے دی ہے سمجھ سکتا ہے۔ خاص کر ہم اپنے اُن ناظرین کو اس جانب متوجہ کرتے ہیں جنھوں نے سکولوں میں علم اوقلیدس کو کچھہ تھوڑا بہت بھی حاصل کیا ہے۔

ہم اوقلیدس میں بھی یہی دیکھتے ہیں کہ شروع میں جو تعریفیں Definitions परिभाषायें مقرر کردی جاتی ہیں وہ آخرتک کام دیتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ جو دعویٰ ایک مرتبہ ثابت ہوجاتا ہے اُسے رد کرنیکا کسی کو خواب میں بھی خیال نہیں ہوا کرتا اتنا ہی نہیں بلکہ اوقلیدس کو ختم کرلینے پر اسکے دعوی اور نتیجے تمام علم الجبرا و منسوریشن وغیرہ غرضکہ میتھیمٹکس Mathemetics کے ہر ایک شاخ میں بلاکم وکاست مانا جاتا ہے۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کسی سائنس یا دیگر علم والے بھی اوقلیدس کے اثر سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے ایک ادنیٰ سی ادنیٰ بات جیسی کہ نقطہ Point اور خط کی تعریف سے بھی اختلاف نہیں کرسکتے اسیطرح اگر ویدانت ایک علم ہے (اور دراصل وہ ایک مکمل علم ہے جسکی فضیلت میں یورپ کے عالم فاضل صاحبان تعریفوں کے پل باندھ رہے ہیں) اور اوسکے اندر ویاس جی کے شاریرک سوتروں کے علاوہ دس اوپنشدیں بھی شامل ہیں تو یہ نہیں ہوسکتا کہ ان میں جو ڈیفی نیشن (تعریفیں) جن اشیا کی مقرر ہو جاویں ان کا اثر اسی اوپنشد کے دوسرے موقع پر یا دیگر اوپنشد وغیرہ پر نہ پڑے۔ بلکہ ایسا ماننے والوں اور اس بات کا پرچار کرنیوالوں کو ہم بیشک کافی وجوہات

سے ویدانت (علم الہی) کا دشمن سمجھیں گے۔ اور اگر آریہ سماج کے ایک معزز پنڈت کے قلم
سے یہ فقرہ لکھا گیا ہوا ہم پاتے ہیں کہ چھاندوگیہ اوپنشد کی ایک بات دوسرے
کے خلاف ہے تو بیشک ویدانت اور اوپنشد کے پریمی (محبّین) صاحبان کو جن میں شنکر
فلاسفی کے ماننے والوں اور سناتنی پنڈتوں کے علاوہ یوروپ کے انگریز صاحبان۔
ہندوستان کے اردو داں ہنود عیسائی صاحبان ہندوستان روم فارس وغیرہ کے مسلمان
صاحبان اور دنیا کے مختلف ملکوں و قوموں کے تھیوسافسٹ Theosophists
صاحبان وغیرہ وغیرہ بھی شامل ہیں ہم خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہوشیار رہیں کیونکہ اب
ایک جماعت ایسی ہندوستان میں پیدا ہو گئی ہے جو اُس پاک تعلیم کو جو ویدانت میں
دی گئی ہے خاک میں ملانیکے لیئے بیڑا اوٹھا چکی ہے اور وہ نت نئے رنگ لاتی ہے۔
کبھی کسی منتر کو نصف یا چوتھائی ظاہر کر کے اپنا مطلب سدھ کرنا چاہتی ہے کبھی کسی ایک
لفظ کی تشریح ۱۳ ۱۴ اور ۱۵ لفظوں کے ذریعہ کر کے عوام کو مغالطہ دینا چاہتی ہے۔
اور کبھی ایک وحدہٗ لاشریک یعنی ادوتیہ अद्वितीय لفظ کے معنی ست چت آنند
کرتے ہوئے اُسی جیو برہم اور پرکرتی کا مجموعہ قرار دیکر جاہلوں ہی نہیں بلکہ عالم فاضلوں
کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتی ہے پس اے ایک وحدہٗ لاشریک پربرہم پرمیشور
کی عبادت کرنیوالو ہوشیار ہو جاؤ اور ایسے ایسے چال بازوں کے دھوکے دہی سے
بچے رہو وہ اپنی یا اپنے گرو کی ذرا سی غلطی تسلیم کرنے میں شرم رکھنے کے باعث نہایت
قدیم کتابوں کے مصنفین پاک رشی مہرشیوں کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں۔
ناظرین کو معلوم ہو کہ اوپنشدیں بھی اگر ویدوں کے مانند ہوتیں جن کی عزت صرف
اسلئے قایم ہے کہ دنیا کے ایک خاص قوم (ہندو) نے اونہیں اپنی مذہبی پاک آسمانی کتاب
تسلیم کر لیا ہے (بلا لحاظ اسکے کہ اُن میں کیا کچھ لکھا پڑا ہوا ہے) تو ہمیں انکی آپس میں
اختلاف ہونے کا الزام سنکر کچھ افسوس نہ ہوتا لیکن یہ وہ شے ہے جس سے شاید
ناستکوں (منکر خدا) کے سوا دُنیا کی کسی قوم و مذہب کے ممبران کو انکار نہیں ہو سکتا۔
چاہے یہ علم الہی کی کتابیں سب سے پہلے سنسکرت میں ہی تصنیف ہوئی ہوں یا نہیں

اور زبانوں میں لکھی گئی ہوں اس سوال کو نظر انداز کرکے ہم اگر آنکھیں کھول کر دیکھیں تو جہاں زبان عربی اور فارسی میں یہ علم ایک واحد خدا پاک پروردگار وحدہٗ لاشریک کی حقیقت سے اُسکے خاکسار بندوں کو شانتی راحت و تسلی بخش سبق دے رہا ہے وہاں یونان مصر اور اٹلی کی پرانی سے پرانی کتابوں کو بھی زینت بخش رہا ہے۔

جہاں آریہ سماج سنسکرت علم و اسکے پرانے سے پرانے ذخیروں و دفینوں کو تاریک تہ خانوں کے اندر سے نکال کر روز روشن میں لٹانے کا فخر حاصل کرنیکی کوشش کرنا چاہتا ہے وہاں ہمیں نہایت افسوس اور پشیمانی سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے تعصب کے باعث تمام سنسکرت لٹریچر Literature (علم ادب) کے جوہر۔ انسانی زندگی کے اصلی منزل راہ راست پر پہونچانے کی اصلی ذریعہ اور شانتی و تسلی کی لاثانی علاج ان اپنشدوں کی غلط تاویلیں کر کرکے ان کا ستیاناش کرنا چاہتا ہے۔ افسوس صد افسوس۔

اے آریہ سماج کے ممبران! آپ سنسکرت نہیں جانتے ورنہ اس بات کو محسوس کرکے (کہ آپکے چندہ وغیرہ یا خریداری اخبار و کتابوں وغیرہ پر جن سنسکرت داں اصحاب کا کام چل رہا ہے وہ اپنا گھر بھرنے کے لیے یا شاید سوامی دیانند کے لحاظ و رعب وغیرہ سے متاثر ہوکر اپنشدوں کی سچی تعلیم کے خلاف کسقدر زہر اگل رہے ہیں آپ کو ویسا ہی سخت افسوس ہوتا جیسا کہ ہم کو ہو رہا ہے۔ پھر دوبارہ ہم آپکو خبردار کرتے ہیں اور نہایت عاجزی کے ساتھ آپکی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ مت سمجھئے کہ اوپر کی بات ایک مجھ جیسا ادنیٰ انسان آپسے کہہ رہا ہے جسکے طرف سے آپکا دل یوں ہی سخت متنفر ہوگیا ہے نہیں بلکہ آپ نفس مضمون پر خیال رکھیں۔ آپ اپنے پراچین رشیوں کی بزرگی اور فضیلت کا خیال کریں۔ چھاندوگیہ اپنشد کے مصنف کا درجہ شاید آپکی نظروں میں سوامی دیانند سرسوتی مہاراج سے کم نہ ہوگا اور شاید آپ اس بات کو پسند نہ کرینگے کہ آپکے قدیم بزرگوں نہیں نہیں بلکہ رشی اور مہرشیوں کے اوپر یہ الزام لگایا جاوے کہ وہ خود اپنے تحریرات اور

اپنے مقرر کردہ ڈیفی نیشنوں Definition (تعریفوں) پر خود قایم نہیں رہا کرتے
بلکہ پاگلوں کی بڑ کے مانند بکتے چلے جایا کرتے ہیں آپسے ہم نہایت ہی انکساری کے ساتھ اپیل
کرتے ہیں کہ پنڈت تلسی رام صاحب کے لگائے ہوئے ایسے الزاموں کو آپ ایسے جلدی رد
کردیویں کہ کہیں اسکی خبر یورپ کے محقق سنسکرت داں انگریز صاحبان کو نہ لگنے پاوے ورنہ
شاید فلاسفر اینڈر جیکسج کوئی دوسرے بھائی ایک دوسرے قسم کی بھبتی تیار کر بیٹھینگے
اور تب جہاں اہل یورپ میں دیانند کا نام اپنے قدیم بزرگوں اور مہرشیوں پر کلنک لگانے
والا سمجھا جانے لگے گا وہاں ہمیں نہایت ہی افسوس اور رنج ہے کہ وہ یورپ کے عالمان
اوپنشدوں کو بھی کہیں ویدوں کے ہی مانند کاشتکاروں کے انٹ سنٹ گیت نہ سہی تو
اودالک رشی اور شویت کیتو وغیرہ کی چند ایسی گفتگو کا مجموعہ نہ سمجھنے لگیں جن میں پاگلوں
کی بکواس کے مانند باتیں بھری پڑی ہوں اور نہ تو ہر ایک اشیاء کی باقاعدہ تعریفیں مقرر
ہوں اور نہ ہی اُن کے کسی بات کا ٹھکانہ ہو۔

ب ناظرین! اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ بات کہاں
تک صحیح ہے کہ چھاندوگیہ پرپاٹھک ۶ کھنڈ ۸ والے منتر پر چھاندوگیہ ۶-۲-۱ کا اثر نہیں
پہونچتا یعنی یہ کہ لفظ ست (ہستی) سے اگرچہ آخر الذکر میں تو برہم کا ہی مطلب ہے لیکن اول الذکر
میں یہ ہی لفظ بجائے برہم کے پرکرتی (مادہ) ظاہر کرنے لگ جاتا ہے۔

واضح ہو کہ اس آٹھویں کھنڈ میں جملہ سات منتر ہیں جن میں سے اول چہارم اور ششم
میں یہ لفظ ست آیا ہوا ہے اور آخری یعنی ساتویں منتر میں لفظ ستیہ آیا ہے۔ اور اس کھنڈ کا
چوتھا منتر وہ ہے جسے سوامی جی نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں نقل کرکے لفظ ست (ہستی)
سے پرکرتی لیا ہے۔ چونکہ ہم اس چوتھے منتر کا ترجمہ درج کرچکے ہیں (جس سے ناظرین
کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ لفظ ست سے برہم کا ہی مطلب لیا جاسکتا ہے) پس اب بقیہ منتروں
کے ارتھ یہاں پر درج کرتے ہیں۔

منتر اول یہ ہے۔

उद्दालको हारुणिः श्वेत केतुं पुत्रमुवाच स्वप्नान्तं मे सो-

- स्य बिजानीहीति यत्रैतत्पुरुषः स्वपिति नाम सता सो-
-म्य तदा सम्पन्नो भवति स्वमपीतः भवति तस्मादेनं स्व-
-पितीत्याचक्षते स्वं ह्यपीतो भवति ॥ १॥

उद्दालकः ह आरुणिः श्वेतकेतुं पुत्रम् उवाच स्वप्नान्तं मे सोम्य बिजानीहि इति यत्र एतत् पुरुषः स्वपिति नाम सता सोम्य तदा सम्पन्नः भवति स्वम् अपीतः भवति तस्मात् एनम् स्वपिति इति आचक्षते स्वम् हि अपीतः भवति॥

ارتھ۔ (۱) آرونی خاندان والے (۲) اودالک نے (۳) اپنے لڑکے (۴) شویت کیتو سے (۵) کہا (۶) کہ اے پیارے لڑکے (۷) مجھ سے (۸) سوپن (حالت خواب) کی حقیقت کو (۹) سمجھ لے (۱۰) جہاں (۱۱) وہ (۱۲) پُرش (جیوآتما) (۱۳) سوتا ہے (۱۴) اے پیارے لڑکے (۱۵) تب (۱۶) وہ پُرش ست (ہستی) کے ساتھ (۱۷) مل جاتا (۱۸) ہے (۱۹) ایسا سمجھا جاتا ہے (۲۰) (اور تب) خودی کو (۲۱) حاصل ہوا ہوا (۲۲) ہو جاتا ہے (۲۳) اس وجہ سے (۲۴-۲۵ ۲۶) اس کو سوگیا ہوا کہا جاتا ہے (۲۷-۲۸-۲۹) (اور وہ) خودی کو حاصل کرنیوالا ہو جاتا ہے۔

نوٹ۔ لفظ ست (ہستی) سے برہم کا مطلب ماننے والوں کے فیصلہ کے مطابق اس کا مطلب یہ ہوا کہ جیو جب دنیاوی تفکرات سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو وہ برہم کو حاصل کرنیوالا ہو جاتا ہے اس بات کو اس منتر کے لفظوں میں "خودی کو حاصل کرنیوالا" کہنے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ آریہ صاحبان جن لوگوں کو نویں ویدانتی کہا کرتے ہیں اور یہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کی تمام باتیں شنکر افلاسفی پر ہی ختم ہیں یہ بالکل غلط ہے بلکہ سوامی شنکر آچاریہ کی پیدائش کے ہزاروں سال قبل سے یہ مسئلہ اس چھاندوگیہ اپنشد میں لکھا پڑا تھا۔

ناظرین! اس منتر کے لفظ نمبر ۲۱ (اپیتا ...) کا ارتھ پنڈت شیو شنکر کاویہ تیرتھ صاحب اپنی تفسیر چھاندوگیہ کے صفحہ ۴۷۹ سطر اول پر حسب ذیل کرتے ہیں۔

सत् शब्द वाच्येन ब्रह्मणा सह सम्पन्नः सङ्गतः भवति।

ब्रह्मानन्देन सह सम्पन्नो भवति । यद्वा सुषुप्त्यवस्थायां सता सद्रूपेण विद्यमानेन स्वात्मना सह सम्पन्नो भवति ॥

اسکا ترجمہ خود اونہیں پنڈت صاحب کا اس صفحہ کے سطر ۱۴ پر یوں درج ہے -

" تب پرش برہمانند کے ساتھ ملجاتا ہے - خواہ تب پرش نج آتما سے ملجاتا ہے " ......

(آگے پھر یوں فرماتے ہیں) ...... اوس وقت میں پرش (पुरुष) برہم کے ساتھ یا پرماتما کے ساتھ یا اپنے ساتھ مل جاتا ہے ......

اب ناظرین غور کرسکتے ہیں کہ لفظ ست (ہستی) سے اس منتر میں کاویہ تیرتھ صاحب نے بھی برہم کا ہی مطلب یہاں پر لیا ہے -

آگے چھٹوان منتر یہ ہے -

तस्य क्व मूलं स्यादन्यत्राद्भ्यो ; अद्भिः सोम्य! शुङ्गेन तेजो
मूलमन्विच्छ तेजसा सोम्य! शुङ्गेन सन्मूलाः सोम्येमाः
सर्वाः प्रजाः सदायतनाः सत्प्रतिष्ठाः यथा तु खलु सो-
-म्येमास्तिस्रो देवताः पुरुषं प्राप्य त्रिवृत्त्रिवृदेकैका भवति
तदुक्तं पुरस्तादेव भवत्यस्य सोम्य। पुरुषस्य प्रयतो वाङ्म-
नसि संपद्यते । मनः प्राणे । प्राणस्तेजसि । तेजः परस्यां दे-
-वतायाम् । स य एषोऽणिमा ॥ ६ ॥

पद० - तस्य क्व मूलम् स्यात् अन्यत्र अद्भ्यः अद्भिः सोम्य शुङ्गेन तेजः मूलम् अन्विच्छ तेजसा सोम्य शुङ्गेन सत् मूलम् अन्विच्छ । सत् मूलाः सोम्य इमाः सर्वाः प्रजाः सत् आ-यतनाः सत् प्रतिष्ठाः यथा तु खलु सोम्य इमाः तिस्रः देवताः पुरुषं प्राप्य त्रिवृत् त्रिवृत् एकैका भवति तत् उक्तं पुरस्तात् एव भवति अस्य सोम्य पुरुषस्य प्रयतः वाक् मनसि संपद्यते मनः प्राणे । प्राणः तेजसि तेजः परस्यां देवतायाम् । सः यः एषः अणिमा ॥

ارتھ ۔ (۱) پانی کے (۲) سوا (۳) اُسکا (۴) (اور) کونسا (۵) مول (علت) (۶) ہے (۷) اے پیارے لڑکے (۸) پانی (۹) معلول کے ذریعہ سے (۱۰) تیج (آگ یا حرارت) (۱۱) علت کو (۱۲) تلاش کر (۱۳) اے پیارے لڑکے (۱۴) آگ (۱۵) معلول کے ذریعہ سے (۱۶) ست (ہستی) (۱۷) علت کو (۱۸) تلاش کر (۱۹) اے پیارے لڑکے (۲۰) ست (۲۱) علت والی (۲۲) یہ (۲۳) سب (۲۴) مخلوقات ہیں (۲۵) ست (۲۶) کے سہارہ والی ہیں (یعنی اِن کا ذریعہ پرورش بھی ست ہی ہے) (۲۷) ست (۲۸) کے جائے قیام والی ہیں (یعنی فنا ہونے پر بھی اُسی ست میں واپس چلی جاتی ہیں) (۲۹-۳۰) یقیناً جس طور پر (۳۱) اے پیارے لڑکے (۳۲) یہ (۳۳) تینوں (۳۴) دیوتا (۳۵) پرش کو (۳۶) حاصل کر کے (۳۷) ہر ایک (۳۸-۳۹) تین تین والی (۴۰) ہو جاتی ہیں (۴۱) یہ بات (۴۲ ۴۳) پہلے ہی (۴۴-۴۵) کہہ دی گئی ہوئی ہے (۴۶) اے پیارے لڑکے (۴۸-۴۹) مرنے والی پرش کی (۵۰) بانی (گویائی) (۵۱) دل میں (۵۲) داخل ہو جاتی ہے (۵۳- ۵۴) دل پران (سانس) میں (۵۵-۵۶) سانس تیج (آگ) میں (۵۷) آگ (۵۸) اپنے سے اگلے (۵۹) دیوتا میں داخل ہو جاتی ہے۔ (۶۰) وہ (۶۱) یہ (۶۲) ہے جو کہ (۶۳) انما یعنی نہایت درجہ لطیف ہے۔

ناظرین! آپنے اس منتر میں دیکھ لیا کہ ست (ہستی) ہی تمام مخلوقات کی پیدائش پرورش اور فنا والی بیان کی گئی ہے اب یہ فیصلہ ہم آپ ہی پر چھوڑتے ہیں کہ اب بھی چاہیے آپ ست سے پرکرتی کا مطلب حاصل کریویں خواہ پربرہم پرمیشور کا جبکہ اس کھنڈ کے اول منتر میں لفظ ست سے پربرہم مانا جا چکا ہے تو پھر پنڈت کاویہ تیرتھ صاحب کا اس ۶ ویں منتر میں اس لفظ سے پرکرتی ظاہر کرنا سوا تعصب کے اور کیا ہو سکتا ہے محقق اور معقول پسند صاحبان کو اس منتر کے آخری حصہ پر غور کرنا چاہیئے جو سوال زیر بحث کو اور بھی صاف کر دیتا ہے کہ جس سے جو پیدا ہوئے تھے وہ اُونہیں میں واپس چلے جاتے ہیں چنانچہ الفاظ ۵۹ سے ۶۳ تک میں بتلا دیا گیا کہ سب کارنوں کا کارن (علتوں کا علت) وہ ہے جو نہایت درجہ لطیف ہے یعنی پربرہم پرماتما۔

ناظرین! لفظ نمبر ۶ "ترُوہ" سے پنڈت کاویہ تیرتھ صاحب نے بھی پرمیشور ہی کا مطلب لیا ہے۔

نمبر ۱۵

اب جو اوپر پنڈت جوالا پرشاد صاحب کی تحریر میں ویدانت شاستر کا ایک سوتر ईक्षतेर्नाशब्दम् آچکا ہے (دیکھو نمبر ۱۴ کا ۵) اسکا جو مطلب پنڈت تلسی رام صاحب نے لیا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے۔

"(ईक्षतेः) ویدوں یا اوپنشدوں میں جگت کرتا (خالق) کے متعلق بیانات میں ایکشت یعنی دیکھنا فعل کے آنے سے (न) صرف پرکرتی جگت کرتا (خالق) نہیں (अशब्दम्) اگر پرکرتی ہی کو جگت (خلقت) کا کارن (علت اولیٰ) مانیں تو شبد پرمان (یعنی وید شاستروں) کے خلاف ہے"۔

اس ویاس جی کے سوتر سے بھی پنڈت تلسی رام صاحب نے اپنے خیال میں پرکرتی کو ثابت کر ہی دیا اور اگرچہ اس سوتر سے بھی سوامی شنکر آچاریہ مہاراج نے اپنی تفسیر میں کچھ اور بات ظاہر کی ہے و دیگر مفسرین (حاشیہ کاران) نے کچھ اور ہی نکالا ہے پس اب مشکل یہ آن پڑی ہے کہ اس بات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیسے ہو کہ کونسا مطلب صحیح اور شاریرک سوتر (ویدانت) کے مصنف ویاس جی کی منشا کے مطابق ہے۔ اور اگر سوتر کے الفاظ سے معنی نکالنے کی کوشش کیجاوے تو تجربہ سے ثابت ہے کہ سوتروں کی معنی اصلی الفاظ سے جو کچھ ملتے ہیں وہ کچھ معنی مطلب ہی نہیں ادا کر سکتے ہم اس پیچ میں پڑے تھے کہ پربرہم پرمیشور وحدہٗ لاشریک نے ہماری اس مشکل کو رفع کر دیا جس سے پورا یقین ہوتا ہے کہ جو لوگ اُس سے شرک کرنا (یعنی یہ تصور کرکے کہ ہم جیو آتما ہمیشہ سے موجود ہیں اور خدا بھی ہمیشہ سے ہے اُس نے ہمیں پیدا نہیں کیا چنانچہ وہ ہم سے صرف اسقدر فضیلت رکھتا ہے کہ وہ بڑا بھائی اور ہم چھوٹے بھائی ہیں) ترک کر دیتے ہیں اور سچے دل سے اُس خالق مطلق کی بندگی میں سرِ تسلیم خم کرتے ہیں ان کی ساری مشکلاتیں رفع ہو جاتی ہیں۔

لیجیے ناظرین کہاں تو ہم اس فکر میں حیران تھے کہ سوتروں کے لفظی معنی بلا مدد کسی تفسیر کے ہو نہیں سکتے اور ویدانت پر جو سب سے زیادہ مشہور و معروف و معزز تفسیر سوامی شنکر آچاریہ کی ہے اُسے آریہ صاحبان منظور نہیں کرینگے پس اس سوتر کو کسطرح حل کریں کہ ہمیں اُس خالق مطلق وحدہٗ لاشریک نے الہام دیا کہ "مت گھبراؤ آریہ پنڈتوں میں ہی جنگ چھڑ رہی ہے"، چنانچہ ناظرین! آپ کی خدمت میں اس سوتر کا وہ مطلب ذیل میں پیش کیا جاتا ہے جو آریہ سماج کے مشہور و معروف اور بڑے معزز پنڈت آریہ منی صاحب پروفیسر سنسکرت فلاسفی دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور نے اپنی تصنیف کردہ ویدانت آریہ بھاشیہ میں درج فرمایا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۳)۔

ईक्षतेर्नाशब्दम् ॥ शा० अ० १ पा० १ सू० ५ ॥
पद०- ईक्षते । न । अशब्दम् ॥

"ارتھ۔ برہم میں اچھا (خواہش) پائی جانے سے یہ بات شبد پرمان (ویدوں اور اپنشدوں وغیرہ کے حوالہ جات) سے خلاف نہیں۔ کہ برہم خلقت کا کارن (علت اولیٰ) ہے"۔

ناظرین! اب آپ اس معنی کو پنڈت تلسی رام صاحب کے ترجمہ سے مقابلہ کریں اور جو اختلاف معلوم ہو اُسکے بارہ میں اِن دونوں آریہ سماج کے بڑے معزز رکن صاحبان سے ہی فیصلہ کر لیویں۔

جہاں پنڈت تلسی رام صاحب نے اس سوتر کے ترجمہ میں دو مرتبہ لفظ پرکرتی درج کیا ہے وہاں پنڈت آریہ منی صاحب دو مرتبہ لفظ برہم تحریر فرماتے ہیں اور برہم میں خواہش مانتے ہوئے اسے ہی خلقت کا کارن (علت) بھی مان رہے ہیں۔ پس اب پنڈت تلسی رام صاحب سے سوال یہ ہے کہ ہم آپ کی بات کو ٹھیک مانیں یا آپکے دوست صاحب کی اب تو ساری پول کھل گئی۔

اجی پنڈت تلسی رام جی مہاراج! بیچارے سناتنی پنڈت کو کیا ڈانٹ بتلا رہے ہیں۔ اول اپنے گھر میں نپٹ لیجیے۔ چاہے شریمان آریہ منی صاحب سے ایک اقرار نامہ لیجیے کہ ویدانت آریہ بھاشیہ صفحہ ۱۳ کی سطر ۳-۴ منسوخ کیجاتی ہے کیونکہ وہ چھاپہ

کے کمپوزیٹروں کی غلطی سے چھپ گیا ہی یا یہ کہ ہم ہندی بھاشا نہیں جانتے تھے بس غلطی رہ گئی جیسا کہ گروجی راستہ کھول گئے ہیں، یا آپ ہی پنڈت جوالا پرشاد صاحب سناتنی مرادآبادی مصنف تمر بھاسکر کے نام ایک جسٹری شدہ خط ارسال کر دیجیے جس میں تحریر فرمائے کہ دابھاسکر پرکاش صفحہ ۴۸ سطر ۱-۲-۳ پر جو ہم نے [illegible] سوتر کا ارتھ لکھا تھا اُسے ہم اب واپس لیتے ہیں کیونکہ اب آریوں کا ویدانت بھاشیہ آریہ سماج کے ویدانت آچاریہ شری مان آریہ منی جی نے شایع کر دیا ہے جس میں اس سوتر کا وہی ارتھ مانا گیا ہی جو آپ کرتے ہیں بس ہم چونکہ ستیہ کو گرہن اور استیہ کو تیاگ کرنیکے لئے ہر وقت کمر باندھے ہمیشہ مستعد رہا کرتے ہیں چنانچہ نیک نیتی اور صدق دلی سے ہم اپنی بھول کو منظور کرکے لیتے ہیں۔"

اے پنڈت تلسی رام جی مہاراج! ہم آپ سے سچ کہتے ہیں کہ اگر آپ اپنی صرف ایک اس بھول کو بھی (جسکے بھول ثابت ہو جانے میں تو اب کلام نہیں رہ گیا) صاف الفاظ میں تسلیم کر لیویں تو یقین جانئے کہ آپکو اسوقت جو عزت و پوزیشن ملک میں حاصل ہی اس سے بدرجہا بڑھ جاویگی واقعی سچائی ایک ایسی شے ہے کہ جو ہر ایک امتحان میں انسان کو فضیلت دینے کیلئے تیار رہتی ہے بشرطیکہ اُسپر انسان پابند رہے ہمنے جو مناسب سمجھا عرض کر دیا آگے آپکی مرضی۔

ناظرین! آپ بھی منتظر رہئے گا کہ آریہ سماج کے ان دونوں معزز پنڈتوں کی اس سوتر پر مذکورہ بالا باہم جنگ ہو کر کیا نتیجہ عوام پر ظاہر کرتا ہے سُنا تو جاتا ہے کہ آریہ سماج ایک جلتی جاگتی سوسائٹی ہے اور اگر یہ بات غلط نہیں ہے تو ہمیں ضرور یقین رکھنا چاہیے کہ جن پنڈتوں کے بھروسہ آریہ صاحبان کاشی (بنارس) کے مہامہوپادھیایہ (نہایت اعلیٰ درجہ کا علمی خطاب) والوں کی بھی پرواہ نہیں کیا کرتے وہ خود آپس میں ایسے زبردست اختلاف رکھے ہرگز نہ رکھیں گے۔ اور اگر سہواً کوئی غلطی شایع ہو گئی ہے تو اسے رفع کر ڈالیں گے۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ اس سوتر کا پرکرتی سے مطلقاً تعلق نہیں ہے جو کہ اسی بات سے

ومعلوم ہو جائے گا کہ پنڈت آریہ منی صاحب اس سوتر نمبر ۵ کا پچھلے سوتر نمبر ۴ سے تعلق یوں بیان کر رہے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۲ سطر ۱۸) وہو ہذا -

دد تعلق مذکورہ بالا چار سوتروں میں برہم کو خلقت کا کارن (علت اولیٰ) ثابت کیا گیا۔ اب یہ شنکا (شبہ) ہوتی ہے کہ وہ خواہش کر کے خلقت کو پیدا کرتا ہے اس میں کوئی ثبوت نقلی یا کتابی نہیں؟ اس بحث سے معترض کو فائدہ یہ ہے کہ پیدائش قدرتی (خود بخود ہونیوالی) ہے اسکا کوئی سمجھ سوچکر پیدا کرنیوالا عقلمند کرتار (خالق) نہیں اس موقع پر اوپر کے اعتراض کا جواب ہے ،، -

اب ناظرین کے ملاحظہ کیلئے اس سوتر نمبر ۵ پر جو پنڈت آریہ منی صاحب کی تفسیر (بھاشیہ) ہے وہ بھی نقل کیجاتی ہے جس میں وہ اور بھی اس بات کو صاف کئے دیتے ہیں کہ پرکرتی کا مطلب حسب قول پنڈت تلسی رام صاحب بالکل ہی بے بنیاد ہے - وہو ہذا -

دد - چارواک لوگ (نیچری لوگوں کا ایک گروہ جو کسی وقت ہندوستان میں بہت زوروں پر تھا) یہ کہتے ہیں کہ خلقت کا کارن (علت اولیٰ) صرف پرکرتی ہے - اسکے سوا ذی روح فاعل (یعنی خالق) ہونے میں کوئی ثبوت نہیں - اس بات کا فیصلہ کرنیکے لئے اوپر کا سوتر ہے -

तदैक्षत बहुस्यां प्रजायेय। छा० ६। २। ३॥

ارتھ - اس نے خواہش کی کہ میں بہت سنسار کی پیدائش والا ہو کر سنسار میں یابت یعنی موجود ہوؤں اس کلام سے یہ ثابت ہوا کہ جڑ پرکرتی خلقت کی خالق نہیں بلکہ ایشور خلقت کا خالق ہے - جس میں شاستر نے خواہش قرار دیا ہے - خواہش والا بیان کرنے سے سوتر کے مصنف (ویاس جی) کی یہ بھی منشا ہے کہ یہ مختلف مطلبوں (پریوجنوں) والی خلقت کسی جڑ (غیر ذی روح) شے سے خود بخود نہیں بن گئی بلکہ ذی روح خالق کی خواہش سے اس خلقت کے سورج وغیرہ کرہ جات ہیں شش - روشنی نیزی وغیرہ مقرر کئے گئے ہیں اسلئے ذی روح (چیتن) ہی خالق ثابت ہوتا ہے غیر ذی روح (جڑ) نہیں -

ناظرین! اب آپ خود ہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ویاس جی کے سوتر نمبر ۵ (ادھیا اول پاد اول) میں پرکرتی کا نام و نشان بھی نہیں ہے ہاں آریہ سماجی پنڈت آریہ مُنی صاحب کی شہادت کے پیش کیے جانے سے ناظرین یہ نہ سمجھ لیویں کہ وہ جیو اور پرکرتی کو پرمیشور کا شریک نہیں مانتے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اونہوں نے کاشی میں عرصہ دراز تک رہ کر ویدانت کا علم خاص طور پر حاصل کرکے بہت عرصہ کے غور و خوض کے بعد ویدانت پر یہ آریہ بھاشیہ اسی غرض سے شایع کیا ہے کہ شنکر فلاسفی کا رنگ دہو کر دیانندی فلاسفی کو نئے رنگ میں اسی رنگ ڈالیں۔ چنانچہ وہ بھی جہاں کہیں موقع مل جاتا ہے کھینچ تان کرکے پرکرتی اور جیو آتما کی قدامت کو لا ہی گھسیڑتے ہیں مگر جو نس قسمتی کہنا چاہیے کہ یہ سوتر اس نئے فیشن کے لباس سے محروم رہ گیا۔

ایک بات اور بھی ناظرین کی واقفیت کیلئے عرض ہے کہ اس سوتر میں تو کیا تمام شاریرک سوتروں میں (یعنی ویاس جی کی مصنفہ ویدانت شاستر بھر میں) کہیں بھی لفظ پرکرتی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ ہاں تفسیر و تشریح میں مفسر صاحبان جو دل میں آوی لکھا کریں لیکن سوتروں کے الفاظ میں پرکرتی لفظ جو کہ سنسکرت ہونیکے باعث اپنی اصلی شکل (پرکرتی) میں آسکتا تھا نہیں آیا۔ اور اگرچہ دو تین جگہہ پر اس لفظ کی گردان کے مانند الفاظ دیکھے جاتے ہیں مگر پنڈت آریہ مُنی صاحب کا بھاشیہ پڑھنے سے معلوم ہوا کہ اُن سوتروں میں کوئی اور مضمون چل رہا تھا اور پرکرتی کا کہیں ذکر نہ تھا۔

نمبر ۱۶

اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۶ سطر ۲۰ پر سوامی جی نے تیتریہ اُپنشد کا ایک ادہورا منتر

"सो, कामयत बहु: स्यां प्रजायेयेति"

لکھا تھا اسے پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے پورا نقل کر دیا ہے پس پنڈت تلسی رام صاحب جواب دیتے ہوئے ان پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ " सोऽका० لفظ سے श्लोको०

دہلانک کا منتر تو اس تیتریہ اونشد کے برہم آنند بلی کا چھٹواں انوواک ہے اور असद्वा وغیرہ ساتواں انوواک ہے۔ آپنے اسے جوڑ دیا پر کرن (موقع محل) کے لحاظ سے ان دونوں کلاموں سے بھی الحید ابلا تفرقہ تو نہیں ثابت ہوتا۔

ناظرین! اس بات کی سچائی کیلیے ہم نے اس تیتریہ तैत्तिरीय उ० اونشد کو کھولا تو ہمیں معلوم ہوا کہ یہ دوسرا منتر جسکے بارہ میں پنڈت تلسی رام صاحب لکھتے ہیں کہ آپنے اسے جوڑ دیا۔ وہ اپنی تصنیف کے اول دن سے ہی جوڑا جڑا ہوا موجود ہے یعنی چھٹواں انوواک ختم ہوتے ہی یہ الفاظ असद्वा شروع ہو جاتے ہیں پس ہم پنڈت تلسی رام صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ اگر ان دونوں فقروں کے بالکل ساتھ ساتھ آنے سے اُن کا کوئی نقصان ہے تو مصنف تیتریہ اونشد کو جو کہ کوئی بڑا بھاری مہرشی ہوگا صلواتیں سُنائیے کہ اس مہرشی نے کیوں آپکی رائے کے خلاف ایسے فقرہ جات کو یکجا رکھ دیا۔ بیچارے سناتنی پنڈت کا کیا قصور ہے۔ ہاں شاید آپ کہیں گے کہ اونہوں نے بلا ضرورت اس ساتویں انوواک سے شروع کا حصہ نقل ہی کیوں کیا؟ تو جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ سوال بھی آپ کو اپنے مہرشی سوامی دیانند مہاراج سے ہی کرنا چاہیئے کہ اونہوں نے اسی موقع پر یعنی ستیارتھ پرکاش کے اسی صفحہ ۲۰۷ کے سطر ۱۴ پر کیوں اس ساتویں انوواک کا یہ ہی حصہ असद्वा نقل کیا تھا جبکہ سوامی جی کے ادھورے منتروں अस० मं० کو پنڈت جوالا پرشاد صاحب پورا پورا نقل کر رہے ہیں تو اس میں بُرائی کیا ہوگئی اور جو کہ پنڈت جی یہ فرماتے ہیں کہ پرکرن (موقع محل) کے لحاظ سے ان دونوں کلاموں سے بھی الحید (بلا تفرقہ) نہیں ثابت ہوتا۔ تو لیجیے ہم ذیل میں پورا چھٹواں اور ساتواں انوواک نقل کرکے لفظی معنی بیان کیے دیتے ہیں اور یہ فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ پنڈت تلسی رام صاحب کا بھید (دو یا تین اشیاء کا وجود یعنی برہم کے ساتھ جیو اور پرکرتی کی شراکت) ثابت ہو جاتا ہے یا شنکر فلاسفی والوں اور سناتنی دھرم والوں کا الحید (یعنی ایک کیلیے وحدہٗ لاشریک خدا کی ہستی کے سوا دوسرا کچھ نہ ہونا) ثابت ہو رہا ہے۔

असन्नेव स भवति । असद्ब्रह्मेति चेत् । अस्ति ब्रह्मेति चेद्वेद ।
सन्तमेनं ततो विदुरिति । तस्यैष एव शारीर आत्मा । यः पूर्व-
स्य । अथातोऽनुप्रश्नाः । उताविद्वानमुं लोकं प्रेत्य कश्चन
गच्छती३ । आहो विद्वानमुं लोकं प्रेत्य कश्चित्समश्नुता३उ ।
सोऽकामयत । बहु स्यां प्रजायेयेति । स तपोऽतप्यत । स तप-
स्तप्त्वा । इदं सर्वमसृजत । यदिदं किञ्च । तत्सृष्ट्वा ।
तदेवानुप्राविशत् । तदनुप्रविश्य । सच्च त्यच्चाभवत् । नि-
रुक्तञ्चानिरुक्तञ्च निलयनञ्चानिलयनञ्च । विज्ञा-
नञ्चाविज्ञानञ्च । सत्यञ्चानृतञ्च । सत्यमभवत् ।
यदिदं किञ्च तत्सत्यमित्याचक्षते । तदप्येष श्लोको
भवति ॥

असद्वा इदमग्र आसीत् ततो वै सदजायत । तदा-
त्मानं स्वयमकुरुत । तस्मात्तत्सुकृतमुच्यत इति । यद्वै
तत्सुकृतम् । रसो वै सः । रसं ह्येवायं लब्ध्वाऽऽनन्दी भव-
ति । को ह्येवान्यात्कः प्राण्यात् । यदेष आकाश आनन्दो
न स्यात् । एष ह्येवानन्दयाति । यदा ह्येवैष एतस्मिन्न-
दृश्येऽनात्म्येऽनिरुक्तेऽनिलयनेऽभयं प्रतिष्ठां वि-
न्दते । अथ सोऽभयं गतो भवति । यदा ह्येवैष एतस्मि-
न्नुदरमन्तरं कुरुते । अथ तस्य भयं भवति । तत्त्वेव भयं वि-
दुषो मन्वानस्य । तदप्येष श्लोको भवति ॥ (तैत्तिरीय ३.ब्र-
-नु० ६-७॥)

اگر حرف لفظی معنی ہونیکے باعث کوئی بات کسی صاحب کی سمجھ میں نہ آوے تو وہ
اوپنشد کو ہی ردی نہ سمجھیں بلکہ تفسیروں سے فائدہ حاصل کریں -

ترجمہ (۱) असन्नेव स भवति وہ است (یعنی) ہی تھی -

(۲) असत् ब्रह्म इति वेद चेत् - اسَت (یعنی) برہم ہی ہے ایسا اگر کوئی
کہے (۳) अस्ति ब्रह्म इति चेत् वेद اور برہم ہی اس بات کو اگر کوئی کہے (۴)
सन्तम् एनं ततः विदुः इति پس اگر وہ (برہم) ہے تو اوسے جاننا چاہیے۔
(۵-۶) तस्य एषः एव शारीरः आत्मा यः पूर्वस्य (اب ان دو
فریق میں سے) جو پہلا ہے اُس کی (یہ بات ہے) کہ یہ جسم سے پیدا ہونیوالا ہی
آتما ہے (یعنی جو کہ مادّی نطفہ سے یہ ظاہر اجسم بن گیا ہے اس جسم ہی کو وہ نیچری
لوگ آتما مانتے ہیں)۔ (۷) अथ अतः अनुप्रश्नाः اور بھی ان کے علاوہ
उत अविद्वान् अमुं लोकं प्रेत्य कश्चन गच्छति
پرشن یعنی شبہات ہیں
इति - یعنی یہ کہ ابدوان (علم الٰہی سے ناواقف یا برہم کو جاننے کی کوشش
نہ کرنیوالا) اس دُنیا سے جاکر (یعنی مرنے پر) کہاں جاتا ہے (یعنی اُسکی کیا حالت ہوتی
ہے)۔ (۹) आहो उ विद्वान् अमुं लोकं प्रेत्य कश्चित् समश्नुते
اور بھلا بدوان (علم الٰہی کو جاننے اور برہم کے حاصل کرنیکی کوشش کرنیوالا) اس دنیا
سے جانے پر کس درجہ کو حاصل کرتا ہے۔ (۱۰) सः अकामयत बहुः स्यां प्र-
-जायेय इति - (اوپر جو سوالات کئے گئے ہیں اُن کا اب رشی جواب دیتے
ہیں اُس میں سوامی دیانند مہاراج نے صرف اس دسویں فقرہ کو ہی نقل کیا ہے۔) اُس
(برہم) نے خواہش کی کہ بہت خلقتوں والا ہو جاؤں (۱۱) सः तपः अतप्यत सः
تپः تپ्त्वा इदं सर्वं असृ- اُس نے تپ کیا (تپ سے مراد وہ سکیم Scheme
یا تجاویز خواہ غور و خوض وغیرہ ہے جو اُس برہم کو پیدائش کیلئے کرنے ضروری ہوئی
ہوں) اُس نے تپ کرکے اس سب کو سرجا - (۱۲) जत् यत् इदं किञ्च तत्
सृष्ट्वा तत् एव अनुप्राविशत् - یہ جو کچھ ہے ان سبکو پیدا کرکے انہیں میں داخل
ہوا۔ (۱۳) तत् अनुप्रविश्य सत् च त्यत् च अभवत्
وہ اُسی میں داخل ہو کر ست (ہستی) اور تیت (عناصر) ہوا (۱۵) निरुक्तं च
अनिरुक्तं च निलयनं च अनिलयनं च

وہ بیان کئے جانے لایق ہوا اور نہ بیان ہوسکنے لایق ہوا بکا سہارہ ہوا اور بے سہارہ ہوا (۱۶)
विज्ञा- नंच अविज्ञानं च (
وہ جانا جا سکنے لایق ہوا اور نہ جانا جا سکنے لایق ہوا - (۱۷)

सत्यंच अनृतंच وہ سچ ہوا اور جھوٹ ہوا (۱۸)

सत्यम् अभवत् ستیہ (سچائی) ہوا (۱۹)
यत् इदं किञ्च तत् सत्यं इति आचक्षते
یہ جو کچھ ہے وہ ستیہ ہی کہا گیا (۲۰)

तदपि एषः श्लोकः भवति
(اسقدر کہنے کے بعد وہ رشی فرماتے ہیں کہ) تاہم یہ شلوک (کسی معتبر شاستر کا حوالہ)
بھی اسی بارہ میں (ثبوت) ہے۔ (آگے ساتواں انوواک یہ ہے۔)

असत् वै इदम् अग्रे आसीत् ततः वै सत् अजायत
آگے یہ است (نیستی) ہی تھی اور اسی سے ست (ہستی) پیدا ہوئی (۲)
तत् आत्मानं स्वयम् अकुरुत
اُس نے خود بخود اپنے کو پیدا کر لیا (۳)

तस्मात् तत् सुकृतम् उच्यते इति
اسی لئے اسکو سکرت (اچھا کام کرنیوالا) کہا گیا۔ (۴)
यत् वै तत् सुकृतं रसः वै सः
جو ہی وہ سوکرت (اچھا کیا ہوا) ہی وہ ہی رس (ذائقہ) ہے
रसं हि एव अयं लब्ध्वा आनन्दी भवति
کیونکہ رس (ذائقہ) کو ہی حاصل کرکے آنند مگن ہو جاتا ہے۔

कः हि एव अन्यात् कः प्राण्यात् यत् एषः
आकाशः आनन्दः न स्यात्
کون ہے جو اسکے خلاف ہو اور کون ہے جو سانس لیتا ہوا اس آکاش یعنی خلا سے ملنے والے آنند (خوشی و راحت) کو نہ حاصل کرے۔

एषः हि एव आनन्द (۸) یہی آنند کراتا ہے
यदा हि एव एषः एतस्मिन् अदृश्ये अनात्म्ये अनिरुक्ते अनिलयने अभयं प्रतिष्ठां विन्दते
اُس نہ دیکھے جا سکنے والے نہ سمجھے جا سکنے والے۔ نہ بیان کئے جا سکنے والے۔ کسی کا سہارہ نہ بننے والے میں وہ (انسان) جب (اسقدر محو ہو جاتا ہے کہ بے خوفی کے ساتھ پرتشٹھا (جائے سکونت) حاصل کر لیتا ہے (۹)
अथ सः अभयं गतः भवति
تب وہ بے خوفی کو حاصل کرنے والا ہو جاتا ہے۔
यदा हि एव एषः एतस्मिन्

एतस्मिन्‌ उदरम्‌ अन्तरम्‌ कुरुते " اور جب وہ یقیناً

اس میں کچھ فرق سمجھتا ہے (۱) अथ तस्य भयं भवति

تو اسے خوف ہوجاتا ہے (۲) तत्तु एव भयं विदुषः मन्वानस्य

اس ہی لئے اس قسم کا خوف بدواں (علم الہی والے) انسانوں کا ہوتا ہے۔

پھر بھی یہ شلوک (شاستری ثبوت) کہا جاتا ہے तदपि एषः श्लोकः भवति (۳)

ناظرین! اس منتر پر پنڈت تلسی رام صاحب کی تفسیر ملاحظہ کریں جو کہ حسب ذیل ہے

" جسطرح بادشاہ کے ساتھ فوج شامل ہوتی ہے لیکن بول چال میں یہی کہتے ہیں کہ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ میں دشمن کو فتح کروں اور وہ دشمنوں پر چڑھائی کرنے لگا اب اگرچہ بادشاہ تن تنہا چڑھائی نہیں کرتا بلکہ مع فوج کے ایسا کرتا ہے لیکن فوج کی کم وقعت ہونیکے باعث بادشاہ لفظ کے اندر فوج وغیرہ سب کچھ سمجھ لیا جاتا ہے اسیطرح یہاں بھی (सः) آپ پرماتمانے جسکے اندر جیو آتما اور پرکرتی موجود ہیں (अकामयत) خواہش کی کہ (बहुः स्याम्) میں اب پرکرتی اور جیوؤں سمیت خلط ملط ہوں۔ وہ بہت ہوجاؤں یعنی مختلف نام و شکلوں والی اشیا بناکر تقسیم ہوں [آگے کوئی لفظ شبہ میں ڈالنے والا نہیں ہے] "

نوٹ۔ واضح ہو کہ اوپر کی لکیر شدہ عبارت الفاظ سے بالکل بے تعلق ہے

ناظرین! اب آپ غور کرسکتے ہیں کہ اوپر کی دلیل کہاں تک قابل وقعت ہے ہم کہہ چکے ہیں کہ آریوں کو باتیں گھڑنا خوب آیا کرتا ہے پس وہ زیادہ تر عقلی دلائل سے ہی کام لیا کرتے ہیں لیکن کیا یہ نیک نیتی ہے کہ جو بات ان کے ہی تسلیم کردہ کتابوں میں موجود نہ ہو یا انکے خلاف تحریر موجود ہو اس کو ظاہر کرکے ناواقفوں کو مغالطہ دیا جاوے۔

پنڈت تلسی رام صاحب کو بادشاہ اور فوج کی مثال سے ہرگز بھی کامیابی نہیں ہو سکتی

اپنے ایسے دلیل بازاس پلک میں اب ہزاروں پیدا ہو گئے ہیں جو نہ صرف ایسی مثالوں کو رد کر دیویں گے بلکہ خود ان کے خلاف بے شمار دلایل گڑھ کر مقابلہ کرنیکو تیار ہونگے لیکن ہم اپنا وقت ایسے اودھیڑ بن میں خراب نہیں کرنا چاہیتے ہمیں تو آریہ سماج کی تعلیم قبول و منظور کرنے سے ہرگز بھی انکار نہ ہوتا (کیونکہ ستیہ کا گرہن کرنا اور استیہ کا تیاگ کرنا ہیں خوش قسمتی سے سوامی دیانند مہاراج نے سکھلا دیا ہے جسکے لئے ہم انکے ہزار دل سے مشکور رہیں بشرطیکہ وہ اپنے مانے ہوئے اصولوں اور خیالات کو خود اپنی تسلیم کردہ کتابوں میں دکھلا دیویں۔ اب تک جیوا در پرکرتی کی قدامت کیلئے ایک لفظ بھی نہ تو ویدوں کے بیس ہزار منتروں میں سے پایا گیا اور نہ اپنشدوں ہی میں سے ظاہر کیا گیا۔ اور جب کوئی شخص ان سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ آپکی تسلیم کردہ و مستند پاک کتابوں میں خود آپکے من گھڑنت اصولوں کے خلاف باتیں درج ہیں تو وہ سوال کا جواب معقولیت کے ساتھ دینے کے بجائے بادشاہ کی فوج کے رہنما بننے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! ان باتوں سے اگر آپ چاہتے ہیں کہ دیانندی فلاسفی کا دنیا میں پرچار ہو تو یہ مشکل ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ آپ سیدھے سادھے ارتھ یعنی لفظی ترجمے سے اگر اونپشدوں میں سوامی جی کے موافق باتیں پاتے ہیں تو مبارک ہو ورنہ اس ڈھکوسلے کو توڑتا ڑ برابر کیجیے۔ فضول آریہ سماج کا ایک ارنگا بنا کر سب ہندو نوجوانوں کو کیوں اس میں پھانس رہے ہیں وہ ادھر یا ادھر کہیں ایک ٹھکانے پر تو رہیں یعنی یا تو وہ ہندو کے ہندو بنے رہیں یا سب اوٹ پٹانگ باتوں کو ترک کر کے ہندو دھرم کے دایرہ سے باہر نکل جاویں اور پر برہم پرمیشور کو وحدہٗ لاشریک سمجھ کر اسکی بندگی و عبادت سچے دل سے کرتے ہوئے زندگی کو کامیاب بنا دیں۔

اب چونکہ آگے کوئی شبہے والی بات نہیں ہے اسلئے ہم پنڈت تلسی رام صاحب کا بقیہ ترجمہ نقل کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

نمبر ۱۷

اوپر جو اسقدر طول طویل بحث لکہی گئی ہے ان چند اپنشدوں کے ۹ منتروں کے ٹکڑوں پر مبنی ہیں جنہیں سوامی دیانند مہاراج نے اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۷، ۲ پر کچھہ معترض کی طرف سے سوال میں اور کچھہ اپنے جواب میں تحریر کئے ہیں اوپر کے تمام اعتراضات کے بعد ایک بات پر اور بہی ہم ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں یعنی یہ کہ چھاندوگیہ منڈکیہ برہدارنیک اپنشدوں اور شت پتہ براہمن کے منتروں کو سوامی جی معترض کے سوال میں ڈال کر آگے صفحہ ۷۷، ۲ سطر ۴ پر یوں فرماتے ہیں کہ: "جواب - ان حوالوں کے معنی کیوں بگاڑتے ہو؟ کیونکہ انہیں اپنشدوں میں لکھا ہے - وغیرہ"

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جبکہ سوامی جی ان اپنشدوں کو تو مستند مانتے ہی ہیں اور ان معترض کے پیش کردہ منتروں کو اپرشست یعنی ناجایز بہی نہیں قرار دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ ان کے ارتھ کو کیوں بگاڑتے ہو (جسکے معنی صاف یہ ہیں کہ منتر تو صحیح ہیں صرف ارتھ کو معترض نے حسب قول سوامی جی غلط سمجہا ہے) تو سوامی جی کو لازم تھا کہ وہ یہ تو ضرور ہی بتلا دیتے کہ اگر معترض کا ارتھ بگڑا ہوا ہے تو صحیح اور ٹہیک ارتھ (سوامی جی کے خیال میں) کون سا ہے - ناظرین! آپ اس صفحہ سے آگے اس آٹھویں سملاس کے خاتمہ تک پڑھ جائیے مگر آپکو اس سوال کا کوئی جواب نہ ملیگا -

نمبر ۱۸

اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۹، ۲ سطر ۵ پر سوامی جی یوں فرماتے ہیں:-

(سوال) جیسے ویدانتی لوگ صرف پرمیشور ہی کو دنیا کی سرشٹی کی علت فاعلی و مادی مانتے ہیں:-

यथोर्णनाभिः सृजते गृह्णते च ॥ मु० उ० मु० १ खं० १ मं० ७

یہ اوپنشد کا قول ہے جسطرح مکڑی باہر سے کوئی شے نہیں لیتی۔ اپنے ہی اندر سے ریشہ نکال کر جالا بنا کے خود اس میں کھیلتی ہے اسیطرح برہم نے اپنے اندر سے دنیا کو بنا اور خود دنیا کی صورت اختیار کر کے اپنے آپ کھیل رہا ہے اس برہم نے خواہش و آرزو کی کہ میں عالم کثرت میں آؤں یعنی یہ شکل عالم بن جاؤں ارادہ کرتے ہی وہ دنیا کی صورت بن گیا۔۔

جواب۔ اور جو مکڑی کی مثال دیگئی ہے وہ تمہاری مت کو ثابت نہیں بلکہ رد کرتی ہے۔ کیونکہ جالے کی علت مادی غیر ذی شعور جسم ہے اور علت فاعلی مکڑی کا جیو آتما ہے۔ یہ بھی پرمیشور کی عجیب غریب صنعت کا ظہور ہے کیونکہ دوسروں جانوروں کے جسم سے جیو ریشہ نہیں نکال سکتا ہے۔

سوال۔ ہم سوامی جی کی اس بات کو بھی تسلیم کر لیتے اگر یہ مکڑی کی مثال محض کسی شنکر فلاسفی والے نوین ویدانتی کی گھڑنت ہوتی مگر یہ اوپر کا فقرہ ان کتابوں میں سے ہی جنکی تصنیف سے ہزاروں سال بعد تک شنکر آچاریہ مہاراج اور انکی فلاسفی عدم سے وجود میں نہ آئی تھی۔ اگر دراصل سوامی جی کا یہ خیال ہے کہ یہ منتر نوناجائز نہیں ہے مگر شنکر فلاسفی والے اسکی غلط تاویل کرتے ہیں تو لازم تھا کہ جہانپر یہ منتر موجود ہے اس جگہہ اوپر نیچے کیا مضمون چل رہا ہے اس بات کو دیکھکر اس پورے بیان کا مطلب ظاہر کر دیتے اور تب اگر ایک برہم وحدہٗ لاشریک کے تین ٹکڑے ہو جاتے تو پھر جو الزام سوامی دیانند پر لگائے جا رہے ہیں وہ اس اوپنشد کے مصنف پر عاید ہو جاتے۔

مکڑی کے جالے کی مثال سے جو انوکھا مطلب سوامی جی نے نکال لیا ہے اسے نہ تو غور و خوض کرنے سے دماغ قبول کرتا ہے اور نہ اس اوپنشد کے مصنف کی منشا کے موافق معلوم ہوتا ہے۔ ناظرین! ہم ذیل میں اس اصلی پورے منتر کو نقل کئے دیتے ہیں اور اس سے ایک منتر پہلا و دو منتر اگلے بھی نقل کر کے چاروں کے لفظی معنی درج کر کے اس بات کا فیصلہ آپ پر ہی چھوڑتے ہیں کہ چاہے آپ مکڑی کی مثال کی وہ تاویل جو سوامی جی نے کی ہے صحیح تصور کریں یا اسکے خلاف۔۔ ہو نہار۔

यत्तदद्रेश्यमग्राह्यमगोत्रमवर्णमचक्षुःश्रोत्रं तदपाणिपा-
-दं नित्यं विभुं सर्वगतं सुसूक्ष्मं तदव्ययं यद्भूतयोनिं
-रि पश्यन्ति धीराः ॥ ६ ॥

यथोर्णनाभिः सृजते गृह्णते च यथा पृथिव्यामोषधयः स-
-म्भवन्ति। यथा सतः पुरुषात् केशलोमानि तथाक्षरात् स-
-म्भवतीह विश्वम् ॥ ७ ॥

तपसा चीयते ब्रह्म ततोऽन्नमभिजायते। अन्नात् प्राणो
मनः सत्यं लोकाः कर्मसु चामृतम् ॥ ८ ॥

यः सर्वज्ञः सर्वविद्यस्य ज्ञानमयं तपः। तस्मादेतद्ब्रह्म
नाम रूपमन्नञ्च जायते ॥ ९ ॥ मु० उ० खं० १ म० १ मं० ६-९

اب اِن چار منتروں میں سے ہر ایک کے لفظی معنی درج کیے جاتے ہیں

यत्[1] तत्[2] अद्रेश्यम्[3] अग्राह्यम्[4] अगोत्रम्[5] अवर्णम्[6] अचक्षुः-
श्रोत्रम्[7] तत् अपाणिपादं[8] नित्यं[11] विभुं[12] सर्वगतं[13] सुसूक्ष्मं[14] तत्
अव्ययं[15] यत् भूतयोनिं[16] परिपश्यन्ति[20] धीराः ॥

(۱) جو (۲) وہ (۳) ایسا ہے کہ اُسے کوئی دیکھ نہیں سکتا (۴) پکڑ نہیں سکتا (۵) جو بلا گوتر
(۶) ذاتی لقب ہے (۷) بلا قومیت ہے (۸) بلا آنکھوں کانوں والا ہے (۱۰-۹)
جو بلا ہاتھ پاؤں ہے (۱۱) نتیہ (لافانی) برہم (۱۲) روشن ہے (۱۳) سب جگہ پھیلا
ہوا ہے (۱۴) نہایت ہی نہایت لطیف ہے (۱۵) اُس (۱۶) نہ گھٹنے بڑھنے والے
کو (۱۷) جو کہ (۱۸) تمام پیدائش کل اشیاء کی یونی (ذریعہ پیدائش ہے)
(۱۹) دھیر یعنی مستقل مزاج لوگ (۲۰) دیکھتے ہیں۔
لکیر شدہ فقرہ غور طلب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام پیدائش کا وہی ذریعہ
ہے (چنانچہ مادہ اور روح کی پیدائش کا بھی وہی ذریعہ ثابت ہوگیا۔)
آگے دوسرا وہ منتر ہے جس کا ایک حصہ (تنازعہ فیہ) سوامی جی نے نقل کیا ہے۔

यथा ऊर्णनाभिः सृजते गृह्णते च यथा पृथिव्याम् ओषधयः सम्भवन्ति। यथा सतः पुरुषात् केश लोमानि तथा अक्षरात् सम्भ-
-वति इह विश्वम्॥

(۱) جسطرح (۲) مکڑی (۳) منہ سے (۴) نکالتی اور کہا لیتی ہے (۵) جسطرح (۶) زمین سے (۷) نباتات (خودبخود) (۸) پیدا ہوجاتا ہے (۹) جسطرح (۱۰) انسان کے (۱۱) وجود سے (۱۲) ڈاڑھی مونچھ (جوانی کے آغاز میں) (خودبخود پیدا ہوجاتی ہیں) (۱۳) اسی طرح (۱۴) اکشر (نہ فنا ہونیوالا پرمیشور) سے (۱۵) یہ سب (۱۶) (خودبخود) پیدا ہوجاتا ہے۔

ناظرین! اس منتر میں مکڑی کی مثال کے علاوہ دو اور مثالیں بھی دی گئی ہیں اب مصنف اوپنشد کی کیا منشا ہے یہ آپ خود اپنے دماغ سے دریافت کریں لیکن ہر حالت میں آگے پیچھے کی عبارت کو مدنظر رکھنا ضروری بات ہے چنانچہ اس منتر سے پہلا منتر تو آپ دیکھ ہی چکے اب اگلا بھی ملاحظہ ہو۔

तपसा चीयते ब्रह्म ततः अन्नम् अभिजायते। अन्नात् प्राणः
मनः सत्यम् लोकाः कर्मसु च अमृतम्॥

(۱) برہم نے (۲-۳) تپ کیا (یعنی جو فکر و تدبیر وغیرہ پیدائش خلقت کیلئے ضروری تھیں انکو پرمیشور نے کیا) (۴) اس سے (۵) ان (غلہ) (۶) پیدا ہوا (۷) غلہ سے (۸) پران (سانس پیدا ہوا) (۹) دل (۱۰) سچائی (پیدا ہوئیں) (۱۱) اور (۱۲) افعال کے ذریعہ (۱۳) لوگوں (انسانوں) کی (۱۴) مکتی یعنی نجات (مقرر کی گئی) (یعنی یہ کہ نجات حاصل کرنیکے لیے ہم لوگوں کو افعال کرنیکی ہدایت پرمیشور نے شروع پیدائش کر دی۔

ناظرین! الفاظ لکیر شدہ (نمبر ۴-۵) کو بغور دیکھیں۔ اور پھر آریوں سے دریافت کریں کہ ان کی تعلیم کہاں تک اس منڈک اوپنشد کے مصنف مہرشی کے موافق ہے یہاں صاف بیان ہے کہ اس برہم نے تپ کیا تو اس تپ سے غلہ پیدا ہوا اس سے اور سب خلقت آگے بڑھی۔ غرضکہ تمام خلقت اس وحدہٗ لاشریک پر برہم پرماتما نے

ی بذات خود بلا مدد غیرے پیدا کیا ہے اور اوپر کے منتر میں جو تین مثالیں دیکر مہرشی
نے خدا کے قادر مطلق اور سرب شکتی مان ہونیکی تعلیم دی ہے کہ جسطرح انسان کے
سم میں بچپن کی عمر میں اگرچہ مونچھ داڑھی نہیں رہا کرتی لیکن جوانی کی عمر میں خود بخود نکل
تی ہیں (ور نہ کو بناتات کی مثال سے بھی ایسا ہی سمجھ لیجیے) اسیطرح یہ تمام خلقت اس
پرمیشور سے خود بخود پیدا ہوگئی ہے پس اگر سوامی جی کی رائے مہرشی مصنف منڈک اوپنشد
کے موافق ہوتی تو وہ اس منتر میں "برہم نے تپ کیا جس سے ان پیدا ہوا" یہ کہنے
کے بجائے یہ فرماتے کہ برہم نے پرکرتی سے جو سامنے کھڑی تھی مشورہ کیا کہ آ ہم
تیری مدد سے خلقت کو پیدا کریں۔ آگے کے منتر کا ارتھ بھی ملاحظہ ہو:۔

यः[1] सर्वज्ञः[2] सर्ववित्[3] यस्य[4] ज्ञानमयं[5] तपः[6]। तस्मात्[7] एतत्[8] ब्रह्म[9]
नाम[10] रूपम्[11] अन्नं[12] च[13] जायते[14]॥

(۱) جو (۲) سارے علوم والا ہے (۳) سب کو جاننے والا ہے (۴) اور گیان مے
(ذی شعوری پن ہونا) (۵) جسکا (۶) تپ ہے (۷) اسی سے (۸) یہ (۹) وید
(۱۰) نام (ہر ایک اشیاء کے) (۱۱) اور (۱۲) شکلیں (ہر ایک شے کی) (۱۳)
اور غلہ (وہ اشیاء جو پرورش کا ذریعہ ہے) (۱۴) پیدا ہوئی ہیں۔

نوٹ۔ لفظ تپ کے معنی مطلب کو الفاظ نمبر ۴-۵-۶ صاف کر دیتے ہیں۔

اب ناظرین! اس منتر سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ کیسے صاف الفاظ میں اسی
پرمیشور سے تمام عالم کے پیدا ہونیکا ذکر آیا ہے اور پرکرتی کا کہیں اشارہ بھی نہیں
ملتا پھر سوامی دیانند مہاراج کا مکڑی کی مثال سے یہ ظاہر کرنا کہ اس سے مصنف
اوپنشد کی یہ منشا ہے کہ جسطرح اس مکڑی کا جسم تو اوپادان کارن (علت مادی)
ہے اور اسکا جیو (روح) نمت کارن علت فاعلی) ہے اسیطرح اس خلقت

ف لفظ اصلی برہم ہے جس کو کوئی مفسر صاحب وید کا مطلب نہیں کوئی پرکرتی اور کوئی ہرنیہ
گربھ مراد لیتے ہیں پس ہر حالت میں وحدہٗ لاشریک پرمیشور ہی
خالق مطلق مانا جا سکتا ہے اور پرکرتی یعنی مادہ کی قدامت نہیں ثابت ہو سکتی۔

کی پیدایش کی علت مادی تو پرکرتی ہے اور علت فاعلی برہم ہے کہاں تک اوپنشدو کی منشا کے موافق ہے اگر سوامی جی کی رائے صحیح ہوتی تو ظاہر ہے کہ مہرشی مصنف اوپنشد اس جگہہ ایک برہم ہی کو پیدایش کا کارن (علت) ظاہر کرنیکے بجائے پرکرتی کی طرف کچھہ تو اشارہ کرتے۔

اس منتر تک ہی اس منڈک اوپنشد کا پہلا کھنڈ ختم ہو جاتا ہے۔

نمبر ۱۹

سوامی دیانند مہاراج اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۹ سطر ۲۲ پر پرکرتی کی پیدایش خلقت کی علت مادی ہونیکے ثبوت میں ویشیشک شاستر کا ایک سوتر پیش کرتے ہیں جسکی تردید کیلیے پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے ویدانت شاستر کی کئی سوتروں کو شنکراچاریہ مہاراج کی تفسیر تحریر کیا ہے جسکے جواب میں پنڈت تلسی رام صاحب نے ان ویدانت کے سوتروں کے معنی اپنے ڈھنگ پر کرتے ہوئے سناتنی پنڈت صاحب پر دریافت کیا ہے کہ کیا آپ ویشیشک شاستر کو نہیں مانتے۔ وغیرہ۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ ویشیشک اور نیائے وغیرہ چھہ درشن (فلاسفی) مختلف مہرشیوں کی تصنیفات ہیں جنکا ذکر کرتے ہوئے سوامی جی نے خود اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۱ سطر ۷ پر انکی مثال چھہ اندھوں سے دیدی ہے جنھوں نے ایک ہاتھی کے مختلف عضوؤں کو ٹٹول کر اپنی اپنی علیحدہ رائے قایم کی نہیں پس جب واقعی یہ حال ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں معلوم ہوتی کہ ویشیشک درشن اور ویدانت متفق نہوں پس اگر بالفرض سوامی جی کا ایک برہم کے ساتھہ دو چیزوں کا شریک بنادینے کی بنیاد ویشیشک وغیرہ پر ہی مبنی ہو تو غیر ممکن نہیں۔ جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ سانکھہ فلاسفی خدا کی ہستی سے ہی منکر ہے وہاں اگر ویشیشک نے ایک کے دو اور اب دیانندی فلاسفی نے دو سے تین کر دیئے ہوں تو کیا تعجب ہے لیکن ہمیں تعجب تو اس بات پر آتا ہے کہ پرکرتی کے قدیم ہونیکے جتنے حوالجات پیش کئے گئے اُن میں سے ایک بھی ایسا

نہ اسمیں ہی الفاظ درج ہوتے کہ پرکرتی نتیہ ہے کیونکہ لفظ پرکرتی اور نتیہ سنسکرت ہی زبان کے الفاظ میں صرف ہیں جنکیلیے ایک فعل لگاکر تین لفظوں کا ایک چھوٹا فقرہ بن سکتا تھا لیکن ایسی صحیح کتابوں میں سے بھی ان تین الفاظ کا ایک فقرہ سوامی دیانند مہاراج نکال کر نہ دکھلا سکے مگر پھر بھی آریہ صاحبان وہی مرغے کی ایک ٹانگ ہی کہتے چلے جاتے ہیں اس ویشیشک درشن کا جو سوتر یہاں پیش کیا گیا ہے اسکے الفاظ میں بھی تو پرکرتی نہیں دکھتی۔ شاید ناظرین کو دکھلائی دیوے اسلیے ہم اسے ذیل میں نقل کیے دیتے ہیں - دیوبذا -

कारण गुण पूर्वकः कार्य्य गुणो दृष्टः । वै० अ०२ आ०१ सू०२४

کارن (علت) کی صفتوں کو رکھنے والی کاریہ (معلول) کی صفتیں ہوتی ہوئی دکھی جاتی ہیں -

ناظرین غور کریں کہ اسمیں پرکرتی کیونکر برآمد ہوگئی۔ یہ تو ایک علوم متعارفہ ہے نہ اسمیں پرکرتی کا ذکر ہے اور نہ پرماتما کا۔ کیا معلوم کہ اس سوتر کے اسی لفظی معنی کو قایم رکھکر ابھید وادی (یعنی ایک برہم وحدہٗ لاشریک کو تسلیم کرنیوالے) کیا کچھہ مطلب نکال لیوینگے اسبارہ میں شائقین کو تحقیقات کرنا لازم ہے -

اور جو سوتر ویدانت کے اسی زمرہ میں پنڈت تلسی رام صاحب نے درج کیے ہیں انکے بارہ میں بھی ہم منصف مزاج آریہ صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ جبکہ سوتروں کے لفظی معنی سے تو خاک وصول کچھہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ دراصل کیا مضمون ہے جب تک کہ تفسیروں کا سہارا نہ لیا جاوے اور مفسرین کا یہ حال ہے کہ سب اپنی اپنی طرف کھینچ رہے ہیں ایک آکاش (آسمان) کو جاتا ہے تو دوسرا پاتال (زمین کی تہ) کو پہونچتا ہے تو ایسی کتابوں کے حوالہ جات کی پڑتال ٹھیک ٹھیک سے بلا تعصب ہوکر دیکھا جاوے اگر ویدانت درشن پر شنکر آچاریہ مہاراج جیسے فاضل (اور ہندوؤں کے خیال میں شیوجی کے اوتار) کی تفسیر غلط ہے تو ہمیں کیسے یقین ہو جاوے کہ ایک پالیسی باز سنیاسی کے متعصب چیلوں کی تفسیریں معتبر ہو سکتی ہیں جبکہ الفاظ سے وہ بات بالکل نہیں

پائی جاتی جو دعویٰ کیا جاتا ہے۔

اب پنڈت تلسی رام صاحب کے پیش کردہ ویدانت درشن کے سوتروں کو ہم معہ انکے لفظی معنی کے پیش کئے دیتے ہیں اور ناظرین کو مطلع کرتے ہیں کہ اگر پنڈت جوالا پرشاد صاحب کا ایک اشارہ لا شریک برہم اِن سوتروں ہیں موجود نہیں ہے تو پنڈت تلسی رام صاحب کی پرکرتی باتین کا مجموعہ بھی اِن سوتروں سے ہرگز ہرگز نہیں برآمد ہو سکتا۔ وہو ہذا۔

दृश्यते तु ॥ शा० २।१।६॥

اسکا لفظی ترجمہ ہوا کہ "دیکھے جانے سے یقیناً"

युक्तेः शब्दान्तराच्च ॥ शा० २।१।१८॥

(۱) یکتی (دلیل) سے اور (۲) شبد (ویدشاستر) کے (۳) اندر سے (۴) بھی۔

पटवच्च ॥ शा० २।१।१९॥

(۱) اور (۲) کپڑے کے مانند۔

यथा च प्राणादि ॥ शा० २।१।२०॥

(۱) اور (۲) جیسے (۳) پران یعنی سانس وغیرہ۔

तर्काप्रतिष्ठानादप्यन्यथानुमेयमिति चेदेवमप्यवि-
-मोक्ष प्रसङ्गः ॥ शा० २।१।११॥

(۱) ترک (دلیل و بحث) کی (۲) اپرتشٹھا (بے عزتی) ہونے سے (۳) بھی (۴) اگر (۵) کچھ اور (۶) انومان (تصور) کیا جاوے (۷) تو (۸-۹) ایسا ہونے پر بھی (۱۰) الموکش अविमोक्ष کا (۱۱) مضمون سمجھو۔

देवादिवदपि लोके । शा० २।१।२५॥

(۱) دیوتاؤں وغیرہ کے (۲) مانند (۳) بھی (۴) دُنیا میں۔

اب ناظرین اوپر کے سوتروں کے لفظی ترجمے سے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اِن سوتروں کو جو شخص جدھر چاہے کھینچ سکتا ہے۔ وہاں نہ تو برہم کا نام و نشان ہے اور نہ پرکرتی کا

اور جہاں تک ہمارا خیال ہے پرکرتی کا نام تو تمام شاریرک سوتروں بھوں میں کہیں آتا ہی نہیں البتہ برہم لفظ تو اول ہی سوتر अथातो ब्रह्म जिज्ञासा میں آچکا ہے دراصل بات یہ ہے کہ یہ ویدانت یا دیگر درشن (فلاسفی) کی جو کتابیں ہیں اُن میں ایسے سوتر بیان کر دیئے گئے ہیں جنکو ایک طرح پر ضرب المثل ہی سمجھنا چاہیئے پس اب یہ ہر ایک مذہب کے عقلمندوں کا کام ہے کہ وہ اپنی ذہانت اور علمیت کے ذریعہ اپنے مذہب یا خیال کو انکے مطابق ثابت کر لیویں۔ اور یہ تو شاید سبکو خواب میں بھی پتہ نہیں مل سکتا کہ اِن درشنوں کے مصنفوں (مہرشی ویاس جی وغیرہ) کی اِن سے کیا منشا رتھی۔ انہیں سوتروں سے شنکر فلاسفی والے اپنی تمام باتیں ثابت کر لیتے ہیں۔ انہیں سے آریہ پنڈت صاحبان اپنی دیانندی فلاسفی کو ثابت کرنا چاہتے ہیں (اگرچہ ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکے) اور وشیومت کے ایک معتبر پنڈت شری رامانج آچاریہ مہاراج اپنی شاید ادیتار فلاسفی کی بنیاد بھی انہیں سوتروں سے نکال رہے ہیں۔ چنانچہ ہم اس نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں کہ یہ ویدانت شاستر مصنفہ ویاس کیا ہے یہ ہندو محاورہ میں ایک کام دھنین گو ہے کہ جو شخص اس سے جو کچھ مانگے اُسکو وہ ہی مراد مل سکتی ہے بشرطیکہ اُسے خود کچھ ہاتھ پاؤں مارنا آتا ہو۔

یا ہم اگر یوں سمجھ لیویں تو غلطی نہوگی جسطرح سونا کسی سونار کو مل جاوے تو اب یہ اُسکے ہاتھ کی کاریگری پر منحصر ہے کہ وہ اُس سے جھومکا بنا دیوے یا انگشتری ڈھال لیوے خواہ اور کوئی زیور بنا ڈالے وہ سونا اُن ہر ایک زیورات کی شکل میں بھی اپنے وجود کو قائم رکھتا ہوا جس سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اُسی کا ہو رہتا ہے یعنی اگر جھومکا بنا دیا گیا ہے تو کسی خوبصورت عورت کے کان کو شوبھا دیویگا اور اگر انگشتری میں ڈھالا گیا ہے تو کسی عورت یا مرد کی انگلی کو رونق بخشنے لگا یہی حال اس ویدانت شاستر کا ہے جو لوگ اس سے فایدہ اوٹھانا چاہیں وہ حاصل کر سکتے ہیں اور جیسا ہی بڑھیا ہوشیار سونار ہو ویسا ہی عمدہ اور بڑھیا زیور اس سونے سے تیار کر سکتا ہے۔

چنانچہ ہم دین اسلام کے علماء و فضلاء کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ ایک

مرتبہ وہ بھی کیوں نہ اس بات کی کوشش کریں کہ اسلامی مذہب کے اصولوں پر اس ویدانت
فلاسفی کو گھٹا لیا جاوے اور جس دن ایسا ہو جاویگا تو اسلام کے حق میں ایک زبردست
فتح حاصل ہو جاویگی ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ یہ ویاس جی ہندوستان
میں پیدا ہوئے تھے یا انکی تصنیف سنسکرت زبان میں ہے۔ کیا جسطرح ہندوستان کے
چھ سات کروڑ مسلمان صاحبان اردو (ہندوستان کی بولی یا یوں کہو کہ ہندی)
مادری زبان رکھنے کے باعث طرح طرح کی اپنی مذہبی تصنیفات اردو ہی میں کر رہے ہیں
اور ایسا کرتے ہوئے بھی وہ مسلمان مذہب کے سچے پیرو کار بنے ہوئے ہیں اسیطرح اگر
بالفرض کسی دن سنسکرت دانوں کی اس مذہب میں اسقدر زیادتی ہو جاوے کہ انکو
اسی زبان میں اپنے خیالات ظاہر کرنیکا مذاق ہو تو کیا کسی مسلمان مولوی صاحب کو اس
بات سے انکار ہو سکتا ہے۔ پھر جب آیندہ انکار نہ ہوگا تو ابھی سے ہی کیوں نہ
راستہ صاف کیا جاوے۔

کچھ بھی ہو ہمیں تو پورا یقین ہے کہ ویاس جی کی تصنیف کردہ شاریرک سوتر
(ویدانت) سے اگر شنکر آچاریہ مہاراج نے یہ مطلب نکال لیا ہے کہ یہ ظاہر دنیا اور
ہمارا جسم وغیرہ بھی سب خدا ہی خدا ہے اور خدا کے سوا کوئی بندہ ہے ہی نہیں اور
جسطرح دیانندی فلاسفی والے پنڈت آریہ منی صاحب و دیگر آریہ صاحبان انہیں
سوتروں سے جیو برہم اور پرکرتی کی قدامت ثابت کر رہے ہیں۔ و دیگران بھی اپنی
اپنی من مانی گھڑنت کو ویاس جی کے موافق ثابت کر رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں نظر
آتی کہ اسلام کا یہ اصول کہ ایک وحدہٗ لاشریک قادر مطلق پر برہم پرمیشور ہے
جو اپنی طاقت اور مہما سے اس تمام خلقت کو اور ہم سبھوں کو بھی پیدا کرتا پرورش
کرتا اور فنا کرتا ہے (پس ہمیں اسی کی بندگی اور عبادت کرنی لازم ہے) ویاس جی
کے سوتروں سے نہ ثابت ہو جاوے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی نے ابھی تک
ایسی کوشش ہی نہیں کی۔

نمبر ۲

آگار و ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۲ پر سوامی جی فرماتے ہیں " (۱۷) سوال - کیا علت کے بغیر پرمیشور معلول کو نہیں بنا سکتا - جواب - نہیں کیونکہ جو نیست ہے یعنی جسکا وجود نہیں اسکا ہست ہونا غیر ممکن ہے " لیکن سوامی جی نے اپنی اس رائے کی تائید میں کوئی ثبوت کسی شاستر سے نہیں پیش کیا جبکہ انکے برخلاف نومبیوں برہمان اوپنشدوں میں مل رہے ہیں جیساکہ اوپر آچکا ہے یعنی یہ کہ ہستی اور نیستی دونوں نہ تھی پھر اگر کوئی سوال کرے کہ آخر کیا تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ خدا کی خدائی میں انسان کی عقل کا کام نہیں چنانچہ جہاں دین اسلام کی خوبی اسی بات سے مانی پڑتی ہے کہ اسکا دارومدار اسی اصول پر ہے وہاں مختلف منطقوں والے ہندؤں کے رشیوں نے بھی اوپنشدوں میں یہ تسلیم کرلیا ہے کہ "

यन् मनसा न मनुते येनाहुर्मनो मतम् तदेव ब्रह्म त्वं वि-
-द्धि नेदं यदिदमुपासते ॥ के० १।६॥

جو من (دل و دماغ) سے غور و خوض نہیں کیا جاسکتا لیکن جسے من کو منن کرلیا ہے یعنی جو دل و دماغ کی رگ رگ میں گونج رہا ہے اس ہی کو تو برہم جان - مت اسکو برہم سمجھ جسکی تو پرستش کرتا ہے (یعنی دنیاوی اشیا میں مت الجھ) چنانچہ سوامی جی کا یہ کہنا کہ اگر ہماری محدود عقل میں کوئی بات نہیں آسکتی تو خدا کی خدائی میں ہی فرق ہے بالکل نامناسب بات ہے -

آگے تو سوامی جی نے ایسی بات لکھ دی ہے جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ سوامی جی کا آریہ سماج مذہب کی بنیاد ڈالنا محض لڑکوں کا کھیل تھا - دیکھیے صفحہ ۲۰۳ سطر ۱۴ " . . . اسلیے جسکی علت نہ ہو وہ سب معلولوں کی علت ہوتی ہے کیونکہ کسی معلول کی ابتدا میں تین علتیں ضرور ہوتی ہیں جیسے کپڑا بنانے سے پہلے جولاہا

روئی کا سوت اور نلی وغیرہ موجود ہوں تو کپڑا بنتا ہی اسیطرح پیدائش عالم سے پیشتر پرمیشور پرکرتی کال۔ (زمانہ) اور آکاش (خلا) اور نیز جیو جو ازلی ہیں موجود ہوتے ہیں۔ اِن سے دنیا کی پیدائش ہوتی ہی اگر اِن میں سے ایک بھی نہ ہو تو دنیا بھی نہ ہوتی۔

ناظرین! ذرہ لکیر شدہ عبارت کو غور سے پڑھیئے گا۔ سوامی جی نے اسقدر جلد جلد تو ایک کی تین ٹکڑے کر نیکے لئے کر رکھی تھی جس کے ثبوت میں کہیں دو بکرے و ایک بکری لائے گئے اور کہیں دو تھیرو اور ایک درخت پائے گئے لیکن اب وہ کافی ترقی کر گئے ہیں چنانچہ تین انیادی قدیم ثابت کرتے کرتے پانچ پر پہونچگئے ہیں۔ اب زمانہ اور خلا یہ دو اور بڑہادی گئی بس آپ اب آریہ صاحبان سے دریافت کیجئے کہ سوامی جی کی اس بات کو صحیح مانا جاوے یا اُس بات کو تسلیم کیا جاوے۔ اور پانچوں کے لئے بھی کہیں سے کوئی منتر کیوں نہ دھر گھسیٹا پھر بلا پرمان (یعنی شاستری ثبوت کے بغیر) صرف سوامی جی کے کلام کو کیونکر صحیح مان لیا جاوے ہاں کٹر آریہ سماجی صاحبان تو مانینگے ہی کیونکہ سوامی جی جو کہیں وہ انکے لئے برہم واکیہ (کلام الٰہی) ہی ہے

نمبر ۲۱

آگے سوامی جی صفحہ ۲۹۰ سطر ۲ پر یوں فرماتے ہیں "آغاز دنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے تھے یا کیا۔ جواب۔ کئی کیونکہ جن جیوں کے اعمال ایشوری سرشٹی میں پیدا ہونے کے تھے انکی پیدائش شروع دنیا میں پرمیشور نے کی کیونکہ

मनुष्या ऋषयश्च ये । ततो मनुष्या अजायन्त

یجروید میں لکھا ہے۔ اس شہادت سے یہی یقین ہوتا ہی کہ ابتدا میں انیک یعنی سیکڑوں ہزاروں انسان پیدا ہوئے اور دنیا میں دیکھنے سے بھی یقین ہوتا ہی کہ انسان کئی ماں باپ کی اولاد ہیں"

سوال۔ اوپر جو منتر پیش کیا ہے وہ یجروید میں کہاں پر درج ہے؟

ناظرین کو معلوم ہو کہ سوامی جی کا پیش کردہ حوالہ بھی آنکے دعوی کو ثابت نہیں کرتا۔ اول تو یہ منتر وہی یجور وید کا نہیں ہے لیکن اگر بالفرض ہو بھی تو ان الفاظ سے کہ وہ جو انسان اور رشی ہیں۔ اسکے بعد انسانوں کی پیدائش ہوئی ہے یہ ہرگز نہیں فیصلہ ہو جاتا کہ دنیا کے شروع میں ایک انسان پیدا ہوا یا بہتیرے اور جو کہ سوامی جی فرماتے ہیں کہ جن جیوؤں کے اعمال ایشوری سرشٹی میں پیدا ہونے کے تھے انکی پیدائش شروع دنیا میں پرمیشور نے کی ہے اس سے خود سوامی جی کا اصول رد ہو جاتا ہے۔ سوامی جی یہ مانتے ہیں کہ ایک خلقت کے فنا ہونے کے بعد خاص وقت تک رات کے مانند رہتی ہے بعدہ پھر وہ سابقہ خلقت پیدا ہو جاتی ہے گویا کہ جسطرح صبح کو نیند سے جاگ امور دنیاوی میں مشغول ہو جاتے ہیں اسیطرح دنیا کی پیدائش او رفنا ہے پس اگر ایسا ہی ہے تو دنیا کے آغاز میں جن جیوؤں کو حسب قول سوامی جی پرمیشور نے ایشوری سرشٹی (بلا صحبت ماں باپ) میں پیدا ہونے لائق سمجھا ان کو تو پیدائش خلقت کے اول دن ہی سے پیدا کر دیا لیکن پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ باقی جیوؤں کو کیوں حوالات میں پڑے رہنے دیا انکو بھی کیوں نہ اس دنیا کے اول دن سے ہی موقع دے دیا گیا کہ وہ اپنی ہر طرح کی ترقی میں مشغول ہوں۔ کیا ایسا کرنے سے پرمیشور پر بے انصافی اور ظلم کا الزام نہیں عاید ہوتا۔ فرض کیجیے کہ کسی مالک مکان کے گھر میں دس لڑکے ہوں رات کو سب ایک ہی وقت پر سولا دیئے جاویں اور وہ انمیں سے دو لڑکوں کو تو نہایت علی الصباح یعنی ۵ بجے ہی جگا دیوے کہ وہ اپنے سکول کا سبق یاد کرنے میں مشغول ہو جاویں مگر باقی لڑکوں کو غافل پڑا رہنے دیوے یا عمداً آٹھ نو بجے دن تک انہیں اٹھنے ہی نہ دیوے تو کیا وہ مالک مکان ان دو لڑکوں کا دوست اور دیگران کا دشمن نہ سمجھا جاویگا پس کیا اسیطرح سوامی جی کی اس بات کے صحیح ہونے پر بھی (جو کہ ہرگز بھی صحیح نہیں ہو سکتی) یہی خرابی نہ واقع ہوگی کہ پرمیشور پر پکشپاتی (طرفدار) وغیرہ ہونیکا الزام عاید ہوگا۔

اسکے علاوہ سوامی جی نے کوئی شاستری پرمان بھی تو نہیں پیش کیا کہ ایسا کہاں لکھا ہوا ہے کہ (۱) دنیا کے شروع میں ایک انسان نہیں پیدا ہوا بلکہ بہتیرے پیدا کیئے

کیے گئے ہیں اور (۲) ایشوری سرشٹی میں پیدا ہونے لایق جن جیووں کے افعال تھے
وہ آغاز خلقت میں پیدا کیے گئے اور باقی ماندہ جیونکو بعد کچھ عرصہ کے اُس پرلی کی حالت
سوشپوت (غلفت کی نیند) سے ہوش میں لایا گیا۔

اب آریہ صاحبان کو لازم ہے کہ اوپر کے دونوں فقروں کو کسی وید منتر یا دیگر
مستند کتاب سے نکال کر ظاہر کریں ورنہ سوامی دیانند مہاراج کا پیچھا چھوڑ دیں
اور لگے ہاتھ ہم ایک سوال اور پیش کئے دیتے ہیں کہ اُس ایشوری سرشٹی میں جو بلا
صحبت ماں باپ کے ہوئی تھی ہر طرح کے جانور بھی پیدا ہوئے تھے یا کہ نہیں۔ اگر
انکار کریں تو انکی یجور وید کے اکتیسویں ادھیایا کو ملاحظہ فرماویں اور اگر اقرار کریں
تو یہ بتلا دیں کہ ان جانوروں نے کون سے ایسے افعال کئے تھے کہ وہ اس مرتبہ کو
حاصل کر سکے۔ کیا وہ بلا ماں باپ کے پیدا ہونیوالے جانور (بیل گھوڑا وغیرہ)
اُن انسانوں کے جیووں سے بڑھ کر تھے جنکو حوالات میں ہی بند پڑے رہنے دیا گیا
(یعنی آغاز خلقت کے وقت نہ پیدا کیا گیا)۔

اور جو سوامی جی یہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں دیکھنے سے بھی یقین ہوتا ہے کہ انسان
کسی ماں باپ کی اولاد میں۔ یہ عقلی دلیل بھی ٹھیک نہیں ہے اور ایسا دیکھنے والوں کو
معلوم ہو کہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد میں تمام بنی نوع انسان میں چاہے انکا نام
بابا آدم و حوا ہو اور چاہے سو مبھو منو اور ستیہ روپا ہو اور مختلف ملکوں و
مختلف خیالوں کے اثر سے اسقدر تفرقہ نظر آتا ہے اگر کوئی انگریز صاحب سات پشت
تک ہندوستان میں ہی رہیں اور ولایت سے قطع تعلق کر لیویں تو اُس ساتویں نسل
میں جو اولاد ہوگی وہ باشندگان انگلینڈ سے بالکل مختلف ہوگی یا کوئی انگریز صاحب
کسی ہندوستانی عورت سے شادی کر لیویں تو انسے جو اولاد ہوگی وہ دونوں
کی خط خال سے ایک تیسری حالت کو قبول کریگی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ یہ باتیں صرف
زبانی جمع خرچ کی نہیں ہیں بلکہ تجربہ میں آ چکی ہیں اور آئے دن تجربہ میں آ رہی ہیں
چنانچہ افریقہ کے حبشی لوگونکی اولادیں ان دونوں اہل ہند اور اہل یورپ کے نطفہ

سے پیدا ہو رہی ہیں وہ زندہ مثال موجود ہیں۔
اسیطرح جو لوگ زیادہ جسمانی محنت مشقت کرتے ہیں یا دھوپ و گرم ملکوں میں رہتے ہیں وہ کالے یا بدشکل ہو گئے ہیں اور جو لوگ زیادہ آرام میں رہتے ہیں یا دماغی محنتوں میں وقت صرف کرتے ہیں وہ اور سرد ملک کے رہنے والے صاحبان بھی گورے اور خوبصورت ہوتے ہیں چنانچہ ہندوؤں میں بعض بعض ایسی قومیں موجود ہیں جو پشتہا پشت سے جسمانی محنت مزدوری نہیں کرتے چنانچہ انکا رنگ روپ دیگران سے نرالا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ مگر وہ لوگ بھی اگر اپنی حالت کو تبدیل کر دیویں تو قدرت انکی شکل صورت میں بھی فرق پیدا کر دیوےگی پس یہ ممکن ہے کہ ایک انسان کی اولاد بڑھتے بڑھتے جب سقدر بڑھ گئی کہ مختلف ملکوں کو گھیرنے لگی تو انگلینڈ جیسے سرد ملک میں جو لوگ جا بسے انکی اولادیں گوری اور حبش جیسے گرم ملک میں جا کر آباد ہونیوالوں کی اولادیں کالی جھنجلی بن گئیں۔ ادہر اہل ہند کا شمار درمیانی درجہ میں رہا۔ یہاں بھی کشمیر اور مدراس کے باشندگان کو ملا دیکھو کہ زمین آسمانکا فرق موجود ہے۔

عالمان یورپ نے یہ تو ثابت کر لیا ہے کہ بنی نوع انسان کی زبان ایک ہی تھی پس ہماری رائے میں یہ بھی تسلیم ہی کرنا پڑیگا کہ تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی آل اولاد ہیں۔

اور اس بارہ میں جو سوامی جی نے ऋग ایک ٹکڑا کسی منتر کا لکھکر یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ یجوروید کا منتر ہے پس مصنف تمر بھاسکر نے اسپر یہ اعتراض کیا کہ یہ فقرہ یجوروید میں کہیں شروع سے آخر تک بھی نہیں ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ البتہ اسکا ایک حصہ پرش سوکت کے نویں منتر سے کچھ ملتا جلتا ہے وہ اسطور پر کہ وہاں تو साध्या ऋषयश्च ये (جو سادھیہ اور رشی ہیں) تھا مگر سوامی جی نے لفظ سادھیہ کو نکال کر اسکے بجائے منوشیہ ازاد کر لیا اور تب یہ मनुष्या ऋषयश्च ये (انسان اور رشی) ہو گیا۔
ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کیسی زبردست مغالطہ دہی ہے کہ ویدیں جیسی ذمہ وار کتابوں کا نام لیکر ایسے حوالہ جات پیش کر دئیے جو ان میں درج نہوں اور اگر بالفرض بھول سے کسی دوسرے منتر کے بجائے دوسرا درج ہو گیا تھا تو اب تک سات مرتبہ یہ ستیارتھ پرکاش شائع ہو چکی

کیا اس غلطی کو اتنک دوہراتے رہنا ہی ضروری تہا؟ لیکن یہ تو جب ہوتا کہ سچائی اور معقولیت
سے کام لینا مقصود ہوتا نہیں وہاں تو دوسروں کو برا بھلا کہنے کے سوا اور کسی بات سے
سروکار ہی نہیں ہے اب ذرا پنڈت تلسی رام صاحب کی دھینگا دھینگی بھی ملاحظہ ہو۔ وہ ا
جواب میں حسب ذیل فرماتے ہیں۔

(اُس سے انسان پیدا ہوے) یہ کلام شت پتھ براہمن کانڈ
پرپاٹھک ۳ براہمن ۱ کنڈکا ۳ کے آخر میں ہے۔ جسکو کہ منتر اور براہمن دونوں کو وید ماننے
والے آپ (یعنی سناتنی) یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ یجور وید کا قول نہیں ہے (ناظرین! ذرا آپ
ہی اس منطق پر غور کیجیے گا جبکہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ کلام شت پتھ نامی کتاب کا ہی نہ
یجور وید کا نہیں ہے تو کیسے تعجب کی بات ہے کہ اب بھی سیدھے سادھے الفاظ میں یہ تسلیم کرنے
کیلیے تیار نہیں ہوتے کہ سوامی جی سے یہ بھول ہو گئی کہ اونہوں نے شت پتھ کے بجائے
یجور وید لکھدیا ہمارے خیال میں پنڈت تلسی رام صاحب کو لازم تہا کہ وہ ویدک پریس
والوں کو صلاح دیتے کہ آیندہ جب ستیارتھ پرکاش شایع کرائی جاوے تو الفاظ یجور وید
میں ہے۔ نکال کر اسکے بجائے "شت پتھ براہمن میں ہے"، یہ داخل کریوین لیکن وہ ایسا
کیوں کرنے لگے وہ تو ہمارے سناتنی پنڈت کو یہ ڈانٹ بتلانیکے لیے تیار بیٹھے رہتے ہیں
کہ تم کس منہ سے مقابلہ کرنیکو سامنے آتے ہو ؟ خیر صاحب گھبرایئے نہیں اب
وقت آگیا ہے کہ علاوہ سناتنی صاحبان کے دوسرے لوگ بھی آپکے دروازہ کو
کھٹکھٹا دینگے۔ چنانچہ اب پنڈت تلسی رام صاحب سے عرض ہے ایک اہل اسلام آپسے یہی سوال
کرتا ہے اور آپکے جواب کا منتظر رہیگا۔ دیکھیں اب کیا ارشاد فرماتے ہیں۔
آگے ایک بہت لمبی چوڑی تشریح قریباً تین صفحوں کی کرکے پڑہے لکھے کو بھی
بیوقوف بنانیکی کوشش کیگئی ہے۔ لیکن باوجود اسقدر ہاتھ پاؤں مارنے کے
بہی سوامی دیانند کے اس کلنک کے ٹیکے کو نہیں دور کر سکے کہ اونہوں نے وید کا
نام لیکر ایک ایسا حوالہ پیش کردیا ہے جو در اصل ویدوں میں نہیں ہے۔ اسقدر طول
طویل تشریح اور گول مال باتیں بنانی سے تو یہ ہی بہت بہتر اور سچائی پسند صاحبان کو خوش

کرنیوالی بات ہوتی کہ یہ کہہ دیا جاتا کہ سوامی جی سے بھول ہوگئی اب آئندہ یہ غلطی سدھار دی جائیگی اس لمبی چوڑی تشریح کے چند فقرہ جات ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ بریکٹ ہمارے اپنے ہیں۔

"لیکن سوامی جی کے تحریر کردہ ان کلاموں سے جنکو اونہوں نے ویدوں کی کلام ظاہر کیا ہے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اونہوں نے اپنی مطلب براری کیلئے فرضی منتر گھڑ لیے ہیں؟ (مہاراج جی! اونہوں نے فرضی منتر نہیں گھڑے لیکن آپ فرضی دلیل تو ضرور گھڑ رہے ہیں۔ اجی حضرات ان تلوچتو بانوں میں کیا رکھا ہے۔ جو غلطی ہے اوسکو کیوں نہیں درست کرا لیتے) ... صرف لفظ انسان لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خلقت میں انسان پردھان یعنی سردار ہے پس سردار کے اشارہ سے اوسکے ماتحتوں یعنی جانور پکھیرو مچھر جوں وغیرہ کا بھی مراد لیا جاتا ہے (شاباش! لال بجھکڑوں کو بھی مات کر دیا۔ ناظرین ذرا سننا! سوامی دیانند مہاراج تو وہاں پر انسان کی پیدائش کا ذکر کر رہے ہیں آگے تبت ملک میں آغاز پیدائش انسانی کا بیان کرتے ہیں اوسی سلسلہ میں اور آگے جاکر آریہ قوم اور دوسری قوموں کا تذکرہ موجود ہے لیکن جب اونکے چیلے اس اعتراض کا کہ سوامی جی نے وید کے نام سے کسی غیر کتاب کی عبارت نقل کر دی ہے جواب دینے اور جب کوئی مرہم پٹی کارگر نہوئی تو کیسی عمدہ تشریح بنا رہے ہیں کہ لفظ منوشیہ (انسان) سے تمام جانوروں پکھیروں یہانتک کہ مچھر وغیرہ تک کی پیدائش سے مراد ہے اے آریہ صاحبان! کیا انہیں تشریحوں کے بھروسے آپنے تمام دنیا کے مذہبوں کو دعوت دیدی ہے کہ وہ اپنا اپنا مذہب ترک کرکے آپکے شاگرد بن جاویں۔ اچھا ذرا پنڈت تلسی رام صاحب یہ تو بتلادیں کہ پھر پرش سوکت میں تمام جانوروں گھوڑا گائے وغیرہ کی فہرست کیوں بیان کی گئی ہے جبکہ سردار انسان میں تو وہ شامل ہو ہی گئے تھے۔ واہ تعصب اسے کہتے ہیں) ... اور سوچنا چاہیئے کہ انکے (سوامی جی کے) اس سوال کا جواب یجوروید سے ملتا ہے کہ خلقت کا آغاز ایک ایک جاندار ہی ہوا یا بہتوں سے؟ یجوروید کے اکتیسویں ادھیائے میں یہ آٹھواں منتر ہے کہ

तस्मात्तस्माज्जाता अजायत ॥ यजु: ३१।८॥

اسکا مطلب یوں ہی کہ اس پُرش پر ماتما سے گھوڑے. نیچے اوپر دانت والے اور گائیں وغیرہ
ایک طرف کی دانت والی اور بکری بھیڑ وغیرہ سب پیدا ہوئے .. (اجی حضرت یا سوال دیگر
جواب دیگر معترض تو یہ کہتا ہے کہ انسان ایک سے زیادہ دنیا کے شروع میں پیدا ہوئے تھے اس
بات کا ثبوت آپ ویدوں سے تلاش کر کے دیجیئے ورنہ اہل اسلام اور اہل ہنود کی رائے
سے آپ بھی اتفاق کریجیے کہ ایک ہی انسان کی اولاد سے ہم سب پیدا ہوئے ہیں مگر ایس
سوال کا جواب جب چاروں ویدوں کے بیس ہزار منتروں میں تلاش کر کے نہ پا سکے تو گھوڑوں
گایوں وغیرہ کی پیدائش کا ثبوت دیکر یہ فرمانے لگے کہ دیکھو یہاں یہ الفاظ گھوڑا گائے واحد نہیں
بلکہ جمع ہیں۔ ناظرین ایسے اب پنڈت تلسی رام جی مہاراج انسان انکو گھوڑا اور گائے بنانے
دینے میں ہیں نہیں نہیں وہ تو اور بھیڑ اور مچھر تک بھی بنا چکے ہیں۔ اور کیوں نہ بنانے جبکہ تناسخ
کا خیال کرتے ہوئے یہ یاد آگیا کہ آخر آج نہیں تو کل غرضیکہ کبھی نہ کبھی تو ہم ان سب یونیوں
گھوم ہی چکے ہیں) " آگے اور ایک منتر پیش کیا ہے اور اسمیں جو الفاظ سادھیہ اور رشی
آئے ہیں ان سے انسان کا مراد لینا چاہا ہے لیکن سوال کا خاک بھی جواب نہیں ملتا سوال
اب بھی بدستور قایم ہے کہ منتر یہ انسان لفظ جمع میں دکھلاؤ یعنی ویدکا ایسا کوئی منتر
پیش کرو کہ. **انسان بکثرت آغاز خلقت میں پیدا کیئے گئے** - ورنہ
مقدمہ خارج اور دعویٰ ڈسمس ۔

اور بھی آگے صفحہ ۲۹۰ سطر ۱ پر اسی سلسلہ میں پنڈت تلسی رام صاحب فرماتے ہیں کہ "بس صرف
فرق یہ ہے کہ तस्मादश्वा अजायन्त (اس سے گھوڑے پیدا ہوئے) کے عوض میں سوامی
جی کی تحریر ततो मनुष्या अजायन्त (اس سے انسانوں کی پیدائش ہوئی ہے اور - सा
ध्या ऋषयश्च ये (سادھیہ اور رشی لوگ بھی پیدا ہوئے) کے جگہ پر ۵ मनुष्या
(انسان اور رشی لوگ پیدا ہوئے) ہے بس فقط اتنا ہی فرق ہے (واہ صاحب واہ آپکے نزدیک
بس اتنا فرق کوئی بات ہی نہیں ہے۔ انسانوں سے گھوڑا بنانا جنکے نزدیک کوئی زیادہ فرق نہ رکھتا ہو
انکو کیا کہا جاوے تعجب تو یہ ہی کہ وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ دنیا بھر کا شدھ بار کرینگا اور تعلیم عام ہوگی

خرابیاں دور کر دیوینگے۔ واہ! خود را فضیحت دیگراں را نصیحت۔) لیکن دونوں منتروں
میں یہ بات موجود ہے جو سوامی جی نے لکھا ہے (خاک موجود ہے۔ کیا اسی کا نام سچائی
سے تحقیقات کرنا ہے تو بھلا پھر لکھے پڑھوں کو بھی بیوقوف بنانا کسے کہتے ہیں) اور یہ
بھی ممکن ہے کہ بولنے یا لکھنے میں یہ فرق ہو گیا ہو (ہاں اب آپ ٹھکانے پر آئے
مگر دبی زبان سے کیوں۔ ن)

نمبر ۲۲

ناظرین اب ابتدائی عالم کا بیان منو سمرتی میں بھی آغاز ہی میں پایا جاتا ہے اور پنڈت
تلسی رام صاحب نے جو منو سمرتی پر تفسیر شائع کی ہے اُس میں اسکے متعلقہ شلوکوں کو اگرچہ
پرکشپت (ناجائز نہیں مانا ہے لیکن جہاں کہیں دیانند کی تعلیم کو رد ہوتا ہوا سمجھا وہاں
اصل الفاظ سے خلاف من مانی ارتھ کیے بغیر نہ رہ سکے۔ اسلیے ہم آپ صاحبان پر اس
بات کی حقیقت ظاہر کرنیکے لیے کہ منو سمرتی کی تحریرات سے کبھی روح اور مادہ (جیو اور
پرکرتی) کی قدامت یا ازلی کوئی بات ہرگز ہرگز بھی ثابت نہیں ہوتی ذیل میں اُن
شلوکوں کو معہ لفظی ترجمہ پیش کیے دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ نوٹ میں پنڈت تلسی رام صاحب
کے ارتھ کی پڑتال بھی کرتے جاوینگے۔ اُن شلوکوں کو ہم بھی نظر انداز کر دیوینگے جنکو پنڈت
تلسی رام صاحب نے پرکشپت مان لیا ہے بس آریہ صاحبان کو ان پر خاص توجہ کرنی لازم
ہے کیونکہ حسب ذیل شلوکوں کو ناجائز بھی نہیں کہہ سکتے جو صاحب ان شلوکوں کے حسب
ذیل لفظی ترجمہ کو غلط سمجھتے ہوں وہ بڑی خوشی سے سنسکرت داں صاحبان سے اسکی
پڑتال کرا سکتے ہیں۔ دیکھو نمبر ۱ = منو سمرتی ادھیاے اول شلوک نمبر ۵

आसीदिदम् तमो भूतम प्रज्ञातमलक्षणम्। अप्रतर्क्यमविज्ञे-
-यं प्रसुप्तमिव सर्वतः॥ मनु अ०१ ५ श्लोक॥
आसीत् इदम् तमः भूतम् अप्रज्ञातम् अलक्षणम्। अप्रतर्क्यम्
अविज्ञेयम् प्रसुप्तम् इव सर्वतः॥

ترجمہ۔ (۱) یہ (۲-۳) تاریکی سے گھرا ہوا (۴) تمیز کے ناقابل (یعنی جسکی تمیز نہیں کی جا سکتی تھی

(۵) بلا نشان (۶) بلا دلیل (یعنی جسکی ثابت کرنیکے لیے کوئی دلیل نہیں پائی جا سکتی ہے) (۷) جاننے کے ناقابل (۸) ہرطرف سے (۹) سوتے ہوئے (۱۰) کی مانند (۱۱) تھا۔ ۵۔

نوٹ اس کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ سنسار (مہا پرلے کال میں) پرکرتی روپ اور لکشنوں سے رہت (بلا نشان) دلایل کے ذریعہ اور سوروپ (شکل) سے جاننے کے ناقابل سب طرف سے نیند کی سی حالت میں تھا۔

اسمیں لفظ پرکرتی معلوم نہیں کس لفظ کا مترادف لایا گیا ہے۔ ناظرین خود اس بات کی تحقیقات و چھان بین کرلیویں کہ آیا اس شلوک میں کہیں پرکرتی کا اشارہ تک بھی ملتا ہے۔ یا کہ محض آریوں کے تعصب کا یہ اظہار ہے۔ ہاں شاید آریہ صاحبان کہیں کہ لفظ "یہ" سے ہی ایسا مطلب لیا گیا ہے یعنی جو شئے تاریکی سے گھری ہوئی تھی وہ ہی پرکرتی ہے پس اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ پیدائش عالم کے مضمون کا آغاز منوسمرتی میں اسی شلوک سے ہوتا ہے پس یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ لفظ "یہ" اوپر کے کسی اسم (پرکرتی وغیرہ) پر اشارہ کرتا ہے۔ پھر اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ منو مہاراج اپنے مخاطبوں پر اس تمام خلقت کا اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ جو تمام ہماری آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے۔ چنانچہ اگر بالفرض اس لفظ "یہ" سے جو شئے سمجھی جا سکتی ہے اسکو لافانی (پیدائش عالم سے قبل موجود ہونا) مان لیا جاوے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر یہ تمام خلقت ہی ازلی و لافانی ثابت ہو جائیگی وہ پرکرتی کی ازلیت کے خبط نے تو تمام موجودہ خلقت کو ہی لافانی ثابت کر دیا پھر تو بودھ صاحبان کا اصول ثابت ہو گیا کہ دنیا ہمیشہ سے خود بخود موجود ہے۔ پس لفظ "یہ" سے صرف یہی مراد ہے کہ پیدائش سے قبل جو کچھ تھا وہ تاریکی سے گھرا ہوا ناقابل تمیز ۔۔۔ وغیرہ۔ اب اگر سوال کیا جاوے کہ پھر وہ کیا شئے تھی۔ آخر کچھ تو

رہی ہوگی کیونکہ اگر بالکل ہو (۱۴) ہویا ۔ ۸ ۔

ثابت ہوا کہ وہ جو کچھ بھگت تلسی رام صاحب یوں ہے ۔

تو اسکا جواب یہ ہی کہ اگر پر (جسم) کسے مختلف قسم کی مخلوقات پیدا کرنے کی خواہش

چھوٹا (صرف تین لفظوں کا) ایک عنصر پانی) کو پیدا کیا اسمیں بیج کو رکھتا ہی یہاں

وہ گیا تھے تھی جو تاریکی سے گھری تھی ۔ ۔ مادی) لیا جانا چاہیے ۔ پرمیشور اسکا

فرما رہے ہیں کہ وہ ایسی حالت تھی کہ نہ تو تمیز کی

و نہ ہی اُسکے کوئی نشان پائے جاسکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ آریہ معزز پنڈت صاحب یہ مانتے

ناظرین اوپنشد کا وہ فقرہ یاد کر لیویں " تب نہ ایشور نے پیدا کر دیا تو پھر آریہ

اوپر درج کر آئے ہیں ایس جہاں اس لکھیر شدہ کی یہ تعلیم اُنکی عقل میں نہیں آتی

کے اس قول کی تائید ہو جاتی ہے (یعنی یہ کہ اس شلوک پیدا ہو گئی ۔ اب تو پنڈت

ہی تھی جو کہ نہ تو ہستی تھی اور نہ نیستی تھی تو پھر وہ کیا تھی ہاں اگر صرف دھیان

فیصلہ ہو گیا کہ دیانندی فلاسفی کے مطابق پرکرتی اور جیو بھی سب کر کہہ دینے سے

کے اندر ہی ہو سکتا ہے مگر اوپنشد صاف طور پر کہتا ہے کہ تب ہستی نہ تھی ۔ خلقت

(स्वयम्भुर्भगवान् व्यक्तो यञ्जयन्निदम्।

महाभूतादि वृत्तौजाः प्रादुरासीत्तमोनुदः॥ ६॥

ततः स्वयम्भूः भगवान् अव्यक्तः व्यञ्जयन् इदम्। महा-

भूतादि वृत्तौजाः प्रादुरासीत् तमोनुदः॥

ترجمہ ۔ (۱) تب جبکہ سب تاریکی سے ڈھکا ہوا تھا تو اُسکے بعد (۲) سو یمبھو یعنی خود مختار (۳)

اویکت (نراکار بلا جسم) (۴) تاریکی کو دور کرنیوالا (۵) بھگوان (پرمیشور) (۶) مہا بھوتوں

(عناصر یعنی مٹی پانی آگ ہوا آکاش) کو (۷) پرکاش (روشن) کرتا ہوا (۸) اسکو (جو تاریکی سے گھرا ہوا

تھا) اسی (۹) تقسیم کرتا ہوا (۱۰) ظاہر ہوا گویا ابھی تک پوشیدہ تھا یعنی دنیاوی انتظامات سے علیحدہ تھا

جو اس حالت کے بعد وہ تنی رہت (جسکی پیدایش نہیں ہوئی) اور اندریوں (حواس) کے نہ جانے لایق پرلے کال

(قیامت) کے خاتمہ پر کہ پرکرتی کی پرینا کرنیوالی مہتتو آکاش (خلا) ہوا آگ پانی مٹی وغیرہ کا رنوں (علتوں)

کے بل سے یکت (طاقتوں والا) پرماتما انکو پرکاشت (روشن یا ظاہر) کرکے اپنے کو ظاہر کیا ۔

لیکن اسکا ترجمہ پنڈت جی صاحب نے یوں کیا ہے

(۵) بلا نشان (۶) بلا دلیل (یعنی جسکی ثابت کرنیکے لیے کوئی نہان ہو) کو دی۔ اصلی
(۷) جاننے کے ناقابل (۸) بہت طرف سے (۹) سوتا
(۱۱) تھا۔ ۵۔
ہد کیا تھا۔ اب بتلائیے کہ اس
نوٹ اس کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب بودیم ازکم لفظ پرکرتی لایا گیا ہے۔
"یہ وشو (مہا پرلے کال میں) پنڈت تلسی رام صاحب آگے چلکر اس
(بلا نشان) دلایل کے ذریعہ اور سوئے ایک بریکٹ میں یوں تحریر کر رہے ہیں کہ:۔
سب طرف سے نیند کی سی حالت نا اصول بھی اور پہلے چھٹویں شلوک میں ہمیں سوجی
اسمیں لفظ پرکرتی معلوم ہیت (حواس کے پہونچ سے باہر) کہا ہے"۔
خود اس بات کی تحقیقات وہاں میں لفظ अव्यक्त اویکت کے معنی نراکار نہیں لکھا۔
کا اشارہ تک بھی ملتا ہے۔ سب دریافت کرینگے کہ ان کے ہی تحریر آپسمیں خلاف کیوں ہیں
یا کہ محض آریوں کے تعصب
کہ لفظ "یہ" سے ہی
تجھی وہ ہی پرکرتی

यो सावतीन्द्रिय ग्राह्यः सूक्ष्मो ऽव्यक्तः सन.
सर्व भूत मयो ऽचिन्त्यः स एव स्वयमुद्बभौ
यः असौ अतीन्द्रिय ग्राह्यः सूक्ष्मः अव्यक्तः
सर्व भूत मयः अचिन्त्यः सः एव स्वयम् उद्बभौ "

ترجمہ۔ (۱) جو (۲) وہ (۳) اندریوں (حواس) کے پہونچ سے باہر ہے (۴) سوکشم (لطیف) ہے۔ (۵) اویکت (نراکار) ہے (۶) سناتن (قدیم) ہے (۷) سب بھوتوں (عناصر) میں موجود ہے (۸) چنتا (غور و خوض) میں نہیں لایا جاسکتا (۹-۱۰) وہ ہی (۱۱) خود بخود (۱۲) ظاہر ہوا ہے۔

सो ऽभिध्याय शरीरात् स्वात् सिसृक्षुर्विविधाः प्रजाः ।
अप एव ससर्जादौ तासु बीजमवासृजत् " ८ "
सः अभिध्याय शरीरात् स्वात् सिसृक्षुः विविधाः प्रजाः ।
अपः एव ससर्ज आदौ तासु बीजम् अवासृजत् "

ترجمہ (۱) اُسنے (۲) دھیان کرکے (غور کرنے کے بعد) (۳) اپنے (۴) جسم سے (۵) مختلف قسم کی (۶) پرجائیں (مخلوقات) (۷) سرجنے کی خواہش سے (۸) شروع میں (۹) پانی (۱۰) ہی کو (۱۱)

حرجاز (۱۲) اور اسمیں (۱۳) بیج کو (۱۴) بویا - ۸ -

نوٹ ۔ اسکا ترجمہ از جانب پنڈت تلسی رام صاحب یوں ہے ۔

" وہ آسنے ۔ ۔ ۔ اپنے شریر (جسم) سے مختلف قسم کی مخلوقات پیدا کرنے کی خواہش کر کے صرف دھیان سے اول آپ تتو (عنصر پانی) کو پیدا کیا اسمیں بیج کو رکھا ۔ یہاں لفظ شریر (جسم) سے ادیادان کارن (علت مادی) لیا جانا چاہیے ۔ پرمیشور اسکا مالک ہے اسلیئے اُسے پرمیشور کہا گیا ہے "

ناظرین الکیرشدہ فقرہ کو غور سے پڑہیں اگر دراصل آریہ معزز پنڈت صاحب یہ مانتے ہیں کہ صرف دھیان (اپنی غور وخوض) سے پانی کو پرمیشور نے پیدا کر دیا تو پھر آریہ صاحبان کس منہ سے اسلام پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اسکی یہ تعلیم انکی عقل میں نہیں آتی کسطرح پر برہم پرماتما کے لفظ کن کہنے سے یہ تمام خلقت پیدا ہو گئی ۔ اب تو پنڈت تلسی رام جی نے خود ہی اس اسلامی اصول کو قبول کر لیا ۔ کیونکہ اگر صرف دھیان (غور وخوض) کرنے سے ایک عنصر پانی پیدا ہو گیا تو کیا لفظ کن کے کہہ دینے سے (یعنی دھیان کا نتیجہ الفاظ کی شکل میں تبدیل ہو جانے پر) پانچوں عنصر و تمام خلقت نہیں پیدا ہو سکتی :-

ناظرین اجس سائینس کو مدنظر رکھکر آریہ صاحبان یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ لفظ کن سے کوئی مادہ کیونکر پیدا ہو سکتا ہے اُسی سائینس کے لحاظ سے ہم اب پنڈت تلسی رام صاحب سے یہ سوال کرینگے کہ کیوں مہاراج جی اصرف دھیان سے پانی کا پیدا ہو جانا سائینس کی کس کتاب میں مندرج ہے یا دوسروں کو گمراہ کہنے والی جماعت اب خود راستہ بھول گئی ۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج ! آپنے یہ کیا لکھ دیا اب آریوں کو یا تو سائینس سے انکار کرنا پڑیگا یا آپکے تفسیر کو ردی خانہ میں پھینکنا پڑیگا ۔ لیکن ہماری سمجھ میں سائینس کا پیچھا نہیں چھوڑینگے خواہ آپ جیسے عالم فاضل کے رائے کی بے وقعتی ہی کیوں نہ کرنی پڑے ۔

ناظرین! اب اس شلوک پر دوسرا اعتراض سنئیے پنڈت صاحب نے فرمایا ہے کہ دیہ
لفظ شریر (جسم) سے اپادان کارن (علت مادی) لیا گیا ہے "

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپکے پاس ایسا فرض کر لینے کیلیے کیا سند موجو
ہے۔ اگر منو مہاراج کی ایسی ہی منشا ہوتی تو کیا وہ اس بات کو صاف طور پر نہ
لکھ سکتے تھے لفظ شریر (جسم) کے خواہ آپ کچھ ہی معنی مطلب لیویں لیکن ہر حالت
میں گھوم گھام کر اِس نتیجہ پر ہی آنا پڑیگا کہ پرمیشور نے بغیر مدد مادہ وغیرہ کے یہ تمام
خلقت رچ دی ہے اور جو کہ آپ یہ سب کوشش اسلیئے کر رہے ہیں کہ اِن گول مال
تشریحوں کے ذریعہ سے پرکرتی کی قدامت ثابت ہو جاوے تو آپکو معلوم ہو کہ
اگر بالفرض اُسکا جسم اس خلقت کا علت مادی تسلیم بھی کر لیا جاوے تو تاہم
بھی آپ کے گرو مہاراج کے دعویٰ کی تائید ہرگز ہرگز بھی نہیں ہو سکتی (یعنی
مادہ کی قدامت تو پھر بھی ثابت نہ ہوگی) کیونکہ ایسا ماننے والوں کو یہ بتلانا
چاہیئے کہ وہ پرکرتی پرمیشور سے علیحدہ تھی یا نہیں اگر کہیں کہ ہاں علیحدہ تھی
تو اس شلوک سے خلاف ہے اور اگر یہ کہیں کہ اس شلوک کے مطابق پرمیشور
کا جسم ہی پرکرتی ہے تو وہ پرمیشور سے علیحدہ بذات خاص کوئی شے نہ رہ گئی پھر
اسکو کسطرح مادہ کی لطیف حالت میں ہمیشہ موجود رہنے والا یعنی آنادی مانا
جاتا ہے اسکے علاوہ پرمیشور کو آریہ سماج نراکار (بلا جسم) مانتی ہے پھر اُسکا
جسم کیسا؟ غرضکہ پنڈت تلسی رام صاحب کا لفظ شریر (جسم) سے پرکرتی کا مطلب
نکالنا سرشٹی پیزانا ہے۔

پھر اگر یہ سوال کیا جاوے کہ منو مہاراج کی منشا کیا ہے۔ کیا وہ پرمیشور کو
جسم مانتے ہیں یا کیا بات ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ پرمیشور کا وجود کچھ ہم انسانو
کی مانند تھوڑا ہی ہے کہ اسکا بھی ہماری مثل ایک جسم ہو جسکے اندر روح داخل ہوئی
ہو یعنی جسم و روح ان دونوں مختلف اشیاء کا مرکب ہو) اور پنڈت صاحب نے تصور کر لیا
کہ پرمیشور کی روح تو وہ برہم ہوگا اور اُسکا جسم پرکرتی ہوگی۔ اور جسطرح ہم لوگ روح و جسم

کے شامل رہنے پر کام کر رہے ہیں اسیطرح وہ پرمیشور بھی پرکرتی روپی جسم کی شمولیت سے کام کرتا ہوگا۔ ناظرین! یہ بات ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی بلکہ بات یہ ہے کہ جسکی جو کچھ حالت ہے (یا اظہار وجود) اسی کو جسم کہا جایا کرتا ہے پرمیشور جو کچھ بھی ہے وہ (موصوف) معہ اپنی جملہ صفات کے ایک وجود قرار دے لیا گیا ہے اور بس منو مہاراج اس وجود کو اُسکا جسم بیان کر رہے ہیں جسطرح ہم ایک درخت کا جسم اُسکی جڑ سے پتوں تک کو کہا کرتے ہیں ایک انسٹی ٹیوشن کا جسم Body of the Institution اُن جملہ کارپردازان کے مجموعہ کو کہا کرتے ہیں جنکے ہونے سے وہ انسٹی ٹیوشن (انجمن وغیرہ) قایم ہے اسیطرح لفظ جسم ہر ایک شے پر عاید ہوسکتا ہے چنانچہ اس شلوک "پرمیشور نے اپنے جسم سے" سے یہی مراد ہے کہ پرمیشور نے بذات خود اپنے وجود سے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔

ناظرین ہم اپنی رائے کی تائید میں اوپنشد کا بھی ایک حوالہ پیش کیے دیتے ہیں جس سے یہ معمہ اور بھی صاف طور پر حل ہو جائیگا کہ آیا منو مہاراج کے لفظ جسم سے یہ بھی منشا ہے جو ہم نے سمجھا ہے یا کہ اور کچھ۔ وھو ہذا۔

तदेतत्सत्यं यथा सुदीप्तात पावकाद्विस्फुलिङ्गाः सहस्र
-शः प्रभवन्ते सरूपाः। तथाऽक्षराद्विविधाः सोम्य भा
-वाः प्रजायन्ते तत्र चैवापि यन्ति " मु० ३० २।१।१ "
तत् एतत् सत्यं यथा सुदीप्तात् पावकात् विस्फुलिङ्गाः सहस्र
-शः प्रभवन्ते सरूपाः। तथा अक्षरात् विविधाः सोम्य भावाः
प्रजायन्ते तत्र च एव अपियन्ति "

ترجمہ (۱) یہ بات سچ ہے کہ (۲) جسطرحپر (۳) خوب سلگائی ہوئی (۴) آگ سے (۵) ہزاروں (۶) ہم شکل (۷) چنگاریاں (۸) نکلا کرتی ہیں (یعنی آگ کے ذخیرہ کر چنگاریاں اوڑا کرتی ہیں) (۹) اسی طرحپر (۱۰) اے پیارے لڑکے (۱۱) اکشر۔ (نہ فنا ہونیوالے یعنی برہم) سے (۱۲) مختلف قسم کے (۱۳) وجود (۱۴) پیدا ہو جاتے ہیں (۱۵) اور پھر بھی (۱۶) وہاں ہی (یعنی اسی برہم میں) (۱۷) واپس چلی جاتی ہیں۔

کہیے ناظرین! کیا اب یہ بات ثابت نہ ہو گئی کہ اونپشدوں اور منوسمرتی کے مصنف صاحبان نے ویدوں کا لب لباب یہی سمجھا تھا کہ پرکرتی وغیرہ کوئی شے ہمیشہ سے موجود نہ تھی بلکہ اُس واحد خدا نے خود ہی ان تمام مختلف شکلوں کو اپنے میں سے پیدا کر دیا ہے (جیسا کہ اوپر کی مثال سے واضح ہو رہا ہے) اور یہی بات شنکراچاریہ مہاراج کے پیروکاران نہایت پُرزور الفاظ میں ثابت کیا کرتے ہیں جنکو آریہ صاحبان نوین ویدانتی (یعنی قدیم نہیں بلکہ ایک نیا فرقہ متعلقہ علم ویدانت) کہہ کر بدنام کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کو بوجہ ناواقفیت زبان سنسکرت یہ علم نہیں ہے کہ وہ بیچارے شنکر مت والے کیا کر سکتے ہیں یہاں تو اصلی الفاظ یعنی متن سے ہی ہمہ اوست کا مسئلہ ثابت ہو رہا ہے۔

اے آریہ مہاشیو! آپ اسکے مقابلہ میں صرف ایک ہی پرمان کسی خود تسلیم کردہ مستند کتاب کا ظاہر کریں جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ مادہ اور روح اس خلقت سے پیشتر موجود رہتے ہوئے خدا سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔

اے مہاشیو! اگر آپ دراصل نقلی ثبوت اپنے مہرشی کے رائے کی تائید میں نہیں ظاہر کر سکتے۔ تو کیا آپکے لیے یہ بڑے شرم کی بات نہیں ہے کہ پھر بھی مرغے کی ایک ٹانگ کہتے چلے جاتے ہیں۔ اجی حضرت! آپ سائنس وغیرہ کی پرواہ تو۔ پیچھے کیجیے گا اول دس اُمستند اونپشدوں کی تحریرات پر تو (جو آپکے دیانندی فلاسفی کو خاک میں ملا رہے ہیں) ہڑتال لگا دیجیے یا اونکی سیدھی تفاسیر ہی شایع کرا دیجیے کیونکہ یہ آسان لٹکا تو گرو مہاراج آپ صاحبان کو دے ہی گیے ہیں۔ خیر آگے دیکھیے۔

तद्दण्डमभवद्धैमं सहस्रांशु सम प्रभम्। तस्मिञ्जज्ञे स्व-
-यं ब्रह्मा सर्व लोक पितामहः॥ ६॥

तस्मिन् तत् अण्डम् अभवत् हैमं सहस्रांशु सम प्रभम्। तस्मिन् जज्ञे स्वयं ब्रह्मा सर्व लोक पितामहः॥

ترجمہ :- (۱) تب (وہ بیج) (۲) سونے کی طرح (چمکیلا) (۳) ہزاروں کرنوں والے (سورج) کے مانند (۴) انڈے کی شکل کا (۵) ہوگیا (۶) اُس میں سے (۷) سب (۸) خلقتوں کے (۹) پتامہ (پردادا) (۱۰) برہما (۱۱) خود بخود (۱۲) پیدا ہوئے۔ 9

आपो नारा इति प्रोक्ता आपो वै नर सूनवः।
ता यदस्यायनं पूर्वं तेन नारायणः स्मृतः ॥ १० ॥

आपः नारा इति प्रोक्ता आपः वै नर सूनवः। ता यत् अस्य
अयनं पूर्वं तेन नारायणः स्मृतः।

ترجمہ :- (۱) پانی کو (۲) نارا (۳) نام سے موسوم کرتے ہیں (۵) (کیونکہ وہ) پانی (۶) یقیناً (۷) نر (یعنی پرمیشور) کا لڑکا ہے (یعنی پرمیشور سے وہ پیدا ہوا ہے اور جو جس سے پیدا ہوتا ہے وہ اُسکا لڑکا کہلاتا ہے) (۸) وہ (۹) چونکہ (۱۰) اسکا (۱۱) سب سے پہلا (۱۲) مکان ہے (۱۳) اسوجہ سے (۱۴) (اسکا نام) نارائن۔ (نارا یعنی پانی میں رہنے والا) (۱۵) سمجھا گیا۔ 10 -

यत्तत्कारणमव्यक्तं नित्यं सदसदात्मकम्।
तद्विसृष्टः स पुरुषः लोके ब्रह्मेति कीर्त्यते ॥ ११ ॥

यत् तत् कारणम् अव्यक्तं नित्यं सत् असत् आत्मकम्
तत् विसृष्टः सः पुरुषः लोके ब्रह्मा इति कीर्त्यते ॥

ترجمہ :- (۱) وہ (۲) جو (۳) کارن (علّت) ہے (۴) اویکت (نراکار یعنی بلا جسم) ہے (۵) نِتیہ (لافانی) ہے (۶) ست اسَت والا ہے (یعنی ہستی اور نیستی دونوں کا وہ مالک ہے) (۷) اُس (پر برہم پرماتما) سے جو پیدا کیا گیا (۸) وہ (۹) پُرش (مرد) (۱۰) دنیا میں (۱۱) برہما نام سے (۱۲) مشہور ہوا۔ 11

نوٹ۔ اسکا ترجمہ پنڈت تلسی رام جی نے یوں کیا ہے۔

جو کہ تمام خلقت کا اُوپادان (علت مادی) اور آنکھوں وغیرہ

سے دیکھنے میں نہیں آتا اور نینہ (لافانی) اور ست است اشیاء کی پرکرتی بھوت پر دھان {پرکرتی} ہے اسکے سہت (یعنی اُس پرکرتی کو شامل رکھکر) پرماتما کو دنیا میں برہما کہتے ہیں۔

ناظرین! یہ ترجمہ لفظی تو ہرگز بھی نہیں کہا جاسکتا لیکن کم از کم شلوک کے معنی مطلب کو بھی ظاہر نہیں کرتا۔ لکیر شدہ فقرہ کا تو شلوک میں کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ زبردستی اس شلوک میں پرکرتی وال بھات میں موسل چند کے مانند کیونکر جا کودی کیونکہ وہاں تو مضمون ہی کچھہ اور چل رہا تھا۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! شلوک میں صرف لفظ کارن कारणम् (علت) آیا تھا مگر آپنے اوپادان (علت مادی) اپنی طرف سے کیوں بڑھا دیا حسب قول سوامی جی کے کارن تین طرح کے ہیں (۱) نمت (۲) اوپادان اور (۳) سادھارن (مادی فاعلی اور معمولی) پس اگر آپ سوامی جی کی ہی بات مان لیتے تو آپ صرف تینوں کارنوں کو یہاں پر ظاہر کر دیتے اور تب اسکا یہ مطلب سمجھا جاتا کہ برہم ہی خلقت کا علت فاعلی بھی ہے اور وہ ہی علت مادی بھی ہے اور وہ ہی سادھارن کارن (معمولی علت) بھی ہے لیکن ایسا کرنے سے جب آپنے دیکھا کہ جہاں پرکرتی کی قدامت کافور ہوتی ہے وہاں برہم کی علت مادی ثابت ہوجانے پر شنکر مت والوں کی بات ثابت ہوجاتی ہے پس آپنے یہ آسان طریقہ اختیار کیا کہ لفظ کارن (علت) کے معنی ہی اوپادان (مادی علت) درج کر دیا لیکن شریمان جی! ایسے دھینگا دھینگی سے تو کام نہیں چل سکتا۔ آپنے اگر اس شلوک کو پرکشپت (ناجائز) مان لیا ہوتا تو زیادہ تر بہتر تھا کیونکہ کم از کم ہمیں تو یہ اعتراض کرنے کا موقع نہ ملتا۔

ناظرین! اس شلوک میں پرکرتی وغیرہ کا کہیں نشان و گمان

بھی نہیں ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر ہے کہ اُس پر برہم پرمیشور نے جس کو پیدا کیا (یعنی پرمیشور نے پانی میں بیج کو ڈالا پھر وہ انڈے کی شکل کا ہو کر اس میں سے جو پیدا ہوا) اوسکا نام سنسار میں برہما مشہور ہوا۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس پیدائش عالم کے بیان میں منو مہاراج فرماتے ہیں کہ جو پہلا وجود پیدا کیا گیا وہ برہما نام سے موسوم ہوا۔

اس شلوک میں پرکرتی وغیرہ کا ذرہ بھی اشارہ نہ ہوتا اس بات سے بھی ثابت ہے کہ شلوک نمبر ۸ میں بیج بننے کا ذکر ہوا۔ نویں میں یہ کہا گیا کہ وہ بیج انڈے کی شکل کا ہو کر اس میں سے برہما پیدا ہوئے۔ دسویں میں اُسی کا نام نارائن رکھا گیا اور اس گیارھویں میں اُس کے نام کی شہرت کا اظہار کیا گیا ہے اسی طرح اور آگے کے شلوکوں میں بھی یہی مضمون موجود ہے پس جبکہ اگلے پچھلے شلوکوں میں سے کہیں بھی پرکرتی کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے تو بتلائیے ناظرین! کہ کیا یہ سراسر زیادتی اور زبردستی ہی نہیں ہے کہ ان حوالجات کے غلط معنی مطلب عوام کے روبرو ظاہر کر کے پنڈت صاحب مادہ کی قدامت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

तस्मिन्नण्डे स भगवानुषित्वा परि वत्सरम्।
स्वयमेवात्मनो ध्यानात्तदण्डमकरोद् द्विधा ॥ १२ ॥

तस्मिन् अण्डे सः भगवान् उषित्वा परि वत्सरम्
स्वयम् एव आत्मनः ध्यानात् तत् अण्डम् अकरोत् द्विधा ॥

ترجمہ:- (۱) اُس (۲) بھگوان (برہما) نے (۳) اُس (۴) انڈے میں (۵) سال بھر تک (۶) رہ کر (۷-۸) خود ہی (۹-۱۰) اپنے دھیان (غور و خوض) سے (۱۱) اس انڈے کو (۱۲) دو ٹکڑے (۱۳) کیا ۱۲+

نوٹ۔ اس شلوک سے ثابت ہے کہ انڈے کے دو ٹکڑوں سے ہی زمین اور آسمان بنائے گئے ہیں۔ نیچے والے حصّہ سے یہ زمین اور اوپر والے سے آسمان (دِو۔سورگ یعنی بہشت یا روشن کرّہ) بنائے گئے۔

ناظرین! جو آریہ صاحبان اسلام پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ وہ سائنس کی معلومات سے خلاف یہ تعلیم دیتی ہے کہ آسمان چھت کے مانند ہے انکو اب لازم ہے کہ اول اس شلوک کے معنی مطلب کو سائنس کے ڈھانچہ میں ڈھال لیویں پھر اپنے اس اعتراض کا جواب مانگیں کیا ایک انڈے کے دو حصّے کئے جا کر ایک سے زمین کا بنایا جانا اور دوسرے سے اسکے جواب open space میں کوئی کرّہ بنایا جانا خواہ اُسکا نام دِو۔سورگ یا کچھہ ہی رکھ لیا جاوے یہ نہیں ظاہر کرتا کہ جہاں یہ بات اسلامی تعلیم سے بالکل ملتی جلتی ہے وہاں سائنس کے فیصلوں سے خلاف ہے

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپنے اس شلوک کو بھی پرکشپت میں کیوں نہ ڈال دیا تاکہ آرین اصولوں سے سائنس کی ناموافقت نہ ہونے پاتی اب آپکے وہ دوست صاحبان جو محض اسوجہ سے سماج میں داخل ہوئے ہیں کہ اسکی تعلیم سائنس کے موافق ظاہر کی گئی ہے آپ کی یہ بات کب مانیں گے۔

ناظرین! شاید آریہ صاحبان یہ کہیں کہ ہم اس نیلے رنگ والے کو جو اوپر نظر آتا ہے دِو نہیں مانتے لیکن اسلام پر اسوجہ سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اسی کو آسمان مان کر یہ بتلاتی ہے کہ یہ ایک مجسم شئے مانند زمین کے ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ خواہ یہ نیلے رنگ والا نہ ہی لیکن اسوال زیر بحث تو یہ ہے کہ منو مہاراج کی اس قول کے مطابق انڈے کے دو حصّوں میں سے جبکہ ایک کی یہ زمین بن گئی تو دوسرے اوپری حصّہ کا کیا شے بنایا گیا۔ پس اوس سے جو کچھہ بنا وہ ظاہر ہے کہ اس زمین کے ہی مانند اوپر کو ہوگا اور پس ہم اوسی کا نام آسمان رکھکر آریوں سے دریافت کرینگے کہ وہ یا تو اسلام سے اپنا یہ اعتراض واپس لیوینگے یا جواب دینگے مگر مہاراج نے بھی درج فرمایا ہی (دیکھو اردو ستیارتھہ پرکاش صفحہ ۴۷ سطر

کہ وہ زمین کو فرش کے مانند تصور کرتی ہوئی آسمان کو اسکا چھت قرار دیتی ہے۔
(کیونکہ اب یہی اعتراض آریوں کی مستند کتاب منوسمرتی کے اس شلوک پر بھی
عاید ہوتا ہے) یا اس شلوک کی کوئی گول مول تفسیر و تشریح گھڑ کر اس سے
سائینس کی موافقت کریں پھر ہم بھی دیکھیں گے کہ وہ اپنی ایسی کوشش
میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔ ۱۳ –

उद्बबर्हात्मनश्चैव मनः सदसदात्मकम् ।
मनसश्चाप्यहङ्कारमभिमन्तारमीश्वरम् ॥ १४ ॥
उद्बबर्ह आत्मनः च एव मनः सत् असत् आत्मकम् ।
मनसः च अपि अहङ्कारम् अभिमन्तारम् ईश्वरम् ॥

ترجمہ: (۱) اُس برہما نے (۲) آتما سے (یعنی اپنے وجود سے) (۳) ہی یقیناً
(۳) ست است والے[1] (۴) من (غور و خوض کرنے والی طاقت) کو (۵) اور
اس من سے (۶) اہنکار (انانیت) کو (۷) جو کہ اپنے تئیں فاعل ماننے والا
(۸) ایشور (مالک یا خود مختار) ہے (۹) پیدا کیا۔ ۱۴ –

महान्तमेव चात्मानं सर्वाणि त्रिगुणानि च ।
विषयाणां ग्रहीतॄणि शनैः पञ्चेन्द्रियाणि च ॥ १५ ॥
महान्तम् एव च आत्मानं सर्वाणि त्रिगुणानि च ।
विषयाणां ग्रहीतॄणि शनैः पञ्च इन्द्रियाणि च ॥

ترجمہ۔ (۱-۲) مہان آتما (مہتتو) کو (۳) اور سب (۴) تین طرح کے گُنوں
(ست رج تم) کو اور (۵) وشیوں (لذات و محسوسات) کو (۶) حاصل کرنے
والی (۷) پانچوں اندریوں (حواس خمسہ) کو (۸) رفتہ رفتہ برہما نے پیدا کیا۔

[1] لفظی معنے تو اسکے ہیں ہی اور نہیں لیکن یہاں مطلب دل کی دو مختلف طاقتوں سے
ہے ایک سنکلپ دوسرا وکلپ یعنی ایک تو کسی نیک کام کو کرنے کا ارادہ اور دوسرا
کسی فعل بد کو ترک کرنے کی خواہش پس گویا ایک کی ہستی ہے دوسرے کی نہیں ہو۔

तेषांत्त्ववयवान् सूक्ष्मान् षराणामप्यमितौजसाम्।
सन्निवेश्यात्म मात्रासु सर्व भूतानि निर्ममे॥ १६॥

तेषां तु अवयवान् सूक्ष्मान् षराणाम् अपि अमितौज-
-साम् संनिवेश्य आत्म मात्रासु सर्व भूतानि निर्ममे॥

ترجمہ - (۱) ان (۲) چھ (۳) بڑے طاقت والوں کے (۴) سوکشم (لطیف) (۵) اویوں (اعضا) کو (۶) آتم ماترا (روحانی جسم) میں (۷) قایم کرکے (۸) سب (۹) بھوتوں (عنصروں) کو (۱۰) (برہما نے) بنایا - ۱۶-

यन्मूर्त्यवयवाः सूक्ष्मास्तस्येमान्याश्रयन्ति षट्।
तस्माच्छरीरमित्याहुस्तस्य मूर्तिं मनाषिराः॥ १७॥
यत् मूर्ति अवयवाः सूक्ष्माः तस्य इमानि आश्रयन्ति षट्
तस्मात् शरीरम् इति आहुः तस्य मूर्तिं मनाषिराः॥

ترجمہ - (۱) چونکہ (۲) اُس (جسم) کے (۳) سوکشم (لطیف) (۴) چھ (۵-۶) مورتی (شکل) کے اعضا (۷) ان کا (۸) سہارہ رکھتے ہیں (۹) پس (۱۰) اُس (۱۱) منیشی (عقلمند) کے (۱۲) مورت (شکل) کو (۱۳) جسم (۱۴) کہا جاتا ہے-۱۷

तदाविशन्ति भूतानि महान्ति सह कर्मभिः।
मनश्चावयवैः सूक्ष्मैः सर्व भूत कृदव्ययम्॥ १८॥
तदा आविशन्ति भूतानि महान्ति सह कर्मभिः। मनः
च अवयवैः सूक्ष्मैः सर्व भूतकृत् अव्ययम्

ترجمہ - (۱) تب (یعنی جب انسانی جسم مذکورہ بالا تیار ہوگیا) (۲-۳) مہان بھوت (۴) سوکشم (لطیف) (۵) اویوں (اعضا) کے (۶) ساتھ (۷) (اس جسم میں) داخل ہوتے ہیں (۸) اور سب بھوتوں کا بنانیوالا (۹) اوے (تغیر نہ ہونیوالا) (۱۰) من (۱۱) کرموں (افعال) کے ساتھ (اس جسم میں داخل ہوتا ہے)-۱۸

तेषामिदं तु सुप्तानां पुरुषाणां महौजसाम् ।
सूक्ष्माभ्यो मूर्ति मात्राभ्यः सम्भवत्यव्ययाद्व्ययम् ॥ १९ ॥
तेषां इदं तु सुप्तानां पुरुषाणां महा ओजसाम् । सूक्ष्माभ्यः
मूर्तिमात्राभ्यः सम्भवति अव्ययात् व्ययम् ॥

ترجمہ ۔ (۱) ان (۲) سات (۳) بڑے طاقت والے (۴) پرشوں کے (۵)
سوکشم (لطیف) (۶) مورتی ماتراؤں (دیکھنا سننا وغیرہ اوصاف) کے ذریعہ
(۷) اس اویّے (نہ ناش ہونیوالے پرمیشور) سے (۸) یہ (۹) ویئے (ناش
ہونیوالی خلقت) (۱۰) پیدا کیجاتی ہے ۔ ۱۹ ۔

نوٹ ۔ سات پرش سے مراد ان سات اشیا سے ہے جنکا اوپر ذکر آچکا
ہے یعنی (۱) اہنکار (دیکھو شلوک نمبر ۱۴) (۲) مہتتو اور پانچ گیان اندریاں
یعنی حواس خمسہ (دیکھو شلوک نمبر ۱۵)

आद्याद्यस्य गुणं त्वेषामवाप्नोति परः परः ।
यो यो यावतिथश्चैव स स तावद्गुणः स्मृतः ॥ २० ॥
आद्य आद्यस्य गुणं तु एषां अवाप्नोति परः परः । यः यः
यावतिथः च एषां सः सः तावत् गुणः स्मृतः ॥

ترجمہ :۔ (۱) ان میں سے (۲) اول اول والے کے (۳) گن (اوصاف)
(۴) اگلے اگلے والے میں (۵) جا موجود ہوتے ہیں اور (۶) ان میں سے (۷)
جو جو (۸) جتنے شمار والے ہیں (۹) وہ وہ (۱۰) اوتنے اوتنے (۱۱) گنوں والے
ہوتے ہیں (۱۲) ایسا جانو ۔ ۲۰ ۔

نوٹ ۔ ... (۳) آگ (۴) پانی (۵) مٹی ان پانچ
(۴) ذائقہ (۵) بو (خوشبو بدبو) ہیں
ہیں موجود ہوئے اسکا مطلب یہ
... ہوا میں پایا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس

... वैराजमसृज ...
स अभ्यैन पुरुषः ...
विराजम् असृजत प्रभुः ॥

ترجمہ ۔ (۱) اپنے (۲) جسم کے (۳) دو حصے (۴) ...
حصہ سے (۶) مرد (۷) اور دوسرے) نصف

اور اسیطرح شمار کو سمجھنا چاہیے یعنی آکاش کا ایک گن ہے - ہوا میں دو - آگ میں تین
پانی میں چار اور مٹی میں پانچوں گن موجود ہیں چنانچہ مٹی میں (۱) آواز بھی موجود
ہے (۲) احساس بھی ہے (۳) شکل بھی ہے (۴) ذائقہ بھی اور (۵) بو بھی ہے -
اسیطرح دیگران کو بھی سمجھنا چاہیے -

सर्वेषां तु स नामानि कर्माणि च पृथक् पृथक् ॥
वेद शब्देभ्य एवादौ पृथक् संस्थाश्च निर्ममे ॥ २१॥
सर्वेषां तु सः नामानि कर्माणि च पृथक् पृथक्
वेद शब्देभ्य एव आदौ पृथक् संस्थाः च निर्ममे ॥

ترجمہ - (۱) اس (برہما) نے (۲) سبھوں کے (۳) ناموں کو اور (۴)
کرموں (افعال یا فرائض Duties) کو (۵) علیحدہ علیحدہ طور پر (اور انکے
(۶) سنستھا (انکے متعلق فیصلوں) کو بھی (۷) ویدوں سے ہی (۸) شروع
میں (۹) مقرر کیا - ۲۱ -

कर्मात्मनां च देवानां सोऽसृजत्प्राणिनां प्रभुः ।
साध्यानां च गणं सूक्ष्मं यज्ञं चैव सनातनम् ॥ २२॥
कर्मात्मनां च देवानां सः असृजत् प्राणिनां प्रभुः ।
साध्यानां च गणं सूक्ष्मं यज्ञं च एव सनातनम् ॥

ترجمہ - (۱) اس (۲) پربھو (برہما) نے (۳) کرم والوں (افعال کے عادی)
(۴) دیوتاؤں (۵) پرانیوں (مخلوقات) (۶) اور سادھیوں کے (۸)
گروہوں کو اور (۹) سوکشم (لطیف) (۱۰) [illegible] (قدیم) (۱۱) یگیہ
کو (۱۲) بھی (۱۳) پیدا کیا - ۲۲ -

جسم مذکورہ بالا تیار ہوگیا ...
...म सनातनम् ।
...یوں (اعضاء) کے (۶) ساتھ (۷) (اس
...: साम लक्षणम् ॥ २२॥
...بھوتوں کا بنانیوالا (۹) اور (...
सनातनम् । बुद्धिं यज्ञं सिद्धये
...ل) کے ساتھ (اس جسم میں داخل ہوتا ہے)
॥ २३॥

ترجمہ: (۱) اگنی (۲) وایو (۳) روی (یعنی سورج) (ان تینوں) سے (۴) تین (۵) سناتن (قدیم) (۶) برہم (یعنی وید) کو (۷) رگ (۸) یجو (۹) سام (۱۰) (کی شاخوں والی ہیں ان) کو (۱۱) یگیہ کی (۱۲) سدھی (کامیابی کے لیے) (۱۳) (اس برہما نے) دوہا۔ ۲۳۔

نوٹ۔ اس شلوک پر مفصل بحث دیکھو مضمون وید کس پر نازل ہوئے میں

कालं कालविभक्तीश्च नक्षत्राणि ग्रहांस्तथा ।
सरितः सागरान् शैलान् समानि विषमाणि च ॥ २४ ॥

(۱) وقت کو (۲) وقت کے حصوں (منٹ سکنڈ وغیرہ) کو (۳) نکشتروں (زمانہ کی تقسیم ظاہر کرنیوالے آسمانی سیارہ گان) کو (۴) اور (۵) گرہوں (سیارہ گان) کو (۶) ندیوں کو (۷) سمندر کو (۸) پہاڑوں کو اور (۹) برابر و (۱۰) غیر برابر زمینوں کو (پیدا کیا) ۔ ۲۴ ۔

तपो वाचं रतिं चैव कामं च क्रोधमेव च ।
सृष्टिं ससर्ज चैवेमां स्रष्टुमिच्छन्निमाः प्रजाः ॥ २५ ॥

(۱) ان (۲) پرجاؤں (مخلوقات) کو پیدا کرنے (۴) کی خواہش سے (۵) تپ (ریاضت) کو (۶) بانی (آواز) کو (۷) رتی (شہوت) کو (۸) اسکے علاوہ اور بھی (۹) کام (خواہشات) کو (۱۰) غصہ کو (۱۱) (غرضکہ) اس طرح کی (۱۲) سرشٹی (پیدائش) کو (۱۳) بھی (۱۴) (برہما نے) سرجا۔ ۲۵۔

कर्मणां च विवेकार्थं धर्माधर्मौ व्यवेचयत् ।
द्वन्द्वैरयोजयच्चेमाः सुखदुःखादिभिः प्रजाः ॥ २६ ॥

वैराजमसृज...
...म अर्धेन पुरुषः अभव...
विराजम असृजत् प्रभुः ॥

(۳) دھرم ادھرم کو (۴) علیحدہ علیحدہ ... (آرام تکلیف) وغیرہ (۸) دو ... ۲۶ ۔

ترجمہ۔ (۱) اپنے (۲) جسم کے (۳) دو حصے (۴) نصف حصہ سے (۶) مرد (۷) (اور دوسرے)

अणव्यो मात्रा विनाशिन्यो दशार्द्धानां तु याः स्मृताः।
ताभिः सार्द्धमिदं सर्वं सम्भवत्यनुपूर्वशः ॥ —— २७॥

(۱) دس کی آدھی (یعنی پانچ) (۲) جو (۳) ناش ہونیوالی (فانی) (۴) سوکشم۔ (لطیف) (۵) ماترا (عناصر کی صفتیں آواز ذائقہ وغیرہ) (۶) کہی گئی ہیں (۷) اُن کے (۸) ساتھ (۹) یہ (۱۰) سب (۱۱) یکے بعد دیگرے (۱۲) پیدا ہوتی ہیں ۲۷

यं तु कर्मणि यस्मिन् सन्ययुङ्क्त प्रथमं प्रभुः।
स तदेव स्वयं भेजे सृज्यमानः पुनः पुनः ॥ २८॥

(۱) اُس پربھو (برہما) نے (۲) اول میں (۳) جس کو (۴) جس (۵) کام میں (۶) لگا دیا (۷) وہ (۸) بار بار بھی (۹) پیدا ہونے پر (۱۰) اُسی اُسی (۱۱) کام کو (۱۲) کرتا رہا۔

نوٹ شاید یہ مطلب ہے کہ گائے گھاس چرتی ہے تو اُسکی اولاد آج تک گھاس چر رہی ہے۔ یا بھیڑیا اوڑتے ہیں وغیرہ۔

हिंस्राहिंस्रे मृदुक्रूरे धर्माधर्मावृतानृते।
यद्यस्य सोऽदधात्सर्गे तत्तस्य स्वयमाविशत् ॥ २९॥

हिंस्रा हिंस्रे मृदु क्रूरे धर्माधर्मौ ऋत अनृते।
यत् यस्य सः अदधात् सर्गे तत् तस्य स्वयम् आविशत्॥

ترجمہ۔ (۱) پیدائش کے شروع میں (۲) [illegible] نے (۳) جسکو (۴) جسکے (قابو میں) (۵) کر دیا (۶) وہ (۷) اُس جسم مذکورہ بالا میں داخل ہو گیا از خود (۹) ہو گیا (۱۰–۱۱) (مثلاً) اہنسا والے (جوگیوں) (عضار) کے (۶) ساتھ (۷) (اس والون (شکاری خونخوار جانور) بھوتوں کا بنانیوالا (۹) اور (دغیت نہ (۱۲) سخت دل والوں کے (۱۳) (ال) کے ساتھ (اس جسم میں داخل ہوتا ہے)

لوگ (۵) اچھوتوں کے (قابو میں ہوئے) - ۲۹ -

यथर्तु लिङ्गान्यृतवः स्वयमेवर्तु पर्यये ।
स्वानि स्वान्यभिपद्यन्ते तथा कर्माणि देहिनः ॥ ३० ॥

यथा ऋतु लिङ्गानि ऋतवः स्वयम् एव ऋतु पर्यये ।
स्वानि स्वानि अभि पद्यन्ते तथा कर्माणि देहिनः ॥

ترجمہ :- (۱) جسطور پر کہ (۲) رتویں (موسمیں) (۳) اپنے اپنے (۴) فصل میں (۵) اپنی اپنی (۶) فصل کی نشانیوں کو (۷) ظاہر کرتی ہیں (۸) اسیطور پر (۹) جسم والوں (انسانوں وغیرہ) کے (۱۰) افعال بھی اپنے وقت پر خود بخود اپنا ثمرہ لاتی ہیں - ۳۰ -

लोकानां तु विवृद्ध्यर्थं मुखबाहूरुपादतः ।
ब्राह्मणं क्षत्रियं वैश्यं शूद्रं च निरवर्तयत् ॥ ३१ ॥
लोकानां तु विवृद्ध्यर्थं मुख बाहु ऊरु पादतः ।
ब्राह्मणं क्षत्रियं वैश्यं शूद्रं च निरवर्तयत् ॥

ترجمہ :- (۱) لوگوں (انسانوں) کی (۲) ترقی کیلئے (آبادی بڑھنے کی غرض سے) (۳) منہ (۴) بازو (۵) جانگھ (۶) اور پاؤں سے (۷) براہمن کو (۸) کشتریہ کو (۹) ویشیہ کو اور (۱۰) شودر کو (۱۱) پیدا کیا - ۳۱ -

نوٹ اس بارہ میں سناتنی ہندؤں اور آریوں کا بڑا جھگڑا ہے پس اسپر مفصل بحث دیکھو مضمون "پیدائش سے ورن (ذات) کی فضیلت"

द्विधा कृत्वात्मनो देहमर्धेन पुरुषोऽभवत् ।
अर्धेन नारी तस्यां स विराजमसृजत् प्रभुः ॥ ३२ ॥
द्विधा कृत्वा आत्मनः देहम् अर्धेन पुरुषः अभवत् ।
अर्धेन नारी तस्यां सः विराजम् असृजत् प्रभुः ॥

ترجمہ - (۱) اپنے (۲) جسم کے (۳) دو حصے (۴) کرکے (خود ہی) (۵) نصف حصہ سے (۶) مرد (۷) (اور دوسرے) نصف حصہ سے (۸) عورت (۹) پیدا

ہوگئی (۱۰) اُس (۱۱) پربھو (برہما) نے (۱۲) اُس عورت (کے ذریعہ) سے (۱۳) براٹ (یعنی تمام برہمانڈ یعنی خلقت) کو (۱۴) پیدا کیا۔ ۳۲

نوٹ۔ پنڈت تلسی رام جی کا اس شلوک کے مذکورہ بالا ارتھ پر اتفاق ہے پس اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب یہی بات مسلمان عیسائی صاحبان کہتے ہیں تو آریہ صاحبان اُنکی تعلیم کو خلاف از عقل اور سائینس کہہ کر مذاق کیا کرتے ہیں لیکن افسوس کہ انکو اپنے گھر کی خبر نہیں ہے۔

مسلمانوں عیسائیوں کے محاورہ میں یوں ہے کہ خدا نے باوا آدم کی پسلی سے حوا کو پیدا کیا اور منو مہاراج بھی یہ فرماتے ہیں کہ برہما کے جسم کے دو حصّے ہو گئے ایک مرد ہو گیا دوسری عورت ہو گئی اور پھر اُسی مرد نے اُسی عورت کے ذریعہ تمام بنی نوع انسان کو پیدا کیا اب منصف مزاج ناظرین غور کریں کہ ان دونوں باتوں میں کیا فرق ہے ہمارا خیال ہے کہ طرز تقریر جدا گانہ ہے ورنہ اصول دونوں کا ایک ہی ہے۔

اب کہئے آریہ مہاشیو آپ جو اعتراض دوسروں پر کرتے تھے وہ ہی آپ پر آپڑا اب بتلایئے آپ کا سائینس کدھر ہے کیا آپ پنڈت تلسی رام صاحب کے اس فیصلہ کو کہ یہ شلوک پرکشپت نہیں ہے نہ تسلیم کرینگے۔ بہتر تو تب ہوتا کہ منوسمرتی کو الف سے یے تک غلط اور ناجائز تصور کر لیا جاتا کیونکہ باوجود پھونک پھونک کر قدم رکھنے کے بھی پنڈت تلسی رام صاحب کو اس میں ایسے بکثرت شلوکوں کو صحیح تسلیم کرنا پڑا جو دیانندی تعلیم اور سائینس کے خلاف اظہار کرتے ہیں۔

کاش کہ اب بھی آریہ صاحبان سچائی کو قبول کرنیکے نیم پر قایم ہو جاویں۔

آگے شلوک نمبر ۳۳ سے ۴۱ تک کو پنڈت تلسی رام جی نے پرکشپت (ناجائز) مان لیا ہے اسلئے ہم بھی انہیں نظر انداز کرتے ہیں چنانچہ ۴۲ ویں کو آگے چلتے ہیں

येषां तु यादृशं कर्म भूतानामिह कीर्तितम् ।

तत्तथा वोऽभिधास्यामि क्रमयोगं च जन्मनि ॥ ४२ ॥

(۱) جن (۲) بھوتوں (مخلوقات) کے (۳-۴) اس دنیا میں یقیناً (۵) جیسے (۶) فعل
(۷) مقرر کیئے گئے ہیں (۸) انکو اسیطرح (۹) میں (۱۰) بیان کرونگا (۱۱) اور پیدائش
کا (۱۲) سلسلہ (۱۳) بھی (کہونگا) - ۴۲ -

पशवश्च मृगाश्चैव व्यालाश्चोभयतोदतः ।
रक्षांसि च पिशाचाश्च मनुष्याश्च जरायुजाः ॥ ४३ ॥

(۱) پشو (جانور) (۲) مرگ (ہرن وغیرہ) (۳) شیر (۴) دونوں طرف دانت
والے (۵) راکشس (۶) پشاچ (۷) انسان (۸) یہ سب اجرایج (پیدائش میں ہوے) - ۴۳ -
نوٹ - جرایج وہ ہیں جو حمل سے پیدا ہوں -

अण्डजाः पक्षिणः सर्पा नक्रा मत्स्याश्च कच्छपाः ।
यानि चैवंप्रकाराणि स्थलजान्यौदकानि च ॥ ४४ ॥

(۱) پکشی (پکھیرو) (۲) سانپ (۳) ناک یعنی مگر (۴) مچھلیاں (۵) کچھوا (۶) اور جو
(۷) اسی طرح کی اور بھی (۸) خشکی میں پیدا ہونیوالے (۹) یا پانی والے (۱۰) (ہیں
وہ) انڈج یعنی انڈے سے پیدا ہونیوالے (پیدائش میں ہوے) - ۴۴ -

स्वेदजं दंशमशकं यूकामक्षिकमत्कुणम् ।
ऊष्मणश्चोपजायन्ते यच्चान्यत्किंचिदीदृशम् ॥ ४५ ॥

(۱) دنش یعنی مچھر (۲) مشک چھوٹے جنتو کاٹنے والے (۳) جوں (۴) مکھی (۵) کھٹمل
(۶) اور بھی گرمی سے پیدا ہونیوالے کیڑے (۷) یا اسیطرح کے جو اور دوسرے
کیڑے مکوڑے ہیں (۸) وہ سب اسویدج یعنی پسینے سے پیدا ہونیوالے
(پیدائش میں ہوے) - ۴۵ -

उद्भिज्जाः स्थावराः सर्वे बीजकाण्डप्ररोहिणः ।
ओषध्यः फलपाकान्ता बहुपुष्पफलोपगाः ॥ ४६ ॥

(۱) ستھاور (درخت) (۲) جو بیج سے زمین پھوڑ کر اوگتا ہے (۳) اور اوشدھیاں
(ادویہ جات) (۴) جنکے خاتمہ پر پھل ہوتا ہے (جیسے گندم وغیرہ) (۵) یا اکثر پھل

پھول کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں (جیسے کدو وغیرہ) (۶) یہ سب (۷) اودبھج یعنی زمین سے پیدا ہونے والے (پیدائش میں ہیں) ۴۶ -

अपुष्पा फलवन्तो ये ते वनस्पतयः स्मृताः।
पुष्पिणः फलिनश्चैव वृक्षास्तूभयतः स्मृताः॥ ४७॥

(۱) جو (۲) بغیر پھول کے (۳) پھل پیدا کرنیوالے ہیں (۴) انکو (۵) بنسپتی (۶) سمجھنا چاہیئے (۷) اور پھول (۸) و پھل (۹) دونوں جن میں ہوں (۱۰) (ان کو برکش) درخت (۱۱) سمجھنا چاہیے -

गुच्छगुल्मं तु विविधं तथैव तृणजातयः।
बीजकाण्डरुहाण्येव प्रताना वल्ल्य एव च॥ ४८॥

(۱) گچھ (بیل و لتا وغیرہ) (۲) گلم (جنکی جڑ ایک ہو اور لتا جن میں بہت پھوٹ نکلیں مثلاً گنا وغیرہ) (۳-۴) اور بھی طرح طرح کی ایسی چیزیں (۵) تنکے گھاس وغیرہ (۶-۷-۸) اور طرح طرح کے بیج اور شاخ سے پیدا ہونیوالے اور (۹) پرتانا یعنی جنکے اندر سے سوت یا ریشہ نکلتا ہے (جیسے کہ ونی کدو وغیرہ) (۱۰) ولی (مثلاً گلوج وغیرہ) (یہ سب اودبھج ہیں) -

तमसा बहुरूपेण वेष्टिताः कर्महेतुना।
अन्तःसंज्ञा भवन्त्येते सुखदुःखसमन्विताः॥ ४९॥

(۱) کرم (افعال) کے باعث (۲) بہت طرح کی (۳) تموگن سے (۴) بھرے ہوئے (۵) وے درخت وغیرہ (۶) سکھ دکھ سے شامل ہیں (کیونکہ) (۷) انکے اندر گیان (عقل) (۸) موجود رہتی ہے - ۴۹ -

نوٹ - آریہ سماجیوں میں سے ان دنوں چند اصحاب ایسے بھی نکل پڑے ہیں جو نباتات میں روح نہیں مانتے ان کو لازم ہے کہ منو مہاراج کے اس قول کو ذرا آنکھیں کھول کر پڑھیں - اور اپنی ہٹھ دھرمی کو ترک کرکے ہندو قوم کے قدیم سے قدیم

فلاسفروں کی معلومات پر جسکا اسے فخر ہے پانی نہ پھیریں۔

ناظرین! نباتات میں جیو کی موجودگی کسی نہ کسی حد تک یورو پینوں کے اہل سائنس بھی مان رہے ہیں لیکن افسوس انپر ہے جو اپنے بزرگ صاحبان کے فیصلہ کے خلاف من مانی گھڑت کر رہے ہیں۔

एतदन्तास्तु गतयो ब्रह्माद्याः समुदाहृताः।
घोरेऽस्मिन्भूत संसारे नित्यं सतत यायिनि ॥ ५० ॥

(۱) اس (۲) ہمیشہ تبدیل ہونیوالے (۳) گھورے (۴) سنسار میں (۵) برہما وغیرہ سے لیکر (۶) ان (درختوں وغیرہ) تک (۸) پیدا ہوئے لوگوں کا (۹) تذکرہ کیا گیا۔ ۵۰۔

एवं सर्वं स सृष्ट्वेदं मां चाचिन्त्यपराक्रमः।
आत्मन्यन्तर्दधे भूयः कालं कालेन पीडयन् ॥ ५१ ॥

(۱) وہ (۲) جسکی طاقت ہمارے خیال سے باہر ہے (۳) اسطرح پر (۵-۴) ان سبکو (۶) اور مجھکو بھی (۷) پیدا کر کے (۸) وقت سے وقت کو لڑاتا ہوا (یعنی زمانہ گذرنے پر) (۹) پھر بھی (۱۰) اپنے (۱۱) اندر (سب کو واپس) کر لیتا ہے۔

यदा स देवो जागर्ति तदेदं चेष्टते जगत्।
यदा स्वपिति शान्तात्मा तदा सर्वं निमीलति ॥ ५२ ॥

(۱) جب (۲) وہ (۳) دیو (پرمیشور) (۴) جاگتا ہے (۵) تب (۶) یہ (۷) جگت (خلقت) (۸) چیشٹا کرتا یعنی کام کاج میں مشغول رہتا ہے (۹) اور جب (۱۰) وہ شانت آتما (آرام کرنیوالا) (۱۱) سو جاتا ہے (۱۲) تب (۱۳) یہ سب (۱۴) بھی سو جاتا ہے

तस्मिन्स्वपिति तु स्वस्थे कर्मात्मानः शरीरिणः।
स्वकर्मभ्यो निवर्तन्ते मनश्च ग्लानिमृच्छति ॥ ५३ ॥

(۱) اس (پرمیشور) کے (۲) سب کام چھوڑ کر (۳) سو جانے پر (۴) کرم (فعل) والے (۵) جسم کے مالک (۶) اپنے کرموں سے (۷) علیحدہ ہو جاتے ہیں (۸) اور من

بھی (۹) (کرموں سے) نفرت (۱۰) حاصل کر لیتا ہی - ۵۳ -

युगपत्तु प्रलीयन्ते यदा तस्मिन्महात्मनि ।
तदायं सर्वभूतात्मा सुखं स्वपिति निर्वृतः ॥ ५४ ॥

(۱) جب (۲) اس (۳) مہان آتما (پرمیشور) کے (۴) ساتھ میں (۵) لین - (غرقاب) ہو جاتے ہیں (۶) تب (۷) وہ (۸) سب بھوتوں (عناصر) کا آتما یعنی مالک (۹) سب باتوں سے علیحدہ ہو کر (۱۰) سکھ کی (۱۱) نیند سوتا ہی -

तमोऽयं तु समाश्रित्य चिरं तिष्ठति सेन्द्रियः ।
न च स्वं कुरुते कर्म तदोत्क्रामति मूर्तितः ॥ ५५ ॥

(۱) یہ (جیو) (۲) اندریوں سمیت (۳) تم (سوشوپتی) کے سہارے (۴) رہتا ہوا (۵) بہت عرصہ تک ٹھہرتا ہی اور (۶) اپنا (۷) کرم (۸) نہ (۹) کرتا ہوا بھی (۱۰) تب (۱۱) مورتی یعنی جسم سے (۱۲) علیحدہ ہو جاتا ہے - ۵۵ -

यदाणुमात्रिको भूत्वा बीजं स्थास्नु चरिष्णु च ।
समाविशति संसृष्टस्तदा मूर्तिं विमुञ्चति ॥ ५६ ॥

(۱) جب (۲) انومانزک[1] ہو کر (۴) نباتات (۵) حیوانات (۶) کی پیدائش کے ذریعہ (بیج یا نطفہ) میں (۷) داخل ہوتا ہے (۸) تب (۹) ان میں ملکر (۱۰) جسم کو (۱۱) حاصل کرتا ہے

एवं स जाग्रत्स्वप्नाभ्यामिदं सर्वं चराचरम् ।
संजीवयति चाजस्रं प्रमापयति चाव्ययः ॥ ५७ ॥

(۱) اسطور پر (۲) وہ (۳) اوئے (کبھی ناش نہ ہونیوالا) پرمیشور (۴) جاگنے اور سونے کے ذریعہ سے (۵) اس (۶) سب (۷) فانی چر (متحرک) اچر (غیر متحرک) خلقت

---

[1] انومانزک کے معنی پنڈت تلسی رام جی نے یہ کیا ہی کہ جسم کی آٹھ سامگریاں (سامان) یعنی (۱) جیو (۲) اندریان (عضو) (۳) من (۴) بدھی (دماغی طاقت) (۵) باسنا (خواہشات کی رغبت) (۶) کرم (افعال) (۷) وایو (ہوا) (۸) اودیا (بے علمی) -

کو (۹) پیدا کرتا اور (۱۰) فنا کرتا ہے۔

نوٹ۔ شلوک نمبر ۵۰ سے ۶۳ تک پرکشپت (ناجائز) سمجھا گیا ہے۔ پس انہیں چھوڑ کر ہم اگلا ۶۴ واں ذیل میں درج کرتے ہیں۔

निमेषा दश चाष्टौ च काष्ठा त्रिंशत्तु ताः कलाः ।
त्रिंशत् कला मुहूर्तः स्यादहोरात्रं तु तावतः ॥ ६४ ॥

(۱) دس اور آٹھ (یعنی اٹھارہ) (۲) نمیش (آنکھ کی پلک گرنے میں جتنا وقت صرف ہوتا ہے اُس) کا (۳) ایک کاشٹھا ہوتا ہے (۴) اُن (۵) تیس (کاشٹھاؤں) کی (۶) ایک کلا ہوتی ہے (۷) تیس (۸) کلاؤں کی (۹) مہورت (۱۰) ہوتی ہے اور (۱۱) اتنے ہی (یعنی تیس مہورتوں) کا (۱۲) ایک دن رات ہوتا ہے - ۶۴

अहोरात्रे विभजते सूर्यो मानुषदैविके ।
रात्रिः स्वप्नाय भूतानां चेष्टायै कर्मणामहः ॥ ६५ ॥

(۱) سورج (۲) انسانوں اور دیوتاؤں کے (۳) دن راتوں کو (۴) تقسیم کرتا ہے (۵) رات (۶) مخلوقات کے (۷) سونے کے لیے ہے (۸) اور دن (۹) کام کرنے والوں کے (۱۰) حرکتوں وغیرہ کیلیے - ۶۵ -

पित्र्ये रात्र्यहनी मासः प्रविभागस्तु पक्षयोः ।
कर्मचेष्टास्वहः कृष्णः शुक्लः स्वप्नाय शर्वरी ॥ ६६ ॥

(۱) پتر لوگوں کا (۲) رات دن (۳) (انسانوں کے) ایک مہینہ (برابر) ہے (۴) جو کہ دو پکشوں (پکھواڑوں) میں (۵) منقسم ہے (۶) کام و حرکت کرنے کے لیے (۷) دن کے (طور پر) (۸) کرشن پکش (تاریکی کا پکھواڑہ) ہے اور (۹) سونے کے لیے (۱۰-۱۱) شکل پکش (روشن پکھواڑہ) مقرر ہے - ۶۶ -

दैवे रात्र्यहनी वर्षं प्रविभागस्तयोः पुनः ।
अहस्तत्रोदगयनं रात्रिः स्याद्दक्षिणायनम् ॥ ६७ ॥

(۱) دیوتاؤں کا (۲) رات دن (۳) (انسانوں کے) ایک سال (کی برابر)

ہے (۴) پھر (۵) ان کا بھی (۶) تقسیم (اوسیطرح پر) ہے (۷) یعنی اُن میں سے (۸)
دن (۹) نوا ونزاین (نصف سال جبکہ سورج شمال کی جانب بنتا ہے) اور (۱۰) رات
(۱۱) دکشاین (نصف سال جبکہ سورج جنوب کی جانب رہتا ہے) (۱۲) ہوتی ہے ٦٧
نوٹ۔ ماگھ سے اساڑھ تک اوتراین سورج رہتا ہے اور دوسرا حصہ دکشاین۔

ब्राह्मस्य तु क्षपाहस्य यत्प्रमाणं समासतः।
एकैकशो युगानां तु क्रमशस्तन्निबोधत ॥ ६८ ॥

(۱) برہما کے (۲) دن راتوں کی (۳) جو میعاد (۴) مقرر ہے (۵) اور ایک ایک
(۶) یگوں کا حال بھی (جو کچھ جیسا ہے) (۷) اُن کو (۸) سلسلہ وار (۹) سمجھ لو ٦٨

चत्वार्याहुः सहस्राणि वर्षाणां तु कृतं युगम्।
तस्य तावच्छती संध्या संध्यांशश्च तथा विधः॥ ६९

(۱-۲-۳) (دیوتوں کے) چار ہزار سالوں کا (۴) ستیہ جگ (۵) کہا گیا ہے (۶)
اُس کی (۷) اونتنے ہی (۸) سیکڑوں کی (۹) سندھیا ہوتی ہے (۱۰) اور اسیطرح
(۱۱) سندھیانش بھی (ہوتا ہے)۔

نوٹ۔ ۳۶۰ دنوں کا سال ہوتا ہے۔ اور دیوتاؤں کا ایک دن ہم لوگوں کے ایک سال برابر ہے پس گویا انکا ایک سال ہم لوگوں کے ۳۶۰ سال کی برابر ہے اسطرح پر انکے چار ہزار سالوں کا ستیہ یگ ہوتا ہے یعنی ۳۶۰×۴۰۰۰=۱۴۴۰۰۰۰ سال ہوئے اور جتنے ہزاروں کا یگ اونتنے ہی سیکڑوں کی سندھیا پس چار سو سالوں کی سندھیا و اسیقدر کی سندھیانش ہوئی چنانچہ ۳۶۰×۸۰۰=۲۸۸۰۰۰ سال ہوئے اب ۱۴۴۰۰۰۰+۲۸۸۰۰۰=۱۷۲۸۰۰۰ پس سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سالوں کا ستیہ یگ معہ سندھیاؤں کے ہوا۔

इतरेषु ससंध्येषु ससंध्यांशेषु च त्रिषु।
एकापायेन वर्तन्ते सहस्राणि शतानि च ॥ ७० ॥

(۱) دوسروں (۲) تینوں (ترتیا۔ دواپر۔ کلی) کا شمار (۳) سندھیا۔ اور (۴)۔

سندھیانش سہت (۵) ہزار (۶) اور سیکڑا کو بھی (۷) ایک ایک کرکے گھٹا دینے سے (۸) حاصل ہوجاتا ہے ۔ ۷۰ ۔

نوٹ ۔ یعنی ستیہ جگ کا چار ہزار سال تھا پس تریتا یگ کا تین ہزار دواپر جگ کا دو ہزار اور کلی یگ کا ایک ہزار سال ہوا اور ہر ایک کی سندھیانش بھی اسی طرح تین سو دو سو ایک سو کی ہوجائیگی ۔ چنانچہ ۔ ۳۰۰۰+۳۰۰+۳۰۰=۳۶۰۰×۳۶۰=۱۲۹۶۰۰۰ بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سالوں کا تریتا جگ ہوا ۔
اور ۲۰۰۰+۲۰۰+۲۰۰=۲۴۰۰×۳۶۰=۸۶۴۰۰۰ آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سالوں کا دواپر یگ ہوا ۔
اور ۱۰۰۰+۱۰۰+۱۰۰=۱۲۰۰×۳۶۰=۴۳۲۰۰۰ چار لاکھ بتیس ہزار سالوں کا کلی یگ ہوا ۔
اب ان کا میزان کریں تو ۔ ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار دیوتاؤں کا سال یا ۴۳۲۰۰۰۰ چار لاکھ بتیس ہزار سال ہوتے ہیں یہ زمانہ ایک چتر یگی کا سمجھنا چاہیے ۔ چتر یگی سے مراد چار یگوں کے ایک مرتبہ گزر جانے سے ہے ۔

यदेतत परिसंख्यातमादावेव चतुर्युगम् ।
एतत द्वादश साहस्रं देवानां युगमुच्यते ॥ ७१॥

(۱) یہ جو (۲) شروع میں (۳) یقیناً شمار کیا گیا (۵) چتر یگ کا حساب ہے (۶) یہ (۷) بارہ (۸) ہزار سالوں والا (۹) دیوتاؤں کا (۱۰) ایک یگ (۱۱) کہلاتا ہے ۔ ۷۱ ۔

दैविकानां युगानां तु सहस्रं परिसंख्यया ।
ब्राह्ममेकमहर्ज्ञेयं तावतीं रात्रिमेव च ॥ ७२॥

(۱) دیوتاؤں کے (۲) یگوں کا (۳) ہزار تک (۴) شمار کرنے سے (۵) برہما کا (۶) ایک (۷) دن (۸) سمجھنا چاہیئے (۹) اور اتنی ہی بڑی (۱۰) رات (۱۱) بھی ہوتی ہے ۔ ۷۲ ۔

نوٹ ۔ چونکہ دیوتاؤں کے بارہ ۱۲۰۰۰ ہزار سالوں کا ایک یگ ہوتا ہے اور

اسی ایک ہزار یگوں کے گذرنے پر برہما جی کا ایک دن ہوتا ہے پس ۔ ۱۲۰۰۰x
۱۰۰۰=۱۲۰۰۰۰۰۰ یعنی ایک کروڑ بیس لاکھ (دیوتاؤں کے) سالوں کا براہم
دن ہوا اور چونکہ ۳۶۰ دنوں کا ایک سال ہوتا ہے (اور دیوتاؤں کا دن ہم
لوگوں کے سال کی برابر ہے) پس ۔ ۱۲۰۰۰۰۰۰x۳۶۰=۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰
چار ارب بتیس کروڑ انسانی سالوں کا ایک برہما کا دن ہوا ۔ ۲ ۷ ۔

तद्वैं युग सहस्रान्तं ब्राह्मं पुण्यमहर्विदुः।
रात्रिंच तावतीमैव तैहो रात्र विदो जनाः॥७३॥

(۱) وہی (۲) ہزار میں ختم ہونیوالا (۳) برہما کا (۴) افضل (۵) دن (۶) کہا گیا
ہے (۷) اوسی قدر (۸) کی یہ (۹) رات بھی ہے (۱۰) (اس بات کو جاننے والے
وے لوگ (۱۱) رات دن کے (۱۲) جاننے والے (سمجھے جا سکتے ہیں)۔

तस्य सोहार्नैशस्यान्ते प्रसुप्तः प्रति बुध्यते।
प्रति बुद्धश्च सृजति मनः सदसदात्मकम्॥७४॥

(۱) وہ (برہما) (۲) سوتا ہوا (۳) اپنے (۴) دن رات کے (۵) خاتمہ پر
(۶) جاگتا ہے (۷) اور جاگنے پر (۸) ست اسست (ہستی نیستی یا نیکی کو کرنے کا
ارادہ و بدی کو ترک کرنے کا خیال) والے (۹) (دل) کو (۱۰) سرجتا ہے ۔

मनः सृष्टिं विकुरुते चोद्यमानं सिसृक्षया।
आकाशं जायते तस्मात्तस्य शब्दं गुणं विदुः॥७५॥

(۱) (برہما کی) پیدائش کرنیکی خواہش سے (۲) متحرک ہوا ہوا (۳) وہ من (۴)
سرشٹی (خلقت) کو (۵) پیدا کرتا ہے (۶) اس سے (۷) آکاش (خلا) (۸)
پیدا ہو جاتا ہے (۹) اس آکاش کا (۱۰) گن (خلقت) (۱۱) آواز (۱۲) جاننا چاہیئے

आकाशात्तु विकुर्वाणात्सर्व गन्ध वहः शुचिः।
बलवान् जायते वायुः स वै स्पर्श गुणो मतः॥७६॥

(۱) آکاش سے (۲) تبدیلی واقع ہو کر (اس سے) (۳) سب طرح کے (۴) گندہ

(خوشبو بدبو) کو لیجانے والا (٥) صاف (٦) اور طاقتور (٧) ہوا (٨) پیدا ہوئی (٩) وہ (ہوا) یقیناً (١٠) سپرش (احساس کی) خاصیت والی (١١) مانی گئی ہے۔ ٧٦

वायोरपि विकुर्वाणाद्विरोचिष्णु तमोनुदम्।
ज्योतिरुत्पद्यते भास्वत्तद्रूपगुणमुच्यते ॥ ७७ ॥

(١) وایو (ہوا) کے (٢) بھی (٣) تبدیلی سے (٤) تاریکی کو دور کرنیوالا (٥) روشن (٦) چمکیلا (٧) آگ (٨) پیدا ہوا (٩) اس کا (١٠-١١) گن (صفت) روپ (یعنی شکل دیکھنا) (١٢) کہا گیا ہے۔ ٧٧ -

ज्योतिषश्च विकुर्वाणादापो रसगुणाः स्मृताः।
अद्भ्यो गन्धगुणा भूमिरित्येषा सृष्टिरादितः ॥ ७८ ॥

(١) آگ کے بھی (٢) تبدیلی سے (٣) رس یعنی ذایقہ کی صفت والا (٤) پانی (٥) پیدا ہوا (ایسا سمجھنا چاہیئے (٦) پانی سے (٧) گندھ (یعنی بو) والی (٨) زمین (پیدا ہوئی)، (٩) اس طور پر یہ (١٠) پیدائش کے (١١) آغاز ہی کا سلسلہ ہے۔ ٧٨ -

यत्प्राग्द्वादशसाहस्रमुदितं दैविकं युगम्।
तदेकसप्ततिगुणं मन्वन्तरमिहोच्यते ॥ ७९ ॥

(١) پہلے (٢) جو (٣) بارہ (٤) ہزار (٥) دیوتاؤں کے سالوں کا (٦) ایک یگ (٧) کہا گیا ہے (٨) وہ اسکا (٩) اکہتر (١٠) گنا (یعنی ١٢٠٠٠×٧١) ہونے پر (١١) اس دنیا میں (١٢) ایک منونتر (١٣) کہلاتا ہے۔ ٧٩ -

मन्वन्तराण्यसङ्ख्यानि सर्गः संहार एव च।
क्रीडन्निवैतत्कुरुते परमेष्ठी पुनः पुनः ॥ ८० ॥

(سنونتر (۲) بے شمار ہیں (۳) پیدائش (۴) اور فنا (۵) بھی اسی طرح (بیشمار
ہیں (۶) وہ پرمیشور (۷) ان سبکو (۸) کھیل کے ہی مانند (۹) بار بار (۱۰) کیا
کرتا ہے ۔ ۸۰ ۔

نوٹ اس سے آگے شلوک نمبر ۸۱ سے ۸۷ تک کو پرکشپت مانا گیا ہے اور
اس سے آگے برہمنوں کی فضیلت کا حد سے زیادہ بیان کیا گیا ہے پس ہم اس
پیدائش عالم کے مضمون کے لئے اسی قدر شلوکوں کو نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں

ناظرین! ہم امید کرتے ہیں کہ پیدائش عالم کی بحث کو آپ نے بخوبی سمجھ لیا
ہوگا اور سوامی دیانند کی تعلیم کس قدر ان کے تسلیم کردہ کتابوں کی تحریرات
سے موافقت کرتی ہے یہ بات بھی آپ پر خوب روشن ہو گئی ہوگی اسکے علاوہ جیو
پرکرتی (روح اور مادہ) کی قدامت کی تردید کو بھی آپ نے کافی طور پر نقلی حوالہ جات
سے سمجھ لیا ہوگا ۔

اے لیڈران آریہ سماج! آپ سے ہم نہایت عاجزی کے ساتھ یہ
گزارش کرتے ہیں کہ اب جبکہ آپکے روبرو اسقدر نقلی حوالہ جات سے مادہ
اور روح کی قدامت کی تردید ظاہر کر دی گئی ہے اور جبکہ یہ ثابت کر دیا گیا
ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے پیش کردہ منتروں سے (جن سے انہوں
نے روح اور مادہ کی قدامت کا ہونا ثابت کرنا چاہا ہے) وہ معنی مطلب ہرگز ہرگز
نہیں نکلتے جو سوامی جی نے نکالنا چاہا ہے بلکہ لفظی ترجمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا ہوگا
کہ کسی منتر سے بھی درست کوئی مسئلہ ثابت ہو رہا ہے جو کہ بذات خود مادہ اور روحکی
قدامت کی تردید ہے اور کسی منتر سے یہ معنی صاف طور پر نکل رہے ہیں کہ پرمیشور ہی نے
سب کچھ پیدا کر دیا ہے (جس صورت میں بھی مادہ اور روح کی قدامت کافور
ہو جاتی ہے) تو اگر اب بھی آپ صاحبان یہی اعلان کرتے رہیں کہ ویدوں کی تعلیم یہ
ہے کہ مادہ اور روح قدیم اور لافانی (انادی اور نتیہ) ہیں تو کون معقول پسند
محقق صاحب آپکو سچائی کا قبول اور غلطیوں کو ترک کرنیوالا سمجھے گا۔ ہم آپکے خدمت

میں ایک نہایت ضروری سوال پیش کئے دیتے ہیں کہ چاہے مادہ کی قدامت سائنس
کی معلومات کے موافق ہو اور چاہتے آپ کے پاس اس بارہ میں عقلی دلایل کتنے ہی
زبردست موجود ہوں لیکن اس میں اب ذرہ بھی کلام نہیں کہ خود آپ کے تسلیم کردہ
مستند معتبر اور ذمہ وار پاک کتابوں کے نقلی حوالہ جات سے یہ مسئلہ بالکل ہی بالکل رد
ہو جاتا ہے۔ کھینچ تان کر کے قسم کسی منتر کے معنی بگاڑنا معقولیت نہیں ہے اور ایسا کرنے
سے صرف اُن لوگوں کو تسلی دیجا سکتی ہے جو سنسکرت سے ناواقف ہیں پس کیا
آپ ایسے دھوکے دھڑی سے کام لیکر (یعنی اپنی کتابوں کے اندراجوں سے خلاف
عوام پر ظاہر کر کے) یہ سمجھتے ہیں کہ آپکا مذہب (آریہ سماج) ایک کامیاب مذہب
ثابت ہو جائیگا؟ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ اگر آپ صاحبان اس خرابی کو جلد رفع نہیں
کرتے تو آپکے اس نئے پودھے (آریہ سماج) کی ہستی بھی قایم رہنی مشکل ہے۔ آپ چاہتے
تو یہ ہیں کہ عیسائی صاحبان اپنی عیسائیت کو مسلمان صاحبان اپنے اسلام کو سناتنی
ہندو صاحبان اپنی ہندو ازم کو ترک کر کے آپکے ساتھی بن جاویں چنانچہ آپ ان سب
کو یوں مخاطب کیا کرتے ہیں کہ "تمہارا مذہب غلط ہے۔ عقل کے خلاف ہے۔ سائنس
و دیگر علوم کی معلومات سے خلاف ہے قانون قدرت سے بھی خلاف ہے جبکہ ہمارے مذہب
میں یہ عمدگی اور خصوصیت ہے کہ وہ اِن تمام خرابیوں سے پاک ہے جو دیگر مذاہب میں موجود
ہیں یعنی وہ عقل کے موافق ہے علمی معلومات سے موافقت رکھتا ہے اور سائنس کی کسوٹی پر بھی
خوب عمدہ طور پر کس لیا گیا ہے اسلیے دنیا کے تمام مذاہب کے ممبران کو لازم ہے کہ وہ اپنا اپنا
مذہب چھوڑ چھوڑ کر یہاں چلے آویں وغیرہ" لیکن افسوس کہ آپ صاحبان کو خود یہ
پتہ نہیں ہے کہ دوسرے مذاہب میں خواہ حسب قول آپکے سائنس وغیرہ سے اختلاف
ہو مگر کم از کم یہ خرابی تو ہرگز ہرگز موجود نہیں ہے کہ وہ اپنی ہی منظور کردہ کتب یا
جنکو وہ کلام الٰہی تسلیم کرتے ہوں ان پاک کتابوں کی تحریرات سے خلاف تعلیم دنیا
میں ظاہر کریں جبکہ آپ کے مہرشی مہاراج نے آپ صاحبان کو جس گہرے خندق میں
جا پٹکا ہے اسمیں ساری باتیں انکی بنج دماغ کی گھٹرنت ہے۔

اور وہ ساری کی ساری یا انکا زیادہ حصّہ خود انکے تسلیم کردہ مستند کتب کے حوالہ جات اور تحریرات کے خلاف ہیں - ہاں اگر آپ (لیڈران آریہ سماج) یہ سمجھتے ہیں کہ آریہ سماجکی موجودہ تعلیم (جسکا دارومدار سوامی دیانند مہاراج کی ہی تصنیفات پر منحصر ہے) ویدوں شاستروں وغیرہ کے خلاف نہیں ہے تو ہم آپکی خدمت میں عاجزی کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پیش کردہ اعتراضات پر کافی طور پر غور و خوض کیجئے - اگر خود سنسکرت نہیں جانتے تو اپنے سنسکرت داں پنڈتوں کو اس جانب متوجہ کیجئے اور ہم دعوے سے چیلنج کرتے ہیں کہ آپکو ضرور یہ لازم ہے کہ مادہ اور روح کی قدامت کے خلاف ان تمام حوالہ جات کو جو اس مضمون کے اندر پیش کئے گئے ہیں اپنے موافق ثابت کریں - اور ہم بڑی خوشی سے اس بات کے منتظر رہینگے کہ آپکے نقار خانہ میں اس عاجز طوطی کی آواز کہانتک کامیاب ہوتی ہے

ناظرین! اب جبکہ آپکے روبرو ہم نے جہاں ایک طرف یہ ظاہر کردیا کہ سوامی دیانند مہاراج نے مادہ اور روح کی قدامت ثابت کرنیکے لیے جن حوالہ جات کو نقل کیا ہے اُنکے لفظی ترجمہ سے یہ مسئلہ نہیں ثابت ہوتا اور دوسری طرف ایسے منتروں کو ویدوں اور اپنشدوں سے نکال کر پیش کر دیا ہے جن سے اس مسئلہ کی بالکل تردید ہوجاتی ہے وہاں پنڈت تلسی رام جی مہاراج کے پیش کردہ تمام عقلی و نقلی دلائل کی حقیقت کو بھی آپکے سامنے پیش کرکے انکی پڑتال بھی کر دی ہے تو اب اگر اتنے پر بھی کوئی صاحب نہ مانیں اور مرغی کی ایک ٹانگ ہی کہتے رہیں تو اس تعصب اور ہٹھ دھرمی کے لاعلاج مرض کا کیا علاج کیا جاوے -

اے پربرہم پرماتمن! ہماری آریہ سماجی بھائیوں کی بدھی (عقل) کو شدہ (پاک) کر دیجیے کہ وہ مادہ اور روح کو قدیم سمجھنا چھوڑ دیویں کیونکہ روح اور مادہ کی قدامت ماننے سے شرک فی الذات لازم آتا ہے جسکا قائل صریح مشرک ہوجاتا ہے - اور جو گمراہ انسان تجھ سے شرک کرتا ہے وہ یقیناً گنہگار ہوکر دوزخ کو جائیگا - اسلیے تو انپر رحم کر -

اوم شانتہ

وید کس پر نازل ہوئے

ویدون سے مراد چار کتابین یعنے رگ وید یجُروید ۔ سام وید اور اتھرب وید ہے ۔ سناتنی صاحبان کا یہ قول ہے کہ دنیا کے شروع مین پرمیشور نے برہما نامی دیوتا کو پیدا کیا اور اونہین یہ چارون وید پڑہا دیا ۔ یا دوسرے الفاظ مین یون سمجھیے کہ وید برہما پر نازل ہوئے ۔ بعض صاحبان کا یہ خیال ہے کہ وید چار نہین بلکہ ایک ہی تھا جسے برہما نے اپنے شاگردون یعنے رشی لوگون کو پڑہایا تھا ۔ اور بہت زمانہ کے بعد وہ ایک سے چار حصون مین تقسیم کئے گئے ۔ یوروپ کے عالمان سنسکرت کا قول یہ ہے کہ چارون وید چار مختلف زبانون مین تصنیف ہوئے ہین ۔ چنانچہ سب سے پہلا رگ وید ہے جو کہ نہایت قدیم ہے بلکہ پروفیسر میکس مولر صاحب ایک کتاب مین یہ بھی فرماتے ہین کہ تمام دنیا کی کتابون کی لائبریری مین سب سے قدیم کتاب رگ وید ہی کو کہا جا سکتا ہے ۔ کچھ سناتنی صاحبان کا یہ بھی قول ہے کہ اول ایک ہی وید تھا لیکن ویاس جی نے (جنکا زمانہ آریون کے قول کے مطابق وہ وقت ہے کہ جب سے آریہ قوم کا دن بدن زوال ہی ہوتا چلا آیا یعنے گویا سب سے آخری زمانہ ہے) اس خیال سے کہ اس زمانہ کلجگ کے لوگ اوس قدر محنت نہ برداشت کر سکینگے کہ اوس کو پڑہ سکین چنانچہ ان کو چار حصون مین تقسیم کر دیا اور ایک ایک وید کو از بر کرنے والون کے خاص خاص خاندان براہمونمین محفوظ ہو گئے ۔ چنانچہ ویدی (یعنے ایک وید والا) دُوبے (دو ویدی) یعنے دو ویدون والا ۔ تِواری (تری ویدی) یعنے تین ویدون والا ۔ چوبے (چتُر ویدی) یعنے چارون ویدون والا ۔ ابتک براہمنون کی خاص خاص ذاتین بنی ہوئی دیکھی جاتی ہین ۔ ان سب کے ساتھ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے ایک نئی بات ایزاد کر دی ہے جس کے موافقت مین کوئی حوالہ صاف الفاظ مین کسی بھی مستند کتاب کا نہین پایا جاتا ۔ یعنے سوامی جی نے یہ بتلایا کہ چار وید چار شخص پر نازل ہوئے ہین ۔ جنکو رشی یا مہرشی کہا ہے اور یہ بتلایا

ہے کہ وہ چارون آغاز آفرینش مین بلا صحبت مان باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ سوامی جی یہ بھی فرماتے ہین کہ ان چارون ملہمون سے ہی برہماجی نے (جو سناتنی ہندؤن کے نزدیک ویدون کے ملہم اور سب دیوتاؤن سے افضل و اس خلقت کے پیدا کرنیوالے سمجھے جاتے ہین) چارون ویدون کو پڑہا تھا۔

ناظرین! اب ان حوالہ جات کی بہار دیکھیئے جو سراسر دھینگا دھینگی اور کھینچا تانی کرکے سوامی جی اور ان کے چیلے پنڈت تلسی رام صاحب اپنی اس نو ایجاد مسئلہ کی تائید مین پیش کر رہے ہین سوامی جی کی رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۹ پر ویدون کی پیدائش کے مضمون مین حسب ذیل منتر آیا ہے:۔

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुतः ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत ॥ य॰ ३१

तस्मात् यज्ञात् सर्वहुतः ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्मात् यजुः तस्मात् अजायत ॥ यजुर्वेद अ॰ ३१ मं॰ ७

ارتھ :- (۱-۲-۳) سبہون سے جس کے لئے ہوم کیا جاتا ہے اس مکمل پُرش (پرمیشور) سے (۴) رچاین (یعنے رگوید) سامین (یعنے سام وید) (۶) پیدا ہوئے (۷) اور اوسی سے (۸) چھندین (۹) پیدا ہوین (۱۰) اوس ہی سے (۱۱) یجوہ (یجوروید) (۱۲) پیدا ہوا۔

یہ یجوروید کے اکیتیسوین ادھیاے کا ساتوان منتر ہے۔ اس کو ویدون کی پیدایش کے ثبوت مین پیش کیا گیا ہے۔ مگر اس مین اتھرب وید کا نام نہین آیا۔ اور عالمان یوروپ کا قول یہ ہے کہ رگ یجوہ سام یہ تین ہی وید قدیم زمانہ مین تھے۔ چوتھا اتھرب نئی تصنیف ہے کیونکہ پرانی کتابون مین اس کا نام نہین آیا۔ اس منتر مین جو لفظ نمبر ۹ छन्दांसि چھندانسی ہی اس سے سوامی جی اتھرب وید نکال رہے ہین مگر چھند لفظ سے علم عروض کا مطلب ہے پس یہ ایک اعتراض ہے کہ

سوامی جی لفظ چھند سے اتھرب وید کا مطلب کیونکر لے سکتے ہین - ان کے پاس ایسا
کرنے کے لئے کونسا پرمان (حوالہ شاستری) موجود ہے ؟ -

ہان البتہ اس سے آگے ایک منتر سوامی جی نے اتھرب وید کا پیش کیا ہے جسمین
چارون ویدون کے نام گنائے گئے ہین لیکن جو اتھرب زیر بحث ہے کہ آیا وہ ویدون
(یعنے کلام آلہی) کے اندر مانا بھی جاسکتا ہے اور قدیم زمانہ کی سنسکرت کتابون مین ایسے
تسلیم بھی کیا گیا ہے یا نہیں تو اوس ہی کا حوالہ کیونکر ثبوت مین پیش کیا جاسکتا ہے ؟ -
وہ تو اپنی فضیلت قایم کرنے کے لئے خواہ مخواہ یہی ہدایت پیش کریگا کہ بجائے تین وہ اور ایک مین
ملکر چار ہوتے ہین وغیرہ ؟ سوال تو یہ ہے کہ آیا منو سمرتی مین یا دیگر مستند کتابون مین
جہان رگ - یجوہ - سام یہ تین نام آئے ہین وہان چوتھا ہی کیون نہ آیا ؟ اور چونکہ اس
سوال کا کوئی معقول جواب آریون کے پاس موجود نہین ہے پس کیا پروفیسر میکس موکر
صاحب وغیرہ عالمان یورپ کی یہ بات صحیح نہ تسلیم کرلی جاوے کہ وید قدیم زمانہ سے
دراصل تین ہی ہین - چوتھا اتھرب نئی تصنیف ہے -

ہمارے سمجھہ مین تو آریون کو بھی اسبات سے اتفاق کرلینا چاہئے اتھرب کو اگر ویدون
کی فہرست سے خارج کردیا جاوے تو کیا ہرج ہے بقیہ تین وید کیا کم ہین اول انکو تو پڑھکر
آریہ صاحبان معنے مطلب حل کرین - ان تین ویدون مین بھی قریباً چودہ ہزار ۱۴۰۰۰ منتر آجاتے
ہین جن مین سے ایک ایک منتر کے بارہ مین انکا یہ دعویٰ ہے کہ کسی سے تار کسی سے جہاز
اور کسی سے وبان (غبارہ) چلائے جاتے ہین یا یون سمجھئے کہ ایک سے علم نجوم دوسرے
سے علم سائنس تیسرے سے علم کمسٹری چوتھے سے علم حساب کتاب پانچوین سے علم جغرافیہ
وغیرہ وغیرہ نکالے جاسکتے ہین -

اس بارہ مین سوامی جی اُردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۶ سطر ۱۳ پر یون تحریر فرماتے ہین :-
"نمبر (۷) سوال - کن کے اتما مین اور کب ویدون کا اظہار کیا گیا -

جواب -

अग्नेऋग्वेदो वायोः यजुर्वेदः सूर्य्यात् सामवेदः ॥ शत० ११-४-२२

پہلے پہل یعنے پیدائش کے شروع مین پرماتما نے اگنی وایو آدتیہ اور انگرا رشیون کے
آتما مین ایک ایک وید کو ظاہر کیا ۔،،

ناظرین! سوامی جی نے شت پتھ براہمن کے اس حوالہ کے ترجمہ مین اوپر کی لکیر شدہ
عبارت اپنے طرف سے بڑہادی ہے ۔ ذرہ سنئے لفظی ترجمہ یون ہے ۔

अग्नेः ऋग्वेदः वायोः यजुर्वेदः सूर्यात् सामवेदः॥

معنے:۔ (۱) اگنی (= آگ) سے (۲) رگ وید (۳) وایو (= ہوا) سے (۴) یجور
وید (۵) سوریہ (= آفتاب) سے (۶) سام وید (پیدا ہوئے یا نکالے گے یا دیے
گئے یا اخذ کئے گئے یا جو لفظ فعل کا چاہے لگا لیوین) ۔ اب کوئی سنسکرت دان صاحب
بتلادین کہ اس حوالہ کے کس لفظ سے سوامی جی نے انگرا نامی چوتھا (ملہم) نکال لیا ہے
ناظرین! آپ سمجھے کہ یہ پیش بندی کس غرض سے کی جارہی ہے ؟ سوامی جی کو تو اتھرب
کو بھی چوتھا وید ثابت کرتا ہے اور اسی لئے ایک چوتھے ملہم کی تلاش ہے ۔ کیا اِسے ہی
دہوکا دہی نہین کیا جاتا ؟ اور سوامی جی نے اپنی رگ ویداوی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۷
سطر ۵ پر اسی حوالہ کو اس بارہ مین پیش کیا ہے جہان پر یہ منتر پورا درج کیا گیا ہے جو کہ
حسب ذیل ہے ۔

तेभ्यस्तप्तेभ्यस्त्रयो वेदा अजायन्ताग्नेर्ऋग्वेदो वायोर्यजु-
र्वेदः सूर्यात् सामवेदः॥ श० त० का० ११ अ० ५

तेभ्यः तप्तेभ्यः त्रयः वेदाः अजायन्त अग्नेः ऋक् वेदः वायोः य-
जुः वेदः सूर्यात् साम वेदः॥

ارتھ ۔ (۱-۲) اُن تپ (عبادت) کرنیوالون سے (۳) تین (۴) وید (یعنے) (۵)
اگنی (آگ) سے (۶) رگ وید (۷) وایو (= ہوا) سے (۸) یجور وید (۹) سوریہ (= آفتاب)
سے (۱۰) سام وید (۱۱) پیدا ہوئے ۔

ناظرین! دیکھئے خود سوامی جی کے پیش کردہ حوالہ مین ہی صاف طور پر تین وید کا ذکر
ہے ۔ چوتھے کا پتہ نہین ہے اور دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ اس حوالہ مین تو یہ درج

...ادیتا سے ستی دیوتا ہے - اندر دیوتا ہے
ہے کہ آگ ہوا اور آفتاب سے یہ تین وید پیدا ہوئے (ان مادی بے جان اشیاء نے
کیونکر وید پیدا ہوئے - یہ دوسرا سوال ہے کہ جس کو نظر انداز کر کے
اول حوالہ کے مطلب کو سمجھ لینا ضروری ہے لیکن سوامی جی نے ایسا سوال کر کے
جو جواب دیا ہے وہ رگ ویدادی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۶ سطر ۱۱ پر یون درج ہے:-

ते तु ज्ञान रहिता जडा: सन्ति । मैवं वाच्यं सृष्ट्यादौ मनुष्य-देहधारिणस्त्वासन् ॥

ترجمہ "سوال - وے تو گیان (علم) سے خالی بے جان اشیاء ہین - جواب - ایسا
مت کہو - پیدائش عالم کے شروع مین وے انسانی جسم والے ہو گزرے ہین"

آگے سوامی جی نے عقلی دلیلون کی بھرمار کی ہے لیکن ان باتون سے تو کام نہین چل سکتا
سوال حل طلب تو یہ ہے کہ سوامی جی کی رائے دراصل اگر صحیح ہے تو قدیم کتابون مین ایسا
ذکر موجود کیون نہین پایا جاتا - اور اگر سوامی جی نے بالفرض غلطی کی ہو تو اُن کی یہ غلطی آریہ
صاحبان اپنے چوتھے اصول کو مدنظر رکھ کر کیون نہین ترک کرتے - اوپر جو ستیارتھ پرکاش
کی عبارت نقل کی گئی ہے اُس مین لکیر شدہ فقرہ (یعنے اور انگرا رشیون کے اتما مین -)
سوامی جی کا ایزاد کردہ ہے جو کہ سراسر مغالطہ دہی ہے یعنے سوامی جی نے لفظ انگرا تو چوتھا
ملہم ثابت کرنے کی غرض سے اور رشیون کے اتما مین ان بے جان اشیاء کو رشی ظاہر
کرتے ہوئے وید ان پر نازل کرانے کے لئے منتر کے الفاظ سے زیادہ گڑھ کر شامل کر دیا
ہے - اس لئے ہم ان کے پیرو کاران کو چیلنج کرتے ہین کہ وہ اوپر کے دونون حوالہ جات
مین یہ دکھلا دین کہ اس ایزاد شدہ عبارت کے لئے کون سے الفاظ موجود ہین -

اور جو صاحب ان دونون حوالہ جات: —— (۱)

अग्नेर्ऋग्वेदो वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात् साम वेदः ॥

(۲)
तेभ्यस्तप्तेभ्यस्त्रयो वेदा अजायन्ताग्नेर्ऋग्वेदो वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात् साम वेदः ॥

مین ان دو الفاظ (۱) انگرا (۲) رشیون کے اتما مین کے لئے کوئی مترادف لفظ

شرایط کے لئے دیکھو صفحہ ۳۰ حصہ اول)

ناظرین! ایک بات اور سُنئے یعنے سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب اپنی کتاب تمر بھاسکر صفحہ ۲۷۶ پر یہ ظاہر کر رہے ہین کہ سوامی جی نے اپنے اوپر کے دونون کتابون مین اس حوالہ کو نقل کرنے مین غلطی کی ہی - یعنے لفظ सूर्य्यात (= افتاب سے) سوریات کے جگہ پر आदित्यात آدتیات ہونا چاہئے (اگرچہ معنے دونون کے ایک ہی ہین مگر کسی معتبر اور ذمہ وار کتاب کا حوالہ کچھہ کا کچھہ نقل کرنا بیشک نامناسب بات ہے) اس پر پنڈت تلسی رام صاحب اس اعتراض کی تردید تو کچھہ کرتے نہین صرف یہ کہکر ٹال بتلا رہے ہین کہ "سابق کے چھپے ہوے ستیارتھ پرکاش مین جو ایسا چھپ گیا تھا اوس کا اولاہنا دیا ہے" لیکن تعجب تو یہ ہے کہ سابق کا چھاپہ اب تک سابق بدستور ہی قایم ہے اور اردو مترجم نے بھی مکھی پر مکھی ماردی ہے - اتنا ہی نہین بلکہ سوامی جی کی سنسکرت رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۶ پر بھی یہ لفظ سابق چھاپہ کے ہی مطابق ابتک موجود ہے. کیا اتنے پر بھی یہ نہ تسلیم کیا جاویگا کہ جہان سوامی جی سے بھول ہو گئی تھی وہان آریہ صاحبان ایسی خفیف سی غلطی بھی اُن کی تصانیف سے باہر کرنے کے لئے تیار نہین - ہین -

اب اس منتر کا ارتھ جو سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے کیا ہے وہ سنئے - "اس شرتی (منتر) کا ارتھ یہ ہے کہ اگنی وایو اور آدتیہ (آگ ہوا سورج) ان تینون تپسویون (عابدون) سے تینون وید رگ یجو سام ظاہر ہوئے یعنے ان تین ویدون کے موافق ہدایات کی اشاعت ہوئی .... مطلب یہ ہے کہ ان تینون دیوتاؤن نے دنیا مین تینون ویدون کو روشن کیا برہما جی سے انہین تینون نے ویدون کو پڑہ کر ان کے مطابق یگیہ وغیرہ افعال کو جاری کیا اور دوسرون سے عمل کرایا - پیدایش عالم کی شروع مین پرماتما نے برہما جی کو ہی وید دئے - اگنی وغیرہ نے تپ (عبادت) کرکے (انہین) روشن کیا"

...نشی ... وادیوتا ہے برہستی دیوتا ہے - اندر دیوتا ہے
اس کی تردید مین پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۸۵ ۲ سطر ۵ پر یون فرماتے ہین :-
"ٹھیک ہی ! جادو تو وہ جو سر پے چڑھ کے بولے - آپ نے بھی اگنی وایو وغیرہ تپسوی مہاتما ہی ویدون کے رشی لکھے - اب جھگڑا ہی کیا ہے ؟"۔
ناظرین ! ذرہ انصاف کی نظر سے اوپر کی عبارت کو دیکھین اور بتلادین کہ وہ جادو کہین بھاسکر پرکاش کے مصنف کے ہی سر پہ تو نہین چڑھ گیا -
ای پنڈت تلسی رام جی مہاراج ! سناتنی پنڈت نے اگنی وایو آدیتہ کو رشی کب لکھا ہے ؟ جسپر آپ اوسے بے طرح ڈانٹ رہے ہین - سوال زیر بحث تو یہی ہے کہ سوامی جی ان اگنی وایو آدتیہ کو رشی (یعنے انسان) قرار دے رہے ہین مگر سناتنی صاحبان ان اگنی وغیرہ کو رشی ہرگز ہرگز نہین مانتے البتہ وہ ان کو دیوتا ضرور مانتے ہین (اور دیوتا سے وہ آریون کے دیوتا (عالم فاضل) نہین سمجھا کرتے بلکہ ویدون سے لیکر پرانون تک مین لفظ دیوتا سے جو کچھہ مراد لی جاتی ہے یعنے یہ کہ وہ ایک علحدہ خلقت بنی نوع انسان سے افضل درجہ اور مرتبہ والی ہے اسبات کو مانتے ہین) چنانچہ وہ ان آگ ہوا سورج کو بھی دیوتا مانتے ہین (خواہ یہ آگ بذات خود دیوتا مان لی جاوے یا اسکا مالک جسکے حکم سے وہ اپنے کام مین مشغول ہوتی ہے دیوتا کہا جاوے دونون محاورے اُن لوگون مین رائج ہین) اور اسی طرح وہ پانی کا دیوتا برن - بادلون کا دیوتا اندر - دولت وخزانہ کا دیوتا کوبیر - موت کا دیوتا یم راج وغیرہ وغیرہ کو مانتے ہین - پس پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے جو اس منتر کے معنی مین اگنی وایو آدتیہ کو عابد بتلایا تو اُن کے محاورہ مین کوئی غلطی نہین ثابت ہوتی - ان کے پرانون مین تو تمام بے جان اشیاء کا عبادت کرنا وغیرہ بھی اکثر موقعون پر کہا گیا ہے - اس لئے ایک لفظ تپسوی یعنے عابد کے آنے سے آپ کے سر مین جادو نے کیون ایسا زور پکڑ لیا شرمان جی ! آپ کو سوامی دیانند کی مغالطہ دہی جان بوجھ کر بھی ان کا اسطرح ساتھ دیتے ہوئے (شرم) آنی چاہیے تھی -
ناظرین ! ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے

... ۲۳۰ سطر ۱۱ سے لیکر صفحہ ۲۳۸ سطر ۳ تک

مین کہین بھی رشی لفظ نہین استعمال کیا۔ مگر پنڈت تلسی رام صاحب کے سر مین ایک زبردست جادو چڑھ رہا ہے کہ اتنا بھی نہین یاد رہ جاتا کہ معترض کیا کہہ رہا ہے اور آپ کیا سُن رہے ہین اور اولٹا ادسی کو ڈانٹ بتلانے کے لیے تیار ہوتے ہین۔ ان کو لازم تو یہ تھا کہ اس بات کا جواب دیتے کہ اس اوپر کے حوالہ مین تو صرف تین نام آئے ہین پھر سوامی جی نے چار کیونکر مان لئے اور دوسرا اعتراض یہ تھا کہ آگ ہوا سورج تو آریونکے نزدیک بے جان اشیا ہیں ہندؤن کے نزدیک خاص دیوتا ہین پس سوامی جی کے پاس انکو رشی (یعنے انسان) ماننے کے لئے کون سی سند یعنے اتھارٹی Authority موجود ہے۔ لیکن افسوس کہ پنڈت تلسی رام صاحب ان معقول اعتراضونکی تردید یا نہ کرسکنے کی حالت مین دوسرون کو گالیان سُناکر ہی اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہوئے اپنے آریہ بھائیون سے عزت حاصل کرنے کی اومید رکھتے ہین۔

واضح ہو کہ اس حوالہ مین نہ تو رشی لفظ ہے اور نہ دیوتا لفظ ہے۔ پس یہ آریون کا کام ہے کہ وہ اگنی وایو آدتیہ (آگ ہوا سورج) کو رشی (انسان) ثابت کرین اور اس کے خلاف سناتنی صاحبان کا یہ کام ہے کہ وہ اس منتر کے آگ ہوا سورج کو دیوتا (انسانون سے علحدہ کوئی افضل یونی) ثابت کرین۔

چنانچہ سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب اپنی دعوے کے ثبوت مین یجور وید کی چودھوین ادھیاء کا بیسوان منتر پیش کرتے ہیں جو کہ حسب ذیل ہے:۔

अग्निर्देवता वातो देवता सूर्यो देवता चन्द्रमा देवता वसवो देव-
-ता रुद्रा देवतादित्या देवता मरुतो देवता विश्वे देवा देव-
-ता बृहस्पतिर्देवतेन्द्रो देवता वरुणो देवता ॥ य० अ० १४- मं० २०

اس کا ترجمہ یہ ہوا:۔ اگنی دیوتا ہے۔ وات (ہوا) دیوتا ہے۔ سورج دیوتا ہے چندرمان دیوتا ہے۔ وسو لوگ دیوتا ہین۔ رودر لوگ دیوتا ہین۔ آدتیہ لوگ دیوتا ہیں

ت دیوتا ہے وشوے دیوا دیوتا ہے برہسپتی دیوتا ہے - اندر دیوتا ہے
ن دیوتا ہے -

اس وید منتر مین جو دیوتاون کی فہرست درج ہے اوس مین متنازعہ فیہ ون الفاظ اگنی وایو (= وات) اور سوریہ (= آدیتہ) موجود ہین - غرضیکہ سناتنی پنڈت نے تو خاص وید کے حوالہ سے اپنے دعوے کو ثابت کر دیا ہے - اب دیکھین آریہ پنڈت کیا فرماتے ہین - چنانچہ بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۲۹۶ سطر ۲۵ پر اس کی تردید یون کی گئی ہے -

"یہان آگ ہوا سورج وغیرہ بے جان اشیاء کا بیان ہے - اور بھلا وید مین کسی خاص رشی اگنی وغیرہ کا بیان آتا - ہی کیون ؟ - کیا یہ قاعدہ ہے کہ وید مین یا دوسرے کسی جگہہ جو نام کسی غیر ذی روح شے کا ہو وہ نام کسی انسان کا نہ ہو - اگر ایسا ہوتا تو جوالا یعنے آگ کا شعلہ بے جان شے کا نام ہے پس جوالا دیوی کا نام یا انسان کا نام نہ ہونا چاہیے"

ناظرین ! سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب کے نام (= جوالا) پر ریویو کرنا پنڈت تلسی رام صاحب جیسے از معزز واعظان آریہ سماج کی شایستگی اور خوش اخلاقی کا نمونہ ظاہر کرتا ہے - اگر وہ کہین کہ ہم نے تو صرف ایک مثال دی ہے تو کیا ان کو تلسی پودے کی مثال خود اپنی کمرے کے اندر نہ مل رہی تھی جہان وہ رونق افروز تھے کہ وہ میرٹھ سے مراد آباد جیسے دور دراز مقام تک ناحق ایک بے جان شے کا انسانی نام تلاش کرنے کے لئے دوڑے گئے -

اب رہا سوال زیر بحث کے متعلق - پس جو دیوتاؤن کی فہرست پیش کی گئی ہے اوس کے بارہ مین پنڈت تلسی رام صاحب فرماتے ہین کہ یہان (یعنے اس منتر مین) آگ ہوا سورج وغیرہ **بے جان اشیاء کا بیان ہے** پس ہم سوامی دیانند کی تفسیر کھولتے ہین دیکھین وہ اس منتر کا کیا ارتھ کر رہے ہین -

لیجئے ناظرین! ذرہ سُن چلئے - سوامی جی بے جان کے ساتھ کچھ جانداروں کو بھی شامل کر رہے ہین یعنے لفظ بسو سے آٹھ اگنی وغیرہ یا پہلے درجہ کے ودوان (عالم انسان) لفظ رودر سے گیارہ پران وغیرہ یا اوسط درجہ کے ودوان (= عالم انسان) - آدیتہ سے بارہ مہینے یا اعلیٰ درجہ کے ودوان (عالم انسان) - مُرت سے روشن دماغ یا عقلمند و چارشیل یعنے غور و خوض کا مادہ رکھنے والے رتوگ لوگ (رتوگ اُن کو کہا جاتا ہے جو ہوم یگیہ وغیرہ کرایا کرتے ہین) بشوے دیواہ سے اچھے عقلمند ودوان (عالم انسان) یا بے نظیر اوصاف والی اشیاء - برھسپتی سے بڑا بچن (آواز) کا یا برھمانڈ (تمام کرہ جات) کا محافظ پرماتما دیوتاؤن کا دیوتا (پرمیشور) مانا ہے -

کہئے ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب تو اس منتر کے سب دیوتاؤن کو بے جان بنا رہے ہین لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ جنکی عزت قایم رکھنے کا جادو اُن سے یہ سب کچھ کرا رہا ہے وہ مہاراج خود ہی ان کی رائے سے خلاف لکھ گئے ہین؟

"پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ تو اسے بے جان دیوتاؤن کی فہرست بتلاتے ہین لیکن سوامی جی نہ صرف آپ جیسے ہوم کرانے والے رتوگ لوگون کو مُرت کا خطاب عطا فرما رہے ہین بلکہ برھسپتی لفظ (جو منتر مین آیا ہے) کا ارتھ پرمیشور کرتے ہین - کہئے کیا اب آپ پرمیشور کو بھی بے جان کہینگے اور کیا رتوگ لوگون کو (جن مین آپ کو بھی شامل ہونے کا فخر حاصل ہے اور شاید آپ اس عزت کو گنوانا مناسب نہ سمجھتے ہون گے) بھی بے جان سمجھئے گا؟"

ناظرین! اب پنڈت صاحب کی بقیہ عبارت پر غور فرمائیے - معترض تو نقلی ثبوت معنے حوالہ مانگتا ہے مگر آپ عقلی دلیل سے کام چلانا چاہتے ہین - لیکن اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے زبانی جمع خرچ سے کام نہین چل سکتا - جسطرح سناتنی پنڈت نے اپنے دعوے کے موافق ثبوت یعنے حوالہ مین خاص ویدمنتر نکال کر پیش کر دیا ہے اسی طرح اگر آریہ صاحبان ویدون ہی کے کسی منتر مین

گنی وایو آدتیہ ان تینوں کو رشی یا انسان ہونا دیکھلا دیوین تو البتہ انکی بات
کسی قدر قابل وقعت ہوسکتی ہے ورنہ محض باتین بنانے سے کبھی کوئی دعوی ثابت
نہین ہوا کرتا۔

پنڈت صاحب فرماتے ہین کہ "بھلا وید مین کسی خاص رشی اگنی وغیرہ کا بیان
تا ہی کیون ہے" کیون صاحب! آتا کیون نہین! جس وید مین (سوامی دیانند کے
تفسیر کے مطابق) بے جان دیوتاؤن کے ساتھ رتوگ (ھوم کرانے والے) آگئے
جو کہ رشی کے ہی مانند ہوا کرتے ہین اور (بشوے دیواہ) = اچھے عقلمند عالم انسان
بھی آگئے تو اوسی وید مین اگنی وایو آدیہ بھی (اگر وہ دراصل رشی ہوتے) تو کیون
نہ لائے جاتے۔ اور اگر آپ کی یہ منشاء ہو کہ وہ اگنی وغیرہ ویدون کے ملہم صاحبان
تھے پس ان کا ذکر ویدون کے بعد کی کتابون مین ہوسکتا ہے تو آپ یا دیگر کوئی
آریہ پنڈت صاحب شست پتھ براہمن ہی جہان کا حوالہ سوامی جی نے پیش
کیا ہے ان اگنی وغیرہ کا رشی ہوتا بھی دیکھلا دیوین۔ یعنے شست پتھ براہمن
کے اس عبارت کا مترادف فقرہ تلاش کر کے ظاہر کرین کہ:۔

اگنی۔ وایو۔ سوریہ (یا آدتیہ) نامی **رشی یا انسان تھے**
جن پر وید نازل ہوئے ہین۔

ناظرین! شاید شست پتھ جیسے ضخیم کتاب کی ورق گردانی کرنے کی تکالیف کو
برداشت کرنا آریہ پنڈت صاحبان مفت کی سردردی خیال کرین اسلئے آپ
ان کو مطلع کر دیجئے کہ ان کی ایسی محنت رایگان نہ جاوے گی یعنے اگر وہ اپنے
جہن مین کامیاب ہو گئے تو دیانند کی عزت قایم رکھنے کا کریڈٹ (احسان) آریون
سے حاصل کرنے کے علاوہ وہ خاکسار کی جانب سے بھی **مبلغ دو سو
روپیہ انعام** نقد کھنا کھن گنا سکینگے (بقیہ شرایط انعام کے لئے
دیکھو صفحہ ۱۷ حصہ اول)

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۶ سطر ۵ اپریون تحریر فرماتے ہین:۔

سوال -

यो ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो वै वेदांश्च प्रहिणोति तस्मै ॥
श्वेताश्वतर उप० अ० ६ मं० १८

یہ آپ نشد کا قول ہے - اس قول کے بموجب تو برہما جی کے دل مین ویدون اُپدیش کیا گیا ہے - پھر اگنی وغیرہ رشیون کے اتما مین کیون کہا -

جواب - برہما کے اتما مین اگنی وغیرہ کے ذریعہ قایم کرایا - دیکھو منو مین کیا لکھا ہے :-

اے مہرشی جی ! منو کو تو پیچھے دیکھا جایگا لیکن یہ تو بتلائے کہ آپ نے معترض کے اعتراض کا کیا جواب دیا - اوپر کے حوالہ مین تو صاف الفاظ مین یہ درج ہے کہ پرمیشور نے برہما کو پیدا کر کے ویدون کو ان کے ہی حوالہ کر دیا - پس اس سے تو سناتنی صاحبان کی ہی بات ٹھیک ثابت ہوتی ہے کہ وید برہما ہی پر نازل ہوئے نہ کہ آگ ہوا سورج پر - آپ نے تو اس شوتیا شوترا اپنشد کے حوالہ کو اگر پرکشپت (ناجایز) مان لیا ہوتا تو زیادہ آسانی تھی - مگر اب جبکہ آپ نے اسے مستند حوالہ تو مان لیا ہے مگر تردید کچھ نہ کی تو ضرور آپ کے دعوے کو یہ منتر رد کر دیوے گا -

اس منتر کا ارتھ کرتے ہوئے سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب اپنی بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۳۶ سطر ۲۰ پر یون فرماتے ہین :- .... اور شست پنتھ کی شرتی مین ایسا کوئی لفظ نہین جس سے خلقت کے آغاز مین اگنی وغیرہ کی پیدایش کا بیان ہو سکے اس شرتی مین تو ऐ (دي) لفظ ایک ایسا موجود ہے جس کا یہ ارتھ ہوتا ہے کہ پیدائش عالم کے شروع مین برہما جی کے **ہی** لئے ویدون کا اوپدش (ہدایت) کیا - دوسرے کو نہین .... اس سے یہی یقین کیا جاتا ہے کہ خلقت کے آغاز مین پرماتما نے صرف ایک برہما جی کے **ہی** ہردے (دل) مین ویدون کو روشن کیا - - ہاگے

ناظرین کی تسلی کے لئے ہم اس پورے منتر کو لکھ کر اس کا لفظی ترجمہ کئے دیتے ہین۔

यो ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो वै वेदांश्च प्रहिणोति तस्मै। तं
ह देवमात्म बुद्धि प्रकाशं मुमुक्षुर्वै शरणमहं प्रपद्ये॥ श्वे० ६।१८

यः[1] ब्रह्माणं[3] विदधाति[5] पूर्वं[2] यः[6] वै[8] वेदान्[9] च[7] प्रहिणोति[11] तस्मै[10]
तम्[12] ह[14] देवम्[13] आत्म बुद्धि प्रकाशं[17] मुमुक्षुः[16] वै[15] शरणं[18] अहं[19] प्रपद्ये[20]॥

ترجمہ:- (۱) جو (۲) پہلے (آغاز دنیا مین) (۳) برہما کو (۵) پیدا کرتا ہے (۶) اور (۷) جو (۸) یقیناً (۹) ویدون کو (۱۰) اوس (برہما) کے لئے (۱۱) دیتا ہے (۱۲) اوس (۱۳) دیوتا (پرمیشور) کو (۱۴) ہی یقیناً (۱۵)۔(۱۶) جو کہ مموکشو لوگون (طالبان نجات) کے (۱۷) آتما اور بدّھی (روح اور عقل) کو یقیناً روشن کرنے والا ہے (۱۸) (اوس کے ہی) شرن مین (۱۹) مین (۲۰) پراپت ہوتا ہون (یعنے اوسی پرمیشور کے حضور مین حاضر ہوتا ہون)

ناظرین! دیکھئے الفاظ نمبر ۷-۸-۹-۱۰ مین کیسے کھلے طور پر بیان ہوا ہے کہ پرمیشور نے ویدون کو (یعنے اپنا کلام خود ہی) برہما جی کے حوالہ کیا۔ اور اسی منتر کے الفاظ نمبر ۱-۲-۳-۵ سے برہما ملہم کی پیدایش کا بھی ذکر کر دیا گیا۔ اور چونکہ برہما ایک ذی روح کا نام ہے (چاہے وہ سناتنی صاحبان کے قول کے مطابق ایک معزز دیوتا ہو یا آریون کے قول کے مطابق ایک بڑا عالم فاضل سمجھا جاوے) پس اس دعوای پر کوئی اعتراض نہین رہ جاتا۔ لیکن اگنی وایو سورج کے ملہم ماننے پر جو اعتراضات کئے گئے ہین اُن کا خاک بھی جواب آریہ صاحبان یا خود سوامی جی کے پاس نہین ہے۔

اب دیکھئے اس منتر پر پنڈت تلسی رام صاحب کیا فرماتے ہین:- (اس

پورے منتر کو لکھ کر جو معنے درج کئے ہین وہ اوپر کے لفظی ترجمہ سے خلاف نہین ہے اس لئے ہم اس کو دوہرانا مناسب نہین سمجھتے آگے لکھا ہے۔ . . . .

"۔۔۔۔ اس مین برہما کا ارتھ ویدون کا جاننے والا معمولی رشی کر تب ہی [illegible] اس منو کے قول سے اختلاف دور ہوگی۔ ورنہ ہرگز نہین۔"

منو کے اس قول کی پڑتال تو ہم آگے کرین گے لیکن کیا ہمین اسقدر کی اجازت مل سکتی ہے کہ کیا سچ مچ پنڈت تلسی رام صاحب کے سر سے تک وہ جادو دور نہین ہوا؟ کیونکہ وہ رشی رشی کی ہی پکار مچاتے چلے ہین۔

شرمیان جی! کیا ہم محض آپ کے سفارش سے ہی برہما کو بھی رشی تسلیم کر لین اور کیا یہ آپ کی ایک زبردست چال بازی نہین ہے کہ جب سناتنی پنڈت کے اعتراضون کا جواب نہین دے سکے اور جس حوالہ کو سوامی جی نے ادھورا لکھا تھا اوسے پورا نقل کر دینے پر بھی آپ کی مطلب براری نہ ہوئی تو اب بھی آپ بجائے قایل ہو کر سچائی کو قبول کرنے اور غلطی کو ترک کرنے کے یون باتین بنا رہے ہین کہ اس اوپنشد کی تحریر سے منو کی عبارت خلاف ہوتی ہے وغیرہ۔ ابی حضرت! منو سے خلاف ہوگا تو وہ ہم اوسوقت دیکھ لیوین گے جب منو سمرتی کو ہاتھ مین اوٹھاوین گے۔ ابھی تو اوپنشدون کے باغیچہ مین ہی آپ کو سیر کرنا لازم ہے۔

سوامی جی نے ویدون سے چار ویدون کی پیدایش ثابت کرنا چاہا مگر وہان صرف تین کی ہستی ملی بعدہ براہمن گرنتھون یعنے شت پتھ کا حوالہ پیش کر کے سورج وغیرہ کو رشی (انسان) ثابت کرنا چاہا اس مین بھی ناکامیاب رہے اور چوتھے وید و چوتھے ملہم (رشی انگرا) کی یہان بھی نیستی ہی پائی گئی۔ تیسرے درجہ پر اوپنشد کی باری تھی سو یہان پر تو واقعی اولٹے منہ گرنا پڑا۔ اب منو سمرتی کی باری آتی ہے۔ دیکھین اب بھی وہ جادو آپ کا پیچھا چھوڑتا ہے یا نہین۔

لیجئے ناظرین! اب منو سمرتی کے کھلے سبزہ زار کی سیر کیجئے۔ وہ شلوک جس پر

اسقدر زیادہ اصرار ہے حسب ذیل ہے۔

अग्नि वायु रविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् ।
दुदोह यज्ञ सिद्ध्यर्थं ऋक् यजु: साम लक्षणाम् ॥ मनु० अ०१ श्लो०२३॥

اس کا ترجمہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۷ سطر ۲ پر یون کرتے ہین۔ "پرماتما نے شروع پیدایش مین آدمیون کو پیدا کرکے اگنی وغیرہ **چارون مہارشیون** کے ذریعہ **چارون وید** برہما کو حاصل کرائے اور اس برہما نے اگنی وایو آدتیہ اور انگرا سے رگ یجر سام اور اتھرب وید کو حاصل کیا۔"

ناظرین! اوپر کے عبارت مین لکیر شدہ الفاظ شلوک کے معنی سے زاید ہین جو سوامی جی کی نج گرہنت سے خاصکر موٹے الفاظ نہایت قابل غور ہین۔ اس شلوک کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے۔

अग्नि:[1] वायु:[2] रविभ्य:[3] तु त्रयं[4] ब्रह्म[6] सनातनम्[5] । दुदोह[13] यज्ञ[11] सिद्ध्यर्थं[12] ऋक्[8] यजु:[8] साम[9] लक्षणाम् ॥

ترجمہ۔ (۱) اگنی (۲) وایو (۳) روی یعنے سورج (ان تینون) سے (۴) تین (۵) سناتن (قدیم) (۶) برہم یعنے ویدون کو (۷) (جوکہ) رگ (۸) یجوہ (۹) سام (۱۰) نشانیون (والی ہین ان) کو (۱۱) یگیہ کی (۱۲) سدہی (کامیابی) کے لئے (۱۳) (اس برہما نے) دوھا۔ (یعنے گای سے جیسے دودہ دوہا کرتے ہین اسی طرح ان آگ وغیرہ سے وید اخذ کئے گئے)

ناظرین! سوامی جی کے ترجمہ کو اس لفظی ترجمہ سے ملاکر غور فرمائے کہ نہ تو اس منتر مین چار رکھیون کا ذکر ہے بلکہ لفظ نمبر ۴ (= تریم) صاف صاف شلوک مین موجود ہے جس کے معنے تین کے ہی ہین۔ اور نہ رشی مہارشی (انسان) کا مترادف کوئی لفظ آیا ہے بلکہ لفظ نمبر ۱۳ दुदोह = دوہا صاف یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگنی وایو روی سے منو مہاراج کا مطلب انہین آگ ہوا آفتاب (بے جان اشیاء) سے ہی کیونکہ یہ لفظ بتلاتا ہے کہ جسطرح گای سے ہم دودہ دوہا کرتے ہین اوسی طرح برہماجی

نے آگ سے رگوید کو۔ ہوا سے یجور وید کو اور آفتاب سے سام وید کو اخز کر لیا۔
کیا معنے کہ آگ وغیرہ تو بے جان اشیا ہین ان سے وید (موجودہ شکل مین) اگرچہ
نہین حاصل کئے جا سکتے۔ مگر سوم مہاراج کی منشا یہ ہے کہ برہماجی نے آگ کے
صفتون۔ اسکے استعمال۔ فواید اور اس مین ہوم وغیرہ کرنے کے متعلق تمام
ضروری ہدایات کو آگ کے بارہ مین غور وخوض کر کے ایکجا کر دیا اور ان تمام
کے مجموعہ کا نام رگ وید رکھا گیا۔ اسی طرح ہوا کی صفتین اور اس کے فواید
ضروریات اور اسی سلسلہ مین سانس کو روکنا یعنے پرانایام اور یوگ وغیرہ کی
بھی ہوا کے بارہ مین غور و خوض کر کے برہماجی نے معلوم کر کے ان تمام ہدایات
کے مجموعہ کا نام یجور وید رکھ دیا۔ اور اسی طور پر آفتاب کے صفتون فایدون
اس کی ضروریات وغیرہ کو آفتاب پر غور و خوض کرتے ہوئے معلوم کر کے ان تمام
ہدایات کے مجموعہ کا نام سام وید رکھ دیا۔

ناظرین! منو کی منشا تو لفظ दुदोह = "دوہا" سے یہ ہی معلوم ہوتی ہے
اور یہ بات قرین قیاس بھی ہے کیونکہ ویدون مین شروع سے آخر تک ہوم یگیہ وغیرہ
کی ہی فضیلت ظاہر کی گئی ہے پس انہین تینون یعنے آگ ہوا اور آفتاب کی مدد سے
یہ کام پورا ہوتا ہے۔ یعنے ہوم کی تمام سامگری (سامان) اول آگ مین ڈالی جاتی
ہین جو اسے جلا کر اسکے اجزا کو ہوا کے سپرد کر دیتی ہے۔ پھر ہوا اس کو اوپر اوڑا
لے جاتی ہے یہانتک کہ وہ اسے آفتاب کے سپرد کر دیتی ہے اور وہ بادل کے شکل
مین تبدیل ہو جاتا ہے۔ بعدہ آفتاب کی کشش روشنی و گرمی کے کمی زیادتی
(یا سائینس کے دیگر اصولون) کے مطابق مناسب موقع پر آفتاب بارش کے ذریعہ
ان (ہوم مین جلائی گئی ہوئی اشیا کے تاثیر) کو پھر ہمارے پاس واپس بھیجتا
ہے وغیرہ۔

ناظرین! یہ ہوم کے اصول کی بحث ہمارے مضمون سے تعلق نہین رکھتی لیکن
ہمین صرف یہ دیکھلانا تھا کہ آگ ہوا اور سورج سے ویدون کو اخز کرنے کے

کیا معنی ہین - اس بارہ مین جو محقق ہندو صاحبان زیادہ غور کرین گے. وہ ایسی اور بھی معمومات ظاہر کر سکینگے جن سے یہ ثابت ہوسکے کہ کیون ویدون کو آگ ہوا اور سورج سے ہی اخز کیا جانا بیان ہوا ہے غرضیکہ دراصل بات یہ ہے کہ ویدون کے مصنف یا ملہم تو برہما جی ہی ہین مگر اونہون نے گویا آگ وغیرہ کی صفتون کو ان سے ڈہا ہے - لیکن سوامی دیانند سرسوتی مہاراج جہان سائینس کی ساری معمومات کو ویدون کے اندر داخل کرنے کے لئے پریشان رہا کرتے ہین وہان اس پکی پکائی کھیر کو چھوڑکر ناحق بیچارے سناتنی عالمان وید کو چڑہانے کی خاطر یا یون سمجھیے کہ ایک نیا مسئلہ ایجاد کرنے کے انوکہے ڈھنگ سے اپنے نو قایم کردہ سماج کی عزت اور وقعت کو بڑہانے کے لئے یا کسی اور مطلت سے ..... جس کا تحریر کرنا ہمارا کام نہین ہے (کیونکہ ویسی ڈیوٹی دوسرے صاحبان پوری کر رہے ہین) یسی گڑہنت کر رہے ہین جس کے موافقت مین کوئی حوالہ اون کو کہین سے بھی ملتا ہی نہین -

ناظرین! جو لوگ تھوڑی بھی سنسکرت جانتے ہین وے تو اس بات کو تسلیم کرلینوین گے کہ منو کے اس شلوک مین سوامی جی کی وہ عبارت جسپر ہم نے لکیر کردی ہے موجود نہین ہے اور وہ سوامی جی کی نج گڑہنت ہے - مگر سنسکرت سے ناواقف متعصب آریہ صاحبان فرماوین گے کہ "واہ! کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم فاضل نہین نہین بلکہ بال برہم چاری اور یوگی اور مہرشی ایک ادنی شلوک کے معنے نہ سمجھتا یعنے غلط ترجمہ کرتا ہرگز نہین بلکہ جو ایسا خیال کرتا ہے وہ خود بالکل جاہل ہے وغیرہ" اس لئے ہم ان صاحبان کی خدمت مین نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہین کہ وہ ضرور اور بالضرور اس بات کی تحقیقات کرین اور اس منوسمرتی کے اول ادھیا کے ۲۳ وین شلوک کا جو لفظی ترجمہ ہم نے اوپر درج کیا ہے اگر اس کو غلط ثابت کرادیوین یا اپنے مہرشی کے ترجمہ کو (جو اوپر درج ہے) صحیح ثابت کرادیوین یا کم از کم صرف اسقدر ثابت کرا دیوین

کہ اس شلوک مین حسب قول سوامی جی کے :-

(۱) — اگنی وغیرہ **چار**

(۲) — **مہارشیون**

(۳) — **چارون وید**

(۴) — **انگرا**

(۵) — **اتھرب**

لئے پانچ الفاظ (جو سوامی جی کے ترجمہ مین آئے ہین) یا ان کے مترادف الفاظ موجود ہین تو بیشک ان کو اس مہربانی اور احسان کے معاوضہ مین ہم مبلغ **پانچ سو روپیہ انعام** دینے کے لئے تیار ہین (بقیہ شرائط انعام کے لئے دیکھو صفحہ ۳ حصہ اول)

ناظرین! اب دیکھئے کہ پنڈت تلسی رام صاحب کیا فرماتے ہین۔ چونکہ مصنف تمر بھاسکر نے اس شلوک کی تشریح کرتے ہوئے لکہا ہے کہ "وید ترئی یعنے تینون ویدون کے ہدایت کے مطابق افعال کی اشاعت ہوئی" پس پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۵۰ سطر ۸ پر یون فرماتے ہین :-

"پس آپ کی تشریح ہمارے دعوے کے لئے مضر نہین ہے"

واہ! مضر کیون نہین! نہ ماننے کی تو بات دوسری ہے۔ اجی حضرت! آپ تو گورو چیلے ملکر چار وید اور چار رشی (جن مین چوتھا انگرا ہے) ثابت کر رہے تھے لیکن وہان تو وید ترے <u>वेद त्रय</u> یعنے تین کا ذکر ہو رہا ہے کیا آپ معترض کے الفاظ کو سُن نہین رہے ہین؟

ناظرین! کیسے سُنتے وہ جادو جب سر سے اُترے تب تو کام چلے۔

اسی سلسلہ مین بحث کرتے ہوئے سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے تمر بھاسکر صفحہ ۲۳۱ سطر ۱۴ پر منو سمرتی کی اول ادھیاء کا نوان ۲۱ وان اور ۲۲ وان شلوک لکھکر یہ ظاہر کیا ہے کہ (۱) برہما اگنی وایو سے قبل پیدا ہوا (۲) منو کے

قول کے مطابق برہمانے ہی ویدون کے موافق تمام دنیاوی اشیار کے نام رکھے (پس اگنی وایو کا نام بھی تو برہمانے ہی رکھا) اور (۳) برہمانے ہی سب دیوتاون وغیرہ کی پیدایش کی۔ ان وجوہات سے بھی ثابت ہے کہ برہما ہی ویدون کا ملہم ہے نہ کہ اگنی وغیرہ" اس کی تردید مین مصنف بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۵ سطر ۱۹ پر یون تحریر کرتے ہین :۔ "तदण्डमभवद् (منو ۹/۱) کا ارتھ ہم پہلے کر چکے ہین اور اوسی سے ...... بقیہ دونون شلوک (مزکورہ بالا) کے متعلق بھی جواب ہو جاتا ہے کہ منو مین جو شلوک نمبر ۹ مین برہما کا بیان ہے وہ کسی خاص انسان یا رشی کا نہین ہے"

ناظرین! یہان پر پنڈت تلسی رام صاحب نے جو چال چلی ہے اس کو سمجھ لینا ذرہ مشکل کام ہے۔

ہم پوچھتے ہین کہ اگر بالفرض ہم پنڈت صاحب کی اس بات کو تسلیم ہی کر لیوین کہ منو ۹/۱ مین جس برہما کی پیدایش کا بیان ہے وہ کوئی خاص انسان یا رشی نہین ہے (جس کو کہ سناتنی بھی رشی یا انسان نہین مانتے۔ یہ تو آریون ہی کی عادت ہوا کرتی ہے کہ دیوتاؤن کی وقعت کو گھٹانے کی ہی فکر مین غلطان رہا کرتے ہین سناتنی برہما کو رشی یا انسان نہ مان کر دیوتا بلکہ دیوتاؤن کا بھی بزرگ مانتے ہین) بلکہ پنڈت تلسی رام صاحب کے قول کے ہی مطابق وہ پرمیشور ہی خود بخود ایک دوسری شکل مین پیدا ہو رہا ہے (یا پرکرتی وغیرہ پیچیدہ الفاظ جو وہ کہنا چاہین وہ ہی سہی) تو کیا اس سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہین کہ وہ برہما (جو منو ۹/۱ مین پیدا ہوا) منو شلوک ۲۳/۱ کے مطابق اگنی وغیرہ سے ویدون کا دوہنے والا (یا ان کے محاورہ مین ویدون کا ملہم خواہ رشی) نہین ہے ؟۔ اچھا اگر وہ نہین ہے تو دوسرا اور کونسا ہے یہ بتلانا لازم ہے ؟۔ کیونکہ سوامی جی اس منو ۲۳/۱ کا حوالہ پیش کرتے ہوئے یہ تو مان رہے ہین کہ برہما نے اگنی وغیرہ سے ویدون کو حاصل کیا۔ پس اب پنڈت تلسی رام صاحب سے سوال یہ ہی کہ اگر وہ منو ۲۳/۱ والے برہما کو منو ۹/۱ والا ہی برہما

نہین مانتے تو بتلاوین کہ وہ ۱/۲۲ والا برہما (جس کی ہستی کو تو کم ازکم سوامی جی تسلی
کر رہے ہین) ۱/۲۲ والے کے علاوہ دوسرا کون ہے؟ چونکہ منوسمرتی کی پہلی
پیدایش عالم کے بیان مین ہے اور ہرایک شے کی پیدایش کا ذکر اسمین موجود ہے
اور ظاہر ہے کہ ملہم صاحبان کی پیدائش کا بھی پتہ ملنا ہی ضروری ہے۔ پس
ہر حالت مین پنڈت تلسی رام صاحب کو منو ۱/۱ سے ۱/۲۲ تک کے اندر منو ۱/۲۲ والے
برہما کو چھوڑ کر ایک برہما اور ظاہر کرنا لازم ہے (پھر چاہے وہ رشی بن جاوے
یا انسان سمجھہ لیا جاوے۔)

ناظرین! دراصل وہان کسی دوسرے برہما کا ذکر موجود نہین ہے۔
اور اگر تمام شلوکون کو پیش کر دیا جاوے تو آپ کو معلوم ہو کہ ایسا سلسلہ
بندھا ہوا ہے کہ منو ۱/۲۲ والے برہما کا ہی منو ۱/۲۲ مین ذکر ہے۔ ہمین اس سے
کچھہ بحث نہین کہ آریہ صاحبان اوسے رشی کہین انسان کہین یا پرمیشور
کہین مگر لفظ برہما پر بحث ہے جس کو خود سوامی جی نے بھی تسلیم کیا ہے چونکہ
یہ تمام شلوک معہ ترجمہ مضمون پیدائش عالم مین بلاکم و کاست نقل کئے گئے ہین
اس لئے ہم یہان پر باوجود ضرورت ہونے کے بھی ان کو نقل کرنا مناسب نہین
سمجھتے۔ (جو صاحب دیکھنا چاہین اوسی موقع پر دیکھین اور ضرور دیکھین)۔
لیکن مختصراً یون سمجھئے کہ منوسمرتی اول ادھیائے کی نوین شلوک مین برہما کی پیدایش
کا ذکر ہے۔ ۱۰ وین مین اوسی کا نام نارائن رکھا جانا بیان ہوا۔ ۱۱ وین مین اسکا
نام برہما ہوا۔ ۱۲ وین مین وہ انڈا پھوڑ کر باہر نکلا۔ ۱۳ وین مین یہ کہ اوس
نے ٹوٹے ہوئے انڈے کے دو ٹکڑون سے زمین آسمان بنایا۔ ۱۴ وین سے
۲۰ وین تک مختلف اشیاء اوسی نے پیدا کین ۲۱ وین مین اس نے
سب اشیاء کے نام رکھے۔ ۲۲ وین مین دیوتاؤن وغیرہ کی پیدایش
اس نے کی۔ ۲۳ وین (شلوک متنازعہ فیہ) مین اگنی وغیرہ سے ویدون کو
دوہا یہ ذکر آیا ہے۔

ناظرین! اب بتلائیے کہ اگر منوسمرتی اول ادھیائے کے ۹ وین شلوک والے برہما ہی سے اس منو ۱/۲۲ مین مراد نہیں ہے تو دوسرا کون برہما کہان سے آکودا؟ ایک بات اور قابل غور ہے کہ شلوک نمبر ۹ کے بعد نمبر ۳۲ تک کے درمیان مین پھر نہ تو کہین بھی لفظ آیا ہے اور نہ کوئی ایسا لفظ آیا ہے جسکے معنے پنڈت تلسی رام صاحب پرمیشور پرماتما وغیرہ لے رہے ہین بلکہ صرف "सः وہ" ضمیر (Pronoun) اکثر لایا گیا ہے۔ ہان پنڈت تلسی رام صاحب شاید یہ کہین کہ اگر منو ۱/۲ والا برہما ویدون کا ملہم ہی تو وہ بذات خود پرمیشور ہی ہوگا۔ تو اسکا جواب ہم اُن کو یہ دیتے ہین کہ وہ اس وہم کو اپنے گورو سوامی دیانند مہاراج سے ہی فیصل کرین جو منو ۱/۲۳ مین باوجود لفظ برہما نہ ہونے کے بھی ویدون کا دوہنے والا برہما کو ہی لکھ کر آپ کو ناحق پریشان کر گئے ہین

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب کی منوسمرتی سے صاف یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اس ۱/۲۳ وین شلوک والے (اگنی وغیرہ کو دوہنے والے) کو نہ تو رشی یا انسان مانتے ہین اور نہ برہما ہی مانتے ہین بلکہ وہ ان اگنی وغیرہ سے ویدون کو حاصل کرنے والا پرمیشور ہی کو مان رہے ہین۔

ناظرین! آپ کچھہ تعجب نہ کرین کہ آج پنڈت صاحب نے خالق مطلق پرم پرمیشور کو آگ ہوا سورج کا شاگرد بنایا ہے اور کل دیانند کا چیلا بنانے کی فکر کرین گے اور شاید اگلے دن خود ہی اوس کے اوستاد بننا مناسب سمجھینگے۔

ہماری بات کا شاید اعتبار نہ کیا جاوے اس لئے ہم پنڈت تلسی رام جی مہاراج کی منوسمرتی صفحہ ۵ سطر ۲ سے اول ادھیائے کے شلوک نمبر ۲۱-۲۲-۲۳ کے ترجمون کو ذیل مین نقل کئے دیتے ہین (اصلی شلوک مضمون پیدائش عالم مین دیکھو) اوس (پرماتما) نے پیدائش کے آغاز مین ان سب کے نام افعال اور فیصلون کو علحدہ علحدہ ویدون سے مقرر کیا۔ ۲۱

(نوٹ۔ واضح ہو کہ اس شلوک مین لفظ پرماتما نہین آیا ہے۔ सः یعنے وہ

یا اوس البتہ آیا ہے پس "اوس" سے وہ ہی شے لی جا سکتی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہو اور ہم اوپر ظاہر کر چکے ہین کہ شلوک نمبر ۱ سے ۲۳ تک مین کوئی فاعل موجود نہین ہے اسوجہ سے خواہ مخواہ شلوک نمبر ۹ والے برہما کو ہی وہ یا اوس سے سمجھا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی اگر پنڈت تلسی رام صاحب کی بھی مرضی ہے تو ہم بھی تھوڑی دیر کے لئے ان کی ہی بات کو مانے لیتے ہین کہ "اوس مخلوقات کے پربھو نے افعال کی خاصیت والے دیوتاؤن (اگنی دایو آدیتہ وغیرہ) سادہیون کے لطیف گروہ اور سناتن یعنے قدیم (جیو تشٹھوم نامی یگیہ وغیرہ) یگیہ کو پیدا کیا - ۲۲ -

(نوٹ - ناظرین! ذرہ یاد رکھیئے گا کہ اس شلوک مین لفظ دیوتا موجود ہے اور پنڈت صاحب خطوط وحدانی کے اندر اپنی رائے بھی ظاہر کر رہے ہین کہ دیوتا سے مراد اگنی وایو آدیتہ سے ہی ہے - بھلا پھر جب کہ وہ ان کو جو کہ اگلے ہی شلوک مین ملہم کہے گئے ہین دیوتا مان رہے ہین تو سمجھ مین نہین آتا کہ سناتنی پنڈت سے اس بات پر کیون جھگڑ رہے تھے کہ وہ ویدون سے اگنی وغیرہ دیوتاؤن کی فہرست کیون پیش کرتا ہے کیونکہ ملہم تو رشی ہونا چاہئے - کیون پنڈت تلسی رام جی مہاراج! کیا آپ کو بھاسکر پرکاش تحریر کرتے وقت اپنی مصنفہ منو سمرتی بھاشہ کی یہ تحریر بھول گئی تھی ؟) (اب ۲۳ وان شلوک متنازعہ فیہ دیکھیئے) -

(اوس نے) یگیہ کے لئے قدیم وید جس کے تین بھید (تفرقہ) = رگ یجوہ سام ہین ان کو اگنی وایو سوریہ سے (اگنی سے رگوید - وایو سے یجروید - سوریہ سے سام وید) ظاہر کیا - ۲۳ -

ناظرین! اس شلوک کا پہلا لفظ جو (اوس نے) ہی اس کے بارہ مین ہم پوچھنا چاہتے ہین کہ کس نے ؟ - پنڈت تلسی رام صاحب نے شلوک نمبر ۲۱ مین تو لفظ اوس کے ساتھ (پرماتما) لکھا تھا اور نمبر ۲۲ مین لفظ اوس کو مخلوقات کے پربھو کے ساتھ ملا دینے سے وہ ہی مراد ہو گئی جو پہلے شلوک مین ہی

تھی لیکن ذرہ کوئی پوچھے کہ کیون صاحب اس ۲۳ وین شلوک مین جو (اودتے)
ہی وہ کو ہے اسبات کو کیون نہین صاف کیا پس کیا یہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس چال کے
کچھہ گہرے معنے ہین - خیر - اب اگر ہم ہر ایک زبان کے عام قواعد کے مطابق عمل
کرین کہ وہ یا اوس سے وہ فاعل مراد لیا جاسکتا ہے جس کا نام اوپر آیا ہو - تو
پنڈت تلسی رام صاحب کی اجازت سے ہم اوس سے پرمیشور ہی مراد لے سکینگے
کیونکہ پنڈت صاحب شلوک نمبر ۲۱ مین پرماتما اور نمبر ۲۲ مین پربھو کا استعمال کر رہے
ہین (مگر برہما کا کہین نشان وگمان بھی نہین وہ تو ۹ وین شلوک مین بہت دور چھوٹ
چکا ہے) لیکن پھر اب ہمین مجبوراً یہ سوال کرنا پڑتا ہے کہ :-

شریمان پنڈت تلسی رام جی مہاراج ! آپ کے ترجمہ منوسمرتی سے تو یہ ظاہر
ہوا کہ اس منولے مین آگ ہوا سورج کو دہنے والے کو آپ پرمیشور مانتے ہین اور
آپ کے گورو مہاراج اسی شلوک مین برہما کو اگنی وغیرہ کا شاگرد بناتے ہوئے کم از کم
اس شلوک مین برہما کی ہستی کو لفظ स: = وہ سے قایم کر رہے ہین - پس ہماری
سمجھہ مین نہین آتا کہ آپ کی بات کو ہم صحیح سمجھین یا آپ کے گرو کی - اب چونکہ سوامی جی
تو موجود نہین ہین کہ وہ اس سمعہ کو حل کرتے اس لئے بہتر ہے کہ آپ اُن کے
پاس جانے سے قبل اس بات کو صاف کر دیوین - یعنے یا تو آریہ صاحبان کو مطلع
کر دیوین کہ ہم نے غلطی کی تھی اب منوسمرتی جب دوبارہ شایع ہو گی تو اس شلوک
۱/۲۳ کے لفظ "स: وہ" سے برہما ہی ظاہر کر دیا جاوے گا - تاکہ سوامی جی کی بات
مین بٹہ نہ لگنے پاوے - یا اگر آپ کو اپنی بات پر حوصلہ ہے تو پھر یون ہی کیجے
کہ ایک اعلان جاری کر دیجئے کہ ہم دیانند کی اس بات کو غلط مانتے ہین جو کہ وہ
منو ۱/۲۳ کے الفاظ स: وہ سے بجز برہما مراد لے رہے ہین وغیرہ - جناب عالی ! بغیر
ان دو مین سے ایک پر عمل کئے ہوے کسی طرح چارہ نہین ہے - ہان اس کا
تو کوئی جواب ہی نہین ہو سکتا کہ اگر اب بھی مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہتے چلے
جاوین گے -

ناظرین! سوامی دیانند مہاراج نے اپنی رگ ویدادی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۹
سطر ۲۳ پر منوسمرتی کے ایک اور شلوک کا حوالہ بھی پیش کر کے اوس سے چوتھے وید
اور اس کے ملہم انگرا کو ثابت کرنا چاہا ہے پس ذرہ اس حوالہ کی بہار بھی دیکھیے۔
یہ منوسمرتی دوسری ادھیاے کا ۱۵۱ وان شلوک ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔

अध्यापयामास पितृन् शिशुराङ्गिरसः कविः।
पुत्रका इति होवाच ज्ञानेन परिगृह्य तान्"
मनु० अ० २ श्लो० १५१"

اس کا ترجمہ از جانب پنڈت تلسی رام صاحب ان کی منوسمرتی صفحہ ۵۰ پر یون ہے
"انگرا منی کے عالم لڑکے نے اپنے چچا وغیرہ کو پڑھایا اور اپنے علم و عقل کی زیادتی سے
ان کو شاگرد سمجھ کر "اے لڑکو" ایسا کہا۔ ۱۵۱۔

ناظرین! یہ ہے وہ شلوک جس سے سوامی جی اتھرب وید اور اوس کے
ملہم ان دونون کا وجود ثابت کرنا چاہتے ہین۔ کہئے! آپ کو اس اوپر کے ترجمہ
سے کچھ ایسی بات ملتی ہے یا نہین ہمین تو سوامی جی کی راے کے موافق ایک لفظ
بھی یہان نظر نہین آتا۔

یہان منو مہاراج اوپر سے علم کی فضیلت کا ذکر کر رہے ہین اور علم کی زیادتی
جس مین ہو اوس کی بلالحاظ عمر و رشتہ وغیرہ عزت کی جانی چاہیے یہ مضمون
یہان پر چل رہا ہے اور اس شلوک مین ایک مثال پیش کی گئی ہے۔ پس نہ تو
یہان اتھرب وید کا کہین ذکر ہے اور نہ انگرا کو اوس کا ملہم کہا گیا ہے۔ مگر
سوامی جی نے نہ معلوم کیا سمجھ کر اس شلوک کا حوالہ دیا ہے۔

ناظرین! سوامی جی کا انوکھا ڈھنگ حوالہ پیش کرنے کا تو آپ نے خوب عمدہ
طور پر تاڑ لیا ہوگا کہ شلوک مین ایک لفظ انگرا کے لڑکے نے آیا کہ بس اسے
لے دوڑے اور اپنے پیرو کاران کو اشارہ کر دیا کہ وہ دیکھو فلان شلوک مین
انگرا لفظ کی گردان موجود ہے (بھلا کم از کم انگرا ہی ہوتا تو غنیمت تھی۔

ہان تو انگرسیم یعنے انگراکا زکا آیا ہے) پس وہ اتھرب وید کا ملہم ثابت ہو رہا ہے۔

واہ کیا خوب !۔ کیا ایسے ایسے ہی دلایل کے بھروسے آریہ سماج کے رشی اور اس کے ممبران تمام دنیا کے مذاہب کو دعوت دے رہے ہین وہ اپنا گھر چھوڑ چھوڑ کر آریہ سماج مین جا داخل ہو جاوین۔ کہئے آریہ صاحبان آپ سچائی کو قبول کرنے اور غلطیون کو ترک کرنے کے اصول پر کب عمل کرنا شروع کرینگے۔ کیا عاقبت کے بعد۔ اجی مہاشے ! اب تو آپ کو صاف طور پر تسلیم کر لینا چاہیئے کہ دیانند نے منو کا ۱۵۱/۲ شلوک پیش کرتے مین سخت غلطی کی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ اتھرب وید اور اس کے ملہم انگرا کا ذکر نہ تو منوسمرتی مین پایا گیا ہے اور نہ ان دیگر حوالہ جات مین جن کو سوامی جی نے پیش کئے ہین (سوا خاص اتھرب کے حوالہ کے جو کہ مدعی کا اپنا بیان ہے۔ مگر ملہم انگرا کا وہان بھی پتہ نہین ہے)۔

ناظرین ! ایک لطیفہ اور سنئے بعدہ یہ مضمون ختم ہوگا۔

یہ شلوک منو ۱۵۱/۲ جسے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے جیسا کہ اوپر گذرا مضمون زیر بحث مین بطور حوالہ پیش کیا ہے (ایسے معتبر تسلیم کر لیا ہے)۔ لیکن آپ یہ سنکر نہایت تعجب کرین گے کہ اس شلوک کو آریہ سماج کے معزز واعظ و مناظر شریمان پنڈت تلسی رام صاحب پرکشیپت یعنے جایز قرار دیتے ہین۔ واہ گورو مہاراج جس شلوک کو اتھرب وید اور اس کے ملہم انگرا کی ہستی کے ثبوت مین پیش کرین اسے چیلے صاحب ناجایز قرار دیوین۔

کہیئے ناظرین ! ہم کسکی بات کو صحیح سمجھین اور کس کی بات کو غلط تسلیم کرین۔

اے آریہ سماج کے معزز لیڈران ! آپ ان خرابیون کو کیون نہین دور کرتے

کیسے تعجب کی بات ہے کہ آپ کو اپنے گھر کے ان تمام اندرونی نقایص کے رفع کرنے کے لئے تو فرصت نہین ہے مگر دُنیا کے تمام مذاہب والون سے ناحق کی سر کھپی کر کے اُن کا اور اپنا وقت ضایع کرنے اور اُن کے معزز بزرگون مہاتماؤن دیوتاؤن یا پیغمبرون وغیرہ وغیرہ کو صلواتین سنانے کی بہت فرصت رہا کرتی ہے۔ بلکہ ان کامون کے لئے تو آپ اودھار کھائے ہی بیٹھے رہا کرتے ہین۔

ہان! اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل ایک بات قابل غور رہی جاتی ہے۔

ناظرین! آپ نے دیکھہ لیا ہوگا کہ شروع سے آخر تک اس بات کا کوئی ثبوت نہین پیش کیا گیا کہ اتھرب وید بھی ویدون کے اندر شامل کیونکر ہے اور اس کا ملہم آگ ہوا سورج کے بعد جو چوتھا انگرا فرض کر لیا گیا ہے اوسکا نام کہان آیا ہے پس وہ اعتراض آریہ سماج پر بدستور قایم رہ جاتا ہے کہ عالمان یوروپ کی تحقیقات کے مطابق دراصل قدیمی وید تین ہی ہین جو تھا بہت پیچھے کی تصنیف ہے یعنے منوسمرتی کی تصنیف سے بھی بعد مین اتھرب وید کی تصنیف ہوئی ہے۔ لیکن اگر اتنے پر بھی کوئی آریہ صاحبان نہ مانین تو ناظرین! آپ ان کو مطلع کر دیجئے کہ اگر وہ پنڈت تلسی رام صاحب کی شایع کردہ منوسمرتی مین (اس لئے کہ دوسری کو آریہ صاحبان قابل اعتبار نہین سمجھتے) جایز اور ناجایز شلوکون مین سے بھی یہ بات نکال کر دیکھلا دیوین کہ:۔

اتھرب وید کا انگرا رشی ملہم ہے (یا برہما نے اتھرب وید انگرا سے دوبارہ حاصل کیا)۔

تو ان کو مبلغ سو روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ (بقیہ شرایط انعام دیکھو صفحہ ۳ حصہ اول)

ویدمنترون پرلان جھگڑی

ہندو دھرم یعنے جس گروہ کا نام آج کل ہندو مشہور ہے اسکی پاک کتاب (کلام الہی) وید ہین۔ جو کہ چار جلدون مین پائی جاتی ہین اور اُن کے نام رگ۔ یجور۔ سام۔ اور اتھرب ہین۔ سناتنی ہندو صاحبان کا خیال ہے کہ ان چار کتابون مین صرف وہ منتر ہین جن سے ھوم وغیرہ کیا جایا کرتا ہی اور کسی قسم کی دنیاوی قانون قاعدے انسان کو نیکی کے لئے ہدایتین یا اور کسی قسم کی ایسی باتین موجود نہین ہین یا اگر ہین تو وہ ایسے شکل مین ہین جن سے صرف نہایت اعلی درجہ کے عالم باعمل یعنے رشی منی صاحبان کچھ سمجھ سکتے ہین۔ چنانچہ وہ لوگ براہمن گرنتھون موسومہ شت پتھ گوپتھ۔ ایتریہ۔ اور تانڈیہ کو بھی بمنزلہ وید قرار دیتے ہین اور ان کو ہی ہر طرح کی ضروری ہدایتون کا مجموعہ تصور کرتے ہین۔ اُن کے بعد منو سمرتی وغیرہ کا درجہ ہے۔ لیکن سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی یہ منشا ہے کہ سوا رگ یجور سام اتھرب ان چار اصلی کتابون کے باقی کسی کتاب سے کچھ سروکار نہ رکھا جاوے یا یہ کہ اُن کی پرواہ بخش خاص حالتون مین کیجاوے۔

اس بات کو اور صاف کرنے کے لئے مین ایک معزز آریہ لیڈر صاحب کی تحریر ذیل مین نقل کرتا ہون۔ گورو کل جو ہر دوار مین کھولا گیا ہی اُس کے لئے چندہ ایک جا کرنے کی غرض سے ایک لیکچر انگریزی مین موسومہ گورو کل سکیم ۱۸۹۹ء مین از جانب لالہ رلا رام صاحب پریزیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب مقام لاہور شائع ہوئی تھی جس کے صفحہ اول سطر ۲ پر یون درج ہے

......The Arya Samaj derives its vitality, its strength in fact its very existence from the Vedas — What is heat and light to the sun, what are the vital processes

to animal organism, what is consciousness to the human mind; what are the brain centres to the mechanical movements of the human body, that are the Vedas to the Arya Samaj —

ترجمہ "آریہ سماج اپنی قوت اپنی طاقت اور حقیقت اپنا وجود بھی ویدون سے حاصل کرتا ہی۔ آفتاب کیساتھ گرمی اور روشنی کا جو تعلق ہی۔ حیوانات مین نس وغیرہ کا جو تعلق ہی۔ انسانی دل کیساتھ ہوش و حواس دیا سوچنے کی طاقت کے صحیح رہنے کا جو تعلق ہی۔ دماغی رگون کیساتھ جسمانی حرکات کا جو تعلق ہی۔ وہی تعلق ویدون کے ساتھ آریہ سماج کو ہی۔"

ناظرین! اوپر کے اقتباس سے صاف یہ ظاہر ہو رہا ہی کہ جس طرح اگر آفتاب کے اندر سے گرمی و روشنی علیحدہ کر دی جاوین تو وہان صرف سفیدہ رہ جاتا ہی گویا اسی طرح اگر آریہ سماج سے وید چھین لئے جاوین تو شاید اُسے اپنی ہستی قائم رکھنی بھی مشکل نہین بلکہ غیر ممکن ہو جائیگی۔ اور واقعی ہم دیکھتے ہین کہ سناتنی ہندو صاحبان کا تو ویدون کے بغیر کوئی ہرج نہین ہی اُن کے پاس بھگوت گیتا ہی ایک ایسی کتاب موجود ہی جو انسان کو مکتی یعنے نجات کے درجہ تک پہونچانے کے لئے

ف سوامی رام تیرتھ ایم اے مہاراج اپنے رسالہ رام اپدیش صفحہ ۲ سطر ۱۱ مین یون تحریر فرماتے ہین۔ جو امریکہ کے سب سے بڑے مصنف امرسن AMERSON کا گرو برہم چریہ کا پابند تھورو THORO بھگوت گیتا کے بارہ مین اس طرح لکھتا ہی کہ ہر روز مین گیتا کے پانی سے غسل کرتا ہون۔ اس کتاب کی تصنیف کو دیوتاؤن کے سالہا سال گزر گئے لیکن اس کے برابر کی کوئی کتاب ابھی تک نہین نکلی ہی۔ اسکی عظمت و خوبی ہماری آج کل کی تصنیفات سے اسقدر بڑھ چڑھ کر ہی کہ کئی دفعہ مین یہ خیال کرتا ہون کہ شاید اسکے لکھے جانے کا زمانہ بالکل نرالہ زمانہ ہوگا۔ ناظرین! آپ ہندو مسلمان عیسائی خواہ کوئی ہون ہر حالت مین اگر آپ کو معرفت الٰہی سمجھنے کا شوق ہی تو ایک مرتبہ بھگوت گیتا کو اصلی یا ترجمہ کی ہی شکل مین ضرور بالضرور

ل کافی ہی خاصکر جبکہ وہ صرف سات سَو شلوکون کی ایک مختصر کتاب ہی اور وہ بھی نہایت
ن سنسکرت اور شیرین الفاظ مین اپنے مطلب کو ادا کرتی ہی تو کون ہندو ہوگا جو ایسے
ان نسخہ کو چھوڑ کر ویدون کے اُس دلدل مین جا پھنسے جہان سے نکلنا مشکل ہی نہین بلکہ
ممکن ہی اور جس کے نہایت مشکل ہونے کا خود آریون کو اقرار ہی (جیسا کہ آگے اسی مضمون
ن بتلایا جاویگا) اتنا ہی نہین بلکہ ایسے ایسے (بھگوت گیتا کی مانند) بے شمار گرنتا ہین ہندوان
ے قبضہ مین موجود ہین جن کے بھروسہ وہ نہ تو ویدون کی پرواہ کرتے ہین اور نہ واقعی ویدون
ے بغیر اُن کا کوئی ہرج ہی۔ برخلاف اس کے آریہ صاحبان کا کوئی کام ویدون کے بغیر جیسا کہ خود
ن کا اقرار ہی نہین چل سکتا مگر جہان آریہ سماج کا ویدون سے ایسا تعلق ہے جیسا کہ انسانی
ن کیساتھ ہوش و حواس کا۔ وہان ہم دیکھتے ہین کہ ممبران آریہ سماج کو خود پتہ نہین کہ ویدون مین
لکھا ہوا ہے۔ نہ پہلے انہون نے پڑھا نہ اب پڑھنے کی کوشش کرتے ہین غرضکہ انہون
ے تو وید ہی انہین کتابون کو مان لیا ہی جو سوامی دیانند کی تصنیفات ہین لیکن ویدون کو ایک آڑ
رور بنا رکھا ہی۔ کہ جب کوئی معترض ان پر کوئی حملہ کرتا ہی تو وہ جھٹ ویدون کی ڈھال سے بچ
جایا کرتے ہین یعنے آریہ سماج کے مخالفین کو تو یہ معلوم نہین کہ ویدون مین کیا ہی اور کیا نہین
پس خواہ مخواہ انہین باتون کو ویدونکی تعلیم تسلیم کرنے کے لئے مجبور رہتے ہین جو اُن پر
ریہ صاحبان ظاہر کرتے ہین چنانچہ وہ ویدون پر توکچھ حملہ کر ہی نہین سکتے۔ اگر کوئی حملہ کیا جاتا ہی
وہ سوامی جی کی تصنیفات پر ہی کیا جاتا ہی جسکا وہ یہ جواب دیا کرتے ہین کہ ہمارا مذہب تو وید
پس ویدون مین کوئی نقص نکالو تو البتہ ہم سوچنے کے لئے تیار رہونگے (لیکن اگر کوئی
ین مین سے یہ دریافت کرے کہ آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہئے کہ ویدون کا کتنا حصہ خود پڑھا
ہی تو جواب صفر ۰۰۰۰ ہی مین ملے گا)
ناظرین! چونکہ ویدون کی ایسی عظمت آریہ صاحبان نے قائم کی ہی اور ہندوون کی
م کتابون کو (جن مین بھگوت گیتا جیسی لاثانی تصنیفات بھی شامل ہین) آگ مین جلا دینے
ہدایتین کرتے ہین پس آپ پر ہم اب یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ آج کل ویدون کے منترون کے
معنے مطلب کسطرح سمجھے جایا کرتے ہین پھر یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہوگا کہ آیا ویدون کے علوم

کو تفصیل کرنے مین مصروف ہونا ضروری ہی یا انہین دور ہی سے نمسکار کر دینا چاہئے۔
کتاب آریہ سماج کے دس نیمون کی تشریح (ہندی زبان مین) مصنفہ پنڈت موہن لال وشنو لال پنڈیا صاحب سابق دیوان ریاست جےپور (یکے از معزز لیڈران آریہ سماج) جو ۱۸۹۷ء مین مقام ویدک پریس اجمیر مین شایع ہوئی ہی اس مین تیسرے نیم (یعنے وید سب ستیہ ودیا کا پستک ہی۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے) کی تشریح مین حسب ذیل عبارت صفحہ ۳۷ سطر ۱۹ پر درج ہے۔

۔۔۔۔۔ ہمارے ملک کے وہ علما جو اپنے تئین ہندو نام سے پکارتے ہین ان کا یہ قول ہی کہ وید کے حروف کم و بیش ہوئے مین اس وجہ سے سب مذہبون کے آچاریہ (بزرگ) جتنے ارتھ کرتے ہین وہ سب صحیح اور ماننے لائق ہین اور اگر ان مین سے ایک بھی نہ مانا جائے تو سابقہ آچاریون پر عیب آتا ہی اور وے لوگ ایشور کے اوتار تھے وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ دیکھو مہیدھر اور گردھر کی تفسیرین مین صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۸ تک [illegible] وغیرہ منترون کے کیسے گندہ اور ناشائستہ معنے کئے گئے ہین کہ اونکو پڑھکر عقلمند انسان کو کیسی شرم اور نفرت معلوم ہوتی ہے اسیطرح پنڈت جوالا پرشاد جی اور اوسے پرکاش جی وغیرہ کی بھی کئی تفسیرین آج کل کے زمانہ مین بن گئی ہین جو اور بھی شائع کی جاتی ہین لیکن اب تک ہمارے ملک کے عالمون نے متفق الرائے ہوکر یہ یقین نہین کیا کہ جن ویدون کو ہم کلام الٰہی اور نہایت افضل خزانہ علوم عقل مانتے ہین اُن کے دراصل وہ ہی معنے ہین کہ جو اب تک سائن مہیدھر۔ جوالا پرشاد۔ اودے پرکاش اور گردہر تفسیر والے ٹھاکر پرشاد سنگھ جی نے کئے ہین یا ان کا کوئی صحیح ارتھ اور بھی ہی سب شاستر تو ویدون کی فضیلت کی از حد گیتین گا رہے ہین لیکن جو شخص ان تفسیرون کو پڑھ کر دیکھتا ہی تو پھر اسکا **دل انہین چھونے تک کو بھی نہین چاہتا**۔ کسی عالم نے جو یہ کہا ہی کہ ہمارے ملک کے سب مفسرین اور تشریح کنندگان نے اپنے من مانے ارتھ کرکے ویدون اور دیگر مستند پاک کتابون پر کلنک لگا دیا ہے یہ بات واقعی ٹھیک معلوم ہوتی ہے اور

سلہ شانتی نماوہ مین اس نام کی ایک خاص گائے ہے جسکی صفت یہ ہی کہ اس سے جو شخص جو کچھ مانگے وہ بلا دریغ حاصل کر سکتا ہی۔

اگرکسی کو شک ہو تو میدھر اور گریدھر کی تفسیرون کو پڑھ کر امتحان کرلیوے اور یہی وجہ ہے کہ غیر ملکی عالمان مذکورہ بالا تفسیرون کو پڑھ کر ہمارے ویدون کو گڈریے اور بچون کے گیت بتلاتے ہین۔ البتہ آریہ سماجیون نے تو اپنے آرتھ سے ویدون کی صحیح فضیلت سب پر روشن کردی ہے؎

(نوٹ) جیسی کچھ فضیلت ویدونکی آریہ سماجی تفسیرون سے ظاہر ہورہی ہے وہ سنسکرت وان صاحبان سے مخفی نہین ہے چنانچہ ناظرین کو معلوم ہے کہ اخبار پرچارک مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۵ کالم ۲ پر ماسٹر آتمارام جی یون تحریر فرمارہے ہین گورکل کانگڑی (جسپر مہاتما پارٹی کے تمام ممبران کو فخر ہے) کے ہیڈ پنڈت (جنکو سب سے بڑے ہونیکی وجہ سے نہ صرف ہیڈ پنڈت کا عہدہ آریون کی اس معزز انسٹی ٹیوشن مین دیا گیا ہے بلکہ آچاریہ کا خطاب بھی دیا گیا ہے) سے انکی ملاقات ہوئی اور انہون نے ان سے منجملہ دیگر باتون کے صاف طور پر یہ کہدیا کہ ”...... سوامی جی کا بھاشیہ **انگریزی لکھے پڑھے لوگون کو پھنسانے** کے لئے ہے“۔ اور موجودہ ممبران آریہ سماج مین چونکہ نہین نہین بلکہ ۹۹ سنسکرت سے مطلق ناآشنا ہین یہی وجہ ہے کہ اسقدر زیادہ صاحب اس مین شامل ہین اور دیانندی تفاسیر کے ڈھول کی پول کا کسی کو پتہ نہین۔ ورنہ سوامی جی کی تفسیر کا تو یہ حال ہے کہ اگر ہم اسکی مدد سے ویدون کو ادھین کرنا (یعنے طالب علم کی مانند پڑھنا) چاہین تو اگر دس منٹ مین وہ منتر معہ لفظی معنے کے ازبریاد کیا جاسکتا ہو۔ تو اسکی تفسیر یا یون کہو کہ سوامی دیانند کے دماغ کی گڑھنت محض شروع سے آخر تک سرسری نظر سے پڑھ جانے کے لئے ذہین سے ذہین طالب علم کو نصف گھنٹہ اور کہین کہین پر ایک یا دو گھنٹہ درکار ہے۔ یہ زبانی یا فرضی باتین نہین ہین بلکہ ہم اپنے ذاتی تجربہ کا نتیجہ ظاہر کر رہے ہین پس دراصل بات یہ ہے کہ سوامی جی نے سائنس فلاسفی جغرافیہ اقلیدس وغیرہ یا پارلیامنٹ سلطنت جمہوری ریل تار وغیرہ وغیرہ کی بھرمار کرنے کے لئے ویدون کے سیدھے سادھے الفاظ پر ایسے پیچیدہ خول چڑھا دئے ہین کہ اول تو ان کا (دیانندی تفاسیر کی مدد سے

پڑھنا ہی امر دشوار ہو رہا ہے اور اگر بالفرض سب کام چھوڑ کر ہم اس کے پیچھے ہی پڑ جاویں اور سارا وقت لگا کر کچھ حصہ ویدوں کا سوامی جی کی تفسیر کے مطابق پڑھ بھی لیویں تو سچ مچ سوا اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ہم بجائے ویدوں کا مطلب سمجھنے کے سوامی دیانند کے خیالات کا لب لباب ان کے ہی الفاظ میں البتہ خوب سمجھ لیویں گے۔ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج اپنی تفسیر میں نہ تو لفظی معنے ظاہر کرتے ہیں اور نہ انوے (ترکیب ترتیب الفاظ) ہی صاف صاف بیان کرتے ہیں (سوا چند مستثنیات کے) بلکہ وہ ایک ایک لفظ پر ایک ایک فقرہ گھڑ کر رکھ دیتے ہیں جس سے کہ پڑھنے والے کی عقل خبط ہو جاتی ہے اور آریہ سماجی صاحبان اس معمہ کو یوں من سمجھوتا کرنے کو مجبور ہوتے ہیں کہ وید بڑے مشکل ہیں ان کی عبارت کو سمجھنا کیا کوئی آسان کام ہے۔ دیانند اپنے زمانہ کا لاثانی عالم فاضل ہو گزرا ہے اس نے جو کچھ تفسیر کی ہے وہ غنیمت ہے اور ایک ایک حرف صحیح ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان سنسکرت سے ناواقف ممبران آریہ سماج کو ہم جیسے معقول پسند محقق کس طرح سمجھا سکتے ہیں کہ بھائی چاہے دیانند لاثانی عالم فاضل نہیں اس سے بھی بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر رہے ہوں ہمیں اس سے کیا مطلب۔ ہمیں آم کھانے سے مطلب ہے درخت گن کر ہمیں کیا کرنا ہے۔ سوامی دیانند نے چاہے جان بوجھ کر ویدوں کو اور بھی مشکل بنا دیا ہو کہ کوئی خاک بھی مطلب نہ سمجھ سکے یا ان کی زیادہ علمیت و زیادہ عقل سے ان میں اجیرن ہو گیا ہو کیونکہ ایسا بھی تو سنا جاتا ہے کہ جو بہت زیادہ عالم و فاضل ہوتے ہیں ان میں عقل کا اجیرن بھی ہو جایا کرتا ہے غرضیکہ خواہ کچھ ہی ہو مگر اس واقعہ سے کوئی سنسکرت دان ہرگز ہرگز بھی انکار نہیں کر سکتا کہ سوامی جی نے بجائے اس کے کہ جیسی کہ امید تھی کہ ویدوں کے معنے مطلب کو سابق والوں کی بہ نسبت آسان کر دیتے اسے ایسا اہم اور نہایت مشکل بنانے کی کوشش کی ہے کہ جس کا حد و حساب نہیں۔ ہماری اس بات کو آریہ صاحبان یقین نہ کریں گے اس لئے ہم ذیل میں ایک منتر درج کر کے لفظی معنے بھی پیش کئے دیتے ہیں۔ اور سوامی جی کی تفسیر بھی پیش کرتے ہیں جن کے مقابلہ سے یہ پتہ لگ جاوے گا کہ وید منتروں کے الفاظ کا ترجمہ مشکل نہیں ہے بشرطیکہ ان کا انوے (ترکیب ترتیب الفاظ) صحیح بتلا دیا جاوے

مگر سوامی جی ایسا کرنے کے بجائے اپنی بہت لمبی چوڑی عبارت منتر کے الفاظ کے معنے کیساتھ
اس طرح چپ چاپ شامل کر دیتے ہین کہ کیا مجال کہ ایسے تیسے طالب علم کو پتہ بھی لگ
سکے کہ وید کے الفاظ سے کسقدر بات نکلتی ہے اور سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی گھڑنت
کسقدر ہے - ہان مفسرین کا کام ہے کہ وہ مشکل اور ضروری باتون پر نوٹ و حاشیہ وغیرہ
دے کر مطلب کو حل کرین لیکن یہ یون ہونا چاہئے کہ اول منتر کے الفاظ سے جو کچھ معنے نکلتے
ہون وہ پیش کر دئے جاوین (چاہے گھوڑے کا عورت سے صحبت کرنا ہی کیون نہ نکلتا ہو
کیونکہ اگر الفاظ سے وہ ہی معنے نکلتے ہون تو کوئی مفسر یہ طاقت و مجاز نہین رکھتا کہ اسے علحدہ
کر سکے بلکہ ایسا کرنا پوری مغالطہ دہی ہے) اور بعدہ نوٹ یا حاشیہ مین اپنے خیالات یا التکار
(استعارہ) وغیرہ جو کچھ ضروری سمجھین ظاہر کرتے رہین مثلاً اُسی گھوڑے کی داستان کو (اگر بالفرض
منتر کے الفاظ سے وہ ہی ترجمہ ہوتے ہون) کو قائم رکھ کر ممکن تھا کہ سوامی جی اپنی تشریح
مین سمجھاتے کہ اس جگہ لفظ گھوڑا سے یہ مراد ہے - اور فلان لفظ سے فلان شے مراد ہے وغیرہ
اور اس بات مین سوامی دیانند صرف اپنی تشریح کے ذمہ وار رہتے اور ہم لوگون (ویدک طالب علمون)
کو یہ موقع مل جاتا کہ جو شخص دیانند کے دماغ کی تفریح سے واسطہ ہی نہ رکھتا ہو (یا نہ رکھنا چاہے)
وہ زبردستی دیانند کے دماغ کو اپنے اندر ٹھونسنے کے لئے تو مجبور نہ کیا جا دے اور وید
منترون کے معنی مطلب کو تو آسانی سے سمجھ سکے مگر خلاف اسکے اب تو یہ حال ہے کہ اگر ہم
سوامی دیانند کی تشریحون کو بالائے طاق رکھ کر وید منترون کو معہ معنے مطلب کے
یاد کرنا چاہین تو آریہ سماج کے پاس تو ایسے لوگون کے لئے کوئی علاج ہی نہین - اور ان کو
لاچار و مجبور آریہ سماجی تفسیرون سے ہاتھ دہونا پڑتا ہے اور آرین خیالات کے مطابق ہم ویدون
کی دیگر تفاسیر (سائن وغیرہ) کو ردی خانہ مین داخل ہی کر چکے ہین جیسا بس ہو چکا ویدون کے
معنے مطلب و اصلی حقیقت سے واقفیت حاصل کرنے کا اشتیاق ہی اشتیاق رہ گیا
(کم از کم ہمین تو ضرور اس بات کا افسوس ہے کہ باوجود ہزار کوششون کے دیانندی تفاسیر
کی مدد لیتے ہوئے ویدون کا خاک بھی معنی مطلب نہ معلوم ہو پایا) ذیل مین ہم ایک منتر
تمثیلاً پیش کئے دیتے ہین -

सहस्र शीर्षा पुरुषः सहस्राक्षः सहस्रपात् स भूमिं सर्वत-
-स्पृत्वाऽत्यतिष्ठद्दशाङ्गुलम् ॥ यजुः अ० ३१ मं० १॥

یہ مشہور و معروف پُرش سوکت کا منتر ہے اور اس یجورید کے اکتیسوین ادھیا کے تمام منترون کو سوامی جی نے اپنے رگویدادی بھاشیہ بھومکا مین یہ ثبوت پیدائش عالم پیش کیا ہی۔ (جسکو ہم بھی مضمون مین نقل کر آئے ہین) چنانچہ یہ منتر کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ ۱۱۸ پر درج ہے اس کا انوے (یعنے ترکیب ترتیب الفاظ) اور لفظی ترجمہ یون ہوتے ہین۔

सहस्र शीर्षा पुरुषः सहस्र अक्षः सहस्रपात् सः भू-
-मिं सर्वतः स्पृत्वा अत्यतिष्ठत् दश अङ्गुलम् ॥

اور اس کا لفظی ترجمہ ہمارے الفاظ مین یون ہوا :- (۱) پُرش (انسان یا پرمیشور) (۲) ہزارون سر والا (۳) ہزارون آنکھون والا (۴) ہزارون پانون والا ہی (۵) وہ پرش (۶) زمین کو (۷) سب طرف سے (۸) چھو کر (گھیرے ہوئے) (۹) دس انگلیون والے مین (۱۰) مقیم ہے۔

اس انوے کے ترجمہ سے واضح ہو گیا کہ جہان منتر مین صرف دس الفاظ ہین وہان اردو زبان مین بھی پورا مطلب ادا کرنے کے لئے صرف ۲۵ الفاظ (براکٹ چھوڑ کر) لانے سے کام چل گیا۔ معنے تو منتر کے اسی قدر ہین اب سوال حل طلب یہ رہ جاتا ہی کہ ہزار سر ہزار آنکھون وغیرہ سے کیا مطلب ہی اور دس انگلیون والی کیا شی ہی جس مین وہ مقیم ہی۔

ان سوالات کے جوابات کا مل طور پر ادا کرنا بیشک مفسرین کا فرض ہی لیکن وہ صرف اس طور پر ہونا چاہئے کہ اوپر کا لفظی ترجمہ درج کر دینے کے بعد تشریحین شروع کیجاوین تاکہ جو لوگ ویدون کو پڑھنا چاہین وہ اگر تھوڑی سی بھی سنسکرت جانتے ہون تو کامیاب ہو سکین۔ اور یہ بات تب ہی ہو سکتی ہی کہ وید منتر کے الفاظ کے لفظی معنے اول سمجھا دئے

جاوین بعد اسکے مفسر کی شخصی رائے یا اُس کی تشریح وغیرہ بیان کیجاوے لیکن ہم سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے وید بھاشیہ کو اس کے بالکل برخلاف پاتے ہین چنانچہ اس ۲ سطرون والے منتر کی تفسیر سوامی جی نے اکتیس ۳۱ سطرون مین لکھی ہے پس یون سمجھنا چاہیے اگر ہم دو منٹ مین اس منتر کو بغور پڑھ سکتے ہین تو سوامی جی کی عبارت مین ہمارا ۶۲ منٹ صرف ہوتا ہے مگر ہمین تو یہ تعجب ہے کہ پھر بھی مطلب حل نہین ہوتا۔ چنانچہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اس منتر پر ہم نے نہ صرف کئی گھنٹہ بلکہ کئی دن خراب کیا تھا مگر پھر بھی اول مرتبہ ناکامیاب رہا کیونکہ سوامی جی کی تفسیر عجیب بھول بھلیان مین گرفتار کرا دیتی ہے۔ مین نے پھر بہت عرصہ کے بعد دوبارہ کوشش کی مگر لاحاصل۔ تیسری مرتبہ ایک ہندی ترجمہ پُرش سوکت کا کسی آریہ صاحب کا تصنیف کردہ مل گیا پس اسپر بھی کئی گھنٹہ خراب کیا مگر لاحاصل آخر کار جب اس وہم کو کہ آریہ تفاسیر کے سوا دیگران (یعنے سناتنی وغیرہ) ردی خانہ مین پھینکنی چاہئین ترک کرکے ایک سناتنی پنڈت صاحب کی شاگردی کی تو تب یہ منتر صرف پانچ منٹ مین حل ہو گیا۔ اور پھر سوامی جی کی تشریح بھی صاف طور پر سمجھ مین آگئی کیونکہ مجھے صرف انوے (ترکیب ترتیب الفاظ) کو ہی سمجھنا تھا ہماری اس بات پر جن کٹر متعصب آریہ صاحبون کو اعتبار نہ ہو وہ سوامی جی کی تفسیر کی مدد سے چند منترون کو ادھین کرنا اپنے معہ معنے مطلب یاد کرنا شروع کردین اور پھر ان کو سب حقیقت کا پتہ لگ جاویگا۔

اب اس اوپر کے منتر پر سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا بھاشیہ ہم ذیل مین نقل کرتے ہین جس سے ناظرین کو ہماری صداقت کا پتہ مل جائیگا۔ اور اردو دان صاحبان کی واقفیت کے لئے ہم ساتھ ساتھ اردو ترجمہ درج کرین گے۔

(सहस्र शीर्षा) अत्र मन्त्रे पुरुष इति पदं विशेष्यमस्ति सह-स्र शीर्षेत्यादीनि विशेषणानि च ।

اس منتر مین لفظ پرش موصوف ہے اور سہسر شیرشا (ہزار سر والا) وغیرہ صفتین ہین۔

अत्र पुरुष शब्दार्थे प्रमाणानि ॥ पुरुषं पुरिशय इत्याचक्षीरन्

॥ नि० अ० १ खं० १३ ॥

اب لفظ پُرش کے معنے پر حوالہ جات پیش کئے جاتے ہین (حوالہ سنسکرت مین ہی اور اس کا مطلب آگے درج ہے) —

(पुरि०) पुरि संसारे शेते सर्वमभिव्याप्य वर्तते स पुरुषः परमेश्वरः ॥

پُری یعنے سنسار مین (جو سوتا ہی یعنے سب مین ویاپک ہوکر موجود ہو رہا ہی وہ پُرش پرمیشور ہی۔

पुरुषः पुरिषादः पुरि शयः पूरयतेर्वा पूरयत्यन्तरित्यन्तरपुरुषमभिप्रेत्य यस्मात्परं नापरमस्ति किंचिद्यस्मान्नाणीयो न ज्यायोऽस्ति किंचित् ॥ वृक्ष इव स्तब्धो दिवि तिष्ठत्येकस्तेनेदं पूर्णं पुरुषेण सर्वमित्यपि निगमो भवति ॥ नि० अ० २ खं० ३ ॥

وہ پُرش پُرشاد ہی (پُر مین رہنے والا ہی خواہ اسے (یعنے اس پُر یا سنسار کو) بھرپور کرنے والا ہے یس وہ اسے پورا کر دیتا ہو (اور یہ) اندر ہی اندر پُرش کو حاصل کر کے (نوٹ اس لفظ سے آگے سوامی جی کا فقرہ ہی پورا نہین ہوتا سنسکرت دان صاحبان غور فرمائین کیونکہ اس سے آگے سوامی جی نگھنٹو کا حوالہ پیش کرتے ہین جسکے معنے یون ہین) جس سے نہ تو کچھ پرے ہے اور نہ اپرے ہے (یعنے نہ آگے ہے اور نہ پیچھے ہے) جس سے نہ تو کوئی چھوٹا ہے اور نہ بڑا ہے (جو درخت کے مانند خنگی سے قائم ہے (جو آکاش مین اکیلا ہی ٹھیرا ہوا ہی اوس پُر مین رہنے والے سے یہ سب پورا کیا گیا ہی یہ بھی ایک نگم (ثبوت) ہی (یہ حوالہ نگھنٹو ۲-۳ کا ہی)

(पुरुषः) पुरि सर्वस्मिन् संसारे ऽभिव्याप्य सीदति वर्तते इति ॥

پر یعنے سارے سنسار مین جو ویاپک ہوکر رہتا ہے یعنے موجود ہے

(पूरयेतर्वा) यः स्वयं परमेश्वर इदं जगत् स्व स्वरूपेण पूरयति व्याप्नोति तस्मात् स पुरुषः ॥

جس اس سب جگت (خلقت) کو پرمیشور اپنے ہی سوروپ (شکل یا جو حالت ہو اس) سے بھرپور کر رہا ہے یعنے ویاپ رہا ہے (موجود ہے) اسوجہ سے وہ پرش ہے۔

(अन्तरिति) यो जीवस्याप्यन्तर्मध्येऽभिव्याप्य पूरयति तिष्ठति स पुरुषः तमन्तर पुरुषमन्तर्यामिनं परमेश्वरमभि प्रेत्येयमृक् प्रवृत्तास्ति ॥

جو جیو کے بھی اندر کے درمیان ویاپک ہوکر بھرپور ہو رہا ہے اور ٹھہرا ہوا ہے وہ پرش ہے۔ اس اندر رہنے والے پرش کو (جو کہ انتریامی (دل کی بات بھی جاننے والا) پرمیشور ہے اسکو) حاصل کرانے مین یہ رگوید کی رچا بھی مشغول ہے یعنے شاہد ہے

(यस्मात्परं॰) यस्मात्पूर्णात् परमेश्वरात् पुरुषाख्यात्परं प्रकृष्टमुत्तमं किंचिदपि वस्तु नास्त्येव पूर्वं वा (नापरमस्ति) यस्मादपरमर्वाचीनं तत्तुल्यमुत्तमं वा किंचिदपि वस्तु नास्त्येव ॥

جس بھرپور پرش نام والے پرمیشور سے بہتر اور کوئی بھی شے نہ ہے اور نہ کبھی سابق مین تھی (نا۰) جس سے اپر یعنے نئی یا اسکے برابر یا افضل بھی کوئی شے نہین ہے۔

तथा यस्मादणीयः सूक्ष्मं ज्यायः स्थूलं महद्वा किंचिदपि द्रव्यं नाभूतं न भवति नैव च भविष्यतीत्यवधेयम् ॥

اور جس سے چھوٹی یعنے سوکشم (لطیف) یا ستھول (کثیف) یا مہان (بڑی) کوئی بھی شے نہین تھی نہ ہے اور نہ ہوگی ایسا جاننا چاہئے۔

यः स्तब्धो निष्कम्पः सर्वस्यास्थिरतां कुर्वन्सन् स्थिरो-

नीस्ति । क इव (वृक्ष इव) यथा वृक्षः शाखा पत्र पुष्प फ-
-लादिकं धारयन् तिष्ठति तथैव पृथिवी सूर्यादिकं सर्वं
जगद्धारयन् परमेश्वरोऽभिव्याप्य स्थितोऽस्तीति ॥

جو نہ ڈگنے والا نہ ہلنے والا مگر سبھوں کو ڈگانے والا ہوتا ہوا ٹھہرا ہوا ہے۔ کس کے
مانند۔ درخت کے مانند جس طرح درخت اپنی شاخوں پتوں پھلوں اور پھولوں وغیرہ کا سہارا
ہو کر ٹھہرا رہتا ہے اُسی طرح زمین سورج وغیرہ سب خلقت کا سہارا ہوتا ہوا وہ پرمیشور انہیں
موجود ہو کر ٹھہرا ہوا ہے۔

यश्चैको ऽद्वितीयोऽस्ति नास्य कश्चित् सजातीयो वि-
-जातीयो वा द्वितीय ईश्वरोऽस्तीति । तेन पुरुषेण
पुरुषेण परमात्मना यत् इदं सर्वं जगत् पूर्णं कृतम-
-स्ति तस्मात् पुरुषः परमेश्वर एवोच्यते । इत्ययं मन्त्रो
निगमो निगमनं परं प्रमाणं भवतीति वेदितव्यम्॥

جو وہ ایک اکیلا اور دوتیہ یعنے (دو نہیں بلکہ ایک) لاثانی ہے (یعنے) اسکا کوئی ہم جنس نہیں
یا کوئی دوسرا ایشور نہیں ہے۔ اس بھرپور پُرش پرماتما سے جس سے یہ سب خلقت پورا کیا گیا
ہوا ہے۔ اسوجہ سے اسکو پُرش پرمیشور کہتے ہیں۔ اس لئے یہ منتر نگم یعنے بہت بڑا ثبوت ہے
ایسا جاننا چاہئے۔

सर्वं वै सहस्रं सर्वस्य दातासीत्यादि ० श० का० ७ अ० ५।
اب شت پتھ کانڈ ۷ انوباک ۵ کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ (جو کہ سنسکرت میں ہے)
सर्वमिदं जगत्सहस्रनामकमस्तीति विज्ञेयम् । (सहस्र
शी०) सहस्राणि असंख्यातान्यस्मदादीनां शिरांसि य-

२

स्मिन्पूर्णे पुरुषे परमात्मनि सहस्र शीर्षो पुरुषः ॥

یہ سب جگت (خلقت) ہزار نام والا ہو یا جاتا چاہئے (सह) ہزاروں یعنے
بے شمار ہم سب لوگوں کے سر جس پورے پرش پرماتما میں ہیں وہ ہزار سر والا پرش ہے

(सहस्राक्षः स०) अस्मदादीनां सहस्राण्यक्षीण्यस्मि-
-न्। एवमेव सहस्राण्यसंख्याताः पादाश्च यस्मिन्-
-वर्तन्ते स सहस्राक्षः सहस्रपाच्च ॥

ہم سب لوگوں کی ہزاروں آنکھیں ہیں جس میں اسی طرح پر ہزاروں یعنے بے شمار
پاؤں بھی جس میں موجود ہیں وہ ہزاروں آنکھوں اور ہزاروں پاؤں والا بھی ہے۔

(स भूमिं सर्वतः स्पृत्वा) स पुरुषः परमेश्वरः सर्वतः
सर्वेभ्यो बाह्यान्तर्देशेभ्यो (भूमिरिति) भूतानामुपलक्षणं
भूमिमारभ्य प्रकृतिपर्यन्तं सर्वं जगत्स्पृत्वाऽभिव्याप्य
वर्तते ॥

(بھومی) وہ پرش پرمیشور سب طرف سے یعنے اندر باہر کے مقامات سے
مخلوقات کے اشارہ سے گویا زمین سے شروع کرکے پرکرتی تک ساری (پیدا شدہ) خلقت
کو چھو کر یعنے اس میں ویاپک (موجود) ہو کر موجود ہو رہا ہے۔

दशाङ्गुलमिति ब्रह्माण्डहृदययोरुपलक्षणम्। अङ्गुल-
-मित्यवयवोपलक्षणेन मितस्य जगतो ग्रहणं
भवति। पंच स्थूलभूतानि पंच सूक्ष्माणि चैतदु-
-भयं मिलित्वा दशावयवाख्यं सकलं जगदस्ति ॥

اب دس انگلیوں والے کا مطلب کہتے ہیں۔ یہ برہمانڈ (تمام کرہ جات کا مجموعہ) اور
دل کا اشارہ ہے۔ انگلی عضو کے اشارہ سے محدود خلقت کو بیان بتلایا گیا ہے۔ پانچ ستھول
بھوت (عناصر کثیف) اور پانچ سوکشم (عناصر لطیف) یہ دونوں ملکر دس عضووں (انگلیوں)
سے شمار کیجانیوالی ساری خلقت ہوئی۔

अन्यच्च । पंच प्राणाः सेन्द्रियं चतुष्टयमन्तः करणं दशमो जीवश्च । एवमेवान्यदपि जीवस्य हृदयं द-शाङ्गुल परिमितं च तृतीयं गृह्यते । एतत् त्रयं स्पृत्वा व्याप्यात्यतिष्ठत् । एतस्माद्बहिरपि व्याप्तः सन्नवस्थि-तः । अर्थाद्बहिरन्तश्च पूर्णो भूत्वा परमेश्वरो ऽवतिष्ठ-त इति बोध्यम् ॥

اور بھی اس کا مطلب ہی۔ پانچ پران سانس یعنے دم کی قسمین دسواں خمسہ چار انتہ کرن (من۔ بدھی۔ چت۔ اہنکار یا قوت خواہش۔ قوت غور و خوض۔ قوت حافظہ اور وہم انانیت) اور دسوان جیو (یہ دس اشیا ان دس انگلیون سے مراد ہین)۔ اسی طرح کوئی تیسرا یہ مطلب لیتا ہی کہ جیو کا ہردے (مقام دل) دس انگلیون کے برابر کا ہی ان تینون کو چھو کرکے یعنے ان مین ہی ایک (موجود) ہو کر مقیم ہے۔ اور اس سے باہر بھی موجود ہوتا ہوا قائم ہی۔ یعنے باہر و اندر بھرپور ہوا ہوا پرمیشور ٹھہرا ہوا ہی ایسا جاننا چاہیے۔

ناظرین! آپ نے سوامی جی کا بھاشیہ دیکھ لیا اوپر کے منتر پر باوجود اسقدر لمبی چوڑی تفسیر کے ہمین اب تک بھی سوامی جی کے اس تمام عبارت کے اندر سے یہ نہین پتہ لگتا کہ وید منتر کے الفاظ کے معنے کسقدر تصور کرین اور سوامی جی کی نج عبارت (تشریح یا تفسیر وغیرہ) کسقدر سمجھین۔

ناظرین! اوپر کے منتر کی دیانندی تفسیر سے آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ پنڈت موہن لال وشنلال پنڈیا صاحب مصنف کتاب مذکور کا یہ کہنا کہان تک صحیح ہی کہ آریہ سماج نے ویدون کی سچی فضیلت کو عوام پر روشن کر دیا ہے۔ سچ تو یہ ہی کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے وید منترون کی تفسیر کو بذات خود ایک بھاری دلدل بنا دیا ہی جس مین پھنس کر ہم باہر ہی نہین نکل پاتے نہ لفظی معنے کا پتہ لگتا ہی نہ فعل فاعل مفعول کا کہین پتہ ہی اور نہ انوے آسانی سے ملتا ہے۔ ہان اگر سوامی جی کی ساری عبارت (جو کہ الفاظ کے معنے نہین بلکہ تشریح معہ شرح گھڑنت ہی) ہم ازبر یاد کر سکین تو البتہ ان کے ذاتی خیالات کا لب لباب ہمین ضرور حاصل ہو سکتا ہی۔

پنڈیا صاحب موصوف اس کتاب مین آگے چل کر حسب ذیل فرماتے ہین۔

"......اس لئے نیک لوگون کو شک و شبہ چھوڑ کر ماننا چاہیئے کہ وید سب ستیہ (سچی) علوم کی کتابین ہین اور ان مین کوئی استیہ (غلط) ایوکیت (بے دلیل) شمبھو (غیر ممکن) اور ناشائستہ بات درج نہین ہے۔ بلکہ ہم یہان تمثیلاً ایک منتر کے تو معنون کو ظاہر کرتے ہین جو ہرشچندر میگزین جلد بابت ۱۸۷۳ء نمبر ۸ مین یہ عنوان (اُنتری یعنے ویدون کی باریک بینی یا معنی خیز ہونا) شایع ہوا تھا اس سے ہی سب لوگ غور کر سکین گے کہ کیا یہ سب معنے واقعی صحیح ہی ہین"۔

ناظرین! مصنف کتاب ہذا نے چاہے جس منشاء سے وہ منتر پیش کیا ہو لیکن ہم اسکو یہان پر نقل کرکے آپ پر ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ ویدون کی عبارت اور محاورات ہی کچھ اس قسم کے ہین کہ بیچارے مفسرین ہزار ہزار کوشش کرین مگر اُن کو خاک بھی پتہ نہین چل سکتا کہ منتر کے مصنف کا (یا آریہ سماجی محاورہ مین اگنی وایو وغیرہ رشی خواہ پرمیشور کا) دراصل کیا مطلب تھا اور اس حالت مین ہم صرف یہی کہہ سکتے ہین کہ وید منترون کے معنے سمجھنے کی کوشش کرنے والون کی مثال لال بجھکڑون کے الل ٹپو باتون سے ملتی جلتی سی ہے۔

کہتے ہین کہ ایک جگہ پر ایک پنڈت صاحب ایک مولوی صاحب اور بھی کچھ لوگ جمع تھے۔ اتفاقاً ایک پکھیرو کے بولنے کی آواز آئی اور سب لوگ آپس مین رائے زنی کرنے لگے کہ معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ پکھیرو کیا کہتا ہے۔ غرضکہ سب لوگون نے ملکر پنڈت جی مہاراج سے دریافت کیا کہ آپ پنڈت اور عالم ہین۔ بتلایئے کہ یہ پکھیرو کیا کہتا ہے۔ اسپر پنڈت جی نے جواب دیا کہ وہ بھائی پکھیرو شری رام جی کا بھگت ہے بس وہ اپنی زبان مین اُن کا جپ کر رہا ہے یعنے وہ کہتا ہے کہ:-

رام لچھمن دشرتھ۔ رام لچھمن دشرتھ

۲ اس پر مولوی صاحب جو وہان موجود تھے بول اُٹھے کہ نہین یہ غلط ہو- وہ پکھیرو ایک وحدہ لاشریک کے سوا کسی دوسرے کو اپنا معبود نہین سمجھتا چنانچہ وہ یہ کہہ رہا ہو کہ-

سبحان تیری قدرت - سبحان تیری قدرت

۳- وہان ایک کسرتی جوان بھی موجود تھا جس نے کہا کہ اپ دونون غلطی پر ہین اس پکھیرو کی بات تو ہم نے خوب تاڑ لیا اور وہ کہتا ہو کہ-

گدا مگدر تر - گدا مگدر تر

۴- ایک افغان میوہ فروش صاحب بھی اس مجمع مین شامل تھے جنہون نے کہا کہ تم سب غلط بولتا ہے پکھیرو بولتا ہو کہ-

کشمش پستہ اخروٹ - کشمش پستہ اخروٹ

۵- ایک بقال بھی وہان بیٹھا تھا جسنے کہا کہ صاحبو آپ لوگون مین سے کسی نے یہ بھید نہین پایا- وہ پکھیرو کہتا ہو کہ-

دھنیا میتھی ادرک - دھنیا میتھی ادرک

۶- ایک کونجڑے نے بھی موقع کا مناسب فائدہ حاصل کرکے پانچ سوارون مین نام لکھانا چاہا پس وہ پکار اُٹھا- سب جھوٹے ہین وہ پکھیرو بولتا ہو کہ

لہسن پیاز گم خ[لہ] لہسن پیاز گم خ

غرضکہ اسی طرح ہر ایک شخص لال بجھکڑ بننے کو تیار تھا مگر یہ کون جانتا تھا کہ پکھیرو نے کیا کہا۔

ناظرین ابھی حال ہم وید منتروں کا بھی ہے ہیں۔ وید کے منتر اس پکھیرو کی آواز کی مانند ہیں اور اس کے مفسر صاحبان انہیں پنڈت مولوی میوہ فروش اور کسرتی وغیرہ کے مانند ہیں اور سب اپنی اپنی لال بجھکڑی کو عوام پر ظاہر کر رہے ہیں پس ایسی حالت میں ہم کسکو صحیح کہیں اور کسکو غلط سمجھیں جبکہ خود ان مفسرین کو ہی یقین نہیں کہ آیا وہ جو کچھ معنے مطلب منتروں سے نکالتے ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں اور نہ ہی وہ اس اعتراض کا جواب دے سکتے ہیں کہ اگر ان کی تاویل صحیح ہی تو دوسروں کی کیوں کر غلط ہے تو ہم لوگوں کا یہ خیال کرنا کہ ہم ویدوں کو پڑھ کر ان سے اپنی زندگی کے سدھار کی کچھ عمدہ نصیحتیں حاصل کر سکیں گے۔ محض وہم ہے کچھ علم نہیں ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہی کہ ہندوؤں کے بزرگوں نے جب دیکھا کہ ویدوں میں ایسی بڑ دست پول ہے کہ اگر یہ راز عوام پر ظاہر ہو گیا تو وہ لوگ ان کے معتقد ہرگز نہ رہ جاوینگے تو انہوں نے جہاں کشتریہ ویشیہ اور خاصکر شودروں سے ان کو پوشیدہ رکھا وہاں برہمنوں کو بھی یہ ہدایت کی کہ وہ انہیں صرف زبانی رٹ لیا کریں اور شادی بیاہ وغیرہ رسومات میں انکے منتر پڑھ دینے یا خاص خاص جگہ ہوم وغیرہ میں ان کا ورد کر لینے کے سوا ان کو زیادہ تکلیف نہ دیویں تاکہ وہ عوام کو اس جھانسے میں پھنسائے رہیں کہ بھائی کلام الہی اور تمام علموں کے خزائن وید ہی ہیں۔ اور ساتھ ہی ان عقلمند مگر چالاک برہمنوں نے یہ بھی کیا کہ طرح طرح کی دلچسپ کہانیوں کو گھڑ کر کتابیں تصنیف کر دیں جنکو بھاگوت پران وغیرہ ناموں سے موسوم کیا گیا اور یہ مشتہر کیا کہ مذہبی و دیندار لوگوں کو انہیں کتابوں سے کتھا سنائی جایا کرے چنانچہ

لہ یہ ایک میل کا نام ہے جو کسی قدر رکھتا ہوتا ہے۔

یہ رواج اب تک اہل ہنود مین جاری ہی اب جو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے اسبات پر زور دیا کہ تمام پرانون وغیرہ کو ناجائز سمجھکر صرف ویدون پر ہی سارا دار و مدار رکہا جاوے تو محقق لوگون کو ضرورت ہوئی کہ اب وہ اسبات کی پڑتال شروع کرین کہ آیا ویدون مین کیا کچھ لکھا بھرا پڑا ہی اور جب سنسکرت بیاکرن جاننے والون کو یہ معلوم ہوگیا کہ وید منترون مین یہ گنجائش ہی کہ ایک ایک منتر کے بیس بیس طرح کے معنے نکالے جا سکتے ہین تو پھر کیا دیر تھی۔ مانگی مراد مل گئی چنانچہ سناتنی صاحبان ویدون کے منترون سے اپنے اصولون یعنے پرمیشور کا اوتار یا بُت پرستی وغیرہ کو ثابت کرنے لگے اور جب آریہ پنڈت صاحبان ان پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ قدیم کتابون مین یہ بات نہین ہی پس تمہارا ارتھ غلط ہی تو وہ لوگ اس بات کا یہ جواب دیتے ہین کہ ان قدیم کتابون مین تو وہ باتین بھی نہین جو سوامی دیانند نے ویدون مین ہونا ظاہر کی ہین پس اگر ہماری تفسیر غلط ہی تو دیانند کی تفسیر کے صحیح ہونے کے لئے کونسی سند Authority موجود ہی خاصکر جبکہ سوامی دیانند کی تفسیر الفاظ منتر سے بالکل بے تعلق ہوتی ہی۔ تو اسے کیونکر صحیح تسلیم کر لیوین

ناظرین! سچ تو یہ ہی کہ چاہے ویدون کو ہم کلام آلہی تسلیم کر لیوین لیکن اس مین شک نہین ہی کہ اب ان کے سچے مطلب کو سمجھنے کی طاقت انسان مین نہین رہ گئی پس یون سمجھے کہ کوئی زمانہ ایسا تھا کہ جب انسانون کی زبان کچھ ایسی ہی ہوگی اور ان کے لئے ہی وید پرمیشور نے نازل کئے ہون گے مگر اب جبکہ ان کے معنی مطالب ہی کسی طرح پر حل نہین ہوتے اور ایک ایک منتر سے دس دس بیس بیس بلکہ اور زائد معنے نکالے جاتے ہین اور وہ بھی ایسے کہ ایک اکاش کو جاتا ہی تو دوسرا پاتال کو پہونچتا ہی تو بھلا ایسی منصف مزاج محققین ازرہ انصاف سے ہی کہیگا کہ کیا ان کی اُلجھنون کو سُلجھانے مین اپنا قیمتی وقت صرف کرنا زندگی کو اکارتھ و بیکار کھونا نہین تو اور کیا ہے۔؟

ہان! سوامی دیانند کی اس تعلیم نے آریون کو دیوانہ بنا رکھا ہی کہ دنیا مین کلام آلہی ایک ہی ہوسکتی ہی اور وہ دنیا کے شروع مین ہوا اس خیال کو مدنظر رکھکر وہ لوگ تمام دنیا کے مذاہب کو گمراہ لفظ سے مخاطب کرتے ہوئے اپنے تئین ہم چنین دیگرے نیست۔ سمجھتے ہین۔ اور اتنا ہی نہین بلکہ جہان وہ معمولی سنسکرت بلکہ ہندی تک بھی نہ جاننے کے باعث خواب

ہین بھی یہ نہین معلوم کر سکتے کہ ویدون مین کیا کچھ لکھا پڑا ہی وہان محض اردو حروف شناس بن کر ہی عیسائیون کی انجیل مسلمانون کے قرآن شریف اور ہندؤن کے پران وغیرہ کے ترجمون کو اردو مین پڑھ کر ان مذہبون پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہوئے ان کے بزرگان دین کو صلواتین سنانا ہی اپنی منزل مقصود سمجھتے ہین۔

ناظرین! اتنہین یہ معلوم کرنے سے تسلی ہوگئی کہ اسلام سوامی دیانند کی مانند یہ نہین سکھلاتی کہ دنیا مین صرف ایک ہی مرتبہ کلام الہی نازل ہوسکتا ہی بلکہ وہ اس سچے اصول کا سبق دیتی ہی جو دراصل قرین قیاس کے بھی مطابق ہی یعنے یہ کہ دنیا کے ہر ملک مین یعنے ہر زبان مین خدا نے ان بندون کی رہنمائی کے لئے الہام کئے ہین جنکے ذریعہ ان کو نیک نصیحتین یا سچا راستہ بتلایا گیا یا دوسرے لفظون مین یون سمجھئے کہ کلام الٰہی کا ہر ایک زبان مین نازل ہونا ممکن ہی کیونکہ اگر ایک زبان مین ہی کلام الٰہی نازل ہو تو دیگر قوم و دیگر ملک کے لوگون کو سچا راستہ کیونکر معلوم ہو سکے۔ بلکہ جس طرح گزشتہ زمانہ مین پاک روحین خدا کی طرف سے مختلف ملکون مین آئین اور نیکی و سچائی وغیرہ کی ہدایتین بنی نوع انسان کو دیکر واپس گئین اسی طرح آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہیگا کیونکہ یہ بھی قانون قدرت کے قاعدون مین سے ایک ہی (اسپر مفصل بحث دیکھو مضمون اوتار کی فلاسفی مین) الغرض سوامی جی کا دعوی کہ صرف وید ہی کلام الہی ہین ہر طرح پر رد ہو جاتا ہی۔ ہم یہ نہین کہتے کہ وید پاک کتابین نہین ہین۔ لیکن وہ کسی اور زمانہ کے لئے تھین پس اب ان کا پیچھا چھوڑ دینا چاہئے۔ کیونکہ اب ان کے معنے مطلب حل ہونا ہی ایک امر ناممکن ہو رہا ہے۔ اور اگر یہ بات غلط ہی (حالانکہ آگے کے ورقون سے معلوم ہو جاویگا کہ یہ امر واقعہ ہی) تو آریہ صاحبان و دیگر شائقین وید کو لازم ہی کہ وہ دل و جان سے اس بات کی کوشش کرین کہ ویدون کے معنے مطلب کو صاف کر دیوین اور تب اس بات کی بھی پڑتال کی جا سکےگی کہ آیا ویدون کی تعلیم دراصل نیکی انسانیت اخلاقیت سکھلانیوالی ہی تمام برائیون سے ہم کو روک کر راہ راست پر لے جانے والی ہی اور ایک وحدہ لاشریک پر برہم پرمیشور کی عبادت مین ہمین مشغول کرانے والی ہی یا اس کے خلاف۔

وید منترون کے معنے مطلب کو صاف کر دینے کے یہ معنے نہین ہین کہ کسی منتر سے جہان

مہیدھر نے گھوڑے کا عورت کے ساتھ صحبت کرنا ثابت کردیا ہی وہان دیانند نے ریل اور تار وغیرہ اُن سے برآمد کرلیا ہی اور شاید اب تک زندہ رہتے تو بلا تار کے تار برقی Wireless Telegraph کو بھی جو کہ ان کے بعد کی ایجاد ہی وید کے کسی منتر سے نکال لیتے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اگر مہیدھر کی وہ بات غلط ہی تو دیانند کی یہ بات کیونکر صحیح تسلیم کیجاوے جبکہ الفاظ منتر مین دونون کا پتہ نہین ملتا - ہم اپنی اس بات کی صداقت کے لئے ذیل مین ان متنازعہ فیہ دونون منترون کو پیش کئے دیتے ہین -

गणानां त्वा गणपतिं हवामहे प्रियाणां त्वा प्रियपतिं
हवामहे निधीनां त्वा निधिपतिं हवामहे वसो मम
। आहमजानि गर्भधमात्वमजासि गर्भधम् ॥ यजु०
अ० २३ मं० १९ ॥

یہ یجروید کے تئیسوین ادھیا کا انیسوان منتر ہی اس سے مہیدھر نامی بہت قدیم مفسر وید نے یہ معنے ظاہر کئے ہین کہ راجا کی عورت گھوڑے سے درخواست کرتی ہی کہ تو مجھ مین حمل قائم کر اور اس بات کو وہ اپنے الفاظ مین کچھ ایسے ڈھنگ پر ادا کرتا ہی جو بیہودہ شائستگی کے لحاظ سے تحریر مین نہین لایا جا سکتا لیکن ہمین نہایت تعجب ہوا یہ دیکھکر کہ منتر مین گھوڑے کا مترادف کوئی لفظ نہین ہی لفظ गणपति گنپتی جسکے معنے مہیدھر نے گھوڑا تبلایا ہی اور گھڑنت کرلی ہی کہ کوئی عورت گھوڑے کو مخاطب کررہی ہی سنسکرت لغت مین یہ معنی ہرگز ہرگز بھی ظاہر نہین کرتا بلکہ اس لفظ کے لفظی معنے یہ ہوئے گن کہتے ہین جماعت یا کلاس CLASS کو مثلاً نیک لوگون کی جماعت - بد لوگون کی جماعت - فوج کی جماعت - یا براہمنون کی جماعت - کشتریون کی جماعت وغیرہ وغیرہ - اور لفظ پتی पति کے معنے ہین مالک کے پس اس مرکب لفظ گن پتی کے معنے ہوئے جماعتون کا مالک چنانچہ اس سے پرمیشور بھی سمجھا جا سکتا ہی کوئی راجا وغیرہ بھی مانا جاسکتا ہی یا اہل ہنود اپنے گنیش دیوتا کا دوسرا نام گنپتی تبلاتے ہین - اب مہیدھر کا وہ بنا بنایا قلعہ بالکل چکنا چور ہوجاتا ہی اور اگر بالفرض اس منتر مین یہی بیان موجود ہو کہ کوئی عورت گنپتی سے یہ درخواست کرتی ہی کہ مجھ مین حمل قائم کر تو اس کے صرف یہ معنے

ہو سکتے ہین کہ کوئی عورت کسی مرد (انسان) سے جو کسی جماعت کا مالک یا سردار ہو ایسی خواہش ظاہر کرتی ہو اور اب اس صورت مین وہ بات کوسون دور رہ جاتی ہی جو مہیدھر نے اس منتر کے ارتھ مین ظاہر کی ہی پس یہ معلوم ہوا کہ وہ مہیدھر کی نیچ دماغ کی گھڑہنت تھی - اور ظاہر ہی کہ جو انسان جس قماش کا ہوتا ہی وہ گھڑہنت بھی ویسی ہی کیا کرتا ہی - چونکہ مہیدھر وام مارگی (عیاش اور آوارہ) تھا اُسنے اپنی گھڑہنت بھی ویسی ہی کر چھوڑی تھی -

اب دوسرا منتر دیکھیے -

युवं पेदवे पुरुवारमश्विना स्पृधां श्वेतं तरुतारं दुवस्य-
-थः। शर्यैरभिद्युं पृतनासु दुष्टरं चर्कृत्यमिन्द्रमिव चर्षणी-
-सहम्॥ ऋ० अ० १ अ० ८ व० २१ मं० १० (मं० १ सू० ११९ मं० १०)

یہ رگوید اشٹک اول انوواک ۸ ورگ اکیس کا دسوان منتر ہے۔ اسے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج اپنی رگویدادی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲۰۹ پر درج کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس منتر مین علم تار برقی کا ذکر موجود ہی۔ لیکن ہم یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ اس منتر مین مطلق ایسا کوئی ذکر موجود نہین ہی اور سوامی جی کس طرح اپنی نیچ گھڑہنت کو عوام کے روبرو یہ کہہ کر پیش کر دیتے ہین کہ فلان بات ویدون مین لکھی ہوئی ہی لفظ متنازعہ فیہ اس مین तरुतारम् ترو تارم ہے جسکے معنے سوامی جی سنسکرت مین یون کرتے ہین ताराख्यं यन्त्रं यूयं कुरुत اس کا ترجمہ یون ہوا تار نامی یئنتر (پیچ یا کل) کو تم کر یعنے بناؤ۔ پس ظاہر ہی کہ یئنتر کو تم بناؤ تو سوامی جی خود ایزاد کر رہے ہین اور اس لفظ ترو تارم کے معنے سوامی جی نے تار کیا ہی۔ اب جائے غور ہے کہ سوامی جی نے اس لفظ کے معنی جو تار نکال لیے ہین اس کے لیے ویاکرن یا تفسیر وغیرہ کا حوالہ دینا لازمی تھا۔ مگر وہ لاتے کہان سے جب کسی سنسکرت دان مصنف لغت وغیرہ کو خواب مین بھی یہ خیال ہوا ہوتا کہ تار برقی کی ایجاد کو ویدون سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی۔ ناظرین سوامی جی کی اس چال کو غور فرماوین کہ تار لفظ جو ہندی مین عام فہم ہو رہا تھا اس کا مفعول (تارم) اس

منتر مین نہ لکھکر سوامی جی جھٹ اسے لے دوڑے اور کہنے لگے کہ دیکھو ویدون مین تار ثابت ہو رہا ہے بعینہ جسطرح عیسائی لوگ ایش اوپنشد کے پہلے منتر ۱۱ ۵ کے پہلے مین لفظ ایشا دیکھکر سنسکرت سے ناواقف ہندو ن و یورپ والون پر ظاہر کرنے لگے کہ ویدون مین یسوع عیسیٰ کا ذکر موجود ہی لیکن ان کو یہ خبر نہ تھی کہ ان کی پول جلد کھل جائیگی اور بہت بڑے زبردست اعتراض کی بھرمار ہوگی چنانچہ اول اعتراض یہ ہی کہ یہان لفظ تارم نہین بلکہ ترو تارم ہی پس اگر تارم کے معنے تار کے ہین تو ترو کے کیا معنے ہین اور یہ کہ آیا یہ ترو تارم دو لفظ ہین یا ایک ہی غرضنکہ तरुतार ترو تارم کا ایک حصہ ترو سوامی جی نے وید منتر مین زائد اور فضول سمجھکر اسے نکال ڈالا اور بقیہ تارم کے معنے تار یعنی تو بھی تار کی خبر جو اہل یورپ کی ایجاد ہم دیکھتے ہین کہہ لیلا

دوسرا اعتراض یہ ہی کہ جو ہم لوگون کی عام بول چال مین ان دنون انگریزی کے ٹیلیگراف Telegr... لفظ کا ترجمہ ہندی یا اردو مین تار کیا جاتا ہی جو کہ اس لفظ کی ہی بگڑی ہوئی شکل ہی پس اس بات کا کیا ثبوت ہی کہ یہ زبان سنسکرت کا لفظ ہی اور اس مین بھی یہ لفظ یہی معنے دیتا ہی۔ اس بات کی شہادت مین ویاکرن سے ثبوت پیش کرنا لازم ہی اسکے علاوہ جہان کا یہ منتر ہے وہان پر کیا مضمون چل رہا ہے یہ بات بھی غور طلب ہے۔ اب ہم ناظرین کی واقفیت کیلئے اس منتر کا لفظی ترجمہ جو کہ سائن آچاریہ کی تفسیر سے لیا گیا ہے درج کرتے ہین۔

अश्विनौ[1] पुरु[2] पेरदवे[3] इष्ण्या[4] शयैः[5] पृतनासु[6] दुस्तरं[7] अभिद्युं[8]
चर्कृत्यं[9] इन्द्रमिव[10] चर्षणीसहम्[11] श्वेतं[12] तरुतारम्[13] दुवस्यथः[14] ॥

ترجمہ۔ (۱) اے اشونی (۲) تم دونون نے (۳) پیدو (نامی راجا) کیلئے (۴) قبول کئے جانے لائق (۵) بہادر دشمنون ناقابل فتح (۶) چمکنے والے (زرق برق) (۷) کام (۸) اندر کے مانند (۹) بہادری کرنے والے (۱۰) سفید (۱۱) گھوڑے کو (۱۵) دے دیا ہے۔

ناظرین آپنے دیکھ لیا کہ جہان بھید صرف اتنی ہی بات تھی کہ گھوڑے کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وید مین ایسا لکھا ہوا ہے وہان قیاس بھی اس بات سے منتفی نہین ہین بلکہ اگر ہم غلطی نہین کرتے تو سوامی جی نے اہل یورپ کو نیچا دکھلانے اور ہندو ن کو عیسائیت اسلام کے قلعہ سے محفوظ رکھنے کیلئے اسکے سوا اور کوئی علاج نہ پایا کہ جو انکے دل مین آیا وہ بلا پس و پیش لکھتے چلے گئے اور سب منترون کو ایک ہی گھاٹ اتار دیا کیونکہ یہ سنکر سب خاموش ہو جاتے تھے کہ وید ونکی ایسی ہی

غرضیکہ سوامی جی کو وید مین ... باتین پانے میں ... جو کچھ ویدون سے ... سوامی ... ویدون ... ... ویدون کی حقیقت ...

رکھتے ہوئے صرف اپنی گھڑنت کو طالب علمان وید کے دماغ مین ٹھونسنا چاہا ہی اور کچھ ایسی باتین بھی ہم دیکھتے ہین کہ مفسرین وید اکثر اوقات ویدون کی مشکل و پیچیدہ عبارت کو خود ہی نہین سمجھ پاتے اور لال بجھکڑی اصول پر کاربند ہو جاتے ہین غرضکہ دونون حالتون مین ہی ویدون کے معنے و مطلب کوسون دور رہ جاتے ہین چنانچہ یہ فیصلہ کرنا بھی ایک امر دشوار ہو رہا ہے کہ ویدون مین دراصل کیا کیا مضامین ہین اور کسقدر گھڑنت خاص خاص دماغون کی ان کے اندر شامل کر دی گئی ہین۔ اور جب یہ امر واقعہ ہی تو شاید جو معقول پسند اصحاب تعصب کے گہرے خندق مین نہین گرے ہین ان مین سے ۹۰ فیصدی ایسے ہون گے جو ہماری اس رائے سے اتفاق کرین گے کہ ہمین اگر اپنا سدھار کرنا منظور ہے تو ویدون کے نام پرستی ہونا ضروری نہین۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ ہندو دہرم کے سوا دُنیا کے اور کسی مذہب مین بھی کچھ سچائی ہی یا کہ بقول آریہ سماجی صاحبان سب گمراہ ہی ہین اور صرف ان کا وید ہی تمام سچائی و علوم کا مخزن ہی جسکی کہ کسی کو خاک بھی سمجھ نہین آتی۔

ناظرین! اگر وید ایسی کتابین ہوتین کہ اُن سے انسان نیکی اور سدھار کا سبق حاصل کر سکتا تو ہندوؤن کے بڑے بڑے عالمان و فاضلان اُن کو بالائے طاق رکھ کر بجائے گوتہ پُران یا بھگوت گیتا وغیرہ کو اسقدر رواج کیون دیتے۔

اب ہم اُس کتاب آریہ سماج کے دس نیم سے حسب وعدہ ایک منتر معہ تُو معنون کے نقل کرتے ہین وہ منتر حسب ذیل ہی۔

चत्वारि शृङ्गा त्रयो अस्य पादा द्वे शीर्षे सप्त हस्तासो अस्य। त्रिधा बद्धो वृषभो रोरवीति महो देवो मर्त्यां आवि-
-वेश ॥ यजु० अ० १७ मं० ९१॥

یہ یجروید کے سترہوین ادھیائے کا ۹۱ نوان منتر ہے اسکا لفظی ترجمہ از جانب پنڈت موہن لال وشنولال پنڈیا مصنف کتاب ہذا۔ یون ہی۔

ا۔ اسکے چار سینگ ہین۔ تین ۳ پیر ہین دو سر ہین سات ہاتھ ہین۔ اور تین طرح پر

بندھا ہوا وہ بیل چلاتا ہی (وہ ڈکراتا یعنے وہ بیل) مرنے والون (یعنے انسانون) مین آ داخل ہوا"

۲- دوسرا ارتھ از جانب مصنف نروکت (جوکہ سنسکرت کی نہایت قدیم کتابون مین سے ہی)

یہ شرتی (یعنے منتر) یگیہ کا اظہار کرتی ہو۔ چار وید اس کے چار سینگ ہین تین سون सवन (ابھی شینے کا لیجیہ) یعنے (۱) نیچی آواز (۲) اونچی آواز اور (۳) درمیانہ آواز اوراس کے تین پیر ہین۔ پرا ینیہ اور ادونیہ اس کے دو سر ہین ست گایتری وغیرہ چھند (جو گائے جاتے ہین) اس کے سات ہاتھ ہین اور منتر براہمن وکلپ ان تینون سے (تین طرح پر) بندھا ہوا وہ یگیہ بمثال بیل جوکہ تیج یعنے آگ کا دیوتا ہی انسانون مین ان کی بھلائی کے لئے داخل ہو رہا ہے۔

۳- تیسرا ارتھ از جانب مہابھاشیہ کار (یعنے سنسکرت قواعد کی نہایت مستند قدیم کتاب مہابھاشیہ کے مصنف نے اس منتر سے یہ مراد لیا ہی کہ)

یہ شرتی کلام یا لفظ کے بیان مین بیل کے استعارہ سے کہی گئی ہی۔ جیسا کہ۔ (۱) سنگیا संज्ञा (اسم) (۲) کریا क्रिया (فعل) (۳) اوپ سرگ उपसर्ग (زائد الفاظ) اور (۴) نپات निपात (نسبتی الفاظ) یہ چار اس کے سینگ ہین۔ اور بھوت (زمانہ ماضی) بھوشیہ (مستقبل) اور ورتمان (حال) یہ زمانہ کی تین قسمین اس کے تین پیر ہین۔ نتیہ اور کاریہ नित्य, कार्य یہ دو اس کے سر ہین۔ سات بھکتیان (گردان cases) اس کے سات ہاتھ ہین سینہ، گلا اور سر (جن سے الفاظ بولے جا سکتے ہین) ان تین مقامون مین یہ بندھا ہوا ہی۔ آواز دینے والا ہونے سے اس کا نام برشبھ (بیل) ہے یہ آواز کرنے والا بڑا دیوتا آواز (کل والا) مرنے والون انسانون مین داخل ہو گیا ہی۔

۴- چوتھا ارتھ از جانب شری رامانج اچاریہ مہاراج (جوکہ ویشنو فرقہ کے معزز بزرگ ہو گزرے ہین۔

یہ شری پرمیشور کے بیان مین ہی۔ چارون وید اس کے چار سینگ ہین۔ تین طرح
کے جیو یعنے (۱) نیتہ (ہمیشہ رہنے والے) (۲) بدّہ (جو بندھے ہوے یعنے جسم کے تعلق مین ہین)
(۳) مکت (نجات شدہ) یہ ہی اس کے تین پیر ہین۔ (۱) شدّہ ستو शुद्ध सत्व اور (۲) گنا تمک
ستو पुराणात्मक सत्व یہ اس کے دو سر ہین یعنے سر کے بجائے ہین۔ مہتتو महत्तत्व
وغیرہ سات پرکرتی (مادہ کی اوّلین حالت) اور بکرتی (شکلون کی تبدیلی) اس کے سات ہاتھ ہین
ایسا وہ مہادیو (سب دیوتاؤن سے بڑا دیوتا) افضل برشبھ (و بیل) یا سدیو (سدیو کے
لڑکے کرشن جی) اپنے (۱) سنکرشن (۲) پردیومن اور (۳) انرودّہ یہ تینون کرشن جی
کے لڑکے ہوتے ہین۔ ان تین شکلون سے انسانون مین بندھتا یعنے ظاہر ہوتا ہوا سب کو
نام والا اور شکل والا بناتا ہی اور مرنے والون یعنے جیتن (ذی روح) اور اجیتن (غیر ذی روح)
اشیا مین انتر اتما (اندر رہنے والا) ہو کر داخل ہوتا ہی۔

۵۔ پانچوان ارتھ از جانب بدّیا رتیہ مہاراج۔ (وشنو لوگون کے بزرگ)۔
یہ شرتی پرنو یعنے **اوم** پر ہے (جو کہ پرمیشور کو مخاطب کرنے والا خاص کلام ہے)۔
آ अ اُ उ م म اور غنہ تون یہ چار اس کے سینگ ہین۔ ادھیاتم (روحانی) ادھبوت (دنیاوی)
اور تجس (پر جاہ و جلال) یہ تین اس کے پیر ہین۔ چت اور اچت (حافظہ اور غیر حافظہ) کے دو
طاقتین بجائے سر کے ہین بھوہ وغیرہ سات لوک (کرّہ جات) اسکے سات ہاتھ ہین وراٹ
(مجموعہ کرّہ جات شمسی)۔ ہرینہ گربھ (تمام چمکیلی اشیا والا) اور ویاکرت ان سے تین طرح پر بندھا
ہوا وہ بیل کی مثال والا پرنو (اوم) برہم کے جاہ و جلال کو ظاہر کرتا ہی۔

۶۔ چھٹا ارتھ از جانب شری بلبھ اچاریجی (یکے از معزز بزرگان فرقہ وشنو)
یہ شرتی شری پشٹی لیلا والے پورن پرشوتم (پرمیشور) کا اظہار کرتی ہی۔ ان شری پرشوتم
کے چار نتیہ سدّہ وغیرہ سینگ یعنے افضل عضو کے مانند ہین اور تنوجا (یعنے جسم کو نیوچھاور کردینا)
وتّجا یعنے دھن دولت کو نیوچھاور کردینا) اور مانسی (یعنے دل کو نیوچھاور کردینا) یہ تین قسم کے خدمات
اس کے تین پیر ہین۔ سکھیہ یعنے دوستی کا خیال رکھنا اور آتم نویدن یعنے اپنے تئین غلام تصور
کرلینا یہ دو قسم کی بھگتی (اشتیاق سے ریاضت کرنا) اس کے دو سر ہین۔ کنٹھا (مذہبی کتابون

کو، سُناد غیرہ سات طرح کی بھگتی اس کے سات ہاتھ کے مانند ہیں۔

۷۔ ساتواں ارتھ متعلق شری بینو (راگ) پر ہے۔

یہ شری بین باجا کا اظہار کرتی ہے۔ گانے میں جو چار طرح کی آواز ہو وہ اس کے چار سینگ ہیں کومل وغیرہ تین سور اس کے تین پیر ہیں۔ لے اور سور یہ دو سر ہیں۔ سات رندھر اس کے سات ہاتھ ہیں۔ ہونٹھ اور دو ہاتھوں سے (یعنے ان تین سے) وہ بندھا ہوا ہے......
اسطور پر وہ بیل کی مثال والا بینو راگ انسانوں میں آداخل ہوا۔

۸۔ آٹھواں ارتھ متعلق سنگیت (علم موسیقی) ہے۔

یہ شری سنگیت (علم موسیقی) کا اظہار کرتی ہے اس کے تت۔ تبت۔ گھن اور دہمن ततत, वितत, घन, धमन یہ چار سینگ ہیں۔ تین گرام اس کے تین پیر ہیں لے اور سور دو سر ہیں سات سور یا ۲ مورچھنا सप्त मूर्च्छना اس کے سات ہاتھ ہیں۔ گلا اور ناف۔ اور منہ ان تین مقاموں میں بندھا ہوا وہ علم موسیقی بہ مثال بیل انسانوں کو خوش کرتا ہے۔

۹۔ نواں ارتھ متعلق ساہتیہ یعنے علم ادب Literature ۔

یہ شری ساہتیہ साहित्य (علم ادب) کا اظہار کرتی ہے اس کے آربھٹیہ आरभट्ट وغیرہ چار سینگ ہیں بکشنا ویجنا व्यञ्जना لکشنا लक्षणा اور دہو نی ध्वनि تین اس کے پیر ہیں چتر، مکس (و غیرہ سات اس کے ہاتھ ہیں نظم نثر اور راگ ان تین سے وہ (تین طرح پر) بندھا ہوا ہے۔ ایسا علم ادب بہ مثال بیل انسانوں کے دلوں کو خوش کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

ناظرین! آپ نے اس ایک منتر کے نو تفسیروں کو دیکھ لیا اب دسواں ارتھ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا بھی سن لیجئے۔

۱۰۔ یگیہ کے اوصاف یا الفاظ شاستر کے صفتوں کا اپدیش۔

معنے:۔ اے انسانو! جس کے صبح دوپہر شام ملنے کے اسباب چار وید سینگ اور دو نکلنا اور چھپنا سر اور سات گائتری وغیرہ چھند جسکے سات ہاتھ اور منتر اور براہمن اور کلپ ان تین

ترکیبون سے بندھا ہوا قابل حصول آرام دہ یگیہ صبح و دوپہر شام کے استعمال سے شور کرنا انسان سے اچھی طرح ملتا ہی اس کا برتاؤ کر تم لوگ آرام پاؤ۔

مطلب:- جو کر انسان یگیہ ودیا (علم متعلقہ ہوم وغیرہ) اور شبد ودیا (علم صرف و نحو) کو جانتے ہین وے مہاشے (صاحب فضیلت) اور ودوان (عالم و فاضل) ہوتے ہین۔

ناظرین! آپ نے یہ دسوان ارتھ سوامی جی کا بھی دیکھ لیا۔ سوامی جی کا ارتھ اگرچہ بالکل نمبر ۲ سے ملتا جلتا ہی اور شاید اُسی نروکت سے سوامی جی نے نقل کر لیا ہوگا کیونکہ سوامی جی نروکت کو مستند تسلیم کر چکے ہین لیکن اس مین صبح و دوپہر شام وغیرہ کچھ اپنی طرف سے بغیر ازادی کے سوامی جی کا کام نہ چل سکا آخر اپنے رنگ مین رنگنا بھی تو ضروری ہی تھا۔ خیر۔

اب ان دس طرح کے معنون کو دیکھ کر کون منصف مزاج ہوگا جو ہماری اس رائے سے متفق نہ ہو جاوے کہ واقعی ویدون کے مفسرین کو لال بجھکڑ ہونے کا خطاب دیا جا سکتا ہے۔ اور وہ بیچارے کرین کیا منتر مین الفاظ ہی کچھ اس قسم کے آئے ہین جبکہ لفظی معنے اس منتر کے یہ ہوتے ہین کہ ایک ایسا بیل ہی جس کے ۴ سینگ ہین ۳ پیر ہین ۲ سر ہین ۷ ہاتھ مین اور وہ تین طرف سے بندھا ہوا ہی تو واقعی اس پہیلی کو کون بوجھے آخر چار ناچار اس بکھیڑے کے رام لچھمن دشرت سبحان تیری قدرت۔ گنگا مگدر کسرت۔ وغیرہ کی مانند تُک مین تُک ملانے والون کے دماغون مین جو باتین پہلے سے بھری تھین وہ ہی اس منتر کے معنے مطلب مین ظاہر کر دی گئین۔ اور در اصل اس منتر سے کیا مراد تھی یہ تو تب معلوم ہو سکے کہ جس طرح پرمیشور نے چار رشیون کے دلون (انتہ کرنون) مین حسب قول سوامی دیانند مہاراج کے ان ویدون کا الہام کیا تھا اسی طرح اب پھر کسی ایک یا چار خواہ اور زائد رشیون کے انتہ کرنون مین دوسرا الہام بھیجکر بتلا دیوین کہ ویدون کے دقیق و پیچیدہ عبارتون کے معنے مطلب وغیرہ یون دنیا مین ظاہر کر دو۔

ناظرین! آپ ان دس تفسیرون سے چاہے جو نتیجہ نکالتے رہین لیکن اگر ہم سے کوئی پوچھے تو ہم نے جو نتیجہ اخذ کیا ہی وہ ہمارے الفاظ مین حسب ذیل ہی جس کے ہم خود ذمہ وار

ہین:- یعنے کہ یہ کوئی بات نہین ہی ناحق ان لال بجھکڑون نے اپنے دماغون کو حیران و پریشان کر رکھا ہی منتر کا مطلب تو بالکل صاف ہی اس منتر کے مصنف وام دیو رشی ہین جنکے نام حسب قاعدہ ادھیا یعنے باب کے شروع مین درج رہا کرتے ہین پس ہمارا خیال ہی کہ اتفاقاً وہ وام دیو مہاراج کہین کسی ملک کی سیر کرنے چلے جاتے تھے راستہ مین انہون نے ایک عجیب الخلقت جانور دیکھا جو بیل کے مشابہ تھا اسکو دیکھکر وام دیو مہاراج دنگ رہگئے کیونکہ انہون نے ایسا بیل یا کوئی دوسرا جانور اس قسم کا کبھی دیکھا نہ تھا کہ جس کے چار سینگ ہون دو سر ہون تین پیر ہون سات ہاتھ ہون اور وہ تین طرف سے بندھا ہوا چلاتا ہو- غرضکہ جب وام دیو جی نے بہت دماغ لڑایا مگر کچھ پیش نگئی تو آخر کار یہ سمجھ لیا کہ خدا کی قدرت کا کسی پتہ سے وہ قادر مطلق سرب شکتی مان ہی جو چاہے جو کرے کون اسکو روک سکتا ہے چنانچہ انہون نے یہ منتر تصنیف کر کے اپنے شاگردون کو پڑھا دیا اور سمجھا دیا کہ "ایشور کے سرب شکتی مان ہونے کے دیگر ثبوتون مین سے ایک ثبوت یہ بھی سمجھو کہ ہماری عقل تو ایسے عجیب و غریب جانور کو دیکھکر حیران رہ جاتی ہی لیکن وہ خالق مطلق ہی پس وہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہی-

ناظرین! واقعی سچ جانئے اس منتر کے مصنف یعنے رشی وام دیو مہاراج کی درحقیقت یہی منشا رہی ہوگی اور کون انکار کر سکتا ہی کہ وہ پرمیشور جسنے تمام خلقت کو بات کی بات مین پیدا کر دیا- جسنے سورج چاند اور ستارون کو جو کہ کچھ کم عجائبات نہین ہین ایک سیکنڈ مین گھڑ ڈالا جسنے اس زمین و آسمان کو جن مین تمام عجائبات ہی عجائبات بھرے پڑے ہین بلا مدد غیری پیدا کر دیا-

اور دور کیون جائین خود ہم اگر اپنے جسم پر ہی نظر دوڑادین تو ہمین ماننا پڑتا ہے کہ یہ اُس بڑے کاریگر کی عجیب و غریب کاریگری نہین تو اور کیا ہے کہ ایک چھوٹے سے جسم مین تمام برہمانڈ (مجموعہ کرہ جات) کی نقل موجود کر دی ہی و غیرہ و غیرہ-

تو بھلا پھر کون ایسا جاہل ہوگا جس کی عقل مین اسقدر ادنیٰ سی بات نہ جذب ہو سکے کہ اُس قادر مطلق نے اپنی قدرت سے ایک ایسا مخلوق وام دیو رشی کے روبرو ظاہر کر دیا تھا جسکا تذکرہ اس منتر مین کیا گیا ہی-

ناظرین! بھلا بیچارے رام دیو کو یہ کیا پتہ تھا کہ ویدون کا وہ سادگی کا زمانہ کافور ہو جاویگا
اور دنیا مین شایستگی کی دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتے ہوتے کوئی ایسا منطقی زمانہ بھی آجاویگا
کہ اس منتر سے بجائے اس کے کہ پرمیشور کے قادر مطلق ہونے کی صفت کا غور و خوض کرتے ہوئے
بندگان خدا یعنے شائقین وید اُس پروردگار کی یاد مین محو و مگن ہون - برخلاف اس کے اس
بیل کی بُری گت بنائی جاویگی - ایک اسے ویاکرن کے کالج مین کھینچے لئے جاتا ہے تو دوسرا علم
موسیقی کے مدرسہ مین لئے جاتا ہے - تیسرا اسے اپنے یگیہ مین دعوت دیتا ہے تو چوتھا اسکا
نتھنا پکڑ کر علم ادب کے درسگاہ مین لے جا رہا ہی - وغیرہ وغیرہ -

اور شاید رام دیو جی کو یہ تو کبھی خواب مین بھی نہ خیال آیا ہوگا کہ ایک زمانہ ایسا آجاویگا
کہ جب ایسے لوگ بھی پیدا ہو جاوینگے جو خدا کی طاقت کو محدود کرتے ہوئے یہ فیصلہ کر لیوینگے
کہ وہ مقررہ قانون قدرت سے خلاف کچھ کر ہی نہین سکتا نہ وہ ممکن کو غیر ممکن کر سکتا ہی اور نہ وہ آگ
کی گرمی کو رفع کر سکتا ہی یہان تک کہ ایک تل بھر بھی کسی مقررہ بات مین کمی زیادتی نہین کر سکتا - خواہ
وہ اپنے اس انوکھے گھڑنت کی تعریف بھی نہ بتا سکے ہون یعنے جب اُن سے پوچھا جاوے
کہ قانون قدرت (سرشٹی نیم) सृष्टि नियम کا ڈیفی نیشن تو بتلاؤ کہ کیا کیا باتین اس کے
زمرہ سے باہر رہ جاتی ہین تو کوئی ٹھیک اور مکمل ڈیفی نیشن بھی نہین بیان کر سکتے - لیکن تاہم بھی
وہ تمام دُنیا کے عاقلون عالمون اور فاضلون کو ہر وقت بیوقوف بنانے کا بیڑا اُٹھائے مستعد
رہا کرینگے - اور نہ بیچارے سیدھے سادھے بھولے ست جگی رام دیو رشی ویسی ہی خیال
گزرا ہوگا کہ کوئی ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائینگے جو زبانی تو ویدون کے سب سے بڑے محافظ
اپنے تئین ظاہر کرینگے مگر وہ جہان پرمیشور کی سرب شکتی مان (قادر مطلق) صفت کو گول
مال تشریح کے ذریعہ پرمت شکتی مان (محدود طاقت والا) ثابت کرنا چاہینگے وہان اس منتر
مین جس عجیب و غریب مخلوق کا بیان ہوا ہے اُس کے وجود سے تو یکبارگی انکاری ہی
ہو جاوینگے بلکہ وہ شاید یہ کہنے کو بھی تیار ہو جاوین تو تعجب نہین کہ اس منتر مین اگر کوئی
خاص قسم کا استعارہ وغیرہ نہین ہے تو بے شک وہ لغت و قواعد کی بر خلاف (ناجائز) ہین
جن کے ذریعہ سے اس کے یہ معنے کئے جاتے ہین کہ ایک ایسا عجیب و غریب مخلوق کا ذکر

پایا جاتا ہی۔ وغیرہ۔

ناظرین! اب جبکہ آپ نے خوب عمدہ طور سمجھ لیا کہ اس منتر کو جو شخص جدھر چاہے کھینچ لے جا سکتا ہی۔ صرف اس بات کی ضرورت ہی جس شئے کو اس سے ثابت کرنا منظور ہو اُس میں ۴۔۳۔ ۷۔۱۔۳۔ اشیاء بتلانے کی کوشش کی جانی چاہیے کہئے ناظرین اب کیا آپ بھی ایسی کوشش کرینگے کہ اس منتر سے اپنے اپنے خیالات اور مذاق کے مطابق اشیاء ثابت کرتے چلے جاویں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ کوشش کرینگے تو ضرور کامیاب ہونگے۔ خیر اوّل ہم پرمیشور کا نام لے کر قسمت آزمائی کرنا شروع کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ منجملہ دش کے ہم بھی خدا کے فضل سے کیا بجز لال بجھکڑ ثابت ہو جاتے ہین یا نہیں۔

لیجئے ناظرین! خدا کے فضل و کرم سے ہم آپ کو اس منتر پر پانچ لال بجھکڑی تفسیرین خود تصنیف کر کے سنائے دیتے ہین اور اب یہ فیصلہ آپ ہی پر چھوڑتے ہین کہ آپ چاہین تو ہم کو بھی ایک لال بجھکڑ تسلیم کر کے مشکور فرماوین۔ وہو ہذا۔

۱۔ پہلا لال بجھکڑی ارتھ۔

یہ شرتی علم جغرافیہ پر لگتی ہی۔ اسکی چار قسمین اس کے چار سینگ ہین یعنے (۱) فزیکل - Physical - طبعی (۲) اسٹرانامکل Astronomical (متعلقہ نجوم و علم سیارہ گان) (۳) جنرل General (عام جغرافیہ) (۴) اور پولٹکل Political (ملکی جغرافیہ)

(۲) خشکی اور تری (زمین اور سمندر) اس کے دو سر ہین۔

(۳) تین سمندر اس کے تین پیر ہین یعنے (۱) بحر پیسفک (۲) بحر اٹلانٹک (۳) بحر ہند۔

(۴) سات برۂ اعظم اس کے سات ہاتھ ہین (۱) ایشیا (۲) یورپ (۳) افریقہ (۴) شمالی امریکہ (۵) جنوبی امریکہ (۶) آسٹریلیا (۷) اور تمام دنیا کے جزیرہ جات کا مجموعہ برابر ہے ایک برۂ اعظم کے۔

(۵) یہ تین طرح کے سفر یا سیر سے بندھا ہوا ہے (۱) خشکی مین بذریعہ ریل و گاڑی وغیرہ

(۲) ترسی مین بذریعہ جہاز واگن بوٹ (۳) آکاش مین بذریعہ غبارہ یا بمان وغیرہ۔

(۲) دوسرا لال جھگڑی ارتھ۔

(۱) یہ شرتی برٹش گورنمنٹ ہند پر لگتی ہی۔ اس کے دو سر یعنے اول حضور گورنر جنرل و ایسرائے اور دوم ان کی کونسل ہین۔

(۲) اس کے چار سینگ چار طرح کے خاص انتظامات ہین یعنے اول سرحدی انتظام و فوجی نگرانی۔ دوم مہاراجگان و نوابان ملک سے تعلقات۔ سوم رعایا ہند کی حفاظت وغیرہ چہارم حاکمان و ملازمان رجج کلکٹر وغیرہ کا انتظام۔

(۳) اس کے تین پیر ہر صوبہ کی اعلیٰ کچہریان ہین یعنے اول ہائی کورٹ دوم کوٹنٹ جنرل اور سوم بورڈ آف ریوینو صیغہ مال۔

(۴) اس کے سات ہاتھ تمام ہندوستان کی سات لوکل گورنمنٹین ہین یعنے (۱) لفٹنٹ گورنر بنگال (۲) لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ اور آودہ (۳) لفٹنٹ گورنر پنجاب (۴) لفٹنٹ گورنر برہما (۵) گورنر بمبئی (۶) گورنر مدراس (۷) تمام چیف کمشنریان اور ریذیڈنٹ کل جنبیان وغیرہ۔

(۵) یہ تین طرف سے بندھا ہوا ہی اول اعلان شاہی ۱۸۵۷ء سے دوم قانون تعزیرات ہند وغیرہ سے۔ سوم عہدنامہ جات ایسٹ انڈیا کمپنی قبل از ۱۸۵۷ء سے۔

(۳) تیسرا لال جھگڑی ارتھ۔

یہ شرتی آریہ سماج پر لگتی ہے۔ اس کے چار سینگ ہین (۱) پرتی ندھی سبھا (۲) پرتی ندھی سبھائین (۳) پرادیشک سبھائین اور (۴) سماجین و کمیٹیان (جو ابھی عدم سے وجود مین آنیوالی ہی)

(۲) اس کے دو سر ہین اول شرتی (وید) اور دوم سمرتی (منو وغیرہ)

(۳) اس کے تین پیر ہین - اول کرم کانڈ (فرائض ہوم وغیرہ) دوئم اوپاسنا کانڈ - (عبادت و پرستش وغیرہ) سوئم گیان کانڈ (علم معرفت یا تارک الدنیا ہونا وغیرہ)

(۴) اس کے سات ہاتھ ہین - (۱) گوروکل و سنسکرت پاٹھ شالائین (۲) کالج و مختلف سکول (۳) یتیم خانہ جات (۴) پتری پاٹ شالائین یعنے لڑکیون کی درسگاہین (۵) آرین اخبارات (۶) بدھوا بواہ سبھائین (۱) انجمن شادی بیوگان) (۷) ویدپرچار فنڈ لیکھرام موریل فنڈ و دیگر فنڈ وغیرہ -

(۵) یہ تین طرف سے بندھا ہوا ہی - اول مانس (گوشت) پارٹی سے دوئم مہاتما پارٹی سے سوئم دونون سے علیحدہ یعنے آزاد خیالات کے ممبران کی پارٹی سے -

۴ - چوتھا لال بھجکڑی ارتھ :-

یہ شری سناتنی دہرم سبھا (معمولی ہندوون) پر لگتی ہی - اسکے چار سینگ براہمن کشتریہ - ویشیہ اور شودر ہین -

(۳) اس کے تین پیر ہین - اول کسی کا چھوا نہ کہانا - دوئم - ہندوستان سے باہر نہ جانا - سوئم - دہواؤن پر خوب ظلم کرنا اور ان کی دوسری شادی ہرگز ہرگز بھی نہ ہونے دینا -

(۴) اس کے دو سر ہین اول تبدیلی مذہب نہ کرنا - دوئم سنسکرت زبان مین جو کچھ لکھا ہو سب کو سچ اور دہرم کے مطابق سمجھنا -

(۴) اس کے سات ہاتھ ہین (۱) بت پرستی کرنا (۲) مُردون کا شرادھ کرنا (۳) قبرون کو بھی پوجنا (۴) پیدائشی براہمنون کو پرمیشور کی مانند سمجھنا (۵) آریہ سماجیون کی ہر بات مین مخالفت کرنا (۶) تیرتھون کے جاہل و بدچلن پنڈتون وغیرہ کو لاکھون روپیہ خیرات دیکر مالامال کر دینا (۷) شادی و غمی وغیرہ مین گھر پھونک تماشہ دیکھنا -

(۵) یہ تین طرف سے بندھا ہوا ہے اول پُرانے سمپردایون (فرقون) سے مثلاً

شیو۔ بیشنو۔ شاکت وغیرہ سے۔ دوم حنے (سمپرداون) سے مثلاً رامانوجی۔ بلبھ آچاری۔ دادو پنتھی۔ نانک پنتھی کبیر پنتھی وغیرہ سے۔ سوئم۔ نئے اور آزاد فرقون یا ہندو ہزم کی جڑ کاٹنے والون سے مثلاً آریہ سماجی۔ براہمو سماجی۔ رادہا سوامی والون۔ یا جینیوں۔ بودہون اور ناستک (منکر خدا) وغیرہ سے۔

پانچوان لال بجھکڑی ترجمہ

یہ شرقی ریل کے انجن پر لگتی ہی۔ انجن مین جو (۱) آگ کی جگہ (۲) پانی کی جگہ (۳) بھاپ کے رہنے کی جگہ اور (۴) کل پرزے کی جگہ مقرر ہین یہی اس کے چار سینگ ہین۔

(۲) اس کے دو سر ہین اول آگ دوئم پانی۔

(۳) اس کے تین پیر ہین۔ اول۔ ڈرائیور۔ دوم۔ گارڈ۔ سوئم بریکس ہین

(۴) اس کے سات ہاتھون کے بجائے سات مسافر گاڑیان اس مین جُتی ہوئی ہین

(۵) یہ تین طرح کے مسافرون سے بندھا ہوا ہے یعنے (۱) درجہ اول والون سے (۲) دوئم درجہ والون سے (۳) اور سوم و درمیانہ درجہ والون سے۔

ناظرین! ہم نے آپ کو اپنے پانچ لال بجھکڑی ارتھ سنا دئے اور اب اسی طرح آپ بھی اس منتر کی پہیلی کو سمجھنے کی کوشش کرین گے تو یقیناً آپ بھی لال بجھکڑی کا خطاب حاصل کر سکین گے لیکن شاید ہمارے آریہ بھائی یہ خیال کرین کہ اس منتر کے تو یہ معنے کئے گئے تو کیا اور منترون کے معنی مطلب بھی ایسے ہی پیچیدہ تو رہے ہی ہون گے؟ اس لئے ہم ایک منتر اور پیش کئے دیتے ہین جس کے بیس معنے کئے گئے ہین۔

لیجئے ناظرین! اوپر کے منتر پر تو نو شخاص نے نو طرح کے معنے مطلب نکالے تھے لیکن جو منتر اب ہم پیش کرتے ہین اس کے بیس ارتھ ایک ہی پنڈت نے کر دئے ہین۔ اور وہ کون؟ جو سوامی دیانند کے پیرو کاران مین سے ہین۔ یعنے پنڈت گردہاری لال شیر جی صاحب فرخ آبادی سابق راج اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ

(اتھرب وید کا بھاشیہ (تفسیر) شایع کرنے والے ہین (چونکہ اتھرب وید پر سوامی دیانند کی تفسیر موجود نہین ہے) پس اول منتر کے معنے مطلب کو بطور نمونہ ایک رسالہ کی شکل مین عوام کی واقفیت کے لئے شایع کر دیا ہے جس مین انہون نے اتھرب وید کے اول منتر سے ۲۰ معنے نکالے ہین - گویا اس نمونہ سے یہ ظاہر کیا جا رہا ہی کہ پنڈت صاحب موصوف اپنی اعلی لیاقت کے ذریعہ ایک ایک منتر سے ۲۰ بیس معنے مطلب ظاہر کرین گے - بہر طرح یہ کہ چاہے آریہ سماجی سنسکرت دان صاحبان تعصب کے باعث (چونکہ سوامی دیانند کے مقابلہ مین کسی کو ویدون کا مفسر ماننے کے لئے وہ تیار نہین ہین) اس نمونہ کی تعریف نہ کرین لیکن سناتنی بڑے بڑے معزز علماء سنسکرت و انگریز صاحبان بھی اس نمونہ کی تعریف کر رہے ہین جن مین سے چند کے نام و تعریفی فقرجات ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم ذیل مین نقل کرتے ہین رہا اس سے کہ ناظرین کو اول معلوم تو ہو جاوے کہ ایک منتر کے ۲۰ بیس طرح پر معنے کر جانا عالمان سنسکرت برا نہین بلکہ اچھا سمجھتے ہین - وہو ہذا -

(۱) مسٹر آر جی ایچ گرفتھ صاحب سابق پرنسپل بنارس کالج یون تحریر فرماتے ہین -

...... The work so far, appears to me to be excellent and I am sure that the whole if carried out with the same fulness & careful scholar-ship will be a valuable addition to Vedic literature — (Sd) R. G. H. Griffith

ترجمہ - یہ کام جہان تک مین قیاس کر سکتا ہون افضل معلوم ہوتا ہے - اور مجھے یقین ہی کہ اگر پورا نے اتھرب وید پر ایسی ہی عمدگی و لیاقت کیساتھ مکمل تفسیر اور شایع کر دیجاوے تو ویدون مین یہ ایک قابل قدر ایزادگی ہوگی -

(۲) شاستری رگھوبر دیال صاحب ایم اے - سنسکرت پروفیسر سینٹ سٹیفن

کالج دہلی اس کی تعریف مین ایک لمبا چوڑا مضمون لکھتے ہین اور اس کے بڑے مداح ہین۔

(۳) پنڈت ہرپرشاد شاستری مہامہوپادھیایہ (یہ خطاب سنسکرت کے نہایت اعلیٰ درجہ کے عالمون کا ہی) پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ اور رجسٹرار بنگال یونیورسٹی اور ممبر فیکلٹی Faculty بھی اس کی تعریف کرتے ہین۔

(۴) شری چتردھر مصر صاحب مہامہوپادھیایہ ریاست دربھنگا بھی اسے اچھا اور قواعد وغیرہ کے مطابق صحیح بتلاتے ہین غرضیکہ اسی طرح بنارس کے نہایت مشہور و معروف علماء سنسکرت نے بھی اس نمونہ کی از حد تعریف کی ہی۔

ناظرین! جبکہ اوپر کی شہادتون سے ظاہر ہو رہا ہی کہ ایک منتر کے بیس معنون کو اسقدر پسند کیا جا رہا ہی تو ہم اُن بیسوں ارتھوں کو مصنف کی ہندی تفسیر سے اردو مین ترجمہ کرکے آپ کے روبرو پیش کئے دیتے ہین پھر یہ آپ کا کام ہوگا کہ ریل تار جہاز اور سائنس کمسٹری وا ور جو نعمتین ان سے نکل سکین وہ آپ نکالتے چلے جاوین۔ ہمین تو اس منتر کے اندر صرف ایک پہیلی نظر آتی ہی جو کہ اسکے لفظی معنے سے ظاہر ہو جاویگی اس لئے اول ہم اس کو درج کرنا مناسب سمجھتے ہین۔ وہ منتر حسب ذیل ہے۔

ये त्रिषप्ताः परियन्ति विश्वा रूपाणि बिभ्रतः। वाचस्-
-तिर्बला तेषां तन्वो अद्य दधातु मे॥ अ०मं०१॥

اسکا لفظی ترجمہ یون ہوا۔

[1]ये [2]त्रिषप्ताः [6]परियन्ति [3]विश्वा [4]रूपाणि [5]बिभ्रतः। [8]वाचस्-
-पतिः [12]बलाः [7]तेषां [11]तन्वः [9]अद्य [13]दधातु [10]मे॥

ارتھ:- (۱) جو (۲) تین سات (۳×۷) والے (۳) سب (۴) صورتون کو (۵) گھوماتے ہوئے (۶) چل رہے ہین (۷) ان کے (۸) آواز کا مالک (۹) اب (۱۰) میرے (۱۱) جسم کو (۱۲) طاقت (۱۳) دیوے۔

ناظرین! بھلا دیکھیں تو سہی کہ آپ اس پہیلی سے کیا شے بوجھتے ہین وہ تین سات (۳×۷=۲۱) یا ۳+۷=۱۰ والی کیا اشیاء ہیں جو سب صورتون کو گھوماتے ہوئے خود چل رہی ہین اور اُن کی آواز (یا گویائی) کا مالک کون ہی جس سے جسم کی طاقت کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔ اچھا ناظرین آپ اپنے دماغ کو اس معمہ کے حل کرنے کی تکلیف پیچھے دیجئے گا اول اُن بیسوں تفسیرون کو تو سمجھ لیجئے

جو ایک ملان بجھکر ؑ نے بوجھ دی ہین۔

پھلا ارتھ ۔ سب جسمون کے قائم رہنے کا ذریعہ ہوتے ہوئے جو تین سات یعنے تین گُن اور پانچ حواس چھٹا دل ساتوین بدھی (عقل) یہ سب تمام کرہ جات کے درمیان ہر ایک مخلوق مین موجود ہو رہے ہین۔ ان اوپر کہے ہوئے گُن وغیرہ کی طاقت کو وہ وید کے آوازون کا مالک پرمیشور جلد ہی میرے جسم مین پیدا کرے۔

دوسرا ارتھ ۔ جو تین یعنے پانی زمین اور اکاش (خلا) مین رہنے والے طرح طرح کے جسمون والے مخلوقات چارون طرف گھوم رہے ہین سان پانی زمین اور اکاش والے جیون کے جسمون کو روحانی طاقت رکھنے والے ہین انکو ویدون کے مطلب کو جاننے والے عقلمند لوگ تارین بلکہ اگر وہ میری (پرمیشور کی) خوشنودی چاہتے ہین تو سب جیوؤن کی حفاظت کرین۔

تیسرا ارتھ ۔ جو بیس مین ملے ہوئے تین (۱) پانی (۲) آگ اور (۳) ہوا دمان (غبارہ) وغیرہ کے بیچ مین کی طرح کی طاقتون کو قائم کرتے ہوئے ان کل بیج کے اندر رکھا کرتے ہین ان آگ ہوا اور پانی کے جسم کے ملاپ سے ہونے والی طاقتون کو ویدون کا جاننے والا اب جبکہ مین (یعنے پرمیشور) نے ویدون کو دنیا مین اپنے گیان (علم) سے روشن کر دیا ہے میرے پیدا کئے ہوئے ویدون سے حاصل کرین۔

چوتھا ارتھ ۔ جو تیون کرّون مین رہنے والے جیو ہین سو جب تمام طرح کے جسمون کو چھوڑکر پرلے کال (قیامت) مین مجھ مین مقیم ہو گئے (تو تب) ان مین سے میری آواز جو وید ہے اسکا جاننے والا آج پیدائش کے شروع مین جسمانی اور روحانی طاقت رکھتا ہوا جسم کو حاصل کرے۔

پانچوان ارتھ ۔ جو تین ٹ ہوئے بات پت کف اور سات (خون چربی وغیرہ دھاتو جو جسم کے اجزا ہین) جو تمام مخلوقات کے زندگی کے ذرائع ہین ان سب دھاتوؤن کا مالک یعنے سب سے بڑھکر ویدون (منی) ہے وہ برہم چریہ کی حالت مین تجھ برہم چاری کے جسم اور آواز کی طاقت کو بڑھاوین۔

نوٹ ۔ یہان علم ڈاکٹری یا حکمی بھی اس منتر مین آگیا۔

چھٹا ارتھ ۔ جو ہمیشہ سے ملے ہوئے تین یعنے برہم جیو اور پرکرتی طرح طرح کی صورتین

رکھتے ہوئے سب جگہ موجود ہین ان مذکورہ بالا تینون کے جسمون مین ویدون کے
جاننے والے عام لوگ میری طاقت کا ہونا سمجھین۔

نوٹ۔ یعنے ناظرین آریہ سماج کا بڑا بھاری اصول یعنے تین چیزون کے قدیم ہونے کا ثبوت بھی اس منتر سے مل گیا مگر تعجب ہے کہ الفاظ تینون کے جسمون مین کہتے ہوئے یہ خیال نہ رہ گیا کہ پرمیشور نراکار (بلا جسم والے) کو جسم والا کہے ڈالتے ہین۔

ساتوان ارتھ۔ جو تین یعنے دیو۔ بھوت اور آتما سے ہونے والے تین طرح کی تکالیف سے جسم والون کو حاصل ہوتے ہین ان تین طرح کی تکالیف کو ویدون کا پڑھنے والا ویدون کی روشنی کے زمانہ مین میری مہربانی سے جسم مین قائم رکھتے یعنے ان تکالیف کو تکالیف نہ سمجھے۔

آٹھوان ارتھ۔ جو تین ضرب سات (۳ × ۷ = ۲۱) یعنے اکیس مورچھنا۔ یا تین گرام تین ستھان تین ماترا تین لی وغیرہ ہر ایک تین تین اور سات سور ۲۱ کی طرح کے راگون وغیرہ کو ظاہر کرتے ہوئے گانے مین بار بار آتے ہین ان کے انگ اُپانگ (شاخ در شاخ) کی طاقت کو ویدون کا جاننے والا انسان ویدون کی روشنی کے زمانہ مین میرے گیان (علم) سے جانے۔

نوان ارتھ۔ جو تین × سات (۳ × ۷ = ۱۰) ملکر دس ہوتے ہین یعنے جو نو ہندسے اور دسوان صفر ہے اور وہ ہزار دس ہزار سو ہزار وغیرہ ہونے سے بہت قسم کی شکلون کو رکھتے ہوئے علم حساب کتاب مین بار بار آتے ہین پس عام لوگ اب یعنے ویدون کے ظاہر ہو جانے پر ان ہندسون کی طاقت کو یعنے مختلف قسم کے حساب کتاب کے ذریعہ ترقی کرنے کو میرے جسم رکھنے والون کے نہایت فائدہ کے لئے قائم کرین۔

دسوان ارتھ۔ جو تین کرہ جات (آکاش پاتال اور پرتھولوک یعنے اوپر کا کرہ نیچے کا کرہ اور یہ زمین) اور آفتاب وغیرہ سات کرہ جات یا سات رشیون (کے مجموعہ) کا کرہ طلوع غروب ہونے سے مختلف اقسام کی شکلون کو رکھتے ہوئے آفتاب وغیرہ سیارہ گان کے چارون طرف یا اپنے ہی (محل) (کیلی) پر گھومتے ہین۔ اب ویدون کے ظاہر ہونے پر عام لوگ میری مہربانی سے ان تینون کرہ جات اور آفتاب وغیرہ سیارہ گان کے منڈلون (چکرون یا دائرون)

کی تیزی وغیرہ کی ترقی اور تنزلی کو جانین۔

نوٹ۔ کیا اگر وید نہ ظاہر ہوتے تو ان سورج وغیرہ کے گھومنے مین کمی ہو جاتی۔

گیارھوان ارتھ۔ جو ہمیشہ ایک دوسرے کے بعد رہنے والے خاصکر موسم سردی گرمی اور برسات ان حالتون کی تبدیلی کے باعث مختلف قسم کی شکلون کو رکھتے ہوے بار بار سردی کے بعد گرمی پھر برسات اور بعدہ سردی آیا کرتی ہے پس اب ویدون کا ظہور ہونے پر عام لوگ ان موسمون سے جسمون مین کمی کرنے والی طاقت کو میرے مہربانی سے جسم مین قائم کرین یعنے تسلی کیساتھ برداشت کرین یا دہاتون (خون وغیرہ) کے مختلف تبدیلیون کے ذریعہ ان کو روکین (یعنے جسم ان سردی گرمی کی کمی زیادتی خاص ذرایع سے کیجاوے)

بارھوان ارتھ۔ جو ۳۔۲۔۱ (۱، ۲، ۳) ایس सु سو وغیرہ بھکتیان (سنسکرت قاعدہ کی ایک گردان) ہین یا تین تین ملی ہوئین یعنے واحد۔ دو اور جمع خواہ متکلم وغیرہ I, II & III person خواہ ماضی حال مستقبل ان تفرقون سے ملے ہوئے तिप् سو وغیرہ तिप् تپ وغیرہ (فعل کی گردان) جو بھکتیون کا مجموعہ مختلف قسم کے شکلون والے جملہ الفاظ سے علیحدہ رہتے ہین خواہ تمام الفاظ کے درمیان گھومتے ہوئے بار بار آتے ہین پس عالم لوگ ان بھکتیون کے مجموعہ کے علم کی طاقت سے جلد ہی اپنے جسم کی مانند وید شاستردن کو حاصل کرین۔

تیرھوان ارتھ۔ جو ملے ہوے اکار اوکار مکار (अ + उ + म) کے تین حروف اور بھوہ بھوہ سوہ (भूः भुवः स्वः) کے تین ویاہرتی (یہ ان الفاظ کو کہا جاتا ہے) اور اوم بھوہ۔ اوم بھوہ۔ اوم سوہ۔ اوم مہہ۔ اوم جنہ۔ اوم تپہ۔ اوم ستیم کے سات مہا ویاہرتی سب جیون کی پرورش کرنیوالے تینون ویدون سے نکلتے ہین پس عالم لوگ اتھروید کے ظاہر ہونے پر میرے ذریعہ ان اکار اوکار مکار کی طاقت سے فائدہ حاصل کرین۔

نوٹ۔ اتھروید ہی کی کیون خصوصیت لکھی گئی کیا اسوجہ سے کہ ان لال بجھکڑ ہی معنون کے مصنف صاحب اس وید کے مفسر بننا چاہتے ہین

چودھوان ارتھ۔ جو طرح طرح کے جسمون کو رکھنے والے جیو سب کرہ جات مین

میں موجود ہیں جیو حالت جاگنے سونے اور غفلت کی نیند (سوشوپت) ان تین حالتوں سے
تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن ان سب جیوں کے درمیان میں جو بیدار رہنے والے گیانی (عاقل)
لوگ ہیں وے اب بکھیرے ہوئے طاقتور جسم کو جسمیں چوتھی حالت تریا (اوپر کی) جاگنے والی حالتوں
کے سلسلہ میں یہ چوتھی حالت سمجھی جاتی ہے یعنے وہ حالت جسمیں انسان یاد الٰہی میں ایسا محو و مستغرق
ہوجاتا ہے کہ مانند غفلت کی نیند کے ظاہر ہوتا ہو اسے حاصل کر کے قائم رکھیں۔

پندرہواں ارتھ ۔ جو لڑکپن جوانی ضعیفی ان تین (حالتوں) سے متعلق ہے اور ان
باعث ان حالتوں سے پیدا شدہ مختلف جسموں کی تبدیلیوں سے بھی تعلق رکھنے والا جیو طرح طرح کے کاموں
میں مشغول ہو کر گھومتے ہیں ان جیووں کے درمیان عالم لوگ اپنے ایشور کی خوشنودی کیلئے یا مجھے حاصل کرنے
کے لئے جسم سے دھرم وغیرہ کی طاقت کو پیدا کریں۔

سولھواں ارتھ ۔ جو عورت مرد اور نامرد ان ہر سہ نشانات والے ہیں۔ اور ان نشانات کو
رکھنے والے جسم دنیا میں گھوم رہے ہیں پس ان وغیرہ نمونوں کا مالک اتما اپنے افعال کی طاقت سے
ان عورت مرد اور نامرد کے نشانات والے جسموں کے درمیان مجھ سے ہوئے جسموں کو قائم رکھیں۔

سترہواں ارتھ ۔ جو تین طرح کے افعال (سنچت کریمان اور پراربدھ) میں وہ تین طرح
کے (اتنتیہ نیمتک اور کامیہ) افعال سے اعمال میں اسی نے مختلف اقسام کے جسموں کو رکھتے ہوئے جیو
چاروں طرف گھوم رہے ہیں۔ ان جیووں کے درمیان تینوں ویدوں کے معنی مطلب کو جاننے والا انسان
اب میری محبت یا میرے حصول کے لئے جسم سے محنت کرے۔

اٹھارہویں ارتھ ۔ میں دھرم ارتھ کام (مذہبی فرائض ضروریات دنیاوی
خواہشات و شہوت) کا ذکر کیا ہے

انیسویں ارتھ ۔ میں گیان (معرفت الٰہی) کرم (افعال) اوپاسنا (مراقبہ) کا
ذکر کیا ہے۔

بیسویں ارتھ ۔ میں دیوتا رشی پیتر کا ذکر کیا ہے۔

اکیسویں ارتھ ۔ میں سجاتی (ہم جنس) بجاتی (غیر جنس) اور سوگت (خود بخود)
کا ذکر کیا ہے۔

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ ایک چھوٹے سے منتر کے ۲ معنے صرف ایک پنڈت کے کئے ہوئے تفسیر مین پائے جاتے ہین پھر کیا کوئی خاک پتہ لگا سکتا ہی کہ آیا ویدون مین کیا کچھ لکھا پڑا ہی بھرا پڑا ہی۔ اچھا اگر ایسے ہی لال بجھکڑی پر سارا دار و مدار ہی تو لیجیے ناظرین! ہم بھی خدا کا نام لیکر کوشش کرتے ہین دیکھین اس لال بجھکڑی ارتھ بنانے مین کامیاب ہو جاتے ہین یا کہ نہین۔

پہلا لال بجھکڑی ترجمہ۔ جو تین سات کی گورنمنٹ ہی یعنے وایسرا ہند و وزیر ہند یا سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا Secy of State for India اور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ان کا مجموعہ جو ہند کی گورنمنٹ کہلاتی ہی وہ سات صوبجات یعنے (۱) بنگال (۲) ممالک متحدہ آگرہ و اودھ (۳) پنجاب (۴) بمبئی (۵) مدراس (۶) ممالک متوسط (ناگپور) اور (۷) برہما پر حکومت کرتی ہی۔

پس مذکورہ بالا ۳×۷ تین سات والی گورنمنٹ ہند (سب صوبون کو گھوماتی ہوئی یعنی چلاتی ہی یعنے) تمام باشندگان ہند کو قانون کی پابندی مین جکڑے ہوئے اپنی حکومت کر رہی ہی (انکی آواز کا مالک یعنے) عدل و انصاف کے فیصلون کے اعلیٰ حاکمان یعنے جج صاحبان ہائیکورٹ (اب میرے جسم کو طاقت دین یعنے) ہمارے مقدمون کو فیصل کر کے ہمارے جسم کی مانند جایدادون وغیرہ کی طاقت کو برقرار رکھین۔

دوسرا لال بجھکڑی ترجمہ۔ جو تین سات والا اخبار ہی یعنے وہ (۱) ایڈیٹوریل (۲) علم خبرین (۳) مراسلات ان تین حصون مین منقسم ہی اور سات طرح کے مضامین اس مین شایع ہوتے ہین یعنے (۱) ملکی (۲) اخلاقی (۳) مذہبی (۴) لطیفہ جات (۵) تاریخی واقعات بڑے لوگون کی سوانح عمریان (۶) کتابون پر ریویو (۷) اشتہارات وغیرہ وہ اخبار (سب صوبون کو گھماتے ہوئے چل رہے ہین یعنے ناظرین کے دماغ پر اپنا اثر ڈالکر انکے خیالات کو گھماتے ہوئے اپنی ہستی قایم رکھتے ہین) انکی آواز کا مالک اب میرے جسم کو طاقت دیوے یعنے) ان اخبارات کے مالک یعنے ایڈیٹر صاحبان اپنے قلم کے ذریعے ہمارے دماغ (بمانند جسم) کو اپنے نہایت فصیح و بلیغ مضامین کے ذریعہ طاقت بخشین۔

تیسرا لال بجھکڑی ترجمہ۔ تین سات والی انگریزی کی گرامر (قواعد) ہی یعنے Orthography (قواعد حروف) Etymology (قواعد الفاظ) اور Syntax (قواعد فقرہ جات) ان تین حصون مین منقسم ہی اور Etymology (قواعد الفاظ) کے لحاظ سے سات حصون یعنے Parts of Speeches مین منقسم ہی جنکے نام (۱) Noun (اسم) (۲) Adjective صفت (۳) Pronoun ضمیر (۴)

Verb فعل (۵) Adverb فعل کی صفت (۶) Preposi (حرف) اور (۷) Conjunction ملانیوالے
الفاظ ہین۔ پس وہ گرامر سب صوتون کو گھوماتی ہوئی بہل رہی ہے یعنے سب انگریزی اسکولز کے طلباء کے ہاتھو مین
جزب ہوکر انہیں انگریزی زبان کا صحیح بولنا اور لکھنا سکھلاتی ہے۔ اور دانکی آواز کا مالک میر جیسے جسم کو طاقت دیوے
یعنے ان گرامرن کے (مالک کی مانند) مصنف صاحبان اپنے نئی معلومات اور تجربہ جات وغیرہ کو گرامر
کی نئی نئی کتابون مین مندرج کرکے ہمین زبان انگریزی کے استاد بن سکنے کی طاقت بخشتے ہین۔

اسیطرح اگر سوچا جاوے تو ایسے بیشمار الل ٹپّو معنے گھڑے جا سکتے ہین۔ اب سوال یہ ہو کہ کیا انہی کے بھروسے
ہمین اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنیکی اُمید لانی جاتی ہے جو وہ دعوی کر رہے ہین کہ وید کے ایک ایک منتر
سے بیسیون طرح کے علوم فنون حاصل کئے جا سکتے ہین۔ انکو معلوم ہو کہ جیسے کچھ علوم فنون نکالے جائینگے
انکا نمونہ ہمنے اوپر پیش کر دیا ہے اب انکو لازم ہے کہ خود زیادہ نہیں تو تھوڑی ہی سنسکرت پڑھ لیوین تاکہ وہ اُن
ویدمنترون سے اپنے مجوزہ علوم فنون کو خود ہی نکال کر تسلی حاصل کرین۔

ناظرین! ہمنے آریہ سماج مین داخل ہوتے وقت تو یہ سُنا تھا کہ ویدون کے معنے مطلب کو سناتنی پنڈت مہاجن
پوشیدہ کر رہے تھے جنکے خلاف سوامی دیانند مہاراج نے خوب روشن کر دیا ہے اور خاص عام کے سمجھنے کے لئے
ہندی مین بھی ویدونکی تفسیرین شایع کر دی ہین لیکن اب ذاتی تجربہ سے یہ پایا کہ سناتنی پنڈت کم از کم الفاظ کی کھینچا
تانی تو نہ کرتے تھے لیکن سوامی جی نے ویدونکے منترونپر ایسے غول چڑھا دئیے ہین کہ انکی تفسیر کی مدد سے
خاک بھی کوئی کچھ سمجھ نہیں سکتا۔ خیر سوامی جی نے جو کچھ بھی کیا وہ کیا اب انکے چیلے صاحبان تو عوام پر اسقدر
ایسا مشکل ہونا ظاہر کر رہے ہین کہ اگر کسی کے دل مین کبھی ویدونکو پڑھنے کا اشتیاق بھی ہو تو وہ انکی انسانی
کوشش کر اسقدر ہمت ہی نہ کریگا کہ ویدونکے پڑھنے کیخاطر سنسکرت پڑھنا شروع کر دیوے۔ کیونکہ یہ صاحبان
اکثر یون ظاہر کیا کرتے ہین کہ ویدونکو ہاتھ لگانے سے قبل تمام علوم کو عبور کرنا لازم ہے گویا یہ چاہتے ہین کہ نہ کسی سے اسقدر واقفیت
ہو سکیگی اور نہ کوئی ویدونکو سمجھے گا غرضیکہ نہ نو من تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچیگی۔ چنانچہ لالہ رلا رام صاحب بیرسٹر
آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب اپنی مصنفہ گوروکل سکیم ۱۸۹۹ء کے صفحہ اول سطر ۱۲ و ۲۷ سے آگے یون تحریر فرماتے ہین۔

He took pains to establish the position that without a prior study of the Angas & Upangas it was impossible to obtain

any knowledge, worthy of that name, of the contents of the Vedas — Whenever with the help of modern Sanskrit & its literature attempts were made either in India or in Europe & America to learn anything about the contents of the Vedas without the aid derived from a prior study of the Angas & Upangas, they invariably proved abortive of any lasting or beneficial results; on the contrary, an incalculable amount of mischief was done, the students of the Vedas were misled and the texts misintrepreted and thus a bias was created against the teachings of the Vedas —

ترجمہ — ست (سوامی جی یا مصنف) بہ ظاہر جانفشانی بیہات کہ جو لکائی اگر بغیر بیشتر ہے انگ اور اپانگ کی پوری لیاقت حاصل کرے ہیں تو ویدون کے معنے طالب کہ ذر کی سمجھنا ایسا امر نا ممکن ہے

ب۱ چھ انگ ہیں (۱) شکشا یعنے علم ادب (۲) ویاکرن یعنے قواعد لسانی (۳) نروکت یعنے لغات (۴) کلپ یعنے صرف نحو (۵) چھند یعنے علم عروض (۶) جیوتش یعنے علم نجوم۔ اور چھ اوپانگ یہ ہیں (۱) ویشیشک (۲) نیائے (۳) سانکھ (۴) یوگ (۵) میمانسا (۶) ویدانت ان ہی کو چھ درشن یعنے فلاسفی کے چھ علوم Six Schools of Phyl. بھی کہا جاتا ہے

جب کبھی موجودہ سنسکرت زبان اور اس کے علم ادب کے ذریعہ کوشش کی گئی کہ انکی مدد سے ویدونکو پڑھا جاوے خواہ ہندوستان میں یا یورپ و امریکہ میں اور ایسا کرنیسے قبل انگ اپانگوں سے کچھ سروکار نہ رکھا گیا تو کچھ مطلب برآری نہ ہو سکی بلکہ الٹا بہت نقصان ہو گیا یعنے ویدونکے طالب علم گمراہ ہو گئے اور اصل سے خلاف معنے نکال لے گئے! اور سطور پر ویدونکی حقیقت سے خلاف اظہار ہونے لگا ——— اور آگے پھر وہ صاحب فرماتے ہیں۔

He has shown that modern Sanskrit grammars & lexicans are of little use in the study of the vedic literature .... —

ترجمہ "یعنے انہوں نے (دیانند نے) بتایا کہ معمولی سنسکرت قواعد اور نحو و حجات ویدونکی زبان دانی سیکھنے میں بالکل کارآمد نہیں ہوتے" پھر انگ اپانگ کو بھی مشکل ثابت کرتے ہوئے آگے یوں فرماتے ہیں۔

Even at Benares, the reputed centre of Sanskrit learning in India, no arrangements exist for their teaching unless of course, a grammarian who knew these works could be found and induced to teach a special class —

ترجمہ "یعنی بنارس میں بھی جو کہ تمام ہندوستان میں سنسکرت کا سب سے اعلیٰ مرکز ہے انکی نسبت ایسا انتظام موجود نہیں ہے کہ جہاں انگ اپانگ کی تعلیم دیجاتی ہو بجز اس صورت کے کہ کوئی سنسکرت قواعد دان (ویاکرنی) جو ان (انگ اپانگ کی) کتابوں کے معنے سمجھ سکتا ہو تلاش کیا جاوے اور پھر اس خاص خاص گروہ کی تعلیم پر مقرر کر دیا جاوے"

ناظرین! آپنے دیکھا کہ یہ صاحب ان ویدونکو آسان کرنے کے بجائے کس قدر مشکل بنانے کی جد و جہد کر رہے ہیں۔ آپکو یہ سنکر بھی تعجب ہوگا کہ جس انگریزی عبارت کو مضمون نگار صاحب پیش کر رہے ہیں وہ صاحب جو بجائے انگریزی کے ایسے عالم ہوں کہ وہ ان کی مادری زبان جیسی ہو رہی ہو مگر سنسکرت کا ایک حرف بھی نہیں جانتے۔ اتنا ہی نہیں ناظرین آپ حیران ہونگے یہ سنکر کہ آریہ صاحبان تو ہندی ضرور جانتے ہیں مگر یہ صاحب تو ہندی ناگری سے بھی بالکل نا آشنا ہیں اور کیا یہ ایک تعجب کی بات نہیں ہے کہ ویدوں کی تعلیم کا تو حال یہ ہو مگر اس پر یہ ہو کہ آریوں کے لیڈران میں سے یہ شخص جو آگے بڑھا وے جو ک کے آگے آ گ بھی جانتا ہو بھلا ہم پوچھتے ہیں کہ مسٹر لاجپت رائے صاحب کو کیونکر ذاتی طور پر یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ ویدونکی عبارت اور سنسکرت کی دیگر تصانیف کی عبارت

ہین کسقدر فرق ہے اور وید کسقدر مشکل یا آسان ہین۔ وغیرہ۔ ہان البتہ وہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کیو قعت بڑھانے اور تمام
سنسکرت کے علما کو بے توقیر کرنے کے لئے ہی ایسی ایسی گھڑنت کر رہے ہین یہ بات دوسری ہے۔

ناظرین! وید در اصل ایسے مشکل نہین ہین جیساکہ ان برائے نام آریہ کہلانیوالون نے انہین ہوّا بنا رکھا ہے وید کی عبارت کو
ایک معمولی سنسکرت قواعددان ضرور سمجھ سکتا ہے البتہ یہ دوسری بات ہے کہ انمین جو ایسی پہیلیان بھری پڑی ہین جنکے نمونہ
اوپر پیش کئے گئے ہین انکو تو کوئی خاک بھی نہین سمجھ سکتا اور جہان انکو معمولی سنسکرت دان نہ سمجھ سکے گا وہان ان تمام ٹکٹنگ
کو جو کرنیوالا عالم فاضل بھی غلطان نہ پیچان ہی رہ جائیگا۔ اجی ایسی باتین کوئی کیا خاک سمجھے کہ ایک بیل ہے اسکو چار سینگ ہین دو سر ہین سات
ہیر ہین تین ہاتھ ہین اور وہ تین طرف سے بندھا ہوا ہے بتلاؤ تو سہی وہ کیا بلا ہے۔ ؟ بھلا انگ اپانگ والا بھی اس معمہ کو کیونکر حل کر سکیگا
ہمین تو آریہ سماج کے اندر ایسے سنسکرت دان دو چار بھی نہین نظر آتے جو مسٹر آلارام صاحب کی مرضی کے مطابق انگ ویدنگ کو پورا نہ
سہی آدھا ہو ہی پڑھے ہون۔ ناظرین! اجبکہ یہ حالت دیکھی جاتی ہے کہ جنہون نے انگریزی فارسی وغیرہ کیجانب متوجہ ہو کر جس سے
سارا وقت سنسکرت زبان دانی مین ہی صرف کیا ہے اور جنکو سنسکرت علم کے کیڑے کہا جاوے تو غلطی نہ ہوگی وہ اپنی ساری زندگی
گزارنے پر بھی یعنی چالیس چالیس سال کی عمر سے زیادہ زمانہ کا تجربہ رکھنے پر بھی یہ دعوی نہین کر سکتے کہ وہ انگ اونپانگ سے ماہر ہین لیکن
وہ لوگ ویدون کے معمولی مطلب اور نحو وغیرہ جات کو ضرور بخوبی سمجھتے ہین۔ تو یہ کہنا کہ وید انکو ہاتھ نہ لگاوے اوسوقت تک جب تک کہ تمام سنسکرت
کی دیگر علوم (فلاسفی وغیرہ) کو ختم نہ کر لو اسکے او پر کچھ معنی نہین ہو سکتے سوا اسکے کہ آریون کی یہ مرضی ہے کہ بید انکو اگر لوگ معمولی سنسکرت حاصل کر کے
پڑھینگے تو ضرور دیانندی فلاسفی کی پول ابھی سے ہی کھلنے لگ جائیگی اسلئے یہ ساری تمہید بندھی جا رہی ہے ناظرین! ہاتھی کے دانت کھانے کے
اور ہوتے ہین اور دکھلانے کے اور اس بات کو اب ہم تو دس سال کے تجربہ کے بعد معلوم کر سکے۔

ہان! وید مین بعض عبارت پیچیدہ اور دقیق بھی ہے لیکن ساتھ ہی ایسے ایسے آسان منتر بھی ملتے ہین جنکو سنسکرت تو کیا ایک ہندی
داں رنگ باز وود ہندو باشندہ الہ آباد بنارس وغیرہ بھی باسانی سے سمجھ سکتا ہے نمونہ کے طور پر ہم ایک منتر یجروید مین سے ذیل مین درج کرتے ہین
(خطوط وحدانی کے اندر الفاظ منتر درج ہین)

तेजोऽसि तेजो मयि धेहि वीर्य्यमसि वीर्य्यं मयि धेहि
बलमसि बलं मयि धेहि ओजोऽसि ओजो मयि धेहि म-
-न्युरसि मन्युं मयि धेहि सहोऽसि सहो मयि धेहि ॥

(تیجو سی) تو تیز ہے (تیجو مئی دھیہی) مین تیز ہونے تو مجھے تیز دے (ویریہ مسی) تو پرمتی ہے (ویریہ مئی دھیہی) وہ مجھے دے (بلمسی) بل مئی دھیہی) بل ہے تو مجھے بل دے۔

تیج۔ تیزی (۲) ویریہ۔ منی یا طاقت (۳) بل۔ طاقت (۴) اوج۔ رونق (۵) منیو۔ غصہ (۶) سہ۔ برداشت کی طاقت۔

(ادیوسی اودیوسی جھی) اوچ ہیتا وج مجھے (مینو رسی بینو م نی جھی) مینو ہی تو مجھے دے (سہوسی سہو مئی جھی) سے تو مجھے بھی سُکھ دے

اب ناظرین خود ہی سمجھ سکتے ہین کہ آریہ صاحبان کی باتین کہان تک صحیح اور واجب ہین۔

غرضیکہ آنکھ کھول کر دیکھنے سے یہ پتہ لگتا ہے کہ سوامی دیانند نے جن اصولونکو رواج دیا ہے انمین سے اکثر ویدونکے موافق نہین ہین اور جو یہ کہا ہے کہ ہم اپنا کوئی نیا مذہب نہین قائم کرتے بلکہ جو باتین ویدونمین موجود ہین انہین کو روشن کرتے ہین اور یہ کہ ایک عرصہ دراز سے خواہ جہالت خودغرضی یا کسی مصلحت سے ویدونکے اصلی معنی مطلب کو برہمنون نے عوام سے پوشیدہ کر رکھا تھا بس رفتہ رفتہ وہ انکے اندر سے بھی غائب ہوتے گئے چنانچہ اب وہ از سر نو سرسبز کئے جاتے ہین وغیرہ وغیرہ۔ یہ باتین محض بناوٹ کی معلوم ہوتی ہین۔

دراصل بات یہ ہے کہ سوامی جی نے زمانہ کی ہوا کا رُخ پلٹا ہوا دیکھا اور جب انکو معلوم ہوا کہ اگر کوئی خاص انتظام نکیا گیا تو لاکھون تعلیم یافتہ ہندو صاحبان اس ہندوازم یا ویدازم کے دائرہ سے باہر نکل جاوینگے پس بعد بہت غور و خوض کے یہی ترکیب انکو آسان معلوم ہوئی کہ چونکہ لوگونکو پتہ نہین ہے کہ ویدون مین کیا ہے اور کیا نہین ہے۔ اسلئے جو جو اُصول ملک کی ترقی کے لئے بہتر اور مفید ہون ان سب کا رواج دیا جاوے اور یہ اعلان کر دیا جاوے کہ ویدونکی یہی تعلیم ہے مثلاً سوامی دیانند جی نے دیکھا کہ یورپ کے باشندگان مین یہ رواج ہے کہ ایک مرد کی شادی کسی حالت مین بھی ایک بیوی کی زندگی مین دوسری سے نہین ہو سکتی اور اس بات کو منصف مزاج ہندو صاحبان پسند کرنے لگے ہین چنانچہ یہ ظاہر کر دیا کہ ویدون مین ایک مرد کو کسی حالت مین بھی (حتی کہ رنڈوا ہو جانے پر بھی) دوسری شادی کی اجازت موجود نہین ہے۔ لیکن اب جبکہ ہندو صاحبان آریون سے کہا کرتے ہین کہ جس زمانہ کو تم لوگ ویدک زمانہ کہا کرتے ہو یعنے جس زمانہ مین آریون کے قول مطابق ویدونکی ہی مین موافق عام لوگ سب فعال کیا کرتے تھے اُس زمانہ کی تواریخون مین رہا ان تاریخی واقعات مین جو شاعری فسانون مین رنگ دئے گئے ہین (ایسی چشم نظر سے ہی ہی جو تمہارے اصول کو ردکرتی ہین مثلاً ہندون کے نزدیک پرمیشور کے اوتار اور آریون کے نزدیک بھی نہایت اعلی بزرگ اپنے زمانہ کی لاثانی طاقتور بہادر ویدونکے پابند بلکہ یوگیون کے سرتاج شری کرشن جی مہاراج نے آٹھ عورتون سے ایک ساتھ یعنے انکی زندگی مین ہی شادی کیا تھا اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ ویدونکے پابند نہ تھے یا اور اگر بالفرض سولہ ہزار عورتون سے شادی کرنیکی بات کو ہم شاعرانہ مبالغہ ہی سمجھ لیوین تو ان آٹھ عورتون سے کرشن جی کی شادی ہونیکے واقعہ سے تو ہرگز ہرگز بھی انکار نہین کیا جا سکتا کیونکہ ان آٹھون شادیونکے حالات درج ہین۔ اور ان آٹھ عورتون کے نام معہ بیان اولاد وغیرہ بالتفصیل موجود ہے۔ اسیطرح مہاراجہ رامچندر جی کے والد بزرگوار مہاراجہ دشرتھ جی کے بارہ مین اگر تین ہزار رانیونکا ہونا مبالغہ سمجھ لیا جائے تو تاہم بھی (۱) کوشلیا (۲) کیکئی (۳) سومترا ان تین کی تو چار اولادین رام لکشمن بھرت شترگھن موجود تھین پھر انسے کون انکار کریگا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن آریہ صاحبان کو یہ سب غلط اور بیہودہ ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ دیانند نے ویدونمین مرد کی دوسری شادی پایا ہی نہین ہے اسی مفصل

۲- اسی طرح سوامی جی نے دیکھا کہ مسلمانون عیسائیون مین ذات پانت (براہمن کشتریہ وغیرہ) نہین ہین اور اہل ہنود کی اس تفرقہ سے بہت کچھ تنزلی ہو چکی ہے پس ضرور تھا اس بات کی محسوس ہوئی کہ ان کی ترقی ہونیکے لئے پہلا زینہ یہی کہ وہ ذات پانت کی زنجیر سے باہر ہو لیے جاوین اس بات مین کسی اور طرح سے کامیابی نہ پا کر سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے لوگون پر یہ ظاہر کیا کہ ویدون کے زمانہ مین یہ عام رواج تھا کہ شودر کا لڑکا بھی نیک چلن اور عالم ہونے سے ترقی کرتے کرتے براہمن بن سکتا اور اسیطرح براہمن کا لڑکا تنزل ہوتے ہوتے شودر ہوجاتا تھا حالانکہ یہ بات سراسر منوسمرتی کے خلاف ہے (ویدونکے خلاف ہے یا نہیں اسکا تو پتہ جب لگے کہ وید فی الحقیقت شائع ہون اور جولال بجھکڑی پیچیدگیون سے خالی ہون) اسپر مفصل بحث دیکھو مضمون ... ہو سکتا ہے۔

۳- سوامی جی نے دیکھا کہ انگریز صاحبان کی میم صاحبہ بچون کو دودھ پلانے کی تکلیف سے مختار ہو کر رہتی ہین اور اس کام کیلئے دایہ مقرر کر لیتی ہین لیکن ہندو ... سوامی جی کو بہم کیا اور یہ ظاہر کیا کہ ویدونکی پوری پابندی کرنیوالے کو لازم ہے کہ وہ بھی عورتون کو ... دودھ پلانے کیلئے دایہ رکھا کرین اور جو غریب ہون وہ بکری گائے کا دودھ پلاوین (غرضیکہ ان کا دودھ بچہ ... پیدا ہونے سے قبل ہی ... کرنے کی ہدایت کرتے ہین کیا ایسی ہی باتین ویدون مین لکھی ہین ناظرین ... سوامی جی نے ... ترقی کے عروج پر جانے کی سیڑھی کو تعمیر تو کیا لیکن ابھی تھوڑی سی کسر باقی ہے یعنے کسی وید منتر کا حوالہ ... بات کی تائید مین ... نہین پیش کیا پس ہم امید کرتے ہین کہ اس کمی کو انکے چیلے صاحبان ضرور پوری کرینگے ... وید منترون کے ... ان کا ... اب ایک خاص طریقہ ظاہر ہو چکا ہے اگر لفظی معنی سے مطلب برآری نہ ہو سکے تو لال بجھکڑی ... نا امید بھی نہ ہونا چاہئے کیونکہ اب ویدونسے جو جو کچھ نکالا جاوے وہ تھوڑا ہی ہے ... بات ... کیونکر نکال لی گئی بلکہ تعجب تر یہ ہوگا کہ جب کسی خیال کے موافق ... ویدون سے تلاش کرنے پر کسی کو باوجود لال بجھکڑی اصول پر کاربند ہونے کے بھی نہ ملین (اسپر مفصل بحث دیکھو مضمون بیان شادی)

۴- سوامی جی کو معلوم ہوا کہ یورپ مین مرد عورت کی اپنی مرضی سے شادی بیاہ ہوتے ہین والدین کا کچھ سروکار نہین رہا کرتا اور یہ کہ وہ ہر طرح آپس مین ایکدوسرے کی آزمایش کر لیتے ہین بلکہ کورٹ شپ کا بھی رواج ہے پس سوامی جی بھی ویدون مین ایسی ہی ہدایت پا گئے چنانچہ وہ منجملہ دیگر باتون کے یہ بھی ہدایت کرتے ہین کہ بیاہ سے قبل پرکیشا (امتحان) کر لیوین وغیرہ۔ (اسپر مفصل بحث دیکھو مضمون بیان شادی)

(۵) اہل یورپ مین یہ عام رواج ہی کہ عورت کے مرجانے پر مرد کی اور مرد کے مرجانے پر عورت کی دوسری شادی ہوجایا کرتی ہی۔ سوامی جی کو بھی یہ بات پسند آئی اور وہ ضرور بیواؤن کی دوسری شادی کی ہدایت کردیتے لیکن چونکہ انکو نیوگ کا تذکرہ اپنی قدیم کتابون مین مل گیا اِس لئے انہون نے اسی پر پورا زور دیدیا لیکن اگر وہ اب تک زندہ رہتے اور یہ دیکھ لیتے کہ ان کا نیوگ اس شائستہ زمانہ مین ناقابل عمل ہی تو وہ ضرور اس کا دوسرا پیرایہ بدل دیتے چنانچہ لیڈران آریہ سماج کا یہی فیصلہ ہوا کہ نیوگ ہرگز ہرگز بھی نہ کیا جاوے اور بیواؤن کی عقد ثانی زندہ دلون کیساتھ کردیا جایا کرے (اس پر مفصل بحث دیکھو مضمون مسئلہ نیوگ مین)

(۶) اسی طرح سوامی جی نے سائنس کی عجیب و غریب ایجادونکو دیکھکر یہ اعلان کرنا مناسب سمجھا کہ وید مین تار وغیرہ کا ذکر موجود ہے ان عیسائیون کے وید مین جو جو موجود کہا جاوے سب ہی ٹھیک اور صحیح ہی غلط کبھی نہین۔ یہ ایسی غلطی پر قدوہ ہی جو ایسا خیال کرے کہ خلاف بات ویدون مین نہ ہوگی۔

ناظرین جبکہ آپ دیکھ رہے ہین کہ جہان ایک طرف ویدون نے ہی گوشت شراب نا کاری نہین نہین بلکہ گھوڑے سے عورت کی صحبت تک کرائی جا رہی ہو وہان دوسری طرف ان ہی مین سے ریل اور جہاز و تمام دیگر سائنس کی نو ایجادون بھی نکلتی چلی آتی ہین تو تعلیم یافتہ لوگ جو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر تا مین مذہبی انسان بننا چاہتے ہین ایک خالق مطلق پاک پروردگار کی صفتون کو غور و خوض کرتے ہوئے نیک نیتی سے اسکے احکام کی پابندی کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرنا چاہتے ہین وہ ویدون سے انہین کلام الٰہی اور اپنی زندگی کا رہبر تسلیم کرتے ہوئے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہین

ہان وید بھی کلام الٰہی ہون ایسا ممکن ہی لیکن وہ کوئی زمانہ ہوگا جسوقت کے لئے وہ نازل کئے گئے ہونگے اب تو ہمین ویدون کی تمام تفسیرین لال بجھکڑ کی کتابی مجموعہ نظر آتی ہین اس لئے جو لوگ ہیرے مانند پریشان ہوگئے ہون ان کو لازم ہے کہ ویدون کو آخری سلام کرکے قرآن شریف کی شرن مین آجاوین جو ہر طرح بالا تر اور صحیح و پاک ہی۔

ہم اپنے مسلمان بھائیون سے اپیل کرتے ہین کہ باوجود اس ساری خرابیون کے بھی ان کو یہ نہ چاہئے کہ وہ ویدون کو برا بھلا کہین۔ کیونکہ ہمین قرآن شریف مین یہ تعلیم ملتی ہی کہ دوسرون کے دین کی انکے رسولون پیغمبرون کی یا انکی پاک کتابون کی بدگوئی مت کرو۔

ناظرین! اسلام کا یہ اصول ہے کہ خدا نے دنیا کے ہر ملک قوم والون کے لئے ہدایتین بھیجی ہین۔ پس کیا عجب ہے کہ وید بھی خدائی ہدایتین ہون لیکن بیشک اب فی زمانہ نہ تو ان کے معنی مطلب کو سمجھنے والے موجود اور نہ کسی کو خاک بھی پتہ لگتا ہی کہ ویدون کا لب لباب کیا ہی۔

شاید ہماری اوپر کی بات پر اعتبار نہ کیا جاوے اس لئے ہم ذیل مین قرآن شریف کی چار آیتین اپنی رائے کی تائید مین نقل کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہین۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

ترجمہ۔ اور ان لوگون کو جو اللہ کے سوا اورون کو پکارتے ہین برا نہ کہا کرو کیونکہ وہ اللہ کو جہالت سے برا کہنے لگین گے

پارہ ۷۔ رکوع ۱۲۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ۔

ترجمہ۔ خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو جدا نہین سمجھتے۔ پارہ ۳۔ رکوع ۷۔

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔

ترجمہ۔ اے رسول تو ایک ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ہادی ہوئے ہین۔ پارہ ۱۳۔ رکوع ۷۔

إِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

ترجمہ۔ ہر ایک قوم مین رہنما گذرے ہین۔ پارہ ۲۲۔ رکوع ۱۵۔

آخر مین ہم اس وحدہٗ لاشریک پرم پرماتما سے دعا کرتے ہین کہ وہ ہمارے گمراہ متعصب بھائیون کو راہ راست پر لے جاوے اور غلطیون کو ترک کر کے سچائی قبول کرنے کے عالمگیر اصول پر کاربند ہونے کی توفیق عطا فرماوے۔

اوم شانتی

ورن (ذات) کی فضیلت پیدائش سے ہے یا نہیں؟

سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۰ سطر ۲۲ پر یون فرماتے ہین :-

" (۲۲) **سوال** - کیا جس کی ماں برہمنی باپ برہمن ہو وہ برہمن ہوتا ہے یا جسکے ماں باپ دوسرے ورن کے ہون کیا ان کی اولاد کبھی برہمن ہو سکتی ہے ؟

جواب - ہاں - بہت سے ہو گئے ہوتے ہین اور ہونگے بھی - جیسے چھاندوگیہ اُپ نشد مین جاوال رشی نامعلوم خاندان مہابھارت مین وشوامتر کشتری ورن اور ماتنگ رشی چانڈال خاندان سے برہمن ہو گئے تھے - اب بھی جو عمدہ علم و عمل والا ہے وہی برہمن ہونے کے لائق اور جاہل شودر کہلانے کے لایق ہوتا ہے - اور ویسا ہی آیندہ بھی ہوگا "

پھر صفحہ ۱۱۷ سطر ۲۲ پر :- " ... جس جس مرد مین جس جس ورن کے اوصاف اعمال ہون اُس اُس ورن کا اُس کو اختیار دینا - ایسی آئین رکھنے سے سب لوگون کو ترقی کی رغبت بنی رہتی ہے - کیونکہ اعلی ورنون کو خوف ہوگا کہ اگر ہماری اولاد جہالت وغیرہ عیب والی ہوگی تو شودر ہو جائگی اور اولاد بھی ڈرتی رہے گی کہ اگر ہم مزکورہ چال چلن اور علم والے نہ ہونگے تو شودر ہونا پڑے گا - اور نیچ ورنون کا اعلی ورن مین ہونے کے لئے حوصلہ بڑھیگا "

ناظرین ! سوامی جی کی منشا یہ ہے کہ جسطرح عیسایون مسلمانون مین ذات پانت کی کوئی تفریق نہین ہے ایسا ہی ہندؤن کی حالت بھی ہو جاوے لیکن اس بات کو اگر وہ یہ کہہ کر چلانا چاہتے کہ " ہم دیکھتے ہین کہ براہمن کشتری ویشیہ شودر وغیرہ تفرقون کے باعث

ہندو قوم اسقدر تنزل ہوگئی اور دیگر قومین ایسی بے ہودہ زنجیرون سے جکڑے ہوئے نہونے کے باعث ترقی کے میدان مین آگے قدم بڑھاتی چلی جارہی ہین اسوجہ سے ہندو قوم کو بھی اب ان واہیات باتون کو ترک کردینا لازمی ہے وغیرہ ،، تو کوئی سناتنی پنڈت مخالفت نہ کرتا لیکن سوامی جی جہان چلاتے تو ہین من مانی وہان تعجب یہ ہے کہ اپنی ساری باتین آریون کے قدیم سے قدیم شاستر ون سے ثابت کرکے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ پرانے زمانہ مین وہ تمام باتین رایج تھین جنکی وہ ہدایت فرمارہے ہین ۔ حالانکہ معقولیت سے غور وخوض کرتے ہوئے منوسمرتی وغیرہ کو پڑھنے والا ہرگز ہرگز بھی اس نتیجہ پر نہین پہونچ سکتا اور نہ سوامی جی کی رائے کیسی حالت مین ہی موافقت کرسکتا ہے ۔ اگرچہ مہابھارت وغیرہ مین دو چار ایسی مثالین وشوامتر وغیرہ کی مل رہی ہین جن کی بنیاد پر ہی سوامی جی کا اسقدر بڑا بھاری قلعہ تعمیر ہوا ہے ۔ لیکن ان ہی کتابون مین ایسی باتین درج ہین جن سے یہ ساری باتین رد ہوجاتی ہین چنانچہ سناتنی صاحبان کا یہ فیصلہ ہے کہ وشوامتر وغیرہ کی حالتین مستثنیات سے ہین جنکے لئے ان کے پاس کافی وجوہات موجود ہین لیکن جب کہ آریہ صاحبان ان مہابھارت وغیرہ کو خود ہی گپوڑہ کہتے تو ان کی باتون کی کچھ داد نہ کرکے ہمین منوسمرتی سے ہی فیصلہ مانگنا لازم ہے جسکو سوامی جی بھی تسلیم کررہے ہین اور پرکشیپت (ناجایز) شلوکون کو نہاکر کے بقیہ حصہ کو پنڈت تلسی رام صاحب بھی منظور کررہے ہین ۔

واضح ہو کہ براہمن کشتریہ ویشیہ شودر یہ چار بڑی ذاتین ہندؤن مین نہایت قدیم زمانہ سے موجود ہین ۔ ہان لفظی معنے کے لحاظ سے علمی اور دماغی کام کرنیوالونکو براہمن کہہ سکتے ہین ۔ ملک کی حفاظت کرنے والون کو کشتریہ ۔ تجارت وزراعت وغیرہ والون کو ویشیہ اور خدمت گارون یا کاریگرون کو شودر ۔ پس لغوی معنے وسیع کردینے پر تو یون بھی ہوسکتا ہے کہ دنیا کے تمام عالم فاضل صاحبان چاہے وہ ہندو ہون مسلمان ہون یا عیسائی ہون اور چاہے وہ ہندوستانی ہون ۔

چینی ہون - عرب ہون - روسی ہون جاپانی ہون یا انگریز فرانسیسی جرمنی وغیرہ وغیرہ کوئی ہون براہمن کہے جا سکتے ہین - اور اسی طرح تمام مذہبون اور قومون کے بادشاہ اور فوجی لوگ کشتریہ شمار ہو سکتے ہین اسی طرح تمام تجار و کاشت کاران وغیرہ ویشیہ سمجھے جا سکتے ہین اور جو باقی رہ جاوین وہ سب کے سب شودر مانے جا سکتے ہین - لیکن منوسمرتی کا فیصلہ یہ پایا جاتا ہے کہ آریاورت کے جو باشندگان ہین اُن کو ان چار حصون مین تقسیم کیا گیا ہے یعنے چاہے آغاز جسطرح ہوئی ہو مگر بعد مین رواج یہی ڈالا گیا کہ پیدایشی طور پر جو لوگ براہمن ہون وہ براہمن سمجھے جاوین اسی طرح کشتریہ وغیرہ بھی ساتھ ہی منو نے ہر ایک ورن کے فرایض علحدہ علحدہ مقرر کردئے ہین اور اُن کو اس بات کی سخت تاکید کی ہے کہ وہ اپنے اپنے ورن کے فرایض کو چھوڑ کر دوسرے کا اختیار نہ کرین - اور منو مہاراج نے یہ بھی کیا کہ ان ورنون کی خلط ملت سے جو اولادین پیدا ہوین ان کی علحدہ علحدہ ذاتین بنا کر ان کے کام بھی علحدہ علحدہ تقسیم کردئے ہین لیکن تعجب ہے کہ ان ساری باتون کی بھی پرواہ نہ کر کے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ پیدایش کا مطلق بھی لحاظ نہ رکھا جا کر صفت فعل اور خاصیت جس شخص کی جیسی ہو وہ اوس ورن کا ممبر قرار دیا جاوے -

ناظرین! ہم دعوی کرتے ہین کہ سوامی دیانند مہاراج کی تعلیم اس بارہ مین منوسمرتی سے بالکل خلاف اور سراسر ناموافق ہے - اور ہم منوسمرتی سے صرف وہ منوسمرتی مراد لے لیتے ہین جو ان کے چیلے پنڈت تلسی رام صاحب نے شایع کی ہے اور اونہون نے جن شلوکون کو ناجایز قرار دے دیا ہے اُن کو ہم بھی نظر انداز کردینگے بقیہ شلوکون سے اور انکا ترجمہ بھی اونہیں کا قایم رکھکر سوامی جی کے اصولون سے خلاف اگر ثابت ہو جاوے تو آپ مانیے ورنہ بیشک ہماری بات کو رد جانیے - لیجئے اب سن لیجئے

शूद्रो ब्राह्मणतामेति ब्राह्मणश्चैति शूद्रताम् ।
क्षत्रियाज्जातमेवं तु विद्याद्वैश्यात्तथैव च ॥ मनु० अ० १० श्लो० ६५

یہ منوسمرتی کے دسوین ادھیاے کا ۶۵ وان شلوک ہے اسے سوامی جی نے اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۲ سطر ۸ پر لکھ کر یون ترجمہ کیا ہے :۔ "شودر خاندان مین پیدا ہوکر برہمن کشتری اور ویش کی مانند وصف عمل اور فطرت والا ہو تو وہ شودر براہمن کشتری اور ویش بن جاتا ہے جو شخص براہمن کشتری اور ویشہ خاندان مین پیدا ہوا ہو اور اوسکے وصف عمل اور فطرت شودر کی مانند ہون تو وہ شودر بن جاتا ہے۔ اسیطرح جو شخص کشتری یا ویش کے خاندان مین پیدا ہوکر براہمن یا شودر کی مانند ہو وہ براہمن یا شودر بھی ہو جاتا ہے۔ گویا چارون ورنون مین جس جس ورن کی مانند جو جو مرد یا عورت ہو وہ اسی ورن مین گنی جاوے"۔

ناظرین! یہ سوامی جی کا ترجمہ ہے لیکن اوپر کی لکیر شدہ عبارت کا اس شلوک کے کہین الفاظ سے بھی مطلقاً تعلق نہین ہے۔ بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی من گڑھنت ہے۔ لفظی ترجمہ صرف اسقدر ہے کہ :۔ شودر براہمن پن کو حاصل کرلیتا ہے اور براہمن شودر پن کو۔ کشتریہ سے پیدا ہوا بھی اسیطرح اور ویشہ سے پیدا ہوئے کو بھی اسی طرح سمجھو۔

ناظرین! اس لفظی ترجمہ کو جو کہ پنڈت تلسی رام صاحب کے ترجمہ سے ناموافق نہین ہے سوامی جی کا ترجمہ ملاکر اگر آپ غور کرین تو معلوم ہوگا کہ سوامی جی اپنے دماغ کے نتیجہ کو منو کا نام لیکر عوام پر ظاہر کرتے ہین جو کہ نہایت زبردست مغالطہ دہی ہے۔ اور بیشک یہان پر سوامی جی نے وہ چال کھیلی ہے کہ جسکا پتہ لگانا بھی ذرہ وقت طلب ہوا کرتا ہے۔

یہان پر جو بڑی بھاری چال کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منو مہاراج تو یہ ظاہر کررہے ہین کہ پیدائشی شودر خاص پیدائشی تبدیلیات سے براہمن بن جاتا ہے اور اسی طرح پر براہمن بھی پیدائشی تبدیلیات کے باعث شودر تک کے درجہ مین تنزل ہو جاتا ہے لیکن سوامی جی صفت فعل خاصیت اپنے گھر سے ملاکر اس شلوک کی غلط تعویل کرکے عوام کی آنکھون مین دھول ڈال رہے ہین۔

ہم تمام آریہ پنڈتوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ اس شلوک منو ۱/۶۵ کا وہی ترجمہ جو سوامی جی نے کیا ہے (جو کہ اوپر نقل کر دیا گیا ہے) صحیح ثابت کر دیویں تو ہم اُن کو اس مہربانی کے عیوض میں **مبلغ پانچسو روپیہ** انعام دیوینگے (بقیہ شرائط انعام دیکھو صفحہ ۳۷ حصہ اول)

اب اس سوال کو حل کرنے کے لئے کہ آیا آریہ صاحبان کا یہ قول صحیح ہے کہ اس شلوک سے منو مہاراج کی یہ منشا ہے کہ صفت فعل خاصیت کی فضیلت سے شودر براہمن بن سکتا ہے یا کہ پیدائشی ذریعہ سے ایسا ہوتا ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ جس مقام کا یہ شلوک ہے وہاں کے آگے پیچھے کی تمام عبارت نقل کر دی جاوے۔ یہ منوسمرتی کے دسویں ادھیائے کا ۶۵واں شلوک ہے۔

پس ناظرین! آپ اس دسویں ادھیائے کے اول شلوک سے سُن چلئے۔ ہم پنڈت تلسی رام صاحب کا ہی ترجمہ صرف ہندی الفاظ کو اردو کر کے پیش کئے دیتے ہیں (اصلی شلوک بوجہ طوالت نقل نہیں کئے جائینگے)

منوسمرتی دسواں ادھیائے شلوک نمبر

۱۔ اپنے افعال میں مشغول دو جاتی (براہمن وغیرہ) تینوں ورن (وید) پڑھیں اور براہمن ان کو پڑھاوے۔ سوا اُسکے دوسرے (یعنی کشتریہ ویشیہ) نہ پڑھاوے یہ فیصلہ ہے۔

۲۔ براہمن سب ورنوں کا ذریعہ معاش شاستروں کے مطابق جانتا رہے اور ان کو بتلاوے اور خود بھی حسب مناسب عمل کرے۔

۳۔ افضل ہونے۔ خاصیتاً بہتر ہونے۔ نیم یعنے قواعد کا پابند رہنے اور سنسکاروں کی زیادتی کے باعث سے براہمن سب ورنوں پربھو (= مالک) ہے۔

۴۔ براہمن کشتریہ ویشیہ یہ تین ورن دو جاتی (دو مرتبہ کی پیدائش والے) ہیں۔ چوتھا شودر ایک جاتی (ایک مرتبہ کی پیدائش والا) ہے۔ پانچواں ورن نہیں ہے۔

۵ - براہمن وغیرہ چارون درنون مین اپنے ہم قوم کی {شادی سے قبل} مرد کی صحبت سے پاک بیویون مین سلسلہ وار جو اولادین پیدا ہون ان کو ذات سے وے ہی جاننی چاہین -

نوٹ - اس شلوک پر پنڈت تلسی رام جی نے ایک حاشیہ دیکر یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ اس قسم کی تفریق محض نام رکھ کر پکارنے وغیرہ کی خاطر کی گئی ہے پس پنڈت صاحب سے ہم دریافت کرتے ہین کہ کیا منو مہاراج کو ایک شلوک اور بڑھا کر یہ ہی بات لکھنا نہ آتا تھا؟ -

۶ - سلسلہ وار اپنے سے {یعنے براہمن سے کشتری عورت مین - کشتریہ سے ویشیہ عورت مین اسی طور پر} ایک نیچے کی کم ذات کی عورتون مین دو بیجون (دوبارہ پیدایش والون) کے پیدا کیے ہوئے اولادون کو مان کی ذات سے بدنام باپ کے برابر ہی {تنزل یافتہ} کہتے ہین -

۷ - اپنے سے ایک درن کم (ذات والی) عورتون مین پیدا ہونے والون کے بارہ مین یہ قدیم بدہی (عام قاعدہ) کہا - اب دو درن کی کمی (یعنے دو ذاتون کی کمی والی) عورتون مین {جیسے براہمن سے ویشیہ عورت مین} پیدا ہونے والون کے متعلق یہ دہرم کی بدہی (قاعدہ) سمجھو کہ -

۸ - براہمن سے ویشیہ کی لڑکی مین جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ امبشٹ ذات کہلاتی ہے اور براہمن سے شودر کی لڑکی سے جو پیدا ہو وہ نشاد جس کو پارشو بھی کہتے ہیں کہلاتی ہے -

۹ - کشتریہ سے شودر لڑکی مین جو پیدا ہو وہ سخت دل انسان اوگر ذات والا کہا جاوے -

۱۱ - کشتریہ سے براہمن کی لڑکی مین سوت نامی ذات پیدا ہوتی ہے - اور ویشیہ سے کشتریہ عورت مین جو اولاد پیدا ہوتی ہی وہ ماگدھ ذات کہلاتی ہے -

۱۲ - شودر سے ویشیہ کشتریہ اور براہمنی عورت مین سلسلہ وار آیوگو - کشتا اور چنڈال

ذاتنیان پیدا ہوتی ہین۔

۱۵۔ براہمن سے ادگر ذات کی عورت مین جو اولاد پیدا ہو وہ آورت ذات کہلاتی اور جو امبشٹ ذات کی عورت مین پیدا ہو وہ آبھیر کہلاتی ہے۔

نوٹ ۔ یہ دیکھیے ذات در ذات کا سلسلہ بھی منو کے وقت سے ہے۔

اب وہ کرم (افعال وغیرہ) سے ورن کی فضیلت ماننے کی فلاسفی کہان گئی ۔

۱۶۔ آیوگو ۔کشتا ۔ چنڈال یہ انسانون مین تین رذیل پرتی لوم سے پیدا ہوتے ہین پس یہ شودر سے بھی زیادہ رذیل ہین ۔

نوٹ ۔ پیدائش سے اشرافیت اور رذالت ثابت ہے ۔

۱۸۔ نشاد سے شودر اہین پیدا ہوا پکس ذات مین ہوتا ہے اور شودر سے نشاد کی لڑکی مین پیدا ہوا گلٹ کہا گیا ہے ۔

۱۹ اسی طرح کشتا سے ادگر کی لڑکی مین پیدا ہوا شو پاک کہلاتا ہے اور ویدیہ سے امبشٹھی مین (پیدا ہوا) دین کہلاتا ہے ۔

۲۲ ۔ (براتیہ) کشتریہ سے جھل ۔ مل ۔ نچھو ۔ نٹ ۔ کرن ۔ کھس اور دروڑ نامی ذاتنیان پیدا ہوتی ہین

۲۳۔ براتیہ ویشیہ سے سودھنوا چاریہ ۔ کاروش ۔ بجنما ۔ متیر اور ساتونت نام والے پیدا ہوتے ہین ۔

۳۰۔ جیسے شودر براہمن مین ادہم (تنزل یافتہ) جیو کو پیدا کرتا ہے اوسی طرح چارون ورنون مین وے ادھم (تنزل یافتہ) اپنے سے بھی زیادہ تنزل یافتون کو پیدا کرتے ہین ۔

نوٹ ۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صاف بیان پیدائشی فضیلت کا چاہیے اس کے مقابلہ مین کوئی حوالہ افعال کی فضیلت کا تمام منوسمرتی مین نہین ملتا ۔

۳۳۔ آیوگوی ویدیہ سے شیرین کلام میتریک کو پیدا کرتی ہے جو کہ صبح کو گھنٹا بجا کر راجاؤن کی تعریف کیا کرتے ہین ۔

نوٹ - گویا اس پیشہ کے لئے ایک خاص طرح سے پیدائش کئے جانے کی ضرورت ہوگئی اس سے بڑھ کر پیدائش کی زنجیر اور کیا ہوگی -

۳۴ - نشاد اور آیوگوی سے داس اس دوسرے نام والا کشتی کو چلا کر معاش حاصل کرنے والا مادگو پیدا ہوتا ہے جس کو آریاورت کے باشندگان کیورت کہتے ہین -

۳۶ - نشاد سے توکار اور راگھصہ چار پیدا ہوتا ہے اور ویدیہ سے اندھر اور میدنامی ذاتیان جو قصبہ سے باہر رہا کرتے ہین پیدا ہوتی ہین -

۳۷ - چنڈال سے ویدیہی مین پانڈ وسوپاک نامی بانس کے سوپ پنکھا وغیرہ بنا کر معاش کماتے والا پیدا ہوتا ہے -

۳۹ - چنڈال سے پکسی مین سوپاک پیدا ہوتا ہے جو کہ پاپی ہمیشہ نیک لوگون سے برائی کیا گیا اور جلاد کا پیشہ رکھنے والا ہے -

نوٹ - واہ! جب کہ وہ پیدائش سے ہی اس پیشہ مین لگا دیا گیا تو پھر پاپی وغیرہ کیون ؟ پنڈت تلسی رام صاحب نے اس شلوک والیسے دیگرون کو پرکشپت (ناجائز) مین کیون نہ ڈال دیا -

۴۲ - تپ کے ذریعہ (وشواتر کے مانند) اور پیدائش کے ذریعہ {رشی شرنگ وغیرہ کے مانند} سب جگون مین انسانون مین جنم یعنے پیدائش کی فضیلت اور {آگے کہے مطابق} چھوٹائی حاصل ہوتی ہے -

نوٹ بریکٹ کی عبارت شلوک مین نہین ہے - بلکہ پنڈت تلسی رام جی کی ایزادی لیکن تاہم اس شلوک مین بھی پیدائش سے ہی تنزلی و ترقی ظاہر کی گئی ہے نہ کہ افعال سے -

۴۳ - یہ کشتریہ ذاتین اپنے فرایض کو بھولنے {کریالوپ} سے اور {پڑھانے یگہ کرانے اور پراشچت وغیرہ کے لئے} براہمنون کے نہ ملنے سے لوگون مین آہستہ آہستہ شودرپن کو حاصل ہوگئین {جسطرح}

۴۴ - پونڈرک - اوڈر - درڈہ - کامبوج - ئون - شک - پارد - اپلھو - چین - کرات - دردکھش -

- اگرچہ شلوک نمبر ۴۳ کسی قدر افعال کلی فضیلت کو ظاہر کرنے لگا تھا لیکن اس سے اگلے نمبر ۴۴ نے نہ ہونے دیا - یعنے منو کی منشا ہے کہ کشتریہ جو اپنے فرایض سے گر گئے وہ براہ راست (سوامی دیانند کے قول کے مطابق) ویشہ اور بعدہ شودر نہیں بن گئے بلکہ اُن کے افعال کی کمی سے بھی کئی پیدائشی ذاتین نئی پیدا ہو گئیں - اب بھی اگر پیدائش کی فضیلت کو نہ مان کر ہی صفت وغیرہ کو پایا جاوے تو تعجب ہے -

۴۵ - براہمن کشتریہ ویشہ شودرون کی کریالوپ (یعنے فرایض کو پورا انجام نہ دینے سے) رذیل ذاتین ملیچھ بھاشاوالی یا آریہ بھاشاوالی سب دسیو کہی گئی ہین -

نوٹ - اب اور بھی پختہ ہو گیا - کریالوپ جنہون نے کیا وہ ان ورنون سے خارج ہو گئے حالانکہ سوامی جی ان چارون سے علحدہ اُن کو نہین جانے دینا چاہتے

۴۷ - سوتون کا (کام) گھوڑے کا سائیس ہونا - امبشٹھون کا دوائی کرنا - ویدیہون کا شہر کے اندر کا کام اور ماگدھون کا بنیا پن - (ان کامون کو کر کے یہ لوگ گزران کرتے ہین) -

۴۸ - نشادون کا مچھ مارنا - آیوگو کا لکڑی توڑنا اور رمید - اندھر - چنچو اور مدگو کا جنگلی جانورون کو مارنا پیشہ ہے -

۴۹ - کشتا - اوگر - پکس (ان کا روزگار) بل کے رہنے والے جانورون کو مارنا اور باندھنا ہے اور دھگ ونون کا چمڑے کا کام بنانا اور وینون کا باجا بجانا (کام) ہے -

۵۰ - گانون کے نزدیک مشہور بڑے بڑے درختون کے نیچے اور شمشان (مُردہ جلانے کی جگہ) اور پہاڑ باغ باغیچون کے پاس اپنے اپنے کامون کو کرنے سے یہ مشہور ہو کر مقیم رہین -

۵۱ - چنڈال اور شوپچ (ڈوم) قصبہ سے باہر مقیم رہین - اور ان کے برتن خراب رہنا چاہین - اور انکی دولت گتا گدھا ہے - (نوٹ - کیون! آریہ صاحبان ان پر رحم نہ کرینگے - ناظرین! منو کی زیادتی اور تعصب دیکہئے خطکشیدہ فقرہ سے عیان ہے -

۵۲ - ان کی پوشاک مُردہ کے کپڑے اور چیتھڑے ہون اور وہ پھوٹے برتنون مین کھاوین لوہے کے زیورات رکھین اور وہ ہمیشہ گھومتے رہا کرین -

نوٹ - اس سے اور زیادہ کیا ظلم ہوگا کہ وہ محض ایک خاص پیدائش کے باعث دھن دولت ہونے پر بھی نہ عمدہ کپڑا پہن سکین اور نہ عمدہ برتنون مین کھانا کھا سکین اور نہ سونے چاندی کے زیورات استعمال کرسکین - افسوس کہ ایسے شلوکون کو پنڈت تلسی رام جی نے اگر پرکشیپت (ناجایز) مان لیا ہوتا تو آریون پر ایک بیج بھی اعتراض گھٹ جاتا -

ناظرین! کیا اب بھی سوامی جی کی بات صحیح مانئے گا کہ پیدائشی فضیلت نہین بلکہ صفت فعل خاصیت سے ہی ورن کی فضیلت منو نے مانا ہے - منو تو سوامی جی کے سخت مخالف ہین -

۵۳ - دھرمانوشٹھان (دہرم کے فرایض انجام دینے) کے وقت ان (چنڈال ڈوم وغیرہ) کے ساتھ دیکھنا بولنا وغیرہ برتاؤ نہ کرے - اُن کا آپس مین بیوہار اور شادی بیاہ برابر والون کے ساتھ ہو - (نوٹ کہئے ناظرین اب آریہ صاحبان کیا کرین گے - اجی اور تو جیسا تیسا پیدائشی چمار ڈوم وغیرہ کے ساتھ گفتگو کرنا بھی منو مہاراج محض اوس کے پیدائش کی وجہ سے منع کرتے ہین -

۵۴ - ان کو کھپڑ وغیرہ مین رکھ کر علحدہ سے کھانا دیوین اور وے رات کو قصبون اور گھرون مین نہ گھومین -

۵۵ - وے راجا کے حکم سے چپڑاس پائے ہوئے کام کے لئے دن مین گھومین اور لاوارث مُردے کو لے جاوین - یہ مریادا - (قاعدہ یا احکام) ہے -

۶۴ - شودرا مین براہمن سے پارش واکھ ورن پیدا ہوتا ہے - اگر وہ اتفاقاً لڑکی ہو اور وہ دوسرے براہمن سے بواہ کرے اور پھر اس کی لڑکی تیسرے براہمن سے بواہ کرے اسطور پر سات جنم (پشت) مین براہمن پن کو حاصل کرتا ہے -

نوٹ اس شلوک کو پنڈت تلسی رام جی نے پرکشپت ماننے کی حسب ذیل وجہ بیان کی ہے :- یہ شلوک اسلیئے ماننے لایق نہین ہے کہ شودر عورت سے ہم بستر ہونے والا براہمن تیسرے ادھیاے کے مطابق پتت (تنزل) ہو جاتا ہے - تو ایسے سات براہمنون کو سات پشت تک تنزل کرانے والا شلوک منو کا ہو یہ ٹھیک نہین معلوم ہوتا "

ناظرین! اب ان سے یہ پوچھیین کہ اس ادھیاے کے شروع سے ۶۴ شلوک تک تمام ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر تنزل کرانے والون کا ذکر آیا ہے وہ پنڈت صاحب کے نزدیک پرکشپت (ناجایز) نہ ہوا - اور یہی شلوک پرکشپت ہو گیا - صاف یون کیون نہین کہتے کہ اس سے اگلے شلوک سے سوامی جی نے ورن کرم سے ہونا مانا ہے جو کہ اس شلوک کو صحیح ماننے پر رد ہو جاتا ہے (ویسے بھی رد ہو گا) اس لئے آپ نے تعصب سے اس شلوک کو پرکشپت مان کر کام چلایا

منو کی تو یہ منشا ہے کہ ویسے پتت ہی اس اس طریقہ سے براہمن پن کو حاصل کر لیتے ہین - بھلا یہ بھی آپ کی عجیب فلاسفی ہے کہ اسے سات پشت تک تنزل کرانے والا شلوک لکھتے ہین - اجی پنڈت تلسی رام جی مہاراج! - منو کی تو یہ منشا ہے کہ اگر بالفرض ایسا واقعہ ہو کہ شودرا مان ہو اور براہمن باپ ہو اور اس سے لڑکی پیدا ہو جس کی ذات منو نے پارش ولکھ بتائی ہے تو وہ اگر پھر براہمن سے بیاہ دی جاوے اور علی ہذا القیاس ایساہی سات مرتبہ ہو تو جو ساتوین پشت مین اولاد ہو گی اسمین اسقدر براہمن پن کا اثر آجائے گا کہ وہ براہمن ورن مین داخل ہونے کے لایق ہو گی - اس سے اگلا شلوک اس مطلب کو خوب صاف کر دیتا ہے جو کہ شلوک متنازعہ فیہ ہے -

۶۵- براہمن شودر پن کو حاصل ہوتا ہے اور شودر براہمن پن کو حاصل کرلیتا ہے کشتریہ سے پیدا ہوا بھی اسی طرح اور ویشیہ سے پیدا ہوا انسان بھی اسی طرح دوسرے ورن کو حاصل کرلیتا ہے۔ ایسا جاننا چاہیئے۔

۶۶- جو اتفاقاً براہمن سے شودر عورت میں پیدا ہوا اور جو شودر سے براہمنی عورت میں پیدا ہوا۔ ان دونوں میں بہتر کون ہے؟ اگر ایسا شبہ ہو تو (یہ جواب سمجھ لو)۔

۶۷- (۱) اناریا (شودر) عورت میں آریہ (برہمن کشتریہ ویشیہ) سے پیدا ہوا اوصاف سے آریہ ہوسکتا ہے۔ (۲) اور شودر سے براہمنی عورت میں پیدا ہوا صفتوں سے شودر پیدا ہونا ممکن ہے۔ یہ فیصلہ ہے۔

۶۸- دھرم کا یہ فیصلہ ہے کہ پہلا شودر عورت میں پیدا ہونے کے باعث ذات کی خرابی سے اور دوسرا (الٹی نوم یعنی پرتی لوم والے) سے پیدا ہونے کے باعث الغرض یہ دونوں جنیو کے لایق نہیں ہیں۔

نوٹ لیجیے۔ ان سوال جوابوں کا فیصلہ پیدائشی فضیلت کے ہی حق میں ہا۔ جبکہ دونوں جنیو کے لایق نہیں ہیں تو وہ ویدوں کے بھی مستحق نہ رہے۔ اب بتلائیے کہاں گئی کرم کی فلاسفی۔

۶۹- جیسے اچھا بیج کھیت میں بویا ہوا بڑھکر درخت ہو جاتا ہے ویسی طرح اریا (براہمن کشتریا یا ویشہ عورت) میں آریہ (براہمن کشتریہ ویشہ مرد) سے پیدا ہوا لڑکا پورے طور پر اپ نہین (جنیو) وغیرہ سنسکار کے لایق ہے۔

۷۰- (براہمن کشتریہ ویشیہ) شودروں کے فعل کرنے والے اور شودر دویجوں کے فعل کرنے والے ان کو برہما نے غور کرکے کہا کہ یہ نہ برابر ہیں اور نہ غیر برابر۔

نوٹ اسپر پنڈت تلسی رام جی کا نوٹ ہے جس میں کھینچا تان کرکے صفت فعل خاصیت سے فضیلت ہونا ثابت کر رہے ہیں حالانکہ یہ سراسر منو کی عبارت سے خلاف ہے منو کی منشا تو صاف یہ ہے کہ اگر شودر پیدائشی ہو کر براہمن

وغیرہ کے افعال کرے تو وہ ان کے برابر کا نہ ہوگا یعنے چاہے ایک شودر بڑا عالم فاضل اور علم الٰہی کو بھی سمجھنے اور عبادت وغیرہ کرنے مین بھی مشغول ہو جاوے لیکن تاہم بھی وہ پیدایشی براہمن کشتریہ ویشیہ کے برابر درجہ کا نہ ہوگا اور اسی طرح پر پیدایشی براہمن وغیرہ بھی اگر شودر کا کام کرین اور جاہل مطلق بھی ہو جاوین تاہم بھی وہ شودر کے برابر حقیر و رذیل نہ سمجھے جاوینگے۔ اور غیر برابر بھی نہ ہونگے یعنے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شودر عالم ہو اور براہمن جاہل ہو تو شودر کو علمیت کے لحاظ سے فضیلت ضرور حاصل ہے مگر پیدایشی فضیلت اوس براہمن کو حاصل رہیگی اسوجہ سے وہ نہ تو اوس کے برابر ہو اور نہ غیر برابر یعنے افعال مین افضل مگر پیدایش سے حقیر۔ اسی طرح براہمن وغیرہ کے بارہ مین بھی سمجھنا چاہیئے لیجیے ناظرین اب دیانندی فیصلہ کہان رہا جو کہ پیدایشی فضیلت کے سخت مخالف ہے

٩٥۔ مصیبت مین کشتریہ بھی اسی طرح (ویشیہ کے مانند) گزران کرے لیکن ہرگز بھی براہمن کا پیشہ نہ اختیار کرے۔

نوٹ واہ! اتنزل تو ہو جاوے مگر ترقی نہ کرنے پاوے۔ اب کہان ہین وہ ورن کی فضیلت کو افعال وغیرہ سے ماننے والے صاحبان! ذرا اس شلوک کو غور سے پڑھین۔

٩٦۔ جو نیچ ذات مین پیدا ہوا لالچ سے اونچ ذات کا پیشہ کرے راجا اوس کے دولت کو چھین کر جلاوطن کر دیوے۔

نوٹ۔ اس کے تشریح کی تو ضرورت ہی نہین ہے مگر پنڈت تلسی رام جی کا تعصب ان کے ایک براکٹ سے ظاہر ہوتا ہے جس کا نشان و گمان بھی شلوک کے کسی لفظ مین نہین ہے وہ حسب ذیل ہے (بغیر فیصلہ کرنے والون سے باقاعدہ بڑائی پائے ہوئے) خود بخود ہم پوچھتے ہین کہ اس آریہ سماجی فیصلہ دہندون کی بات منو کے کس لفظ سے نکل پڑی۔

٩٧۔ اپنا دھرم (کام) چھوٹا موٹا ہی افضل ہے۔ اور دوسرے کا اچھا پیشہ بھی

بہتر نہین - کیونکہ پرائے دھرم (پیشہ) کی پیروی کرکے معاش کمانیوالا فوراً اپنی ذات سے تنزل ہوجاتا ہے۔

۱۲۳ - چونکہ براہمن کی خدمت گاری شودر کے لئے دوسرے کامون سے افضل کہا گیا ہے - اس لئے اس کے سوا وہ اور جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا رائیگان جاتا ہے

۱۲۴ - اس خدمت گار شودر کی خدمات - طاقت اور کام کی ہوشیاری اور اس کے خانگی ضروریات کا لحاظ کرکے اپنے حیثیت کے مطابق انکے بچون کو ان کی اُجرت مقرر کرنی چاہیئے -

۱۲۵ - اپنے کہانے سے بچا کہانا اور پرانے کپڑے اور غلہ کا چھٹن (یعنے صاف کرنے پر جو خراب حصہ رہ جاتا ہے) اور پرانے برتن دینا چاہئے -

۱۲۶ - خدمت گار شودر کو (دویجون کے گھر کا) کوئی پاتک (غمی یا پیدائش کے موقع پر جو ناپاکیزگی ہوتی ہے) نہین اور نہ کوئی انکا سنسکار انکے لایق ہے - کیونکہ نہ تو (دویجون کے) دھرم مین اس کو مجاز ہے اور نہ (اپنے) دھرم سے اسکو ممانعت ہے -

۱۲۷ - دہرم کا خواہشمند اور دہرم کو جاننے والا شودر منتردن کے بغیر ہر ایک کام ست پرشون (شریف لوگون) کا کرتا ہوا دوش یعنے گناہ کو نہین بلکہ تعریف کو حاصل کرتا ہے -

مطلب یہ ہے کہ دہرم کے کام یگیہ وغیرہ کرنے کا شودرون کو استحقاق نہین ہے یعنے اگر دویج لوگ کسی شودر کو نالایق سمجھ کر رد کرین تو اوس کا یہ حق نہین ہے کہ وہ راجا کے یہان قانوناً اپنا حق حاصل کرنا چاہے - لیکن اس کو دہرم کرنیکی ممانعت بھی نہین ہے کہ شودر دھرم کرے ہی نہین البتہ اگر شودر دہرم کرنا چاہین اور دہرم کرنا جانتے بھی ہون تو بغیر وید منترون کو بولنے کے ہی بلکہ ہوم وغیرہ کرسکتے ہین - ایسا کرنے سے اونہین بلا منترون کے ہوم کرنے کا کوئی گناہ نہ ہوگا - (کیونکہ وے پڑھنا تو جانتے ہی نہین) بلکہ ایسا کرنے سے ان کی تعریف ہوتی ہے کہ وے

دھرم مین شردّہا (اشتیاق) رکھتے ہین۔

نوٹ ۔ اس تشریح مین اگرچہ پنڈت تلسی رام جی نے ہزار کوشش کی کہ پیدائشی فضیلت کو دبا دیوین مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ آسان طریقہ تو وہ ہی تھا کہ اسے پرکشپت (یعنے ناجائز) مان کر ان شلوکون کو منسوخ کر دیتے۔ جہرم تمام تھا

(۱) جب شودر کو ایسا کوئی استحقاق نہین ہے تو سوامی جی شودرون کو براہمن تک بنانے کا کیونکر دم بھرتے ہین۔

(۲) پھر آریہ سماج کے ممبران مین سے جو نصف سے زاید پیدائشی شودر ہو کر وید منتر پڑھتے ہین حالانکہ سنسکرت نہ جاننے کے باعث وہ تلفظ بھی ٹھیک نہین کرسکتے اُن کو روکا کیون نہین جاتا۔

(۳) یہ تو آپ کی شخصی رائی ہے۔ منو ایسا کہان لکھتے ہین۔ اس سے تو آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر شودر کا لڑکا پڑھا لکھا ہو تو وہ وید منتر پڑہ کر یگیہ کر سکتا ہے مگر یہ منو کی منشار کے خلاف ہے

۱۲۹ ۔ طاقت ور شودر کو بھی روپیہ نہ جمع کرنا چاہیئے کیونکہ شودر دولت پاکر براہمن وغیرہ کو بھی نقصان پہونچاتا ہے

نوٹ شاباش! یہ ظلم۔ اس شلوک کو تو ضرور پرکشپت مین ڈالنا لازم تھا۔

ناظرین! چونکہ ہمین شلوک نمبر ۱۰ سے اگلے پچھلون کو دکھلانا تھا پس اس سے ۶۴ پچھلے اور اس قدر اگلے پیش کر دئے گئے ہین اب آپ آریہ صاحبان سے دریافت کرین کہ جس ادہیاء مین شروع سے آخر تک پیدائشی فضیلت اور مختلف طور پر خلط ملط کے ذریعہ سے ہونے والی پیدائشی لوگون کے خاص ذاتون مین تقسیم کرنے وغیرہ کا ذکر ہو رہا ہے اوس کے درمیان سے ایک شلوک نکال کر اسکے ترجمہ کے درمیان مین اپنی نیچ گرہست ملاکر سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا منو کے حوالہ سے اپنے ایجاد کردہ مسئلہ یعنے صفت فعل خاصیت سے ورن کی فضیلت کو ثابت کرنا ایک بڑی زبردست مغالطہ دہی نہین تو اور کیا ہے۔ خیر۔ زیادہ کہنے سے کیا

فائدہ اگر وہ اب بھی اس بات سے اقرار کرنے کو تیار نہ ہون کہ سوامی دیانند نے جان بوجھ کر دھوکا دینا چاہا ہے تو منو کے شلوک کے جو معنے سوامی جی نے لکھا ہے (جو کہ اوپر نقل کردیا گیا ہے) اُسے صحیح ثابت کر کے انعام مبلغ پانچسو روپیہ کا حاصل کر لیوین۔

نمبر ۲--

سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۲ کے آخری سطر پر یون فرماتے ہین۔

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद्बाहू राजन्यः कृतः। ऊरू तदस्य य-
-द्वैश्यः पद्भ्यां शूद्रो अजायत॥ यजु० अ०३१ मं०११॥

یہ یجروید کے اکتیسوین ادھیاے کا گیارھوان منتر ہے۔اس کا بھاوارتھ ہے۔ کہ براہمن ایشور کے مُنھ سے کشتری بازو سے۔ویش ران سے اور شودر پاؤن سے پیدا ہوئے ہین اس لئے جیسے مونھ نہ بازو وغیرہ اور بازو وغیرہ نہ مونھ ہوتے ہین اسی طرح براہمن نہ کشتری وغیرہ اور کشتری وغیرہ نہ براہمن ہو سکتے ہین۔ (جواب) اس منتر کا ارتھ جو تمنے کیا وہ ٹھیک نہین۔کیونکہ یہان پُرش یعنے غیر مجسم محیط کل پرمیشور کا استدلال ہے۔جب وہ غیر مجسم ہے تو اس کے مُنہ وغیرہ اعضا نہین ہو سکتے۔.......اسلئے اس کا بھاوارتھ ہے کہ (۲۸) جو محیط کل پرمیشور کی خلقت مین مونہ کی مانند سب مین سردار افضل ہو وہ براہمن شست پنجہ براہمن کے حوالہ سے توانائی کا نام باہو ہے یہ جس مین زیادہ ہو وہ کشتری۔کمر کے نچلے حصّہ اور رانو کے اوپر کے حصہ کا اُرو نام ہے۔جو سب اشیا اور سب ملکون مین رانون کی طاقت سے جاوے آوے سفر کرے وہ ویش اور جو پاؤن کے یعنے نچلے عضو کی مانند بے عقلی وغیرہ اوصاف والا ہو وہ شودر ہے۔"

ناظرین! سوامی جی کو اسقدر طول تشریح کرنے سے قبل اس منتر کے لفظی معنے تو ظاہر کر دینا چاہیے تھا۔

تاکہ ایک منصف مزاج محقق کو معقولیت کے ساتھ غور و خوض کرنے کا موقع تو ملتا کہ آیا الفاظ سے کسقدر عبارت نکلتی ہے۔ لیکن وہ ایسا کیون کرنے لگے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہی تو ان کے سارے کئے کرائے پر پانی پڑ جایا کرتا ہے۔

واضح ہو کہ یہ ایک بہت مشہور و معروف منتر ہے۔ نہ صرف اسوجہ سے کہ سناتنی ہندؤن اور آریون کے پیدائشی فضیلت کے متعلقہ جھگڑے کا سارا دارمدار ویدون کے اندر اسی منتر پر منحصر ہے بلکہ اسوجہ سے بھی کہ یہ جبس ادہیاد یعنے باب کا منتر ہے وہ پیدائش عالم کے بیان مین ہے جو ویدون کے شائقین کے درمیان پُرش شوکت نام سے مشہور ہے اور یہ پرش سوکت تین ویدون مین دوہرایا گیا ہے یعنے رگ وید مین دسوین منڈل کا ۹۰ وان سوکت ہے۔ یجور وید مین ۳۱ وین ادہیا ہے اور اتھرب وید مین ۱۹ وین کانڈ کا ۶ وان سوکت ہے۔

ناظرین! ایسے ضروری اور نہایت زبردست منتر کے بھی لفظی معنے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی جانب سے نہین پائے جاتے یہ کیسے افسوس کی بات ہے۔ خیر۔ ہم اُن کے چیلے پنڈت تلسی رام صاحب ہی کا کیا ہوا لفظی ارتھ آپ کو سُنائے دیتے ہین۔ وہو ہذا۔

"براہمن اوس کا مُنہ۔ کشتری اوس کے بازو بنائے گئے ہین۔ جو ویشیہ ہین وہ اوس کے جانگھین اور شودر اوس کے پاؤن پیدا کیے گئے ہین"

ناظرین! پنڈت صاحب کا ارتھ اگرچہ لفظی ترجمہ ہے لیکن اوپر کا لکیر شدہ فقرہ ان کے تعصب کو روشن کر رہا ہے اصل عبارت یہ ہے۔

पद्भ्यां शूद्रो अजायत یعنے "(۱) پاؤن سے (۲) شودر (۳) پیدا ہوا ہے۔ اس مین جو لفظ نمبر ۱ पद्भ्याम् پدبھیام (= پاؤن سے) آیا ہے اس نے آریون اور سناتنون مین جھگڑا ڈال دیا ہے۔ کیونکہ جسطرح اس منتر کے اوپری حصہ مین یہ آیا تھا کہ براہمن اوسکا سر (یا مُنہ) ہے کشتری

اوس کے بازو بنائے گئے ہین - جو ویشیہ ہین دے اوس کی جانگھین ہین" -
پس اگراسی طرح اگلا فقرہ بھی یون ہوتا کہ شودر اوس کے پانون مین یا پانون پیدا کئے گئے ہین تب تو آریون کی بات صحیح ہو جاتی لیکن ایسا نہ ہونے پر اُن کی شکست ہے - پنڈت تلسی رام صاحب نے اگرچہ اپنے ڈھنگ کی عبارت بنائی ہے لیکن باوجود دیاکرن کے کئی حوالہ جات کے ذریعہ کھینچ تان کرنے کے بھی وہ معقول پسند بلاتعصب لوگون کے روبرو (جو سناتنی اور آریون سے علیحدہ ہون) یہ نہین ثابت کرسکے کہ لفظ "पद्भ्याम्" کے معنے "پانون سے" نہین ہین - ہان البتہ سناتنی صاحبان کا بھی یہ تعصب ہے کہ وہ اس لفظ "पद्भ्याम्" "پانون سے" کا اثر اوپر کی عبارت مین بھی ہوتا ظاہر کرکے یون معنے کرلیتے ہین کہ :-
"براہمن اوس کے مُنہ سے پیدا ہوا - کشتری بازو سے کیاگیا - ویشیہ اوس کی جانگھون سے پیدا ہوا اور شودر اوس کے پانون سے پیدا ہوا -
ناظرین! جب کہ دونون فریق تعصب سے کام لے رہے ہین تو پھر حقیقت کا پتہ کیسے لگے - اس معمہ کو حل کرنے کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ اس منتر سے آگے پیچھے کا مضمون دیکھا جاوے - پس ہم اس پُرش سوکت کے ۹ وین منتر سے ۱۶ وین تک کے لفظی معنے ذیل مین پیش کئے دیتے ہین (اور یہ متنازعہ فیہ گیارہوان ہے) -
ہان ایک بات اور بھی قابل غور ہے - جو کہ سوامی جی نے اس منتر کی تشریح مین فرمایا ہے کہ وہ برہم نراکار (بلا جسم) ہے پس یہ کہنا غلط ہے کہ اوسکے منہ سے بازو سے جانگھ اور پانون سے براہمن وغیرہ پیدا ہوئے ہیں ناظرین اس منتر سے اگلے پچھلون کو دیکھ کر خود ہی معلوم کر لوینگے کہ سوامی جی کی یہ دلیل کسقدر وقعت رکھتی ہے - وہ کس کس منتر کی کہان تک گول مال تعویلین کرتے رہینگے - الفاظ اپنے لفظی معنے کو نہین چھوڑسکتے پس اگر وہ یون کہتے تو بہتر تھا کہ چونکہ پرمیشور بلاجسم ہے پس یہ ایک النکار یعنے

استعارہ ہے ۔ خیر ۔ اس بحث کو ہم یہین چھوڑتے ہین ۔

واضع ہو کہ اس پُرش سوکت کے تمام ۲۲ منترون کو معہ نمبروار لفظی ارتھ کے مضمون پیدائش عالم مین درج کیا گیا ہے اسوجہ سے ہم یہان پر منترون کو دوہرانا مناسب نہین سمجھتے جو صاحب پورا مضمون دیکھنا چاہین وہان ہی پر دیکھ سکتے ہین ۔ اب منتر نمبر ۹ سے ۱۳ تک کے معنے ذیل مین پیش کئے جاتے ہین :۔

(۹) جو سب سے آگے پیدا ہوا ہے اُس یگیہ پُرش (پرمیشور) کو یگیہ یا دل مین قایم کر کے اوس کے حکم سے دیوتا ساد ھیہ اور جو یہ رشی لوگ ہین انہون نے بھی یگیہ کیا ۔

(۱۰) جس پُرش کی بہت تعریف کی گئی ہے وہ کتنے طرح پر کلپنا (انداز یا تقسیم) کیا گیا ہے ؟ اس کا مُنہ کیا ہوا ۔ بازو کیا ہوا ۔ جانگھ کیا ہوئی ۔ پانون (کیا) کہلائے ۔ (اس سوال کا آگے جواب ہے)

(۱۱) اُس کا مُنہ براہمن ہوا بازو راجا یعنے کشتریہ کیا گیا اس کی جو جانگھ ہے وہ ویشہ (ہوئی) پانون سے شودر پیدا ہوا ۔

(۱۲) ۔ من (= دل) سے چاند پیدا ہوا ۔ آنکھون سے سورج پیدا ہوا ۔ کان سے ہوا اور پران یعنے سانس (پیدا ہوئے) ۔ مُنہ سے آگ پیدا ہوئی ۔

(۱۳) ناف سے انترکیش یعنے خلا ہوا ۔ سر سے دیوہ یعنے روشن خلا پیدا ہوا ۔ پانون سے زمین (ہوئی) ۔ کان سے دشاین یعنے اطراف اور لوک یعنے کرہ جات پیدا کئے گئے ۔

ناظرین ! اب بتلائے اگر سوامی جی اور پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ بات تسلیم ہی کر لی جاوے کہ چونکہ پرمیشور بلا جسم ہے پس یہ کہنا غلط ہے کہ اوس کے مُنہ سے براہمن پیدا ہوا وغیرہ تو آگے کی عبارت کو وہ کیا کرینگے ۔ جہان یون آیا ہے کہ اوسکے دل سے چاند ۔ آنکھون سے سورج ۔ کانونسے

ہوا منہ سے آگ وغیرہ پیدا ہوئین - پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۹ سطر ۱۳ پر یون فرماتے ہین :-

"یہ ارتھ ہرگز نہین ہوسکتا کہ براہمن اوسکے سر سے پیدا ہوئے - کشتری اوس کے بازون سے نکلے وغیرہ .... (پھر صفحہ ۲۹۷ سطر ۵ پر) .... یہ سمجھ مین نہین آتا کہ मुखमासीत् (مُنہ تھا) ان لفظون کے یہ معنے کیسے ہو گئے کہ मुखाद् जात: ॥ (مُنہ سے پیدا ہوا) .... ان لفظون کا یہ مطلب کیسے ہوسکتا ہے کہ ऊरुभ्याम् वैश्यास्त: ॥ (جانگھون سے پیدا ہوا -) "

ناظرین ! پنڈت صاحب سے کہیے کہ وہ اس بات کو اگر سمجھنا چاہتے ہین تو اس سے اگلے منترون کو ملاحظہ کرین تو ان کو معلوم ہوجاوے گا کہ جسطرح चन्द्रमा मनसो जात: = چندرمان من سے پیدا ہوا اور جس طرح चक्षो: सूर्यो अजायत = آنکھون سے سورج پیدا ہوا وغیرہ اوسی طرح او واقعی بلاشک اوسی طرح اوس کے مُنہ سے براہمن پیدا ہوئے اور اوس کے بازون سے کشتری نکل آئے -

کہئے پنڈت تلسی رام جی مہاراج ! جس کے آنکھون سے سورج نکل سکتا ہے جس کے دل سے چندرمان نکل سکتا ہے - جس کے کانون سے ہوا اور پران نکل سکتے ہین اوسکے مُنہ سے اگر براہمن نکل آئے بازو سے کشتریہ نکل آئے تو آپ کو کیون تعجب ہوگیا اور اس مین کون سی ایسی بات تھی جو آپ جیسے عالم فاضل کے سمجھ مین نہ آسکی - ہان یہ اور بات ہے کہ جس دماغ کو دیانندی فلاسفی نے اپنا گھر بنا رکھا ہے وہ اسقدر بلا تعصب سوچنے کی آزادی ہی نہین رکھتا پھر بھلا ایسے مضمون کو کیونکر حل کرسکے - اس لئے بہتر ہے کہ اگر آپ واقعی ان آسان مگر پُرمطلب منترون کے صحیح مطلب کو سمجھنا چاہتے ہین تو دیانندی فلاسفی کو اپنے دماغ کے اندر سے بالکل نکال کر باہر پھینک دیجئے پھر دیکھئے کہ ایسے معنے

کیسے جلدی حل ہو جاتے ہین - آگے آپ کی مرضی ؎

ناظرین ! ہم تے مانا کر اس ۱۱ وین منتر مین یہ ہی الفاظ ہین کہ براہمن اوسکا مُنہ ہوا وغیرہ جسپر آجیہ پنڈت سناتنی لوگون سے یہ اعتراض کرتے ہین کہ اس سے یہ کیونکر برآمد ہوا کہ اوس کے مُنہ سے براہمن پیدا ہوا؟ اور اگر بالفرض اس کا جو کچھہ جواب سناتنی صاحبان دیتے ہین یعنے یہ کہ اس منتر کا آخری نقرہ کہ پاؤن سے شودر پیدا ہوا اسبات کو صاف کردیتا ہے“ ہم نظر انداز بھی کردیوین تاہم بھی اس سے اگلے (نمبر ۱۲-۱۳) منترون کو ملاحظہ کرنے سے آریہ صاحبان کا یہ اعتراض کافور ہو جاتا ہے - جو کہ اوپر آچکا ہے یعنے یہ کہ دل سے چاند پیدا ہوا وغیرہ -

پنڈت تلسی رام صاحب نے مضمون زیر بحث کو صاف کرتے ہوئے اس ۱۱ وین منتر سے پچھلے تین منترون کو پیش کیا لیکن افسوس کہ اس سے اگلے دو منترون کو بھی نہ پیش کردیا ورنہ اُن کا شک خود بخود رفع ہو جاتا - لیکن خوشی کی بات ہے کہ اسی سلسلہ مین اونھون نے صفحہ ۲۹۱ سطر ۲۰ پر یہ تسلیم کرلیا ہے کہ :-

”درحقیقت یہان انسانون کے ذاتون کو روپک النکار یعنے استعارہ کے ذریعہ ایک انسان کے مانند بیان کیا گیا ہے - لیکن بغیر باریک بینی سے دیکھے اور غور کئے النکار (استعارہ) سمجھہ مین نہین آتا“

ناظرین اگر پنڈت صاحب دل سے چاند اور آنکھون سے سورج کی پیدائش والے منترون پر بھی اسی سلسلہ مین غور فرماتے تو ضرور ان کو یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ تمام خلقت کی پیدائش کا اوس پر برہم پرمیشور سے ہونا ایک استعارہ کے ہی مانند بیان کیا گیا ہے -

ہان کوئی سنسکرت کا عالم سمجھہ دار ہندو سوا متعصب لوگون کے یہ ماننے کے لئے تیار نہ ہوگا کہ پرمیشور ہم لوگون کے مانند کوئی انسان ہوگا جسکے آنکھہ کان مُنہ وغیرہ سے یہ دنیاوی اشیاء سورج وغیرہ نکل پڑی ہون - پس اس سے وہ انکار نہ کرینگے کہ یہ ایک النکار یعنے استعارہ ہے - چنانچہ یون سمجھئے کہ

جس طرح سورج وغیرہ کی پیدایش ادس پُرش (استعارہ والے انسان یا پرمیشور) سے ہوئی ہے اوسی طرح براہمن وغیرہ کی بھی پیدایش کا ذکر ان (۱۰-۱۱) منترون مین آیا ہے - لیکن سوامی دیانند مہاراج تو ایسے معقول فیصلون کو جڑ پیڑ سے اوکھاڑنا چاہتے ہین کیونکہ وہ تو چاہے اور تمام منترون مین النکار ون کی بھرمار کرتے ہون مگر یہان پر النکار سے بھی الکار کر رہے ہین لیکن ان کی دلیل سورج چاند وغیرہ کی پیدایش والے منترون سے رد ہو رہی ہے -

نمبر ۲۳

پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۹۵ پر مہابھارت بن پرب ادھیا ۱۲۴ کے حسب ذیل شلوکون کو درج کرتے ہین -

एक वर्णमिदं पूर्वं विश्वमासीत् युधिष्ठिर ।
कर्म क्रिया विभेदेन चातुर्वर्ण्यं प्रतिष्ठितम् ॥
सर्वे वै योनिजा मर्त्याः सर्वे मूत्र पुरीषजाः ।
एकेन्द्रियेन्द्रियार्थाश्च तस्माच्छील गुणैर्द्विजः ॥
शूद्रोऽपि शील सम्पन्नो गुणवान् ब्राह्मणो भवेत् ।
ब्राह्मणोऽपि क्रिया हीनः शूद्रात् प्रत्यवरो भवेत् ॥
शूद्रे तु यद् भवेल्लक्ष्म द्विजे तच्च न विद्यते ।
न वै शूद्रो भवेच्छूद्रो ब्राह्मणो न च ब्राह्मणः ॥
यत्रैतल्लक्ष्यते सर्प ! वृत्तं स ब्राह्मणः स्मृतः ।
यत्रैतन्न भवेत् सर्प ! तं शूद्रमिति निर्दिशेत् ॥
महा भारत बन पर्व अ० १२४ ॥

ترجمہ - اے یودھشٹھر - یہ سب انسان پہلے ایک ورن مین تھے لیکن افعال کے اختلاف سے چار ورن ہو گئے سب انسان ایک ہی طرح پیدا ہوتے ہین سب کا پاخانہ پیشاب ایک جیسا ہی ہوتا ہے - سب کے عضو ایک مانند ہین اور ان کے لذات بھی ایک جیسے ہی ہین - اس لئے انسان اپنے خاصیت اور صفات

کے ہی وجہ سے دویج یعنے براہمن کشتریہ یا ویشہ کہلاتا ہے۔ شودر بھی اگر افضل خاصیت اور صفتون والا ہو تو براہمن ہو جاتا ہے اور براہمن بھی اگر نیک افعال سے گرا ہوا ہو تو شودر سے بھی کم درجہ والا بن جاتا ہے اگر شودر مین نیک اعمال ہون اور دویج مین نہ ہون تو وہ شودر شودر نہین اور نہ وہ براہمن براہمن ہے جس مین یہ نیک اوصاف پائے جائین اوسی کو شاسترون نے براہمن کہا ہے جس مین ئے نہ پائے جائین اوسی کو شودر بتلایا ہے"

ان شلوکون سے پنڈت صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ مہا بھارت بھی ان کے مہرشی کی رائے کی تائید کرتا ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہین کہ اوپر کے شلوکونکو پنڈت صاحب جایز کشیپت یعنے ناجایز مانتے ہین یا کہ جایز۔

ناظرین! اگر پنڈت صاحب اس سوال کے جواب مین یہ فرمادین کہ ہم ان شلوکون کو ناجایز مانتے ہین تو ہم کہینگے کہ "پھر آپ کا کوئی حق نہین ہے کہ ایسے ناجایز حوالہ جات سے اپنی کسی رائے کو ثابت کرنا چاہین۔ ذرہ اپنے سوامی جی کا قول یاد کیجئے کہ "زہر آلودہ کھانا بالکل ترک کرنا چاہیئے" اور اگر وہ یہ کہین کہ جن شلوکون کو اوپر لکھا گیا ہے ان کو ہم صحیح تسلیم کرتے ہین باوجودیکہ مہابھارت کا بہت حصہ ہم محض گپوڑہ اور بکواس سمجھتے ہین تو ناظرین! آپ ان سے کہئے کہ ذرہ ایک مرتبہ پھر سوچ لیوین کہین وہ گانٹھ کا نہ کھو بیٹھین۔

اچھا لیجئے ناظرین سنئے کہ اوپر کے شلوکون کو پنڈت صاحب نے تو اپنے مہرشی کے موافق سمجھ کر نقل کیا تھا لیکن وہ اگر ان کی ایک بات کی تائید کرتے ہین تو کئی باتون کو رد بھی کر رہے ہین۔

اجی پنڈت تلسی رام جی مہاراج! یہ آپ نے کیا کیا۔ یہ کس گپوڑے کی باتون مین آگئے۔ وہ تو آپ کے منوسمرتی پر بھی ہاتھ صاف کر رہا ہے اور ریدونکو بھی بالائی طاق رکھ رہا ہے۔ چنانچہ یہ آزادگیتی تو کہتا ہے کہ پہلے ایک ورن تھا لیکن آپ کی منوسمرتی (جس کی تصنیف کا زمانہ بھی آپ آغاز پیدایش سے

پیچھے کا ہرگز نہیں مانتے) تو انسان کو شروع پیدایش سے ہی چار ورن مین منقسم بتلاتی ہے ۔ اور بھلا منوسمرتی تو جیسی تیسی ۔ خود آپ کا وید کیا کہتا ہے۔

اجی مہاراج! یہ منتر متنازعہ فیہ ہی جس کے معنے صاف کرتے ہوئے آپ یہ مہابھارت کھول بیٹھے ہین ظاہر کر رہا ہے کہ انسان شروع سے ہی چار ورن مین منقسم ہوئے یہان ہم تھوڑی دیر کے لئے سوامی جی کا ہی ارتھ تسلیم کئے لیتے ہین تاہم بھی تو یہ نہین ثابت ہوا کہ دنیا کے شروع مین چار ورن نہ رہے ہون بلکہ ایک ہی ورن رہا ہو ۔ ہان! آپ بیشک افعال اوصاف اور خاصیت کے لحاظ سے ہی جو شخص جس لایق ہو اوسکو اوسی ورن مین داخل کرنے کا اصول مان لیوین لیکن پھر بھی تو وید اور منوسمرتی کا ہی فیصلہ حسب منشاء خود سوامی جی کے ہوتا ہے کہ جس دن پیدائش انسانون کی ہوئی اوسی دن سے ایسا ہوا ہے کہ جو لوگ مُنہ کے مانند تھے وہ براہمن کہلائے جو بازو کے مانند تھے وہ کشتریہ ہوئے وغیرہ ۔ اب آپ کرپا کر کے اپنے ازاد گیتی دوست کی اس بات کی تائید مین ہمین صرف ایک ہی شلوک منوسمرتی کا اور وہ بھی خود شایع کردہ مین سے ہی دکھلا دیوین جو یہ کہتا ہو کہ **پہلے ایک ہی ورن تھا**۔

کہئے ناظرین! پنڈت صاحب کے اس آزاد گیتی دوست نے ان کو کیسے گھاٹے مین ڈال دیا ۔ دراصل بات یہ ہے کہ سوامی جی کا اور آریون کا قول ہے کہ مہابھارت جیسی بڑی ضخیم کتاب ہے ویسی ہی اول درجہ کے گپوڑون سے بھری پڑی ہے یعنے ہر قسم کے خیالات والون نے اس مین ٹانگ اڑائی ہے چنانچہ ہمارا خیال ہے کہ کوئی سوامی دیانند سے بھی بڑھکر ازاد شخص رہا ہوگا جس نے اوپر کے شلوکون کو گھڑکر پنڈت صاحب کو للچا دیا ۔ سوامی جی تو پھر بھی لفظون کے تعویلون مین چاہے جسقدر پیر پھار کر لیوین مگر اصل ویدون سے تو انکاری نہین ہین لیکن پنڈت صاحب کا یہ آزاد گیتی دوست تو نہ منو کی پرواہ کرتا ہے اور نہ ویدون کی نہ اور کسی طرح کی بلکہ صرف عقلی دلایل سے ہی

مطلب رکھتا ہے پس اگر آریہ صاحبان پنڈت تلسی رام صاحب کے اس آزادگیّی وست کے رای سے اتفاق کرنے کے لئے تیار ہون تو ان کو لازم ہے کہ اب بسم اللہ کر دیوین یعنی مسلمانون اور عیسایون کے ساتھ کھانا کھانے سے پرہیز نہ کرین کیونکہ وہ تو صاف بتلاتا ہے کہ سب انسانون کے عضو ایک مانند ہین۔ سب کا پاخانہ پیشاب ایک مانند ہی وغیرہ۔ بھیر پس ومیش کا ہے کا۔ واقعی ہم پنڈت تلسی رام صاحب کے اس گیّی وست کو مبارک کہین گے جس نے مہابہارت جیسی کتاب مین بھی اسلام کا اصول جو انسان کو آپس مین محبت رکھنا سکھلاتا ہے بھر دیا ہے۔

نمبر ۴

ناظرین! اوپر جو پُرش سوکت کا ۱۱ وان منتر پیش کیا گیا ہے اسی معنی مطلب کا ایک شلوک منو سمرتی مین ہمین نظر آتا ہے جو کہ حسب ذیل ہے :۔

یہ منو سمرتی کی اول ادہیار کا جسمین پیدائش عالم کا بیان ہے ۳۱ وان شلوک ہے۔ اور اس کا لفظی ترجمہ یون ہے :۔ "(۱) لوگون کے (۲) بڑہنے کے لئے (۳) مُنہ بازو جانگھ اور پانون سے (۴) براہمن (۵) کشتریہ (۶) ویشیہ (۷) اور شودرون کو (۸) (برھما نے) پیدا کیا۔

کہیئے ناظرین! اب اس شلوک سے اور صاف الفاظ کیا ہو سکتے۔ اوس منتر مین جو یہ جھگڑا تہا کہ مُنہ۔ بازو۔ اور جانگھ کے مترادف الفاظ मुख बाहू ऊरु تو معقول مین آئے تھے اور یہ معنے دیتے تھے کہ اوس کا مُنہ براہمن ہوا۔ وغیرہ لیکن آخری فقرہ اس سے ناموافق تہا یعنے पद्भ्यां یعنے پانون سے شودر پیدا ہوا یہ معنے پیدا کرتا تھا جس کے باعث جہان پہلا حصہ آریون کو فتح دیتا وہان یہ آخری حصہ سناتنیون کو فتح کراتا تھا پس اب منو نے اس معمہ کو حل کر دیا یعنے وہ سناتنی پنڈتون کے حق مین فیصلہ دے رہے ہین کیونکہ منو مہاراج نے اوپر کے شلوک کے لفظ نمبر ۳ سے (مُنہ بازو جانگھ اور پانون سے) یہ ظاہر کیا کہ منہ سے بازو سے جانگھ سے اور پانون سے

(بمطابق الفاظ نمبر ۴-۵-۶-۷) براہمن کشتریہ ویشیہ اور شودرون کو (پھر لفظ نمبر ۸) پیدا کیا - پس اب مطلب بہت صاف ہوگیا کہ سوامی جی کا اور پنڈت تلسی رام صاحب کا خیال بالکل غلط ہے یا وہ جان بوجھ کر عوام کو مغالطہ دے رہے ہین کیونکہ منو مہاراج سے بڑھ کر ویدون کے معنی مطلب کو دیانند ہرگز نہین سمجھہ سکتے - پس جبکہ منو مہاراج نے ویدون سے (اوس پرش سوکت کے اوین منتر کا یا اور منترون کا) یہی مطلب نکالا ہی جو اوپر ظاہر ہو رہا ہے اور جو سناتنی صاحبان کے موافق ہے تو پھر آریہ صاحبان اگر اب بھی اپنی ہٹھ دھرمی کو نہ ترک کرین تو لاچاری ہے -

ناظرین! اب ذرہ دیکھئے کہ اس شلوک (منو ۱/۳۱) کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب اپنی منو سمرتی مین کیا کر رہے ہین :- وہو ہذا -

"لوگون کی ترقی کے لئے مُنہ براہمن - بازو کشتریہ - جانگھہ ویشیہ - پانون شودر (اس سلسلہ سے خالق پرمیشور نے) پیدا کئے "

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب نے باوجود منو سمرتی کے دیباچہ مین لفظی ترجمہ کرنے کا وعدہ کرنے کے بھی اس مقام پر جس تعصب سے کام لیا ہے وہ بیان سے باہر ہے -

"اے پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ کیون کھُلے بازار لوگون کے آنکھون مین دھول پھینک رہے ہین - ان باتون سے دیانندی فلاسفی نہین مضبوط ہو سکتی - اگر اوس کی بنیاد بابو کی بھیت پر ہی رکھی گئی ہے تو کیا آپ کے ایسے تعصبون سے آپ سمجھتے ہین کہ وہ قایم رہ جائیگی - ہرگز نہین - اس شلوک مین لفظ मुखबाहूरुपादतः موجود ہے جسکے معنے ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ سنسکرت دان بھی کرے گا کہ مکھہ باھو اور رُو پاد سے (یعنے مُنہ بازو جانگھہ اور پانون سے) لیکن آپ نے اس کا ترجمہ جو (مکھہ براہمن - باھو کشتریہ اور رُو ویشیہ - پاد شودر) کیا ہے اس کے لئے آپ کے پاس کون سی سند

اتھارٹی Authority موجود ہے۔

ای حضرت! یہ کوئی من مانی گڑھنت تو نہین ہے کہ آپ جو چاہینگے وہ چلا دینگے اور سب چل جائیگا۔ اچھا لیجئے اگر آپ کو اپنے بات کی کچھ لاگ ہے تو چاہے آپ خود یا آپ کے تمام ساتھی صاحبان آپ کے اس الو کے ارتھ کو اس مرکب لفظ۔ मुख बाहूरूपादतः ॥ کا منترادف ثابت کردیوین اور اوپر کا لفظی ترجمہ (لفظ نمبر ۳) غلط ثابت کردیوین (بذریعہ ویاکرن اور لغات کے) تو یہ خاکسار آپکو یا آپ کے اوس ساتھی کو مبلغ دو سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہے۔ (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۳ حصہ اول۔)

نمبر ۵۔

ناظرین! ہمین خوشی ہے کہ اوپر کی بات کو مضبوط کرنے کے لئے ایک شلوک منوسمرتی کے اوسی ادھیا مین اور بھی پایا گیا۔ چنانچہ وہ حسب ذیل ہے:-

सर्वस्यास्य तु सर्गस्य गुप्त्यर्थं स महाद्युतिः । मुखबाहू-
-रूपज्जानां पृथक्कर्माण्यकल्पयत् ॥ मनु० अ० १ श्लो० ८७

یہ زبان کا ۸۷ وان شلوک ہے اور اس کا لفظی ترجمہ یون ہے:-

"(۱) اس (۲) مہاتیج (بڑے تیز ہی) والے (پرمیشور) نے (۳) اس (۴) سب (۵) خلقت کی (۶) حفاظت کے لئے (۷) منہ بازو جانگھ اور پاؤن سے پیدا ہونے والون کے (۸) کرمون (فرائض) کو (۹) علحدہ علحدہ (۱۰) مقرر کیا۔

ناظرین! اس منتر مین بھی لفظ نمبر ۷ کے یہ ہی معنے ہوتے ہین کہ "منہ بازو جانگھ اور پاؤن سے پیدا ہونے والون کا" اب بتلائے دیانندی فلاسفی کو ویدون کا لب لباب سمجھین یا منو مہاراج کے فیصلہ کو ویدون کا صحیح مطلب تصور کرین جبکہ خاصکر آریہ سماج کا ایک معزز پنڈت ان شلوکون کو ناجائز نہ قرار دے سکا۔

ناظرین! اب ذرہ پنڈت تلسی رام صاحب کا ترجمہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ جوکہ حسب ذیل ہے:-

(۸۷) اوس مہا تجسوی (بڑے تیزی والے) نے اس سب خلقت کی حفاظت کے لئے براہمن کشتریہ ویشہ شودرون کے فرایض کو علحدہ علحدہ بتلایا۔ ۸۷۔

کہئے ناظرین! کیا پنڈت تلسی رام صاحب چالاکی سے باز رہے ؟ ۔ نہین۔ وہ اپنی چال کھیل گئے۔ لفظی معنے تو لفظ نمبر ۷ کے یون تھے کہ منہ بازو جانگھہ اور پاؤن سے پیدا ہونے والون کا لیکن پنڈت صاحب نے اس کے بجاے اپنے ترجمہ مین براہمن کشتریہ ویشہ شودرون کے درج فرمایا ہے۔ ہان اگرچہ منہ سے پیدا ہونے والے کو براہمن کہا گیا اور بازو والے کو کشتریہ وغیرہ۔ پس یہ غلط تو نہین ہے لیکن کیا دراصل یہ بات نہین ہے کہ پنڈت صاحب نے سوچا کہ اگر ہم لفظی معنے اس مقام پر درج کرتے ہین تو ہماری پول کھلی جاتی ہے چنانچہ یہ چال ٹھیک ہے کہ چونکہ سب لوگ شلوک کو پڑھنے کی لیاقت نہین رکھتے پس ہندی پڑھنے والون کے آنکھون مین تو دھول پھینک ہی دو کہ اُن پر یہ راز افشان نہ ہو کہ یہ شلوک ویانندی فلاسفی کو رد کر رہا ہے اور جب سنسکرت دان صاحبان شلوک پر غور و خوض کرین گے تب دیکھی جائیگی۔ ملک مین اور خاصکر آریہ صاحبان مین سنسکرت دان ہین ہی کتنے کہ یہ چال بازی روشن ہو اور جو ہین وہ سب ہی ہمارے طرح ڈھول کی پول کو پوشیدہ رکھنے والے ہی تو ہین وغیرہ۔

ناظرین! اونہین کیا پتہ تھا کہ خاکسار ایسی چال بازیون کی پول کھولنے کے لئے ابھی زندہ ہے۔ غرضکہ زیادہ زبانی جمع خرچ سے کیا فائدہ اگر پنڈت صاحب یا کوئی دیگر آریہ صاحب یہ ثابت کردیوین کہ (۱) اس شلوک (منو ۱/۸۷) مین الفاظ براہمن کشتریہ ویشہ شودر جوکہ سنسکرت اور ویدون کے ہی الفاظ ہین موجود ہین۔ اور (۲) یہ ثابت کر دیوین کہ اس شلوک کا

جو لفظی ترجمہ اوپر پیش کیا گیا ہے اوس کا لفظ نمبر ۷ (مُکھ باہورو پجّا) मुखबाहूरुपज्जा
नाम - وہ ہی معنی نہین رکھتا جو لکھا گیا ہے (یعنے مُنھ سے بازو سے
جانگھ سے اور پانون سے پیدا ہونے والون کا) تو ایسے کوشش کرنے والے
مہاشے کو ہم خوشی سے مبلغ چار سو روپیہ انعام دینے کے لئے تیار
ہین (بقیہ شرایط انعام دیکھو صفحہ ۳ حصہ اول)
۶ - اتنا ہی نہین ناظرین! منو سمرتی تو سوامی جی کے بنائے قلعہ کو
چکنا چور کر چھوڑے گی - اب ہم آپ کو منو مہاراج کے اور شلوکون کے
ترجمہ کا اختیصار از جانب پنڈت تلسی رام صاحب سُناتے ہین جس سے رہا سہا
اور بھی صاف ہو جائے گا - منو ادھیاے اول شلوک ۹۲-۹۳ مین کہا گیا
ہے کہ ناف سے اوپر کا حصہ جسم کا پاک ہے اور مُنھ سب سے زیادہ پاک ہے
پس براہمن چونکہ افضل عضو (مُنھ) سے پیدا ہوا ہے اسوجہ سے سب سے
بڑا بلکہ سب کا مالک ہے آگے شلوک نمبر ۹۴ مین کہا ہے کہ براہمن کو جو شخص کھانا
کھلا دیوے تو وہ کھانا دیوتاؤن اور پترون کو پہونچ جاتا ہے جس کا نام لنکے
محاورہ مین ہویہ کویہ ہے (دیوتا اور پتر سناتنی لوگون کے فیصلہ کے مطابق
آسمان کے چند خاص کرہ جات کے باشندگان ہین اور دیوتاؤن کی خوراک کو
ہویہ اور پترون کی خوراک کو کویہ کہتے ہین) - شلوک نمبر ۹۵ مین بھی یہی ذکر ہے
۹۶ مین براہمن کو سب سے بڑھ کر بتلایا ہے - ۹۸ مین براہمن کو دہرم مجسم ظاہر
کیا ہے - ۹۹ مین براہمن کو دہرم کے خزانہ کی حفاظت کرنے والا ظاہر کیا ہے
شلوک ۱۰۱ کا پورا ترجمہ یون ہے - براہمن اپنا ہی کھاتا ہے - اپنے ہی مکان مین کم
رہتا ہے اپنا ہی دیتا ہے اور دوسرے لوگ بھی براہمن کے ہی مہربانی سے کھاتے پیتے
لیتے دیتے ہین - (حالانکہ براہمن خود محنت مشقت نہین کیا کرتا بلکہ دوسرون
سے خیرات لے کر کام چلاتا ہے - لیکن تاہم منو مہاراج کا یہ فیصلہ ہے) -
ناظرین! ابتلائے کہ ان سب باتون کے موجودگی مین سوامی دیانند سرسوتی

مہاراج کی وہ بات کہان چل سکتی ہے کہ پیدایشی فضیلت نہین بلکہ صفت فعل خاصیت کے مطابق جو جیسا ہو اوس کو ویسا درجہ دیا جاوے۔ منوسمرتی مین تو ہر ایک ذات کے پیشے علحدہ علحدہ بیان ہوئے ہین۔ اور براہمن کشتریہ ویشہ شودران چار بڑی ذاتون کے خلط ملط سے پیدا ہونے والون کو ان کے اندر سے خارج کیا جا کر اون کے فرایض اور پیشے بھی علحدہ ہی مقرر کر دئے گئے ہین جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ پھر بھلا یہ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ افعال کی فضیلت ہے نہ کہ پیدایش کی۔

نمبر ۷

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۳ سطر ۴ پر یون فرماتے ہین۔ "(۳۲) اور اگر منہ وغیرہ اعضا سے برہمن وغیرہ پیدا ہوتے تو علت مادی کے مانند برہمن وغیرہ کی شکل ضرور ہوتی جیسے منہ کی شکل گول مول ہے ویسے ہی اُن کے جسم کی شکل بھی منہ کے مانند گول مول ہونی چاہیے۔ کشتریون کے جسم بازو کی مانند۔ ویشیون کے ران کی مانند۔ اور شودرون کا جسم پانونکی مانند شکل والے ہونے چاہین۔ ایسا نہین ہوتا"

ناظرین! آریہ سماج کے مہرشی مہاراج کی عقلی دلایل پر ذرہ آپ بھی غور فرمائے گا۔ اب اگر ہم ان سے یہ سوال کرین تو کیا جواب دیوین گے کہ اگر منہ سے پیدا ہونے والے کی شکل گول مول منہ کے مانند ہونی چاہیئے تھی تو موجودہ قانون قدرت کے مطابق جس عضو سے تمام حیوانون اور انسانونکی پیدایش ہوتی ہے اُسی کے ہم شکل جسم کیون نہین ہوتے۔ (اس سوال کو اور صاف کرنے کی ضرورت نہین عقلمندان را اشارہ کافی)۔

اس سوال کا جواب دینے کی کوشش پنڈت تلسی رام صاحب نے کی ہے چنانچہ وہ بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۰۸ کے آخر مین یون فرماتے ہین "گیا یونی (رحم وغیرہ) سے پیدایش ہونے مین یونی اوپادان کارن (علت مادی)

ہے۔ کہ اوس کے مانند ہم شکل اولاد ہونے کا شک کرتے ہو۔ نہین نہین یونی صرف پیدائش کا دروازہ ہے۔ اور (بچہ کے جسم کا) اوپادان کارن (علت مادی) تو عضو عضو ہی جیسا کہ اوپر آپ خود لکھ چکے ہین کہ

अङ्गादङ्गात्सम्भवसि

یعنے "انگ (عضو عضو) سے تو پیدا ہوتا ہے"

ناظرین! آپ اب پنڈت تلسی رام صاحب سے یہ سوال کرین کہ "پھر یہی بات دہان بھی کیون نہین لگا لیتے یعنی یون سمجھ لیجئے کہ اوس پرش (پرمیشور یا ورا ٹ) کے منہ سے براہمن پیدا ہوا چنانچہ منہ اوس براہمن کا اوپادان کارن (علت مادی) نہین ہے بلکہ وہ تو صرف اوس کے پیدائش کا دروازہ ہے اور اوس براہمن کی (جو منہ سے پیدا ہوا) علت مادی تو اوس پرش کا عضو عضو ہے۔ اسی طرح کشتریہ بازو سے محض نکل پڑا ورنہ وہ بہی تمام جسم کے عضو عضو سے بنا یا گیا تہا علی ہذالقیاس اب پنڈت تلسی رام صاحب کو چاہئے کہ وہ کوئی اور دلیل گڑہین۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر ان کی مزکورہ بالا دلیل سوامی جی کو یاد آجاتی تو شاید وہ اس کو اوس وید منتر مین بھی گھٹا کر منہ سے پیدا ہونے والے کو گول مول وغیرہ ہونے کا اعتراض نہ تحریر کرتے۔ خیر۔ اب بھی اگر آریہ صاحبان اس فضول اعتراض کو ستیارتھ پرکاش کے اندر سے نکال دیوین تو غنیمت ہے ورنہ اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ایک ایسی پوچ بات ہے کہ ان کے مخالفین اس کی تردید کرتے ہوئے الزامی جواب ایسے مزاقیہ طور پر دیتے ہین کہ ان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اگرچہ یہ ہمارا کام نہین ہے کہ شائستگی سے باہر قدم بڑہنے دین لیکن ملک مین ایسے مزاق کے لوگ زیادہ ہین جو اصول کی چھان بین کے بہ نسبت ہنسی مزاق اور مضحکہ کے ذریعہ آریون کو شرمندہ کرنا زیادہ باعث دلچسپی سمجھتے ہین اس لئے ہم ان کو نیک نیتی اور دوستی سے یہ صلاح دیتے ہین کہ وہ بے حیائی کا برقعہ پہن لینے کے بجائے اگر سچائی کو قبول کرنے اور غلطیون کو ترک کرنے کے اصول پر عمل کرنا شروع کر دیوین تو زیادہ بہتر و مناسب ہوگا۔

نمبر ۸

تمر بھاسکر نے منو کے حوالہ سے یہ ظاہر کیا کہ شودر کے نزدیک بیٹھ کر وید پڑھنا منع کیا گیا ہے جس سے پیدائشی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کا جواب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۱۴ کے آخر مین یون دیا گیا ہے :-

"اور شودر کے پاس بیٹھ کر وید نہ پڑہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کلاس علحدہ علحدہ رہنا چاہئے۔ شودر شودرون مین بیٹھین۔ براہمن وغیرہ اپنے ہی جماعت مین بیٹھ کر پڑہین۔ یہ پڑہنے کا قاعدہ ہے۔ ذات یا ورن کی فضیلت پیدائش یا افعال وغیرہ سے اس مین بیان نہین ہوئی"

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ کی بات اگر ٹھیک ہوتی تو منو سمرتی مین جہان یہ درج ہے کہ شودر کے پاس بیٹھ کر وید نہ پڑہے وہان اسکے بجاے یون ہونا چاہئے تھا کہ شودرون کی جماعت علحدہ رہے براہمنون کی علحدہ۔ کشتریون کی علحدہ اور ویشون کی علحدہ۔ لیکن وہان تو دراصل منو مہاراج کی یہ منشاء صاف اور کھلے لفظون مین موجود ہے جس کے یہ معنے ہین کہ چونکہ شودر کو وید سے محروم رکھا گیا ہے پس اوس کے پاس بیٹھ کر براہمن وغیرہ ویدون کو نہ پڑھین تاکہ کہین ویدون کے الفاظ اوس کے کانون کو پاک نہ کر دیوین۔

निषेकादिश्मशानान्तो मन्त्रैर्यस्योदितो विधिः।
तस्य शास्त्रेऽधिकारोऽस्मिन ज्ञेयो नाऽन्यस्य कस्य चित"
मनु० अ०२ श्लो० १६"

اس منو کے شلوک ۲/۱۶ کے حوالہ سے تمر بھاسکر نے کچھ اعتراض کیا جس کے جواب مین پنڈت تلسی رام جی مہاراج بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۱۶ سطر ۱۵ پر یون فرماتے ہین :- "اس مین بھی پیدائش یا افعال والے فضیلت کا ذکر نہین ہے بلکہ منو مہاراج اپنی کتاب منو سمرتی کے پڑہنے کا استحقاق اوس شخص کو دیتے ہین جس کے سنسکار پیدائش سے موت تک ہوتے ہون۔ دوسرے ایرے

غیرون کو نہین "

لیکن دوسرے ارے غیرے کون ہین ؟ جن کو منو مہاراج اپنی منوسمرتی چھونے بھی نہین دینا چاہتے۔ واضع ہو کہ پیدائش سے موت تک جو سولہ سنسکار باقاعدہ طور پر کیا جانا شاسترون مین لکھا ہے وہ صرف دوبجون (براہمن کشتری ویشیہ) کے لئے ہی مخصوص ہین۔ شودرون کے لئے کوئی پابندی نہین رکھی گئی اور نہ ان کو ویدمنتر پڑھنے کی اجازت دی گئی (اور ان ہر ایک سنسکارون مین ویدمنترون کی ضرورت ہے) بس جہان ان شودرون کو وید پڑھنے کی ممانعت ہے وہان منومہاراج ان کو اپنی سمرتی بھی پڑھنے کا مستحق نہین سمجھتے۔ اب کیا یہ شلوک پیدائشی فضیلت کو نہین ثابت کر رہا ہے۔ اگر منو مہاراج افعال اوصاف اور خاصیت کی عمدگی سے ورن کی فضیلت مانتے ہوتے تو اس شلوک مین وہ یون فرماتے کہ جو شخص (چاہے براہمن وغیرہ یا شودر بھی ہو) اچھے افعال والا ہو وہ اس سمرتی کو پڑھنے کا مستحق ہو۔ لیکن منومہاراج تو یون فرما رہے ہین کہ جس کے سنسکار حمل سے ہی باقاعدہ ہوتے ہون (کیا معنے کہ وہ پیدائشی طور پر براہمن وغیرہ ہو) وہ ہی اس سمرتی کو پڑھنے کا مستحق ہے۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! بھلا یہ تو بتلائے کہ وہ ارے غیرے کون ہین۔ کیا شودرون کے سوا آپ کنہین اورون کو ارا غیرا کہہ سکتے ہین ؟ پھر بھلا جب ان کو منوسمرتی تک بھی پڑھنے سے روکا جاتا ہے تو ویدون کی کیا بات ہے اُن کے تو شاید انہین درشن بھی نہ ہونے دیوین گے۔ اور کیا آپ کا یہ کہنا کہ یہان جنم وکرم کا کوئی ذکر نہین ہے ناواقفون کو مغالطہ مین ڈالنا ہی نہین ہے۔ یہ شلوک تو پورا پورا پیدائشی فضیلت پر تلا ہوا ہے۔ کیونکہ حمل سے ہی ویدمنترون سے سنسکار دوبجون ہی کے گھرون مین کئے جاتے ہین۔ شودرون کے یہان نہین۔

نمبر ۱۰

تم بھاسکر کا یہ اعتراض ہے کہ:۔ "صفت فعل خاصیت کے موافق ورن کی

فضیلت ماننے سے یہ خرابی واقع ہوگی کہ باپ کے دھن دولت کا حق وراثت اولاد کو نہ پہونچے گا "

اس کا جواب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۱۷ سطرہ ۱ پر پنڈت تلسی رام صاحب یون دیتے ہین :-

" اب بھی تو عیسائی مسلمان وغیرہ ہو جانے پر حق وراثت سے علحدگی ہوتی ہی ہے - بادشاہی قانون ہو جانے پر کچھہ خرابی نہ ہوگی "

ناظرین ! کیا اب پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ منشا ہے کہ جس طرح کوئی ہندو یا آریہ عیسائی مسلمان ہو جانے کے باعث اپنے باپ دادا کے جایدادون سے محروم ہو جایا کرتے ہین اوسی طرح اس دیانندی فلاسفی کو عملی جامہ پہنایا جاکر تمام لوگ اپنی جایدادین کھو دیا کرین - واہ ! یہ تو بڑی عمدہ صلاح دے رہے ہین - عیسائی مسلمان بننے والون کو تو دل مین یہ خیال ہوتا ہے کہ کروڑون دیوتاؤن کی پرستش وغیرہ واہیات باتون سے نکل کر ہم ایک وحدہٗ لاشریکہ پرمیشور کے شرن مین جاتے ہین پس اس سچائی کے مقابلہ مین اگر دنیاوی اشیا دھن دولت جایداد سے ہم بے دخل ہوتے ہین تو پرواہ نہین لیکن اس دیانندی فلاسفی مین تو شروع سے آخر تک نقصان ہی نقصان نظر آتا ہے - اور جو فرماتے ہین کہ بادشاہی قانون ہو جانے پر کچھہ خرابی نہ ہوگی پس چونکہ شری منو مہاراج نے اپنی سمرتی مین جایدادون کی تقسیم وغیرہ و دیگر ضروری وہ ہدایتین بھی درج کردی ہین جن کو ہم قانون فوجداری و دیوانی کہہ سکتے ہین لہذا پنڈت تلسی رام صاحب خود شایع کردہ منو سمرتی مین سے ہی ایسے قواعد نکال کر ظاہر کرین جو اس دیانندی فلاسفی کے موافق ہو -

ہان ! ایک یہ بھی زبردست ثبوت سوامی جی کے خلاف موجود ہے کہ اگر ویدون کی یہ منشا رہوتی کہ ایک شودر کا لڑکا عالم فاضل ہونے پر ویشہ اور ویشہ والا کشتریہ اور کشتریہ کا لڑکا برہمن بن سکتا ہے تو ویدون کے موافق تمام ضروری

ہدایتوں کو ظاہر کرنے والے منو مہاراج صرف پیدائشی لحاظ سے جائدادوں کی تقسیم نہ کرتے بلکہ مذکورہ بالا مسئلہ کا خیال رکھتے لیکن کیسے تعجب کی بات ہے کہ جبکہ منو مہاراج نے ایک شلوک بھی اس مطلب کا نہیں درج کیا کہ اگر شودر کا لڑکا براہمن ورن میں تبدیل ہو جاوے تو وہ اپنے اصل باپ کے جایداد کا وارث ہو یا نقلی باپ (جس کے یہاں وہ اب جا کودا) کے جایداد کا یا دونوں میں سے تھوڑا تھوڑا حاصل کرے وغیرہ تاہم بھی سوامی جی اسقدر من مانی کیونکر چلا رہے ہیں۔ پھر اُنکے چیلے صاحبان اور بھی آفت کر رہے ہیں۔

اگر صفت فعل کی فضیلت ماننا اور اسپر عمل کرنا پسند ہی اور اسے آیندہ نسل کی ترقی کا خاص ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن منو سمرتی یا ویدوں میں ایسی باتیں نہیں پائی جاتیں تو کھینچ تان کر کے عوام کو مغالطہ دینے سے کیا مطلب برآری ہو سکتی ہے؟ البتہ صاف طور پر اگر آریہ صاحبان یوں اقرار کر لیویں کہ بھائی! چاہے منو سمرتی سے خلاف ہو اور چاہے ویدوں سے خلاف ہو یا جو ہو مگر ہم تو اسی پر کاربند ہونگے کیونکہ عقلی دلایل سے ہمیں اسی میں بھلائی کی صورت نظر آتی ہے اور ہم نظیر بھی دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں عیسائیوں وغیرہ دیگر قوموں میں ایسی نیچ نام ونشان کے لئے بھی نہیں ہے پس ان قوموں کی حالت اس لحاظ سے ہم سے بہتر ہے وغیرہ۔ تو ہمارا خیال ہے کہ پھر نہ تو آریہ صاحبان پر کوئی عیسائی مسلمان اعتراض کرے گا اور نہ سناتنی صاحبان کو ہی موقع رہ جائے گا کہ ان پر کسی طرح کا حرف لاسکیں۔ لیکن ناظرین وہ اس مفید اور سیدھی سادی بات کو ہرگز بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے تو زندگی کا مقصد صرف تمام دنیا کے مذہبوں سے جھگڑا فساد کرنا سمجھ رکھا ہے۔ اسکے سوا وہ کسی قسم کی معقولیت سے تو کام لینا ہی نہیں جانتے۔

نمبر ۱۱

سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴ سطر ۱۲ پر یوں فرماتے ہیں :۔ (۳۲)

धर्मचर्यया जघन्यो वर्णः पूर्वं पूर्वं वर्णमापद्यते जाति परिवृत्तौ ॥१॥ अधर्मचर्यया पूर्वो वर्णो जघन्यं वर्णमापद्यते- जाति परिवृत्तौ ॥२॥

یہ اپستمب کے سوتر ہین - دہرم پر چلنے سے ادنیٰ ورن اپنے سے اعلیٰ ورن کو حاصل کرتا ہے اور وہ اوسی ورن مین گنا جاوے کہ جس کے لایق ہو - (۱) ویسے ادہرم پر چلنے سے اعلیٰ ورن والا انسان اپنے ادنیٰ ورن کو حاصل کرتا ہے اور اوس ورن مین گنا جانا چاہیے - (۲)

اس کی تردید مین سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے اپنی کتاب تمربھاسکر صفحہ ۹۴ سطر ۱۴ پر یون تحریر فرمایا ہے - اور آپستمب سوتر کا بھی یہ ارتھ ہی کہ یہ انسان افضل افعال کرے تو دوسرے جنم مین (یعنے مرنے کے بعد جب دوبارہ پیدا ہو تب) موجودہ ورن سے افضل ورن مین سلسلہ وار ترقی کرتا چلا جاوے - اور اگر افضل ورن والا بد افعال کرے تو دوسرے جنم مین موجودہ کی بہ نسبت رذیل ہوتا چلا جاوے -"

اس کا جواب پنڈت تلسی رام صاحب نے صرف یہ دیا ہے کہ: "اس کا مطلب اگر دوسرے جنم مین نیچ ورن مین پیدا ہونے کا ہے تو جو لوگ اس جنم مین عیسائی مسلمان ہو جاتے ہین اُن کو تپت (گرا ہوا) نہ ہونا چاہیے کیونکہ آپ تو ادہرم یا دہرم کو اگلے جنم مین پھل دینے والا سمجھتے ہین -" لیکن اس کا جواب ہمین تمربھاسکر ہی کے صفحہ ۱۰۱ پر مل جاتا ہے جس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ سناتنی صاحبان آریون کے مانند عیسائی مسلمان ہو جانے والون کو اوسقدر نفرت کی نگاہ سے نہین دیکھتے اور ہمارا تو خیال یہ ہے کہ اگر آریہ سماج کا وجود نہ ہوتا تو آج ہم مسلمانون اور ہندؤن کو بھائی بھائی کے ہی مانند گلے ملتے ہوئے دیکھتے - جن ہندؤن نے بودھ لوگون کو بھی دوست بنا لیا حالانکہ بدھ مہاراج نے ہندوازم کی جڑ پر بیٹھ کر اس پر کلہاڑا چلایا تھا وہ ہندو قوم مسلمانون سے

کیون دشمنی کرنے لگی تھی جن کا تعلق اس کے ساتھ اب چولی دامن کا سا ثابت ہو رہا ہے - خیر - وہ عبارت نمر بھاسکر کی حسب ذیل ہے :- "عیسائی مسلمان ہونے کا فیصلہ سُنئے - کہ جو کوئی عیسائی یا مسلمان ہو جاتا ہے وہ ان لوگون کے ساتھ کہانا پینا وغیرہ کرنے سے شریفون کے (= ہندون کے) مجمع سے باہر ہو جاتا ہے - اوس کو ہم براہمن وغیرہ کچھہ اسوجہ سے نہین کہتے کہ ئے الفاظ پیدائشی قومیت پر عاید نہین ہوتے بلکہ جسطرح کبیر کے ماننے والے کبیر پنتھی - دادوئے ماننے والے ددو پنتھی - نانک کے ماننے والے نانک پنتھی - تمہارے مت والے دیانندی کہلاتے ہین ان کو کوئی براہمن وغیرہ نہین کہتا جا ہے وے کسی ورن کے ہون لیکن جب وہ اپنی برادری مین آتے ہین تو ان کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ تو کرتے ہین اور خوشی سے ملتے جُلتے ہین لیکن جب وہ مسلمانون عیسایون کے ساتھ کھا پی لیتے ہین تو ان کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ تعلقات ترک کر دیتے ہین - لیکن اوس کی براہمن وغیرہ قومیت تاہم بھی دور نہین ہوتی جب کوئی اوسکی صورت دیکھتا ہے فوراً کہتا ہے کہ یہ وہ ہی براہمن کشتریہ یا ویشہ ہے اب عیسائی ہو گیا ہے - پس اگرچہ مذہب کی تبدیلی ہو گئی لیکن اوس کی ذات تو اوس کے آخری دم تک اوس کے جسم سے علحدہ نہین ہو سکتی - اوس کو بھی ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ مین فلان ذات کا ہون اب عیسائی یا مسلمان ہو گیا ہون - اتنا ہی نہین بلکہ اولاد دن تک کے بھی یہ پیچھے لگی رہتی ہے کہ یہ فلان شخص کا بیٹا ہے جو کشتریہ یا ویشیہ سے عیسائی ہوا تھا - ایک جگنّاتھ نامی شخص ویشہ عیسائی ہو گیا ہے اوس سے میری گفتگو ہوئی تھی پس معلوم ہوا کہ اوس کے دل مین اب تک بھی یہ بات سمائی ہے کہ مین ذات سے ویشہ ہون اور جو لوگ اوسے دیکھتے ہین وہ جانتے ہین کہ یہ وہ ہی ویشہ ہے - اس کا ویشہ ہونا تمام زندگی بنا رہے گا - قومیت یعنے ذات کا مفقود ہونا نہ ہو گا -"

نمبر ۱۲

سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۷ سطر ۲۲ پر یون فرماتے ہین :-
جس جس مرد مین جس جس ورن کے اوصاف اعمال ہون اُس ورن کا اُس کو اختیار دیتا۔ ایسی آئین رکھنے سے سب لوگون کو ترقی کی رغبت بنی رہتی ہے کیونکہ اعلیٰ ورنون کو خوف ہوگا کہ اگر ہماری اولاد جہالت وغیرہ عیب والی ہوگی تو شودر ہو جائیگی اور اولاد بھی ڈرتی رہے گی کہ اگر ہم مزکورہ چال چلن اور علم والے نہ ہونگے تو شودر ہونا پڑے گا اور نیچ ورنون کا اعلی ورن ہونے کے لئے حوصلہ بڑہے گا۔

ناظرین! یہ سوامی جی کہتے تو ہین عقل کی بات لیکن افسوس یہی ہے کہ نہ تو ان کی اس راے سے منو مہاراج متفق نظر آتے ہین اور نہ قدیم سے قدیم آریون کے کوئی اور رشی منی ان کی ہان مین ہان ملاتے ہین۔ غرضیکہ سنسکرت زبان کی ادنیٰ سے اعلیٰ تک تمام کتابین سوامی جی کے اس نوایجاد مسئلہ سے خلاف ہدایتون سے پُر ہین۔ ہان اگر سوامی جی یہ کہہ دیتے یا اب آریہ صاحبان صاف لفظون مین یہ اقرار کرلیوین کہ قدیم زمانہ کے آریون کی باتین اُن کے ساتھ تھین۔ وہ زمانہ اور تھا۔ اب دُنیا کی ہوا بدل گئی ہے پس اب وہ دقیانوسی باتین رائج نہین رہ سکتین یا یہ کہ ان سے سراسر قوم کی تنزلی اور نقصانات ہین اس لئے ہم ان منو وغیرہ کی اور دیدون تک کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو کچھہ زمانہ کے لحاظ سے مناسب سمجھتے ہین ان کو رائج کرنا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وغیرہ" تو ایسا کرنے سے جہان آریہ سماج پر کوئی انکا مخالف اعتراض نہ کرسکتا وہان وہ اپنے دُھن مین کسی حد تک کامیاب بھی ہو جاتے مگر وہ تو چاہتے ہین کہ عوام کے آنکھون مین دھول ڈال کر کامیابی حاصل کرین۔ وہ ہندون کو یہ بتلاتے ہین کہ قدیم آریون مین ذات پانت کی ایسی بندش نہ تھی جیسی کہ آجکل اُن مین دیکھی جاتی ہے اور ان خود غرض براہمنون نے اپنے مطلب براری کے لئے خود سب سے بڑے اور سبھون کو چھوٹا بنا کر مال مارنا شروع کر دیا ہے وغیرہ۔ چنانچہ ان باتون کو وہ لوگ تو

یقین کر لیتے ہین جو سنسکرت سے بالکل ناواقف ہین لیکن سنسکرت دان صاحبان کی آنکھون کے سامنے یہ تمام باتین روشن ہین پھر بھلا وہ کب مان سکتے ہین یہی وجہ ہے کہ **ورن بیوستھا** کے متعلق آریہ سماج کو نہ تو کامیابی ہوئی ہے اور نہ ہو گی -

ناظرین! سوامی جی اسقدر گھوم پھر کر جس نتیجہ پر آرہے ہین وہ وہی ہے جو اسلام مین ہزارہا سال سے برتا جا رہا ہے یعنے یہ کہ مسلمانون مین جو شخص علم الٰہی سے واقف اور نیک چلن وغیرہ ہوتا ہے وہ مولوی (= براہمن) سمجھا جاتا ہے اور اسی طرح دیگر ورن بھی ہر ایک شخص کی ذاتی لیاقت پر فیصل ہوتے ہین - پھر ہم سیدھے طرح اسلام ہی مین کیون نہ جا داخل ہون یا اسلام کی پوری نقل کیون نہ آرے - یہ صاحبان اوتاریون -

نمبر ۱۳

اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۵ سطر ۲ پر کچھ ایسی باتین سوامی جی نے تحریر فرمائی ہین جو دنیا کی کسی قوم مین نہ آجکل دیکھی جاتی ہین نہ کہین کسی گزشتہ زمانہ مین ہی تاریخی طور پر ثابت ہوتی ہین - وہ عبارت سوامی جی کی بلا کم کاست ذیل مین نقل کی جاتی ہے :- ملاحظہ ہو

"اس سے کیا ثابت ہوا کہ اس طرح ہونے سے سب ورن اپنے اپنے وصف عمل اور فطرت رکھتے ہوئے پاکیزگی کے ساتھ رہتے ہین یعنے براہمن خاندان مین کوئی شخص جو کشتریہ ویش اور شودر کی مانند ہو نہین رہتا - اور کشتریہ ویش نیز شودر ورن شدھ (پاک) رہتے ہین یعنے ورنون کی خلط ملط نہین ہو گی - اس سے کسی ورن کی مذمت یا ناقابلیت بھی نہ ہو گی -

(۴۳) **سوال** اگر کسی کا ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو وہ دوسرے ورن مین داخل ہو جاوے تو اُس کے ماں باپ کی خدمت کون کرے گا - اور قطع نسل بھی ہو جائیگی - اس کا کیا انتظام ہونا چاہیے - (**جواب**) نہ کسی کی خدمت مین

ہرج اور نہ قطع نسل ہوگی کیونکہ ان کو اپنے لڑکے لڑکیون کے بدلے اپنے ورن کے لایق دوسری اولاد ودیا سبھا (علمی انجمن) اور راج سبھا (شاہی انجمن یا پارلیامنٹ) کے انتظام سے ملے گی۔ اس لئے کچھہ بھی بد انتظامی نہ ہوگی۔ (۳۴) یہ اوصاف و اعمال کے مطابق ورنون کی بیوستھا لڑکیون کی سولہوین (۱۶) برس اور مردون کی پچیسوین (۲۵) برس کے امتحان مین مقرر کرنی چاہیے اور اسی طریقہ سے یعنے براہمن ورن کا براہمنی۔ کشتری ورن کا کشترانی۔ ویش ورن کا ویش عورت اور شودر ورن کا شودر عورت کے ساتھہ بیاہ ہونا چاہیے تب ہی اپنے اپنے ورنون کے کام اور باہم محبت بھی ٹھیک رہے گی ۔۔

ناظرین! اوپر کی لکیر شدہ عبارت کو پھر بغور پڑھ لیوین اور تب اسپر وچار کرین تو حقیقت حال سے واقفیت ہو جائیگی۔ سوامی جی کی یہان پر جو ہدایت ہے اسکو ابھی تک عام آریہ سماجیون نے بھی نہین سمجھہ پایا ہے۔ یعنے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج یہ چاہتے ہین کہ ایسے مدرسے قایم ہون جو شہر سے باہر ہوا کرین جہان پر طالب علم پڑہین بھی اور وہان ہی جاکر رہا بھی کرین (مانند بورڈنگ ہاوس وغیرہ کے)۔ ایسے مدرسون کو ہی گوروکل کہا جاتا ہے (جس کا ایک نمونہ ابھی حال مین ہردوار کے نزدیک کانگڑی مین دوسرا سکندرا باد ضلع بلند شہر مین اور تیسرا بداؤن مین قایم ہوا ہے) پس پیدائشی براہمن کشتریہ ویشہ اور شودرون کے لڑکے اس گوروکل مین ۸ آٹھہ سال کی عمر مین داخل ہو جایا کرین اور کم از کم ۲۴ سال کی عمر تک وہان رہا کرین۔ بعدہ جب وہ ۲۴ سال کے جوان ہو جاوین تو اوسوقت آخری امتحان اُن کے لیاقت کا لیا جایا کرے اور ممتحن صاحبان (جن کا مجموعہ ودیا سبھا۔ راج سبھا اور دہرم سبھا یعنے مذہبی۔ علمی او شاہی پارلیامنٹ ہوا کرے) ان طلبار کی لیاقت کا اندازہ لگاکر یہ بھی فیصلہ کیا کرین کہ آیا وہ اب براہمن ورن کے لایق ثابت ہو گیا ہے۔ یا کشتریہ ویشہ خواہ شودر ورن مین داخل ہونے لایق ہے۔ پس فرض کرو کہ اس گوروکل مین دیودت براہمن۔ ہمت سنگھہ کشتری

کان جی ویشہ اور کالی داس شودر پڑھتے تھے اور اب امتحان ہونے پر ان کے لیاقت اور صفت فعل خاصیت کے مطابق ممتحن صاحبان نے یون فیصلہ کیا کہ وہ دیودت اب کشتری ثابت ہوگیا - ہمت سنگھ ویشہ ثابت ہوا - کان جی شودر ثابت ہوا اور کالی داس اسقدر لایق فایق ہوا کہ وہ براہمن ثابت ہوگیا تو اب سوامی جی کی منشا یہ ہے کہ اب جبکہ ان سب کو گورو کل کے جانب سے اپنے گھرون کو واپس جانے کی آزادی دی جاتی ہے تو وہ دیودت اپنے براہمن مان باپ کے گھر کو نہ روانہ کیا جاوے بلکہ چونکہ یہ کشتریہ ثابت ہوا ہے پس وہ ہمت سنگھ کشتری کے والدین کے حوالہ کیا جاوے اور اوسے یہ سمجھا دیا جاوے کہ ادن کے فرزند صاحب اب اس لایق نہ رہ گئے کہ وہ ان کے پاس واپس بھیجے جا سکین اور اسیطرح وہ ہمت سنگھ اب ویشہ ثابت ہونے کے باعث کان جی کے والدین کے گھر پر جا قابض ہو - اور کان جی ویشہ اب شودر ثابت ہونے پر اوس کالی داس کے ماں باپ کے خدمت مین جا حاضر ہو - اور وہ کالی داس براہمن ثابت ہو جانے کے باعث اب دیودت براہمن کے والدین کے گھر جا کودے -

ناظرین ! اب آپ نے سمجھا کہ سوامی جی کس قسم کا ورن بیوستھا قایم کرنا چاہتے ہین - کیا آپ نے اس قسم کی ادلا بدلی دنیا کے کسی قوم یا مذہب مین دیکھی سنی ہے ؟ جہان تک ہمارا علم کام کرتا ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ نہ تو موجودہ ایسی قوم صفحہ ہستی پر موجود ہے اور نہ آغاز آفرینش سے آج تک کسی ملک کی کوئی قوم ایسی نظر آتی ہے جس مین اس قسم کا رواج رہا ہو کہ ان کی اولادین آپس مین تبدیل کی جایا کرتی رہی ہون - اور نہ ہم قدیم سے قدیم آریون مین ایسی کوئی بات پاتے ہین -

بھلا سوامی جی نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ بات بالکل قانون قدرت کے خلاف کبھی جاری ہو بھی سکتی ہے کیا وہ دیودت براہمن کی ماں جو اس انتظار مین دن گن رہی تھی کہ میرا بیٹا مدرسہ سے عالم فاضل بن کر خواہ جاہل ہی ثابت ہوکر واپس آیا ہوگا اب یہ دیکھہ کر کہ اوس کا پیارا بیٹا تو واپس نہین آیا مگر ایک دوسرا نوجوان

اوس کے عیوض مین اگر مکان مین داخل ہونے کو تیار ہے۔ کہی اس بات کو برداشت کرے گی ؟ کیا وہ اوس اپنے لاڈلے کے رنج و غم مین رو رو کر اپنی آنکھین نہ کھو دیوگی ؟

ناظرین! ہم تو دنیا مین یہ حالت دیکھتے ہین کہ والدین اپنے بچون ہی کے ساتھ محبت رکھتے ہین اور وہ بھی مجبور اس لئے ہین کہ یہ ایک قدرتی قانون ہی کہ ہر ایک کو اپنے ہی اولاد سے خاص محبت ہوا کرتی ہے چنانچہ اگر کسی جاہل لڑکے کے والدین سے کہا جاوے کہ "جناب! آپ اپنے جاہل لڑکے کو ایک گریجویٹ ذہین خوبصورت نیک خصلت لڑکے کے ساتھ اگر تبادلہ کرنا چاہین تو خاکسار آپ کے لئے ایسا انتظام کرنے کو تیار ہے" تو پھر دیکھئے کہ کیا جواب ملتا ہے۔ ضرور وہ یہی جواب دیوینگے کہ نہین بھائی ہمارا جاہل بدصورت کند ذہن بدچلن لڑکا ہی ہمارا لخت جگر ہے یہی ہم چاہتے ہین وغیرہ۔ اور اگر آریہ صاحبان کو اس بات پر یقین نہین ہے تو ان کو لازم ہے کہ اپنے مہرشی کی اس عجیب و غریب ہدایت پر خود ہی عمل کرنا شروع کر دین اور دیکھین کہ آیا یہ ہدایت کسقدر ناقابل عمل ہے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج اسنیاسی تھے ان کو اسبارہ مین تو کچھ ذاتی تجربہ تھا نہین بس انٹ سنٹ جو خیال مین آگیا لکھ گئے۔ لیکن اب ان کی تحریر آریون کے لئے کلام الہی سے بڑھ کر ہو رہی ہے۔

ہان آریہ صاحبان کو یہ نوٹ کر لینا چاہیئے کہ ان کے مہرشی نے اس بات کو خاص اپنے دماغ سے گڑھا ہے۔ کیونکہ نہ تو اس اولاد بدلی کا کہین منوسمرتی مین پتہ ہے اور نہ سنسکرت کی تمام دیگر کتابون مین ان باتون کا کہین نشان و گمان ہے۔ ہان اگر ویدون مین یہ تعلیم ہو اور وہ بھی کسی ایسے کونے مین پوشیدہ پڑی ہو کہ ویدون کے بڑے بڑے مفسر و عالم فاضل ویاس کرشن منو اور برہما وغیرہ کو بھی پتہ نہ لگا ہو اور اسقدر عرصہ دراز کے بعد اب دیانند کو ہی اس کا پتہ مل گیا ہو تو بات دوسری ہے

ناظرین! آپ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی باتون کو ویدون شاسترون کا لب لباب تصور کرنے والون سے کہئے کہ اگر ان کو اپنے اصولون پر بھروسہ ہے

اور یقین ہے کہ سوامی جی نے ضرور کسی نہ کسی مستند کتاب مین ایسی باتین دیکھی ہونگی ورنہ وہ ہرگز نہ لکھتے - تو آپ ان سے کہئے کہ وہ حسب ذیل فقرون کے مترادف عبارت ویدون شاسترون وغیرہ خود تسلیم کردہ مستند گرنتھون مین دیکھلاوین -

(۱) اگر کسی کا ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو اور وہ دوسرے ورن مین داخل ہو جائے تو ان کو اپنے لڑکے لڑکیون کے بدلے اپنے ورن کے لایق دوسرے اولاد وِدیا سبھا اور راج سبھا کے انتظام سے ملے گی -

(۲) یہ اوصاف و اعمال کے مطابق ورنون کی ہوستہا لڑکیون کی سولہوین[16] برس اور مردون کی پچیسوین برس کے امتحان مین مقرر کرنی چاہیئے -

ناظرین! ان دو فقرون کے موافق پرمان تلاش کرنے والون کو چونکہ محنت و جانفشانی اوٹھانی پڑیگی پس آپ اُن کو مطلع کر دیوین کہ اگر وہ اپنے دُھن مین کامیاب ہو گئے تو اُن کو اپنے مہرشی کی ایجاد کردہ مسئلہ کے موافق حوالہ جات مل جانے کا کریڈٹ Credit حاصل ہونے کے علاوہ **مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام** خاکسار کی جانب سے دیا جایگا - (بقیہ شرایط انعام کے لئے دیکھو صفحہ ۳ حصہ اول) -

ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ اعتراض ہمارے رسالہ ترک ویدیزم میں کیا گیا تھا مگر اسکا جواب جو کہ تکذیب ترک ویدیزم بجانب مسٹر نارائین پرشاد صاحب مرادابادی شایع ہوا ہے اس میں اِس دسوین اعتراض کا مطلق بھی جواب نہیں دیا گیا پس اِس خاموشی سے بھی ثابت ہے کہ آریوں کے پاس اِس معقول اعتراض کا خاک بھی جواب موجود نہیں ہے اور ہو بھی کہاں سے جبکہ صریحًا سوامی دیانند مہاراج اپنے دماغ کی گھڑنت کو ہی عوام میں شایع کر رہے ہیں -

ناظرین! ہمیں نہایت تعجب اِس بات پر ہے جو بات نہ تو آریوں کے ویدوں شاستروں میں موجود ہے نہ ہندوؤں (سناتنیوں) کے پرانوں وغیرہ

میں کہیں درج ہے اور نہ جس کا کسی قدیم یا نئی سے نئی اتہاس (تواریخ) میں پتہ ملتا ہے اور نہ ہی جس کا نشان و گمان عیسائیوں مسلمانوں کے یہاں پایا جاتا ہے نہ ہی دنیا کی کسی قوم و ملک کی پُرانی یا نئی کتابوں میں ایسے رسم و رواجوں کا کوئی ذکر پایا جاتا ہے ایسی بات کو معلوم نہیں کہ سوامی دیانند کا دماغ کہاں سے لا پٹکتا ہے۔

ہاں ٹھیک ہے وہ اگر ایسی عجیب و غریب باتیں نہ ایجاد کرتے تو ایک نئے مذہب کی بنیاد ہی کیوں کر ڈال سکتے۔

ناظرین! آئیے ہم آپ مل کر اوس پر برہم پرماتما سے دعا مانگیں کہ وہ ہمارے ان بھائیوں کو راہ راست پر پہونچاوے جنکو دیانند نے گمراہ کر دیا ہے:۔

اے اگنے پرماتمن! ہمارے گمراہ شدہ بھائیوں کو راہ راست پر لیجایئے
اتی اوم شانتہ۔

شادی کا بیان

نمبر (۱) سوامی دیانند سرسوتی مہاراج اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۰ سطر ۲۶ فرماتے ہین :-

"...... اس لئے ان سب کا پرمان یعنے سند چھوڑ کر ویدون کے پرمان سے سب کام کیا کرو دیکھو منو مین لکھا ہے -

त्रीणि वर्षाण्युदीक्षेत कुमार्यृतुमती सती ।
ऊर्द्ध्वं तु कालादेतस्माद्विन्देत सदृशं पतिम् ॥ म० ९

(یعنے حیض آنے سے تین برس بعد لڑکی خاوند کی کھوج کرے اور جو خاوند لینے لایق ہو اس کو بیاہے" اور آگے چلکر صفحہ ۱۰۱ سطر ۷ پر لکھا ہے :- " اس سے ثابت ہوا کہ مذکورہ بالا وقت سے پیشتر یا مخالف طبایع کا بیاہ ہونا مناسب نہین ہے"

ناظرین ! سوامی جی نے یہان پر اپنی رای کی تائید مین غلط حوالہ پیش کرکے عوام کو مغالطہ دینا چاہا ہے - سوامی جی کی منشا ہے کہ لڑکی کی عمر جب ۱۶ سال کی ہو جاوے تو تب اوس کی شادی ہوا کرے - اسبارہ مین ایک ऊन षोडश حوالہ سوشروت نامی کتاب کا تو ٹھیک دیا گیا ہے جو کہ علم ویدیک (ڈاکٹری) کی کتاب ہے - لیکن اگر منو سمرتی مین ایسی بات کہین درج نہین ہے تو کیا یہ دھوکا دہی نہین ہے کہ کسی اور مضمون کی بات کو اپنے مطلب براری کے لئے دوسرے مضمون مین پیش کر دیا ہے - اوپر سوامی جی نے لکھا تو یہ کہ ویدونکے پرمان سے سب کام کیا کرو مگر ویدون کا اسبارہ مین حوالہ نہ دے کر منو سمرتی پر آئے - خیر - منو ہی سہی - مگر جس شلوک ۹ کی وہ منشا نہین ہے جو سوامی جی

چاہتے ہین۔ یعنے یہ منو کا بدہی واکیہ (اجازت اور عام قاعدہ) نہین ہے بلکہ آپت دہرم (استثنا حالتین یا کسی مصیبت کے زمانہ مین عمل کرنے والی باتین) ہین۔ یعنے منو کی یہ منشا ہے کہ لڑکی کی شادی کرنا اوس کے مان باپ بھائی وغیرہ کے اختیار مین ہے لیکن اگر بالفرض وہ لوگ اوس کے حیض کا زمانہ آجانے پر بھی اوس کی شادی نہ کرسکین (چاہے اس وجہ سے کہ اوس کے لایق خاوند تلاش پر بھی نہ ملا ہو یا کوئی اور وجہ ہو) تو ایسی حالت مین منو مہاراج یہ فرماتے ہین کہ وہ لڑکی تین سال تک اس بات کی انتظاری کرے کہ اوس کے والدین وغیرہ شادی کرتے ہین یا نہین۔ لیکن اگر حیض سے تین سال بھی گزر جاوین اور تب تک بھی اوس کے والدین اوس کی شادی نہ کرین تو ایسی حالت مین منو مہاراج یہ حالت مجبوری اوس لڑکی کو ہی اجازت دیتے ہین کہ وہ خود اپنے لئے خاوند تلاش کرلیوے پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ (۱) منو کی منشا کے مطابق نہ تو لڑکیون کو سوا خاص حالت (مذکورہ بالا) کے خود اپنے مرضی سے خاوند کی تلاش کرنا لازم ہے (۲) اور نہ یہ کہ وہ زیادہ عمر تک بلا شادی رہنے پاوین بلکہ حیض شدہ ہوتے ہی شادی ہوجانی چاہئے۔

سوامی جی نے اوپر کے ترجمہ مین لفظ उदीक्षेत یعنے انتظاری کرلے کو نظرانداز کردیا ہے جو کہ ایک بڑی بھاری مغالطہ دہی ہے۔ افسوس کہ ایسے ایسے چالبازیون سے دنیا کی قومون (عیسائی مسلمانون وغیرہ) کے سامنے سوامی جی یہ دعوی ثابت کرنا چاہتے ہین کہ ہندون کے موجودہ رواج ہین وہ قدیم آریون مین نہ تھین بلکہ ان کے تنزل کے زمانہ مین ایسی باتین رایج ہوگئی ہین۔ اگر سوامی جی کو ہندونکے کمسنی کی شادی کا رواج برا معلوم ہوا اور اہل یوروپ کی یہ بات پسند آئی کہ لڑکی کے بالغ ہونے پر شادی ہونا لازم ہے اور اگر ہندون یعنے آریون کے قدیم سے قدیم کتابون مین بھی کمسنی کی شادی کا ہی ذکر ملتا ہے تو انصاف اور معقولیت کی تو یہ بات تھی کہ وہ صاف اقرار کرلیتے کہ آریون کے بزرگون

مین فلان فلان بات کی گئی تھی اور اب دیگر قومون سے ان باتون کو انہین نقل کر لینا لازم ہے - لیکن ایسا نہ کرکے وہ ہر ایک بات مین مسلمانون عیسایون انگریزون وغیرہ کو بیوقوف ثابت کرتے ہوئے خود اپنے قدیم بزرگون کے معلومات تجربات اور عملون کی ان پر فوقیت ثابت کرنا چاہتے ہین مگر یہ باتین اوسی وقت تک رہ سکتی ہین جبتک کہ سنسکرت علم سے واقفیت نہین حاصل کی جاتی -

ناظرین! شاید اوپر کے شلوک کے بارہ مین ہماری اسبات کو کہ وہ آپت دہرم کا شلوک ہی آریہ صاحبان نہ تسلیم کرین اس لئے ان کے ہی معزز پنڈت صاحب کی سند پیش کی جاتی ہے -

"بھاسکر نے منوسمرتی کے ۹ وین ادہیاے کا ۹۴ وان شلوک پیش کرکے ۱۲ سالہ لڑکی کی شادی ثابت کرنی چاہی جس کی تردید کرتے ہوئے پنڈت تلسی رام صاحب اپنی بھاسکر پرکاش صفحہ ۷۷ سطر آخری مین فرماتے ہین - . . . . . کیونکہ اس نوین ادھیاے کے ۵۶ وین شلوک مین کہہ آئے ہین - ۱۱

अतः परं प्रवक्ष्यामि योषितां धर्ममापदि ॥ म० ९/५६

یعنے اب اس سے آگے آپت کال (مصیبت کے زمانہ) میں عورتون کا دھرم کہتے ہین - چنانچہ ۵۶ وین شلوک سے لیکر اس ۹۴ وین شلوک تک نیوگ اور روپیہ دے کر لڑکی لینے کا بیان کرتے ہوئے یہان شادی کی عمر بھی آپت کال (مصیبت کے زمانہ) کے لئے کہی گئی ہے "

ناظرین! اوپر کے اقتباس سے منو ۵۶/۹ سے لیکر ۹۴/۹ تک آپت کال کا دہرم ثابت ہو رہا ہے مگر شلوک متنازعہ فیہ جو ہے اب گھٹئے پنڈت تلسی رام صاحب کی راے کے مطابق بھی یہ شلوک بدہی واکیہ نہین ہے بلکہ آپت کال کا دہرم ہے یہ بات ثابت ہو گئی یا نہین - پس اب آپ آریہ صاحبان سے کہئے کہ وہ لڑکیون کے کمسنی کی شادی روکنے کے لئے کوئی اور حوالہ منو کا تلاش کرین ورنہ سناتنی صاحبان کی فتح ہے اور سوامی جی کی مغالطہ دہی اب خوب روشن ہو گئی ہے

اور اگر اتنے پر بھی تسلی نہ ہو تو لیجئے اس شلوک سے اگلے پچھلون کے ساتھ اسے ملاحظہ فرمائیے - یہ شلوک منوسمرتی ۹ نوین ادھیاے کا ۹۰ وان ہے پس ہم شلوک نمبر ۸۸ سے ۹۳ تک کا ترجمہ از پنڈت تلسی رام صاحب ذیل مین نقل کرتے ہین - (اصلی شلوکون کو بوجہ طوالت نقل نہین کیا گیا - چونکہ پنڈت تلسی رام صاحب کا ترجمہ ہمین منظور ہے اس لئے اصلی کی چندان ضرورت نہین ہے) وھو ہذا :——

"خاندان اور چال چلن وغیرہ کی فضیلت ہو اور خوبصورت اوصاف مین برابر ہو تو ایسے بر (لڑکا) کے لئے کچھ کم عمر والی بھی لڑکی باقاعدہ طور پر دے دیوے - ۸۸ (۸۹ وین سے آگے ۹۰ کتابون مین یہ اگلا شلوک زیادہ پرکشپت یعنی ناجایز ہے) رتوکال (حیض) کے خوف سے بلا حیض والی کا بھی دان کر دیوے (دے دیوے) کیونکہ حیض شدہ لڑکی کو دینے والا گنہگار رہتا ہے چاہے لڑکی حیض شدہ ہو کر مرنے تک گھر مین بیٹھی رہے لیکن بے ہنر کو اسے ہرگز نہ دیوے - ۸۹ - (اگلا شلوک تنازعہ فیہ ہے) حیض والی لڑکی تین سال تک پرتیکشا یعنے **انتظاری** کرے پھر اپنے برابر صفتون والے خاوند سے شادی کر لیوے - ۹۰ - (اگر باپ وغیرہ کی) نہ دی ہوئی لڑکی خود ہی خاوند سے شادی کر لیوے تو لڑکی کو کچھ گناہ نہین اور نہ اوس کے خاوند کو کچھ گناہ ہوتا ہے - ۹۱ - (لیکن ذرہ اگلا شلوک ملاحظہ ہو) لیکن خود شادی کرنے والی لڑکی باپ مان اور بھائی کے دئے ہوئے **زیورات** نہ لیوے - اگر لے ہوئے لے گی تو چور ہوگی - ۹۲ حیض شدہ لڑکی کو ہرن کرتا ہوا (یعنی بھگا لے جاتا ہوا) اوس کے خاوند کو شلک (دولت بطور قیمت) نہ دیوے - کیونکہ حیض کو روکنے کے باعث سے وہ مالک پن سے خارج ہو جاتا ہے - ۹۳ -

ناظرین! اس شلوک نمبر ۹۳ کو پنڈت صاحب نے پرکشپت (ناجایز)

مان لیا ہے - خیر - اس کو نظرانداز کر دیجئے (جسے ہم نے محض واقفیت کے لیئے نقل کر دیا ہے) تاہم بھی کوئی منصف مزاج صاحب سوامی جی کا ترجمہ اور اُن کی وہ بات جو شلوک ۹/۹۰ سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہین ہرگز ہرگز بھی اس مین اب نہین پا سکتے -

کہئے آریہ صاحبان! سوامی جی کے اس پرمان منو ۹/۹۰ کے بموجب جب آپ کی لڑکیان ۱۶ سالہ ہو کر (یا حیض شدہ ہونے کی تین سال بعد) اپنے مرضی سے شادی کرنے لگینگی تو آپ کا ایک فائدہ تو بہت زبردست ہوگا کہ وہ بیچاری پھر منو ۹/۹۰ کے مطابق آپ سے زیورات حاصل کرنے کی مستحق تو نہ رہ جائینگی - چلو یہ بھی اچھا ہوا - سوامی جی نے آپ کو راہ تو بہت اچھا دیکھلایا ہے کہ لڑکیون کو جو ہزارون روپیون کے زیورات وغیرہ دیے جایا کرتے ہین اس آفت سے دیانند کے پیرو کار ان کا پیچھا چھوٹا -

ناظرین! اتنے پر بھی جن متعصب آریون کا یہی یقین ہو کہ سوامی دیانند کا ترجمہ اس شلوک (منو ۹/۹۰) کا صحیح ہے تو ہم چیلنج کرتے ہین کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا ترجمہ اس شلوک منو ۹/۹۰ کا جو اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۰ سطر ۱۱ پر درج ہے وہ غلط ہے - اور کم از کم اس مین لفظ उदीक्षेत کا مترادف (= انتظاری کرے) کوئی لفظ نہین آیا ہے - پس وہ اگر حوصلہ رکھتے ہین تو اسکے خلاف ثابت کرین - اور جو صاحب اپنے اس دُھن مین کامیاب ہو جاوینگے اُن کو **مبلغ ایک سو روپیہ انعام** دیا جاویگا (بقیہ شرایط انعام دیکھو صفحہ ۳، حصہ اول)

ناظرین! ایک بات اور سُننے لایق ہے - اس شلوک (منو ۹/۹۰) کا ترجمہ پنڈت تلسی رام جی مہاراج کا ان کی منو سمرتی سے اوپر پیش کر دیا گیا ہے لیکن تعجب ہے کہ سوامی دیانند کی عزت قایم رکھنے کے وہم نے ان کو ایسا بے ہوش کر دیا کہ وہ بھاسکر پرکاش لکھتے وقت خود اپنے

کئے ہوئے منوسمرتی کے ترجمہ کو بھولکر کچھہ اور لکھہ رہے ہین یا شاید عمدًا ودیدہ دانستہ عوام کو دہوکا دے رہے ہون اور یہ تصور کر لیا ہوگا کہ اتنی سردردی کون کرنے لگا کہ بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۱۰۲ کو ان کی شایع کردہ منوسمرتی کے صفحہ ۳۱۸ سے ملا کر پڑہے گا۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر اس مغالطہ دہی کا کسی کو پتہ نہین مل سکتا۔

لیجئے ناظرین! پنڈت صاحب کے دونون ترجمون کو ملاحظہ کیجئے۔

(۱)۔ رجسولا کنیا تین برس تک پرتیکشا کرے (منوسمرتی)

(۲)۔ کنواری کنیا رجسولا ہوئی تین سالہ کھوج کرے۔ بھاسکر پرکاش

یہان الفاظ لکیر شدہ متنازعہ فیہ ہین۔ شلوک مین لفظ उदीक्षेत بھی موجود ہے۔ جس کے معنے پنڈت صاحب اول ترجمہ مین پرتیکشا کرنا (انتظاری کرنا) کرتے ہین اور دوسرے ترجمہ مین کھوج کرنا (= تلاش کرنا) کرتے ہین

اب بتلائے ناظرین! ان کی ان دونون باتون مین سے کونسی صحیح سمجھی جاوے اچھا! اگر پنڈت تلسی رام صاحب उदीक्षेत کے معنے کھوج کرنا (= تلاش کرنا) سنسکرت کی لغات سے ثابت کردیوین تو ان کو مبلغ ایکسو روپیہ انعام ہم دینے کو مستعد ہین (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳۷ حصہ اول)

نمبر ۲

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۱ سطر ۱۰ پر یون تحریر فرماتے ہین

"(۱۷) سوال۔ بیاہ مان باپ کے اختیار مین ہونا چاہئے یا لڑکا لڑکی کے اختیار مین رہے۔ (جواب) لڑکا لڑکی کے اختیار مین بیاہ ہونا افضل ہے۔ اگر مان باپ بیاہ کرنا بھی سوچین تو بھی لڑکا لڑکی کی رضامندی کے بغیر نہ ہونا چاہئے"

سالہ شاید اس جگہ پر لفظ سال چھاپہ کی غلطی سے رہ گیا ہے۔

ناظرین! سوامی جی نے اپنے اس ہدایت کی تائید مین نہ تو ویدون کا کوئی حوالہ پیش کیا اور نہ منو کا۔ پھر کیا یہ ان کے ہی کہنے سے تسلیم کر لیا جاوے۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ رواج انگریزون کا دیکھکر سوامی جی نے اسے اپنی قوم مین نقل کرنا چاہا ہے لیکن اگر وہ صاف طور پر اقرار کر لیتے کہ "بھائی ہماری قوم مین اسقدر کمی ہے یہ دوسری قوم سے لیکر پوری کر لینا لازم ہے تب تو یہ ان کی نیک نیتی ہوتی۔ لیکن سوامی جی بھلا یہ کب برداشت کر سکتے تھے کہ وہ انگریزون کی شائستگی کو اپنے قدیم آریون سے بہتر ثابت ہونے دیوین۔ یہی وجہ ہے کہ سوامی جی ایسی باتین چپکے سے بلا حوالہ جات کے ہی تحریر کر دیتے ہین۔ مگر ان کے پیرو کاران یہ سمجھتے ہین کہ وہ چارون ویدون وغیرہ کے عالم فاضل تھے کیا کبھی ممکن تھا کہ وہ ویدون کے اصولون سے خلاف کوئی بات درج کرتے اگرچہ رواروی مین حوالہ نہ پیش کر سکے تو نہ سہی۔ لیکن ان کو انصاف کی نظر سے غور کرنا چاہئے کہ منو مہاراج (مصنف منوسمرتی) سے بڑھکر ویدون کی فاضل سوامی دیانند نہ تھے پھر کیا وجہ ہے کہ جس بات کو منو نے ویدون مین نہ پایا وہ دیانند پا رہے ہین۔ یعنی منو نے ویدون کا لب لباب اپنی منوسمرتی مین بھر دیا ہے۔

پس ناظرین! آپ نے اوپر کے شلوک ۹۰ سے معلوم کر لیا ہے کہ خود اپنے پسند سے شادی کرنیوالی لڑکی کو اگرچہ منو مہاراج گناہ سے تو بری کر رہے ہین لیکن زیورات کا مستحق نہین قرار دیتے۔ اس سے ہی ثابت ہے کہ وہ دیانند کی اس تعلیم سے خلاف ہین۔ اور اگر آریون کا خیال ہے کہ نہین جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے تو ان کو لازم ہے کہ منوسمرتی سے سوامی جی کی اس شخصی رائے کی تائید مین حوالہ جات نکال کر پیش کرین۔ یعنی صرف ایک شلوک ہی منو کا بدہی واکیہ (اجازت اور عام قاعدہ) والا نکال کر دیکھلا دین جسکی یہ منشا ہو کہ:۔

نوٹ: لڑکا لڑکی کے اختیار مین بیاہ ہونا افضل ہے اگر ماں باپ بیاہ کرتا ہی

سوچین تو بھی لڑکا لڑکی کی رضامندی کے بغیر نہ ہونا چاہیے اور جو صاحب اسقدر محنت کرکے اپنے ارادے مین کامیاب ہوجائینگے ان کی یہ محنت فضول نہ ہوگی بلکہ اُن کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کام لئے بھی ایک سو روپیہ انعام مقرر ہے (بقیہ شرایط انعام دیکھو صفحہ ۳، حصہ اول -)

ناظرین! سوامی جی تو لڑکا لڑکی کی رضامندی کے بغیر انکی شادی کرنا منع کرتے ہین لیکن اگرچہ معقولیت سے وچار کرنے پر یہ عقلمندی کی بات معلوم ہوتی ہے - تاہم سوال تو یہ ہے کہ آیا قدیم آریہ لوگ اس بات کے خلاف تھے یا نہین؟ پس اگر یہ بات ثابت ہوجاوے کہ سوامی جی کے خلاف تھے تو اگر آریہ صاحبان کو اہل ہنود کی کم ہمتی اور بلا رضامندی لڑکی کی شادی کرنے کا رواج توڑنا منظور ہو تو وہ منو اور ویدون کا حوالہ دیکر ایسا کرنا جو کہ مغالطہ وہی ہی چھوڑدیوین ہان صاف الفاظ مین یہ اقرار کرلیوین کہ انگریزون سے ہم یہ بات نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین - اور اس مین کوئی ہرج نہین ہے کہ اگر کسی قوم کی کوئی عمدہ بات ہو تو اوسے دوسری قوم کیون نہ نقل کرلیوے - اب ذرہ دیکھئے منو مہاراج کی ہدایت سوامی جی کے کسقدر خلاف پائی جاتی ہے :-

बाल्ये पितुर्वशे तिष्ठेत् पाणिग्राहस्य यौवने ।
पुत्राणां भर्तरि प्रेते न भजेत् स्त्री स्वतन्त्रताम् ॥

ترجمہ (از پنڈت تلسی رام صاحب) - لڑکپن مین باپ کے - جوانی مین خاوند کے اور خاوند کے مرجانے پر لڑکون کے آدھین (اختیار مین) رہے - عورت کبھی سوتنتر (آزاد یا خود مختار) نہ رہے - منو ۵ / ۱۴۸ -

ناظرین! اوپر کے شلوک سے تو منو مہاراج یہ ظاہر کررہے ہین کہ عورت کو کبھی خود مختاری ہے ہی نہین لیکن سوامی جی ویدون مین یہ بتاتے ہین کہ لڑکی کی رضامندی بغیر اوس کی شادی نہ کی جاوے - اس اوپر کے شلوک کو سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے تمر بھاسکر صفحہ ۶۱ مین پیش کیا جس کی

تردید کرتے ہوئے پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۸ سطر ۲۶ پر یہ فرماتے ہین کہ :- "یہ کہان سے نکل آیا کہ شاستر کے مطابق اپنے ورن (ذات) کے خاوند کو بھی خود قبول کرے ۔ باپ بھائی وغیرہ اوس کے خود قبول کرنے کے مخالف ہی کیون ہونے لگے ہین ۔ ......

شریمان پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ ہی کے ترجمہ مین اوپر لکھا ہے کہ عورت کبھی سوتنتر (آزاد یا خود مختار) نہ رہے ۔ اب زیادہ تشریح کی ضرورت نہین ہے عوام خود سمجھہ لیوینگی کہ لڑکپن جوانی ضعیفی ہر سہ عمر مین جبکہ عورت کو خود مختاری سے محروم کہدیا گیا ہے تو پھر سوامی جی کی یہ بات کہان رہ گئی کہ لڑکی کی رضامندی بغیر شادی نہ کی جاوے ۔ اچھا زیادہ بکواس سے کیا کام ہے آپ اپنی ہی شایع کردہ منوسمرتی مین ناجایز کو بھی ملاکر) کوئی شلوک سوامی جی کی اس بات کے تائید والا نکال کر پیش کردیوین (اور ہم آپ ہی کا ترجمہ جو شایع ہوچکا ہے تسلیم کرلیوین گے) اور سنو روپیہ انعام کا کھٹا کھٹ گنا لیوین ۔ لیکن اگر آپ یا دیگر آریہ پنڈت صاحبان بھی ایسا نہ کرسکیں تب تو ہمین یہ کہنے کی اجازت ملنی چاہیے کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی اکثر باتین ویدک اصولون یعنے منوسمرتی وغیرہ کی ہدایات کے خلاف ہین ان کے پیروکاران یہی سمجھے بیٹھے ہین کہ وہ بال برہم چاری یوگی رشی نہین نہین بلکہ مہرشی ہرگز ہرگز کوئی مغالطہ دہی نہین کرنے کا ۔ اور جو کچھہ اوسنے لکھا ہے وہ سب بال بال صحیح اور عین ویدون کے موافق ہے ۔

نمبر ۳

اس مضمون پر بحث کرتے ہوئے تم بھاسکر صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے کہ قدیم آریون مین بھی کم سنی کی شادی کا رواج تھا چنانچہ مہاراجہ رام چندر جی کی شادی صرف ۱۵ پندرہ سال کی عمر مین ہوئی تھی جیساکہ ۔

ऊन षोडश वर्षों मे रामो राजीव लोचनः।
न युद्ध योगयतामस्य पश्यामि सह राक्षसैः॥

बा० रा० १।२०-२

اِس شلوک سے ظاہر ہے جو کہ بال میکی راماین بال کانڈ کے بیسؤین سرگ کا دوسرا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بشوامتر مہاراج نے مہاراجہ دشرتھ کے پاس جاکر کہا کہ رام کو ہمارے حوالہ کر دو تو ان کے ذریعہ ہم راکشسون کو نیست و نابود کرکے اپنا یگیہ پورا کرین۔ اس کا جواب اوپر کے شلوک مین دشرتھ جی یون دیتے ہین کہ "رام تو ابھی ۱۶ برس سے بھی کم عمر کے لڑکے ہین پس ہم اُن کو راکشسون سے جنگ کرنے کے قابل نہین دیکھتے" اور اس کے بعد ایسا واقعہ ہوا تھا کہ بشوامتر نے پھر دشرتھ کو سمجھایا ہے کہ رام چندر کی طاقت کا آپ کو پتہ نہین ہے وہ اگرچہ لڑکے ہین مگر راکشسون کو فتح کرنے کے لئے کافی ہین اس کے علاوہ ہم اُن کو اس لائق بنا لیوین گے (اصل مین بشوامتر نے چونکہ خاص برت کر رکھا تھا اسوجہ سے وہ سوا عبادت کے اُن دنون کسی دوسرے کام مین اپنے تئین مشغول نہ کر سکتے تھے ورنہ ان کو اُن راکشسون کا نیست و نابود کر دینا کوئی مشکل امر نہ تھا) غرضیکہ آخر کار رام چندر کو ان کے حوالہ کر دیا گیا اور وہ اپنا کام پورا کرانے کے بعد سیر کرتے ہوئے رام کو ساتھ لے کر جنک پور (جہان اب صوبہ بہار ریاست دربھنگہ واقع ہے) کو چلے گئے اور وہان سے شادی کرکے واپس آئے۔ پس اوپر کے شلوک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ان سب امور کے لئے چند ماہ نہ سہی بلکہ ایک سال بھی رکھ لیا جاوے تو رام چندر کی شادی کا زمانہ سولہ سال کا ہی طے پاتا ہے۔ اس بات کی تردید مین پنڈت تلسی رام صاحب نے بھاسکر پرکاش صفحہ ۴۲ سے ۴۶ تک عقلی دلایل کی بھرمار کی ہے کہ بھلا رام چندر جیسا دھرماتما کبھی ایسا دھرم کے خلاف کام کر سکتا وغیرہ لیکن اس بات کا کچھ بھی جواب نہ دیا کہ آخر اوپر کا شلوک ناجایز (پرکشپت) ہے یا کیا بات ہے۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ کے ہزار باتین بنانے پر بھی معترض کے اعتراض کی تردید نہین ہو سکی جب تک کہ آپ یہ نہ کہہ دیوین کہ اوس کا پیش کیا ہوا شلوک غلط ہے۔ بناوٹی ہے ملاوٹ ہی یا یہ کہ بشوامتر کے ساتھ اگرچہ

رام چندر پندرہ^۱۵ سولہ^۱۶ سال کی عمر مین گئے تھے مگر اس واقعہ سے برسون (دس
پندرہ^۱۵ برس) کے بعد شادی ہوئی ہے اور اسقدر عرصہ تک وہ بشوامتر کے ہمراہ
سیر ہی کرتے رہے۔ یا کیا بات ہوئی۔ شر بیان جی! یہ تاریخی واقعات ہین آپ
کو بال میکی رامائن سے ہی ہر ایک بات سننا اور سنانا لازمی ہے۔ تاریخی واقعات
مین عقلی دلایل سے کام نہین لیا جا سکتا۔ جو ہوا وہ ہو چکا وہ آپ کی عقل سے
خلاف ہو یا موافق اس سے کیا بحث ہے۔ ہان جو آپ یہ فرماتے ہین کہ شادی
کے وقت رام چندر کے خوبصورتی اور جوانی کی تعریف کی گئی ہے پس اگر وہ ۱۵ سال کے
نابالغ لڑکے ہوتے تو ایسا کیون کیا جاتا تو یہ بات آپ بال میک جی (مصنف رامائن)
سے جا کر دریافت کرین کہ وہ منجملہ تمام دنیا کے دیگر شاعرون کے کیون اپنی شاعری
اور عبارت کو رنگین بنانے کے ذہن ہین، سچے واقعات کی پرواہ نہین کیا کرتے۔
بھلا ہم آپ سے اگر یہ پوچھین کہ ان شاعری کی کتابون (رامائن وغیرہ) مین
جہان یہ لکھا ہو کہ فلان عورت چندر بدنی ہے یعنے اوسکا چہرہ چاند کے مانند ہے
تو کیا آپ یہ تصور کر لیوین گے کہ ایک چاند تو اوپر آسمان مین نظر آتا ہے دوسرا
اوس عورت کا چہرہ ہو گیا ہی۔ اور جو آپ لکشمن وغیرہ کی عمر کے رام سے کم ہونیکا
ذکر کر رہے ہین یہ تو سراسر آپ کا عوام کو مغالطہ دینا ہی ہے۔
شر بیان جی! رام لکشمن بھرت شترگھن ان چارون بھائیون کی پیدائش
ایک ہی دن یا زیادہ سے زیادہ دو چار دس دن کے آگے پیچھے ہوئی ہے۔ اور
جو رام کو سب سے بڑا سمجھا گیا ہے یہ عمر کی زیادتی کے باعث نہین بلکہ اس لئے
کہ ان کی والدہ کوشلیا سب رانیون سے بڑی تھین۔ اور دوسرا نمبر بھرت کا
اس لئے ہوا کہ ان کی والدہ کیکئی سب سے زیادہ معزز اور دشرتھ کو پیاری تھین
(شاید اسوجہ سے کہ وہ کم سن اور خوبصورت تھین) اور جو کہ لکشمن اور شترگھن
ایک ساتھ جڑوان پیدا ہوئے تھے پس ایک رام کا ساتھی بن گیا اور دوسرا
بھرت کا ساتھی ہو گیا۔ اسطور پر رام کے بعد لکشمن اور پھر بھرت کے بعد

شترو گھن کا شمار کیا گیا ہے لیکن واقعی ان چارون کی عمر برابر تھی۔

ناظرین! رام چندر کی کم سنی کی شادی کا ایک ثبوت تو یہ بھی ہے کہ اوس بالمیکی راماین سے ثابت ہے کہ رام چندر شادی کے بعد بارہ سال گھر پر رہے تھے بعدہ جنگل کو گئے تھے جہان ۱۴ سال رہے اور لنکا کو فتح کر کے جب وہ واپس آئے اور شاہی تخت پر رونق افروز ہوئے ہین تو اوس وقت اُن کی عمر ۴۲ بیالیس سال کی لکھی ہوئی ہے (جن کو اعتبار نہ ہو بالمیکی راماین کو کھولین) پس اگر ۴۲ مین سے ۱۴ کو گھٹا دیوین تو ۲۸ رہ گئے اب ۱۲ بھی گھٹایا تو صرف ۱۶ رہ جاتے ہین۔

ناظرین! کیا اب بھی کچھ شک رہ گیا ہے ہان یہ دوسری بات ہے کہ ساری راماین کو ہی پرکشیپت یعنے ناجایز مان لیا جاوے۔

نمبر ۴

اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۶ سطر ۱۰ پر سوامی جی یون فرماتے ہین ؎ لیکن جب لڑکی یا لڑکے کی شادی کا وقت ہو یعنے ایک برس یا چھہ مہینے برہم چریہ آشرم اور تحصیل علم کے ختم ہونے مین باقی رہین تب ان لڑکی اور لڑکون کا پرتی بمب یعنی عکس جسکو فوٹو کہتے ہین یا تصویر اُتار کر لڑکیون کی پڑہانے والیون کے پاس کنوارے لڑکون کی۔ لڑکون کے اوستادون کے پاس لڑکیون کی تصویر بھیج دین جس جسکی شکل ملجائے اُس اُس کے اتی ہاس یعنے پیدایش سے لیکر اوس دن تک کا جنم چرتر یعنے سوانح عمری کی کتاب ہو اس کو پڑہانے والے منگوا کر دیکھین جب دونون کے وصف، عمل فطرت مطابق ہون تب جس جس کے ساتھ جس جس کا بیاہ ہونا مناسب سمجھین اُس اُس لڑکے اور لڑکی کی عکس تصویر اور اتی ہاس (تواریخ) لڑکی اور لڑکے کے ہاتھ مین دیدین اور کہین کہ اس مین جو تمہاری منشا ہو سو ہم کو بتا دینا۔ جب ان دونون کا پختہ ارادہ باہم شادی کرنے کا ہو جائے تب اُن دونون کا سماورتن (گروکل سے واپسی) ایک ہی وقت مین ہونا چاہئے اگر وے دونون پڑہانے والون کے سامنے بیاہ کرنا چاہین تو وہان۔ نہین تو

لڑکی کے ماں باپ کے گھرمین بیاہ ہونا مناسب ہے۔ جب وے سامنے ہون تب اُن استادون یا لڑکی کے ماں باپ وغیرہ نیک آدمیون کے سامنے اُن دونون کی آپس مین بات چیت شاستر ارتھ (مناظرہ) کرانا اور جو کچھ پوشیدہ بات پوچھین وہ بھی مجلس مین لکھ کر ایک دوسرے کے ہاتھ مین دیکر سوال وجواب کرین۔ جب دونون کی پوری رغبت بیاہ کرنے مین ہوجائے تب سے ان کے خورد ونوش کا عمدہ انتظام ہونا چاہیئے "

ناظرین! اوپر کی عبارت پر کوئی تشریح کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ ہم صرف آریہ صاحبان سے اسقدر عرض کردینا چاہتے ہین کہ سوامی جی نے اس تعلیم کو اگر ویدون شاسترون سے اخذ کیا ہوتا تو کوئی حوالہ جات کیون نہ پیش کرتے۔ مگر چونکہ اونہون نے ایسا نہین کیا اس لئے جو متعصب آریہ صاحبان یہ سمجھتے ہون کہ سوامی جی کی کوئی بات ویدون کے خلاف نہین اُن کو لازم ہے کہ اوپر کی ساری باتون کی موافقت مین منوسمرتی وغیرہ کے حوالہ جات پیش کرین۔ اس مین اسقدر اعتراضات قابل غور ہین۔ (۱) لڑکی لڑکون کا سکول یعنے گورکل مین ہی شادی طے ہونا (۲) والدین سے کچھ سروکار نہ رہنا بلکہ اوستاد یعنے گروجی کا ان امور کو فیصل کرنا (۳) فوٹوگراف یعنے عکس ایک دوسرے کا خاص اسی غرض سے بہم پھونچانا (۴) جس لڑکی کی جس لڑکے سے شادی ہونا آپس مین صلاح پا جاوے۔ (بلا مشورہ والدین) ان دونون کا سماورتن (واپسی مکان کو) ایک ہی وقت مین ہونا (۵) ان کا پڑہانے والے ہی کے یہان شادی کرلینا (۶) ورنہ لڑکی کے یہان بیاہ ہونا غرضیکہ لڑکے کا اپنے والدین سے دریافت تک بھی نہ کرنا اور نہ مسکون مسکان کو جانا بلکہ اول براہ راست لڑکی کے ماں باپ کے گھر جاکر شادی کرلینا اور تب معہ بیوی صاحبہ کے اپنے گھر کو آنا (وہی رواج جیسا کہ اہل یوروپ مین ہے) (۷) ان کا شادی سے قبل کچھ پوشیدہ باتین آپس مین پوچھنا۔

ان ۶ چھہ باتون کے لئے آریون کو ۶ حوالہ جات تلاش کرنے لازم ہین۔ ورنہ ہمین

یہ کہنے کی اجازت دین کہ سوامی جی نے یہ ساری باتین انگریزون کی نقل کی ہین واقعی ان مین سے ایک بھی پُرانی آریون مین رائج نہ تھین اور نہ کہین کسی شاستر مین ایسی باتین مل سکتی ہین۔ اور اگر آریون کا خیال ہے کہ نہین سوامی جی نے یہ سب ویدونسی نکال کر لکھی ہین تو وہ حوالہ جات پیش کرین تاکہ ذرہ ہم بھی دیکھین تو سہی کہ کس ویداور کس شاستر سے دیانندی تعلیم نکالی جاتی ہے۔

پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے اس کی تردید مین ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے جس مین سے صرف ایک فقرہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے تمر بھاسکر صفحہ ۴۸ سطر ۱۳ سے نقل کیا جاتا ہے:-

"اور سوامی جی نے پوشیدہ بات نہ لکھی کہ کیا پوچھے۔ کیونکہ گرمی سوزاک نامردی وغیرہ بیماریان تو نہین ہین یا آکرشن (کشش) ستمبھاین (روکنا) آتا ہے یا نہین پس یہ بات بغیر امتحان کے کسطرح معلوم ہوسکتی ہے جو پوشیدہ بات ہے اوسے اوستاد کیسے دیکھین۔ کیا وے بھی کسی طرح اُن سے بے شرمی کی گفتگو کرین۔ افسوس! پوشیدہ بات کو کھول کر ہی لکھہ دیتے کہ شادی سے قبل ایک مرتبہ جماع بھی ہو جاے تو سب بھید کھل جاے اگر مضبوطی اور طاقت وغیرہ ہو تو قبول کرے ورنہ دوسرے کی فکر کرے ورنہ چونکہ دنیا مین اپنا عیب دیکھنے اور کہنے والے لوگ بہت کم ہین پس حقیقت حال سے واقفیت نہین ہوسکتی۔ اور لڑکی کا امتحان کہ ہےحقیمہ تو نہین ہے کسی لایق ڈاکٹر سے کرانا لازم ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

نمبر ۵

آگے سوامی جی فرماتے ہین "پھر جس دن لڑکی رجسولا (حیض والی) ہوکر جب نہادھو لے تب ویدی اور منڈپ بناکر کئی خوشبودار چیزین اور گھی وغیرہ کا ہوم نیز اپنے (واقف کار) فاضل مرد عورتون کی مناسب عزت کرین۔" پھر آگے اوسی صفحہ ۱۲۰ سطر ۲ یرون تحریر فرماتے ہین:- "(۴۳) پھر جس دن رتو دان دینا (جماع کرنا) مناسب سمجھین اوسی دن سنسکار ودھی کتاب مین لکھے ہوئے طریق کے مطابق سب عمل کرکے آدھی

رات یا دن ۱۰ بجے نہایت خوشی سے سب کے سامنے پانی گرہن (ترجمہ ہوا) سے

بیاہ کے طریق کو پورا کر کے خلوت مین چلے جاوین۔ **مرد منی ڈالنے اور عورت منی کھینچنے کی جو ترکیب ہے اوس کے مطابق دونون کرین گے**

ناظرین! یہ ہی دیانندی تعلیم کے مطابق کی شادی۔ بھلا کسی قوم یا مذہب مین ایسی صاف صاف ہدایات اسبارہ مین پائی جاسکتی ہین؟ ایک بات قابل غور ہے کہ سوامی جی اس بات پر بہت زور دے رہے ہین کہ شادی اوسی دن اور عین اوسی وقت کی جایا کرے کہ جب میاں بیوی اوس رسم سے صرف چند منٹون بعد ہی تو ان کی کارروائی کر سکین۔ یعنے چونکہ یہ ہدایت کر چکے ہین کہ جب عورت حیض سے فارغ ہوا کرے تو اوسی وقت اوس سے صحبت کی جایا کرے اس کے خلاف نہین۔ اس لئے شادی کرنے کا وقت بھی ایسا مقرر کر رہے ہین کہ جب وہ حیض والی ہو جاوے تب تو بعد فراغنی کے ۱۰ بجے رات کو رسوم شادی ادا کی جاوین اور بعدہ وہ جوڑا خلوت خانہ مین چلا جاویگا۔ اب ناظرین غور کرین کہ ہندون مسلمانون کے موجودہ رسم ورواجون کے مطابق یون ہوتا ہے کہ شادی کے موقع پر سیکڑون دوست رشتہ دار عزیز وغیرہ آکر جلسہ مین شریک رہا کرتے ہین پس یہ کیسی شائستگی ہوگی کہ ۱۰ دس بجے رات کو شادی کی رسم ادا کی جاوے۔ اور سارا جلسہ بھرا رہے مگر میان بیوی خلوت خانہ مین چلے جاوین۔ اسبارہ مین بھی سوامی جی نے کوئی حوالہ کسی مستند کتاب سے نکال کر نہین پیش کیا۔ خاصکر اس بات کا تو ثبوت ضرور آریون کو اپنے شاسترون سے نکال کر پیش کرنا لازم ہے کہ **جس دن لڑکی حیض والی ہو کر جب نہا دھو لیوے تب ویدی اور منڈپ بنا کر** …… (یعنے رسوم شادی کی تیاری کا ذکر کر کے سوامی جی نے یہ صاف نہ کہا کہ شادی بھی اوسی دن کر ڈالے بلکہ یہ منشا معلوم ہوتی ہے کہ منڈپ یعنے ماڑو وغیرہ تیار کر لیوین پھر شادی بھی دو چار دن مین ہو ہی جائیگی)

اور اگر وہ اس اوپر کے فقرہ کے مترادف کوئی شلوک یا منتر نہین پیش کر سکتے تو یہ ہی

سمجھا جائے گا کہ یہ بھی سوامی دیانند مہاراج کی شخصی راے ہے۔

نمبر ۶

- اسبارہ مین سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے سوامی جی کی تحریرون پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے کچھ مذاق اوڑایا جس کے جواب مین پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاش صفحہ ۹۵ سطر ۲۶ پر یون تحریر فرماتے ہین :۔ "لیکن آپ ذرا مہابھارت کو تو دیکھین جو پرانون کا باوا ہے۔ آدی پرب ادہیا ا یکسو چار (۱۰۴) مین کیا لکھا ہے۔ یعنے اوتتھیہ کی بیوی ممتا نامی تھی وہ اپنے خاوند سے حاملہ ہوئی اور اوتتھیہ کے چھوٹے بھائی برہسپتی نے اوس حاملہ کو ہی جا گھیرا۔ ایک حمل تو پہلے سے موجود ہے دوسرے کی تیاری ہے اور پیٹ والا ایڑی لگا کر روکتا ہے۔ دھنیہ ہی مہابھارت سے ویدون کا دہرم بھی پھیلایا جاتا ہے :۔"

ناظرین! یہ بھی عجیب منطق ہے۔ کسی نے کہا تو کانا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ مین تو صرف کانا ہی ہون لیکن تیری تو دونون پھوٹی ہوئی ہین - واہ - یہ کیا جواب ہے کہ ہمارے دیانندی فلاسفی مین تو تھوڑی ہی سی بے شرمی ہے مگر تمہارے مہابھارت مین تو بہت زیادہ بے شرمی بھری پڑی ہے۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج اصل سوال یہ نہین ہے کہ آپ کے گورو مہاراج کی تحریرات بہ نسبت سناتنی تصنیفات کے کم شرمناک ہین یا زیادہ بلکہ اعتراض تو یہی کہ سوامی دیانند مہاراج سنیاسی ہو کر ایسی باتین لکھ رہے ہین جنکو ایک خانہ دار بھی کہتا ہوا ایک شرمائے گا۔ اور وہ بھی اگر کسی وید شاستر یا منوسمرتی وغیرہ سے کوئی اقتباس ہوتا تو انپر کوئی الزام نہ رہ جاتا لیکن سوامی جی اپنے دماغ سے ایسی باتین خود غور کیا کرتے ہین جو ان کے بال برہمچاری اور سنیاسی پن پر بھی دھبا لاتا ہے :۔

ناظرین! اگرچہ ہم ایسی باتین تحریر کرنا نامناسب سمجھتے ہین مگر متعصب آریہ سماجیون کو لاجواب کرنے کا آپ کو موقع دینے کے لئے مجبوراً ہمین آریہ سماج کے

مہرشی کی ایسی عبارتون کا نمونہ ذیل مین پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے :- "جب وہ ویرج (ویریہ یعنی منی) کے رحم مین گرنے کا وقت ہو اوس وقت عورت مرد دونون بے حرکت ناک کے سامنے ناک آنکھ کے سامنے آنکھ یعنی سیدھا جسم اور نہایت خوش دل رہین - ہلین نہین - مرد اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑے اور عورت ویریہ حاصل کرنیکے وقت اپان بایو کو اوپر کھینچے - جائے مخصوص کو اوپر سکوڑ کر ویریہ کو اوپر کشش کر کے رحم مین ٹھہراوے - پھر دونون صاف پانی سے غسل کرین ---- سونٹھ کیسر - اسگندھ - الایچی خورد اور ثعلب مصری ڈالکر ---- جو پیشتر ہی رکھا ہوا ٹھنڈا دودھ ہے اسکو حسب خواہش دونون پی کر الگ الگ اپنے اپنے پلنگ پر سو رہین" (اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۲)

اب کہئے ناظرین! مہابھارت کا اقتباس مذکورہ بالا زیادہ شرمناک اور موجودہ شایستگی سے خلاف ہے یا یہ سوامی جی کی ہدایت ایسے کھلے لفظون مین اوس بیان کو واضح کر رہی ہیں جسکو شہرت دینے والی کتابین (کوک شاستر وغیرہ) آجکل قانونا شایع ہونا منع ہین -

ناظرین! آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ منو مہاراج نے تمام دنیا کی ہدایت اور ہر طرح کی ضروری باتیں یہان تک کہ نشست و برخاست وغیرہ تک کے متعلق فرایض بیان کر دین لیکن اونکو یہ نہایت ضروری مسئلہ اُن کو معلوم نہ تھا اور نہ اُنکو اس کا تجربہ تھا چنانچہ اس مسئلہ کو دنیا مین مشتہر کرنے کے لئے ایک بال برہم چاری سنناسی یوگی رشی نہین نہین بلکہ مہرشی کی ضرورت تھی جس کو اب خوشی ہے کہ سوامی دیانند مہاراج نے پوری کر دیا ہے -

نمبر ۷

آگے اُردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۲ پر سوامی جی یون فرماتے ہین :-

(۱) ..... اور یونی سنکوچ وغیر بھی کرے ..... عورت دودھ بند کرنیکے لئے پستان کے اگلے حصہ پر ایسا لیپ کرے کہ جس سے دودھ نہ ٹپکے

(پھر صفحہ ۴۳ سطر ۲ پر یون لکھا ہے) - ..... زچہ کا دودہ چھہ دن تک بچہ کو پلانا چاہئے - بعدازان دایہ پلایا کرے - لیکن دایہ کو عمدہ اشیا، مان باپ کھلاتے پلاتے رہین - اگر کوئی مفلس ہو دایہ کو نہ رکھ سکے تو دہ گاے یا بکری کے دودہ مین عمدہ ادویات کو جو کہ عقل ہمت صحت بڑہانے والی ہون صاف پانی مین بھگو کر جوش دینے کے بعد چھان کر اور دودہ مین ہموزن ملاکر بچہ کو پلادین - جہان دایہ گاے بکری وغیرہ کا دودہ نہ مل سکے وہان جیسا مناسب سمجھین ویسا عمل کرین چونکہ بچہ کا جسم جننے والی عورت کے جسمانی اجزا سے بنا ہوتا ہے - اس وجہ سے عورت زائیدگی کے وقت کمزور ہو جاتی ہے اس لئے زچہ دودہ نہ پلاوے دودہ روکنے کے لئے پستان کے منہ پر ایسی دوائی لگادین جس سے دودہ نکلنا بند ہو جاتے اس طریق پر عمل کرنے سے دوسرے مہینے مین عورت دوبارہ جوان ہو جاتی ہے -

ناظرین! اوپر کی عبارت سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی ہے جو آریون کے محاورہ مین مہرشی اور دیگر ہندوؤن کے خیال مین ریفارمر ہو گزرے ہین - اب اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کس قسم کا ریفارم (اصلاح قومی) کرنا چاہتے تھے - اور تو سب کچھ سب نے کیا لیکن یہ کسی کو آج تک نہ سوجھا ہوگا کہ بچون کو ان کی مان کے دودہ سے محروم رکھا جاوے -

ناظرین! ذرہ سوامی جی کی اس ہدایت پر غور فرمائیے کہ جو قدرتی طور پر کسی عورت کی پستان سے دودہ جاری رہتا ہے اوس کو بند کرنے کے لئے دوایان اور لیپ استعمال کرنے کا حکم دیتے ہین - واہ یہ تو بڑے بھاری ریفارمیشن Reformation (اصلاح) کی بنیاد سوامی جی ڈال رہے ہین - قدرت نے تو ایک نوزائیدہ بچہ کی اصل غذا اوسکے ہی مان کا دودہ قرار دیا ہے لیکن سوامی جی جو قانون قدرت کے بڑے پابند بھی ہین یہان پر اس بات کی بھی پرواہ نہ کرکے مان سے بچہ کو جدا کرنا چاہتے ہین -

ناظرین ! سوامی جی کو یہ بات اسقدر پسند تھی کہ وہ نہ صرف امیر امرا کے لئے یہ ہدایت کر رہے ہین بلکہ یہ بھی فرما رہے ہین کہ اگر کوئی مفلس ہو دایہ نہ رکھ سکے تو وہ گائے یا بکری کے دودھ مین عمدہ سے عمدہ ادویات کو ..... صاف پانی مین بھگو کر جوش دینے کے بعد چھان کر اور دودہ مین بموزن ملا کر بچہ کو پلاوین (مگر مان کا دودہ نہ پلاوین۔ شاباش) بھلا سوامی جی نے اس تعلیم کا دایرہ صرف امیرون تک ہی محدود رہنے دیا ہوتا۔ نہین وہ تو یہ بیڑا اوٹھا چکے ہین کہ مان سے بچّون کو کسی طرح جدا کر کے چھوڑینگے۔

ناظرین ! ذرا سوامی جی کی اس ڈاکٹری کی علمیت کو دیکھئے گا کہ زچہ کا دودہ تو وہ بچہ کو صرف ۶ چھ دنون تک ہی پلانے کا حکم دیتے ہین پس وہ مفلس شخص جو دایہ نہ رکھ سکے تو وہ گویا سات دن کے کمزور بچے کو مان کا دودہ چھوڑا کر نہ صرف گائے بکری کے دودہ کا عادی بنا دے بلکہ مقوی ادویہ جات بھی اوس دودہ مین شامل کرے۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا ۷ دن کا بچہ ایسی ادویہ جات کے مرکبات کو برداشت بھی کر سکتا ہے۔ وہ تو گائے بکری کا دودہ بھی شاید ہی ہضم کر سکے۔

اچھّا اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر کوئی ایسا غریب و مفلس ہو کہ گائے بکری کا دودہ (جوان دنون ہندوستان کے تمام شہرون مین بہت گران ہو رہا ہے) بھی خرید نہ کر سکے تو وہ کیا کرے ؟ سوامی جی نے ۶ دنون کے بعد تو زچہ کا دودہ پلانا ہر حالت مین منع ہی کر دیا ہے اور رہ بکری و گائے کا دودہ بوجہ مفلسی حاصل ہی نہین کر سکتا تو بتلائیے کہ وہ کیا کرے ؟ ہان اس سوال کا جواب آریہ سماج کے ہونہار لیکچرار صاحبان فوراً یہ دینگے کہ وہ اولاد ہی نہ پیدا کرے۔

اچھا اب ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ ان لاکھون پیروکاران دیانند مین سے کتنے ایسے ہین جنھون نے اپنے مہرشی کی اس نہایت مفید ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا ہو بتلانا چاہئے کہ کتنے دولت مند ہین جنہون نے دایہ مقرر کیا ہو

اور کتنے غریب آریہ صاحبان ہین جنھون نے اپنے بچون سے اوس کے مان کا دودھ بند کرا کر گائے بکری کے دودھ مین ادویہ جات ملا کر (یا بلا ادویہ جات ہی سہی) اوسے استعمال کرانا شروع کرایا ہو۔

ناظرین! ہم نے تو لاہور جیسے آریون کے دارالخلافہ مین بھی اس ہدایت کا پابند کسی آریہ کو نہ دیکھا اور نہ ہی دیگر مقامات پر۔ ہمین خوب یاد ہے کہ برھما پرتی مذہبی سبھا کے پریزیڈنٹ (یکے از معزز آریہ سماجی صاحبان) بالو بدھاوامل صاحب کوئی غریب آدمی بھی نہین ہین خدا کے فضل سے آپ کو مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ ماہواری تنخواہ ملتی ہے آپ کے جب فرزند پیدا ہوا تھا تو خاکسار بھی وہان ہی موجود تھا لیکن نہ تو دایہ مقرر کی گئی اور نہ گای بکری کا دودھ ادویہ جات ملا کر دیا گیا بلکہ اوس بچے کی مان ہی کو بچے کی قدرتی غذا دینے کے لئے مجبور رہونا پڑا اسی طرح اور بھی زیادہ آمدنی والے آریہ صاحبان مین ہم نے کہین اس اصول کی پابندی نہین دیکھی۔ سوال ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان ایسے کام مین کیون ڈھیلا پن کر رہے ہین جسپر عمل کرنا بہت مشکل نہین ہے۔

ناظرین! اتنا ہی نہین بلکہ سوامی جی نے واقعی یہ طے کر لیا ہے کہ وہ بچون کو ہرگز ہرگز بھی مان کا دودھ نہ پینے دینگے چنانچہ وہ ادپریہ بھی فرما رہے ہین کہ جہان دایہ یا گائے بکری وغیرہ کا دودھ نہ مل سکے وہان جیسا مناسب سمجھین ویسا عمل کرین گے بھلا جیسا کیا مناسب سمجھتے۔ یہان اگر تو سوامی جی کو لازم تھا کہ وہ یہ فرما دیتے کہ ایسے حالت مجبوری مین دودھ مان کا ہی پلا دیا کرین۔ لیکن نہین ناظرین! بھلا سوامی جی جس بات کو منع کر چکے اوسکی اجازت خود اپنے قلم سے کیون دیوین! اب ہم آریہ صاحبان سے دریافت کرتے ہین کہ اس جیسا سمجھین ویسا کرین کے کیا معنی مطلب ہیں۔ مان کا دودھ تو پستان پر لیپ اور ادویہ جات لگا کر بند کر دیا گیا دایہ رکھنے کا مقدور نہین پس گائے بکری کا دودھ بھی جس مقام پر میسر نہ اوسے رجو گنی اٹھ گنی قیمت دینے کو بچے کا باپ تیار لیکن جس ملک مین وہ نشے ہے ہی نہین

توکہان سے ملے) تواب بتلائیے کہ وہ کیا کرے؟ ہمارے سمجھ مین تو یہ آتا ہے کہ ایسی حالت مین بچے کو ایک ماشہ بھر سنکھیا کھلاکر سوامی جی کے پاس رخصت کردیوے کہ وہ خود ہی اپنی ہدایات پر وہان کافی عمل کراتے رہا کرین۔

ناظرین! واقعی اعتراض تو معقول تھا کہ جس شخص نے سوامی جی کی اس ہدایت کا پابند ہوکر بچے کے مان کے پستان پر لیپ لگاکر دودہ کی دھار کو قطعی بند کردیا ہو اور دایہ نہ رکھ سکنے کے باعث گائے بکری کے دودہ پر ہی بیچارے بے زبان بچے کا گزارہ ہو رہا ہو وہ اگر بالفرض کہین سفر وغیرہ مین پڑجاوے یا کسی وجہ سے تبدیل مقام کرنے کے لئے مجبور ہوکر کسی ایسے جگہ جا پہونچے جہان گائی بکری وغیرہ ہی موجود نہ ہون تو بھلا وہان اوس بچے کی زندگی کی کیا امید رہ سکتی ہے

خیر۔ یہ تو سب عقلی دلایل ہوین۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ سوامی جی جس بات پر اسقدر زور دے رہے ہین یعنے عورت کے پستان پر لیپ لگانے کی ہدایت کو ایک مرتبہ ستیارتھ پرکاش کے دوسرے سمُلاس مین لکھنے پر قناعت نہ کرکے پھر بھی چوتھے سمُلاس مین دوہرائے بغیر نہ رہا گیا وہ کہین کسی دید شاستر مین بھی لکھا ہوا ہے یا کہ محض زبانی جمع خرچ ہی ہے۔

ناظرین! آپ آریہ صاحبان سے کہئے کہ وہ حسب ذیل عبارت کے مترادف شلوک یا منتر اپنے ہی تسلیم کردہ کتابون یعنے چار دیدون چھ شاستہرون اور منوسمرتی یا دس اونپشدون مین دکھلاوین۔

(۱) زچہ کا دودہ چھ دن تک بچہ کو پلانا چاہیے۔

(۲) دودہ روکنے کے لئے پستان کے منہ پر ایسی دوائی لگاوین جس سے دودہ نکلنا بند ہوجاے۔

(۳) چھ دن بعد بچے کو دایہ دودہ پلایا کرے۔

(۴) مفلس ہو تو دایہ نہ رکھ سکنے کی حالت مین بچے کو گائے یا بکری کا دودہ

ادویہ جات ملا کر پلایا کرے۔
ان چار فقرون کے لئے **مبلغ چار سو روپیہ انعام** مقرر کئے جاتے ہین کہ جو صاحب ویدون وغیرہ مین ان کے مترادف فقرے دکھلا دیوینگے وہ اس انعام کو حاصل کر سکینگے۔

آخر مین ہم اسقدر اور ظاہر کر دینا چاہتے ہین کہ سوامی جی کی اس تمام عبارت کو پڑھنے سے پورا یہی یقین ہو رہا ہے کہ وہ انگریزون کی پوری نقل اوتار رہے ہین۔ اُن لوگون مین ہی یہ رواج ہے کہ میم صاحبہ دودھ پلانے کی تکالیف گوارا نہین کرنا چاہتین پس دایہ مقرر کرتی ہین۔ ورنہ ہندوستان مین تو امیر و دولتمند کیا رانی مہارانی صاحبہ بھی اپنے پیارے بچے کو خود دودھ پلاتی ہین۔ اور ہے بھی ٹھیک کہ قدرتی محبت جو ماں اور بچے کے درمیان ہوتی ہے اوس محبت کا ذریعہ ہی دودھ پلانا ہے اگر ایک بچہ کو اپنے ماں کے دودھ کی پرواہ نہ رہ جاوے تو اوس کے نزدیک ماں مین اور دیگر عورتون مین کوئی زیادہ فرق ہی نظر نہ آوے گا۔ کیا وجہ ہے کہ بچون کو بہ نسبت باپ کے اپنی ماں کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ یہی کہ وہ دودھ پلانے والی ہونے کے باعث اوس کے پرورش کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ لیکن اگر سوامی جی کی ہدایات پر عمل ہونے لگے تو یقیناً بچون کو کوئی محبت ماں کے ساتھ نہ رہ جائیگی۔ ہاں وہ میم صاحبہ ہی ایسی نازک بدن آرام طلب ہوا کرتی ہین کہ اکثر پستان پر لیپ لگا کر دودھ کی رفتار بند کرکے چاہتی ہین کہ ان کے جسم کی طاقت کم نہ ہونے پاوے تاکہ ان کے آرام مین کسی طرح کی کمی واقع ہو۔ پس ناظرین! آپ کو معلوم ہو کہ سوامی جی ہندو یا آریا عورتون کو بھی ویسا ہی بنانا چاہتے ہین۔

غرضیکہ اس بات سے کوئی منصف مزاج معقول پسند صاحب ہرگز ہرگز بھی انکار نہین کر سکتے کہ سوامی جی یہ ساری باتین دیگر قومون کی نقل کرکے لکھ رہے ہین۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ وہ صاف طور پر اقرار بھی تو نہین کرتے کہ ہماری قوم

مین اسقدر کمی ہے جس کو ہم انگریزون سے پوری کرنا چاہتے ہین - نہین بلکہ اُن کے پیروکاران تو یہی سمجھے بیٹھے ہین کہ یہ ساری باتین ویدون مین درج ہونگی اور یہ کہ ان تمام باتون پر ویدک زمانہ کے آریہ صاحبان عمل کرتے رہے ہونگے - اچھا اور تو سب جیسا تیسا بھلا کوئی صاحب ہمین بھی بتلا دیوین کہ مہاراجہ رام چندر کو انکی ماں کوشلیا (دشرتھ کی رانی) نے دودھ نہین پلایا بلکہ ان کے لیئے دایہ ملازمہ تھی ؟ یا شری کرشن جی کو یشو دا نے دودھ نہین پلایا بلکہ ایک نوکرانی کے سپرد کر دیا تھا ؟ پس اگر رام اور کرشن جیسے بزرگان قوم جنکو سناتنی ہندو تو پرمیشور کا اوتار مانتے ہین لیکن آریہ صاحبان بھی رہنما ریفارمر یا یوگیون کا سرتاج وغیرہ ضرور مان رہے ہین - اس اصول پر کاربند نہ رہے تو یہ قدیم آریون کا رواج کیونکر کہا جاسکتا ہے اور پس کیا یہی بات دراصل نہین ہے کہ سوامی جی انگریزون کی نقل کر رہے ہین -

ناظرین ! اب بتلائے کہ آریہ سماجی صاحبان جو عیسائیون اور مسلمانون کو دعوت دے رہے ہین کہ وہ اپنے قوم کی ساری باتین غلط سمجھ کر آریہ سماج مین جا داخل ہون تو کیا وہ اچھی بھمر رستے ہے ؟ بھلا جب وہ خود انگریزون (عیسائیون) کی نقل اپنے یہان کرنا مناسب سمجھ رہے ہین اور چھوت چھات و پیدائشی قومی فضیلت کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اہل اسلام کی نقل کر رہے ہین تو ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ عیسائی مسلمانون کو وہ اپنے گھر کیلئے بلا رہے ہین -

اے عیسائی مسلمان صاحبان ! آپ کو اگر اپنا مذہب پسند نہین آتا تو جو چاہو سو کرنا لیکن یہ خیال کبھی بھول کر بھی مت کرنا کہ آریہ سماج مین جا داخل ہون جیسا کہ آپکے چند بھائیون نے کیا ہے - کیونکہ وہان اولٹا آپ کے قوم کی باتون کو بہتر سمجھ کر نقل کرنے کی کوشش ہو رہی ہین - اس کے علاوہ دیگر معاملات مین بھی وہان ڈھول کی پول ہی نظر آویگی بشرطیکہ اس کتاب کو آپ بغور شروع سے آخر تک پڑھ جاوین - اسکے علاوہ ایک بات یہ بھی قابل ذکر

غور ہے کہ ممبران آریہ سماج جبکہ خود بھی اُن ہدایت پر عمل کرنیکے لئے تیار
نہیں ہیں جو اِن کے مہرشی نے (بقول اِن کے) ویدوں میں سے اخذ کرکے
ستیارتھ پرکاش میں درج کی ہیں تو کیا اِس سے یہ نتیجہ نہیں برآمد ہوتا کہ درحقیقت
لیڈران آریہ سماج اِس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ سوامی جی کی اکثر باتیں جہاں
قانون قدرت اور شائستگی سے خلاف ہیں وہاں ویدوں اور تمام دیگر مذہبی کتب
سے بھی خلاف بکواس ہیں - الی اوم شانتہ

مسئلہ نیوگ

نیوگ ایک ایسی بات ہے کہ جسپر تمام سناتنی ہندو مسلمان اور عیسائی صاحبان اکثر آریہ سماج کے ممبران پر طرح طرح کے مذاق کیا کرتے ہین - اس مسئلہ پر بکثرت کتابین بھی تصنیف ہو چکی ہین اور ممبران آریہ سماج کو خود بھی اسبارہ مین اقرار ہے کہ ان کے مخالفین کے پاس چاہے دیگر مسئلہ جات پر اعتراض کرنے کا سامان نہ ہو مگر اس مسئلہ پر بچہ بچہ بھی اعتراض کی بھرمار کرنے کے لئے ہر وقت کمر کسی تیار رہتا ہی - پس جو ایسا مشہور و معروف مسئلہ ہی اور جسپر اسقدر چھان بین ہو چکی ہی ادہیر کچھہ لکھنا پڑھنا پسے کو پیسنا ہی اس خیال سے ہم نے چاہا تہا کہ اس مسئلہ کو اس کتاب مین جگہ نہ دیوین لیکن پھر خیال آیا کہ اب تک اس مسئلہ پر باوجود اسقدر چھان بین ہونے کے بھی وہ باتین عوام سے پوشیدہ ہین جو ہم انکے خدمت مین پیش کرتی ہین - اسلئے اس مسئلہ پر بھی بحث کی جاتی ہے -

ناظرین! آپ نے اس مسئلہ پر ہنسی مذاق تو بہت کافی طور پر سن لیا ہوگا (جو کہ ہمارا مدعا نہین) لیکن ہم اب آپ پر یہ ظاہر کرین گے کہ منو کا نیوگ تو کچھہ اور تھا مگر دیانندی فلاسفی نے یہان بھی کچھہ اور ہی رنگ جما دیا -

نمبر ۱

اول ہم یہ بیان کرتے ہین کہ منو مہاراج کے زمانہ مین نیوگ کس قسم پر رائج تھا اور منو مہاراج اس بارہ مین کیا فرماتے ہین -

واضح ہو کہ منو کا یہ فیصلہ ہے کہ جب مرد کی عورت مرجاوے تو وہ بلا پس و پیش دوسری شادی کر لیوے لیکن اگر عورت کا خاوند مرجاوے تو وہ کسی صورت مین اسبات

کی مجاز نہیں ہے کہ کسی مرد سے دوسری شادی کرنے کی خواہش کرے۔ نہ صرف یہ بلکہ منو نے عورتون پر یہان تک ظلم کیا ہے کہ اگر کوئی کنواری لڑکی ہو اور اس کی شادی کسی لڑکے کے ساتھ ہونا طے پا گیا ہو لیکن ابھی رسومات شادی ادا نہ ہوئے ہون اور وہ مجوزہ خاوند اتفاقاً مر جاوے تو اس حالت مین بھی اس لڑکی کی دوسری شادی کرنے کی اجازت نہین دی گئی۔ پس منو مہاراج کا یہ حکم ہے کہ یہ کنواری لڑکی بھی اور دوسری وہ بیوہ عورتین بھی جنکے اولاد موجود نہین ہین محض اولاد کے لئے نیوگ کر سکتی ہین اور وہ اولاد بھی نیوگ کے ذریعہ اس لئے پیدا کرائی جاتی ہے کہ اس بیوہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مرحوم خاوند کا خاندان قایم رکھنے کے لئے ایک لڑکا پیدا کر لیوے۔ غرضیکہ جہان ایک لڑکے سے زاید پیدا کرنے کی اجازت نہین ہے (سوا خاص حالت کے) وہان منو مہاراج اس بات پر بہت زور دے رہے ہین کہ یہ نیوگ ہرگز ہرگز بھی کسی قسم کی شہوت پرستی کا باعث نہ ثابت ہونے پاوے یعنے وہ فرماتے ہین کہ نہ تو کسی قسم کی شہوت بڑھانے والی باتین کی جاوین اور نہ ہی ان باتون پر عمل کیا جاوے بلکہ محض عورت کو حاملہ کر دینا ہی مقصود رہا ہو۔ اس کے علاوہ ایک بات اور قابل غور یہ ہے کہ منو مہاراج نے اس عورت کو صرف اپنے مرحوم خاوند کے خاندان ہی مین سے کسی کے ساتھ نیوگ کرنے کی اجازت دی ہے یعنے اس کا دیو۔ ر (مرحوم کا چھوٹا بھائی) اور اس کے غیبت مین مرحوم کا بڑا بھائی۔ اور اگر کوئی حقیقی بھائی نہ ہون تو چچازاد وغیرہ جو خاندان کے اندر آسکتے ہون ان مین سے کوئی شخص چُن لیا جاوے۔

ہان! یہ سچ ہے کہ منو مہاراج نے اس بات کی پرواہ نہین کی کہ جسطرح مردون کو ان کی بیوی کے مرجانے پر دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے اسی انصاف سے کیون نہ عورتون کو بھی دوسرا خاوند کرنے کی اجازت دیدی جاوے۔ بلکہ ایک کنواری لڑکی کا محض باگ دان (پختہ وعدہ شادی) ہونے پر بھی اوس کے مجوزہ خاوند کے مرجانے پر اس معصوم لڑکی کو تمام زندگی شوہر سے محروم رکھنا جیسا بھاری

ظلم ہے اس کو بھی منو جیسا قانون دان روا رکھتا ہے اور کہین تمام منوسمرتی گھر مین
ایک آدھا یا چوتھائی شلوک بھی ایسا نہین ملتا جو عورتون کے آنسو پونچھنے کا باعث
ثابت ہو - اور جہان تک ہمارا خیال ہے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شاید
منو کے زمانہ والون کا یہ فیصلہ رہا ہوگا کہ عورتون مین شہوت بہ نسبت مرد کے کم ہے
یا اُس زمانہ مین عورتون پر ایسے ہی ظلم ہوتے رہے ہون گے -

پس اگر ہم بیوہ عورتون کے دوسری شادی کی اجازت نہ ہونے کے ظلم کو نظر انداز
کر دوین تو منوسمرتی کی ہدایت دربارہ نیوگ اسقدر قابل اعتراض نہین معلوم ہوتی -
جس مین سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ دوسرے خاندان کے مرد سے ہرگز ہرگز بھی تعلق
نہین کرایا جاتا - حالانکہ اسقدر رواج کو بھی اہل ہنود نے عرصہ دراز سے ترک کر دیا ہے
ممکن ہے کہ منو کے زمانہ مین اور اوس سے قبل ایسی باتین رایج رہی ہون مگر بعد
مین شائستگی نے اسقدر ترقی کی کہ زمانہ کے ریفارمرون نے اس رواج کو قطعی بند کرنا
ہی مناسب سمجھا چنانچہ پراشر رشی نے اپنی سمرتی مین فرمایا کہ نیوگ اس زمانہ یعنے
کلجگ کے لئے نہین ہے - لیکن اس گڑے مُردے کو اوکھاڑنے کا فخر ابا سقدر
عرصہ دراز کے بعد آریہ سماج کے مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کو ہی
حاصل کرنا تھا -

ناظرین! شاید وہ لوگ جنکے دماغون کو دیانندی تعلیم نے گمراہ کر دیا ہے ہماری
اوپر کی باتون کو غلط تصور کرین کیونکہ ان کا یہ یقین ہے کہ سوامی دیانند کی کوئی
بات ویدون اور منوسمرتی کے خلاف نہین ہے اس لئے ہم اپنی راے کی تائید
کے لئے ذیل مین منوسمرتی کے ان حوالہ جات کو جن مین نیوگ کا ذکر آیا ہے پیش
کئے دیتے ہین (چونکہ ہم نے پنڈت تلسی رام صاحب کا ہی ترجمہ منظور کر لیا ہے
اسوجہ سے شلوکون کو نقل کرنا بوجہ طوالت مناسب نہین سمجھتے) - وہو ہذا -

منو کا نیوگ یا عورتون کے لئے ہدایت بروقت اپت یعنے زمانہ مصیبت

منوسمرتی ادھیا ۹ - شلوک

۵۰ - بڑے بھائی کی عورت چھوٹے بھائی کے لئے گرو کی بیوی کے مانند ہے اور چھوٹے کی بیوی بڑے کے لئے اپنے لڑکے کی بہو کے مانند کہی گئی ہے۔

۵۱ - بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی بیوی کے ساتھ یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی بیوی کے ساتھ سوا آپت کال یعنے مصیبت کے وقت (یعنے اولاد نہ ہنے پر) اگر نیوگ کے ذریعہ بھی ہم بستر ہو تو دونوں تنزل ہوتے ہین۔

نوٹ - مطلب یہ ہے کہ نیوگ کسی خاص حالت کے لئے ہے جب خاندان ختم ہوتا ہو پس اگر اولاد موجود ہو تو نیوگ ہرگز ہرگز نہ کرے اور دوسرے طرح پر بڑا یا چھوٹا بھائی اپنی بھاوج سے ہم بستر ہو تو پاپ کرنے والا سمجھا جاوے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منو کو نیوگ کی اجازت دیتے ہوئے یہ پس و پیش ہوا کہ کہین کوئی عیاش مزاج نیوگ کے بہانہ سے ایسے ناجایز فعل نہ کرنے لگ جاوین۔

۵۹ - اولاد نہ ہو تو - اولاد کی خواہش سے باقاعدہ نیوگ شدہ عورت سے دیور یا دوسرا سپنڈ یعنے اوسی خاندان والا اولاد پیدا کرے۔

نوٹ - لفظ سپنڈ غور طلب ہے۔ منو کی یہ منشا ہے کہ خاندان ختم ہوتے وقت نیوگ سے اولاد پیدا کی جاوے لیکن اگر اُس بیوہ عورت کا (جس کا خاوند لاولد مر گیا ہے) دیور موجود نہین ہے تو صرف اوسی کے خاندان کا کوئی شخص نیوگ کرے۔ دوسرے کو مجاز نہین ہے۔ اور یہ اسلئے کہ دوسرے خاندان کا نطفہ آوے گا تو اولاد پاک خاندانی نر ہے گی پس ایسے اولاد کے لئے نیوگ کی ضرورت ہی نہین ہے۔

۶۰ - بیوہ کے ساتھ نیوگ کرنے والا جسم مین گھی لگا کر خاموش ہو کر رات مین (صحبت کرے اسطور پر) ایک اولاد پیدا کرے دوسرا ہرگز نہ کرے۔

نوٹ - گھی جسم مین لگانے سے منو کی یہ منشاء ہے کہ النگن (لپٹنے وغیرہ) سے جو شہوت کا اظہار ہوتا ہے وہ) نیوگ کی حالت مین نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے نہین

۶۱ - دوسرے بزرگ جو نیوگ سے اولاد کی پیدایش کے اصول سے واقف ہین - اُن دونون مرد و عورت کی منشا کو ایک اولاد سے پوری نہ ہوتی ہوئی دیکھ کر اس عورت سے دوسری اولاد پیدا کرنا بھی دھرم کے موافق مانتے ہین -

نوٹ - یعنے ایک اولاد اس بیوہ عورت کے لئے اور ایک اُس کے دیور یا جیٹھ یا دوسرے سپنڈ (خاندانی) کے لئے بشرطیکہ دونون کو اپنے اپنے خاندانون کو قایم رکھنے کی ضرورت ہو اور دونون لاولد ہون -

۶۲ - (نیوگ شدہ) بدھوا مین حمل قایم ہونے پر یعنے نیوگ کی مطلب حاصل ہو جانے کے بعد بڑے اور چھوٹے بھائی عورتون سے دونون آپس مین بڑے و چھوٹے کا (سابق بدستور) برتاو کرنے لگین -

۶۳ - جو چھوٹا اور بڑا بھائی اپنی بھوجائیون کے ساتھ نیوگ کے طریقہ کو چھوڑ کر شہوت سے ہم بستر ہون تو وہ دونون پتت یعنے تنزل ہو جاوین - یعنے وہ گرو کی بیوی اور لڑکے کی بہو سے صحبت کرنے والے (کے مانند) ہون -

۶۴ - براہمن کشتریہ ویشیہ کی بدھوا عورت کا دوسرے ورن کے ساتھ نیوگ نہ کرنا چاہئے - دوسرے (ورن) کے ساتھ نیوگ کی ہوئی عورتین سناتن (قدیم) دھرم کو رد کرتی ہین -

نوٹ - یعنے منو مہاراج نے شادی تو ایک ورن کی عورت کا دوسرے ورن کے مرد کے ساتھ (اگرچہ نیچ ورن کی عورت کا اونچے ورن کے مرد سے) جایز قرار دیا ہے مگر نیوگ مین ممانعت کر رہے ہین - ظاہر ہے کہ نیوگ تو صرف اوسی اوسی خاندان کے ساتھ کہا گیا ہے پھر غیر ورن کیسا -

شلوک نمبر ۶۵-۶۶-۶۷-۶۸ کو پنڈت تلسی رام صاحب نے پرکشپت مانا ہے محض اس وجہ سے کہ راجا وین کا نام آگیا ہے - جو کہ حسب ذیل ہین

۶۵ - شادی کے متعلقہ منترون مین کہین نیوگ نہین کہا گیا اور نہ شادی کی بابت (= اجازت) مین بیوہ کا عقد ثانی کہا گیا ہے -

۶۶ - یہ اجازت دیا گیا ہوا بھی انسانون کا نیوگ راجا بین، کے زمانہ حکومت مین عالم دویجون (دو بارہ پیدایش والون یعنے براہمن کشتریہ ویشہ) کے ذریعہ حیوانی افعال اور نندا ایگت (باعث بدنامی یعنے ممنوع) کہا گیا (کیونکہ)

۶۷ - وہ وین راجا جو راج رشیون مین افضل اور زمانہ قدیم مین ساری زمین کا حاکم تھا۔ شہوت سے مغلوب ہو کر ورن سنکر کرنے لگا تھا۔

(ورن سنکر یہ کہ ناجایز پیدایش یعنے کسی شودر مرد سے براہمنی عورت مین جو اولاد پیدا ہو وہ ورن سنکر کہلائے گی یا دوسرے لفظون مین حرام زادہ کہنا غیر موزون نہ ہوگا)۔

۶۸ - اوس (وین راجا کے) زمانہ سے جو کوئی موہ یعنے غفلت کے باعث اولاد کے لئے بیوہ عورت سے نیوگ کرتا ہے اوس کی ساد ہو (نیک) لوگ نندا (بدگوئی) کرتے ہین - (لیکن وین سے قبل اس کی نندا نہ تھی)

نوٹ - (لیکن وین سے قبل اس کی نندا نہ تھی) یہ بریکٹ پنڈت تلسی رام صاحب کی ایزادگی ہے جو اون کے تعصب کو ظاہر کر رہا ہے - باوجودیکہ وہ ان شلوکون کو ناجایز قرار دے چکے لیکن تاہم اس ۶۸ وین شلوک مین صاف طور نیوگ کی برائی دیکھکر یہ ہی کہنا مناسب سمجھا کہ خیر راجا وین سے قبل تو اسکی نندا نہ تھی (کیا ہوا اب ہوگئی تو ہونے دو پرواہ نہین بے خیالی اختیار کرلیوین گے)۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ منوسمرتی مین جس طرح راجا وین کا نام آیا ہے اوسی طرح دیگر تاریخی واقعات اور خاص خاص رشی مہرشیون وغیرہ کے نام بھی اکثر موقعون پر آئے ہین - پس آریون کا یہ کہنا کہ منوسمرتی دنیا کے شروع سے ہے اسی سے رد ہو جاتا ہے اور بالکل بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔ نیوگ کی بارہ مین منوسمرتی صاف طور پر یہ ظاہر کرتی ہے کہ منوسمرتی تصنیف ہونے سے قبل یہ ایک عام رواج تہا - مگر اسکے تصنیف کے وقت اسکا عملدرآمد کمزور پڑ گیا تہا - اور دیگر سمرتی اس معمہ کو اور بھی صاف کردیتی ہے جسسے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے مصنف کے وقت نیوگ بالکل کافور ہو چکا ہوگا۔

واضح ہو کہ ان شلوکون سے ثابت ہے کہ منو مہاراج کے زمانہ مین بھی نیوگ کے رواج کی نندا یعنے بُرائی اور بدگوئی ہونے لگی تھی۔ اور انسے قبل کوئی راجہ وین ہو چکا ہے جس کے زمانہ مین نیوگ کا کافی عروج ہو کر زوال شروع ہوا۔ ہر کمال را زوال اور جو پنڈت تلسی رام صاحب یہ فرماتے ہین کہ راجا وین منو سے پیچھے ہوا ہے پس سوال یہ ہے کہ ابھی تک تو یہی ثابت نہ ہوسکا کہ اس منوسمرتی کا مصنف کون ہے اور یہ کس زمانہ مین تصنیف ہوئی ہے پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہین کہ وین منو سے پیچھے ہوا یا پہلے۔ ممکن ہے کہ وہ منو سے ہزارہا سال آگے ہوا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ اونہین دیانندکے رای سے خلاف باتین پسند نہین اور ان چار شلوکون مین نیوگ کی نندا آگئی تھی جو دیانندی تعلیم پر پانی پھیرتی ہے اسوجہ سے ان شلوکونکو ناجائز قرار دینا ہی تھا پس وین راجا کا ایک بہانہ مل گیا۔

ناظرین! آپ نے منو مہاراج کا نیوگ ملاحظہ کرلیا۔ اب دیانند مہاراج کا نیوگ اور بیوہ عورت کی عقد ثانی بھی ملاحظہ فرمائے۔

نمبر ۲

سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۹ پر حسب ذیل فرماتے ہین۔

"(سوال) عورت اور مرد کے بہت بیاہ ہونے جایز ہین یا نہین۔ (جواب) ایک وقت مین نہین (سوال) کیا مختلف وقتون مین ایک سے زیادہ بیاہ ہونے چاہئین۔ (جواب) ہان جیسے

या स्त्रीलक्षत योनिः स्यात् गत प्रत्या गतापि वा ।
पौनर्भवेन भर्त्रो सा पुनः संस्कारमहेति ॥

म० अ० ९ श्लो० १७६

جس عورت یا مرد کا پانی گرہن ماتر سنسکار ہوا ہو (= محض رسومات شادی ادا ہوئے ہون) اور میل نہوا ہو یعنے جو اکشت یونی استری (= باکرہ عورت) اور اکشت ویریہ مرد ہوان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتھ پنر بواہ (مکرر ازدواج) ہونا چاہیے

اس سے کیا نتیجہ نکلا کہ براہمن کشتری اور ویشہ ورنون مین کشت یوتی عورت اور کشت دیرہ مرد (جنکی مجامعت ہو چکی ہو) کا نپر دواہ (نکر ربیاہ) نہ ہونا چاہیے

ناظرین! سوامی جی نے نہ تو اوپر کا حوالہ مضمون کے مطابق پیش کیا ہے اور نہ شلوک کا صحیح مطلب ظاہر کیا ہے۔ غرضیکہ اس موقع پر سوامی جی نے عوام کی آنکھون مین دھول ڈالنے کے سوا اور کچھ نہین کیا ہمین تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مضمون کے موافق حوالہ جات منو وغیرہ مین نہین ملتے تو سوامی جی زبردستی ادہر ادہر کے شلوکون کو نہ معلوم کیون لا پٹکتے ہین۔ کیا ایسے دھوکہ دھڑی سے کبھی کامیابی ممکن ہے؟ سوامی جی باکرہ عورت کی دوسری شادی کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو کہ واقعی ہندو قوم کے لئے اسوقت نہایت ہی ضروری ہے نہ صرف اسی قدر بلکہ دوسری قسم کی بیوہ عورتون کی بھی عقد ثانی کا رواج ہندوؤن مین ہونا ضروری ہے لیکن اگر منوسمرتی مین اس رای کی تائید مین کوئی شلوک نہین ملتا تو کیا یہ مغالطہ دہی نہین ہے کہ کہین کسی اور مضمون سے کوئی شلوک لاکر اپنی مطلب براری کرنے کی کوشش کی جاوے۔

ناظرین! اول آپ اوپر کے شلوک کے معنے پر غور فرماوین جو سوامی جی نے تحریر فرمائے ہین۔ الفاظ لکیر شدہ کے لئے شلوک مین ایک حرف بھی نہین ہے۔ ان الفاظ کو ایزاد کرکے سوامی جی یہ ظاہر کر رہے ہین کہ منو نے عورتون اور مردون کے حقوق برابر تسلیم کئے ہین حالانکہ یہ بالکل ہی واقعات کے خلاف عوام کو مغالطہ مین ڈالنا ہے۔

اس شلوک مین کیا ذکر ہے یہ تو آگے آویگا لیکن اگر بالفرض ہم سوامی جی کا ہی قول تسلیم کرلیوین کہ اس شلوک مین باکرہ عورت کو عقد ثانی کی اجازت دی گئی ہے تو تاہم بھی سوامی جی جو لکیر شدہ الفاظ سے یہ ظاہر کر رہے ہین کہ جسطرح اکشت یونی یعنے باکرہ عورت کی دوسری شادی کی اجازت اس شلوک مین ہے اوسی طرح اکشت ویریہ مرد (جس کی منی اب تک خارج نہ ہوئی ہو ایسے پاک مرد) کی بھی

دوسری شادی کی اجازت اس شلوک مین موجود ہے ہرگز ہرگز بھی ثابت نہین ہوسکتا۔

ناظرین! سوامی جی کا یہ فیصلہ ہے کہ عورتون اور مردون کے حقوق برابر ہین۔ دونون کو صرف ایک مرتبہ شادی کی اجازت ہے اور پس وہ بیوہ اور رنڈوا کو بھی برابر حقوق دینا چاہتے ہین یعنے اگر باکرہ بیوہ ہو تو اوس کی شادی ایک ایسے مرد سے کیجاوے جو رنڈوا تو ہو مگر اکشت ویریہ ہو یعنے جسطرح اوس عورت کے محض رسومات شادی ادا ہوئے ہون اسی طرح مرد کے بھی محض رسومات شادی ادا ہوئے ہون۔ پس سوامی جی بات تو نہایت منصف مزاجی کی چاہتے ہین لیکن افسوس یہی ہے کہ جس منوسمرتی پر اُن کا سارا دارمدار ہے وہ ان کے ہان مین ہان نہین ملاتی۔

واضح ہو کہ منو مہاراج تو نہ صرف اکشت ویریہ (جس کی منی خارج نہ ہوئی ہو) کی دوسری شادی کی اجازت دیتے ہین بلکہ جسکے دس بیس لڑکے بھی پیدا ہو چکے ہون ایسے رنڈوا کو بھی دوسری شادی کی اجازت دے رہے ہین جیسا کہ منوسمرتی ادھیاے ۵ شلوک ۱۶۸ سے ظاہر ہے جو کہ حسب ذیل ہے:-

भार्यायै पूर्वमारिण्यै दत्वाग्नीनन्त्यकर्मणि ।
पुनर्दारक्रियां कुर्यात्पुनराधानमेव च ॥ मनु० ५-१६८॥

پنڈت تلسی رام صاحب نے اسے ناجایز نہین مانا اور ان کا ترجمہ شلوک کا یون ہے:-

"مری ہوئی عورت کے جسم کا آخری سنسکار آگ مین کرنے (یعنے جلادینے) کے بعد گرہستھ اشرم (خانہ داری) کے لئے پھر دوسری شادی کرے تو اور اگنی ہوتر لیوے۔"

پھر بھلا سوامی جی کا منوسمرتی کے مذکورہ بالا شلوک ($\frac{۵}{۱۶۸}$) سے یہ مطلب نکالنا کہ اکشت ویریہ رنڈوا کی بھی عقد ثانی ہوسکتی ہے سراسر منو کے خلاف نہین تو اور کیا ہے۔

لیکن اگر کسی دیانندی تعلیم سے گمراہ متعصب مہاشے کو ہماری بات کا اعتبار نہ ہو تو ہم اونہیں چیلنج کرتے ہین کہ اوپر کے شلوک (منو ۹/۱۷۶) کا جو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا ترجمہ ہے اوس کے لکیر شدہ عبارت (یا مرد کا - اور اکشت ویرج مرد ہو - یا مرد کے ساتھ) کے مترادف الفاظ اس شلوک مین ثابت کر دیوین تو ہم ایسے شخص کو مبلغ تین سو ۳۰۰ روپیہ انعام دینے کو تیار رہین (القبہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳ حصہ اول) -

ناظرین! اب آپ ذرہ اس کیفیت کو سنین کہ یہ شلوک جسے سوامی جی باکرہ کی دوسری شادی کے ثبوت مین پیش کر رہے ہین دراصل کس مضمون سے تعلق رکھتا ہے -

باکرہ کی دوسری شادی تو دور رہی - منو مہاراج تو اوس بیچاری بے گناہ لڑکی کی شادی تک کرنے کی اجازت نہین دیتے جسکا محض واگ دان (بچنہ وعدہ شادی یعنے سگائی) ہو چکا ہے - جیسا کہ منو سمرتی کی ۹ وین ادھیاے کے ۶۹ اور ۷۰ وین شلوک سے ثابت ہے جنکا ترجمہ اوپر آچکا ہے - (دیکھو صفحہ ۲۴۸ سطر آخری) - پھر بھلا کب ممکن تھا کہ وہ سوامی جی کی راے سے متفق ہوتے -

ناظرین! یہ شلوک باکرہ کی عقد ثانی وغیرہ سے بالکل کچھہ تعلق نہین رکھتا بلکہ اس مقام پر تو (جہان کا یہ شلوک ہے) منو مہاراج اولادون کی قسمین بیان کر رہے ہین یعنے منو مہاراج اپنی سمرتی کے نوین ادھیاے کے ۱۵۹ وین اور ۱۶۰ وین شلوکون مین بارہ قسم کی اولادون کے نام لکھہ کر آگے شلوک نمبر ۱۸۰ تک ان بارہ کی تشریح کرتے ہین - اس درمیان کا یہ ۱۷۶ وان شلوک متنازعہ فیہ ہے - ہم ناظرین کی واقفیت کے لیے شلوک نمبر ۹/۱۵۹ سے ۹/۱۶۰ تک کا ترجمہ از پنڈت تلسی رام صاحب ذیل مین پیش کیے دیتے ہین -

اولادون کی قسمین

ادھیاے ۹ شلوک

۱۵۹ — اورس[1] - کشیترج[2] - دتک[3] - کرترم[4] - گوڈھوتپن[5] - اپ وِدّہ[6] - یہ چھ (قسم کی اولادین) دولت کے جایز وارث ہین -

۱۶۰ — کانین[7] - سہوڈہ[8] - کریت[9] - پونر بھو[10] - سویم دت[11] - شوودر[12] - یہ چھ دولت کے جایز وارث نہین ہین بلکہ صرف باندہو یعنے رشتہ دار ہین - (ان کی پہچان ۱۶۶ وین مین کہینگے) -

۱۶۱ - بُری (ٹوٹی پھوٹی) کشتی سے پانی مین تیرنے والا جسطرح کا نتیجہ حاصل کرتا ہے - اوسی طرح کا نتیجہ کپوت لڑکون سے تکلیف کو دور کرنے کا خواہشمند پاتا ہے -

۱۶۲ - لاولد عورت اگر نیوگ کے ذریعہ ایک لڑکا حاصل کرے اور کسی طرح دوسرا اورس[1] لڑکا بھی پیدا ہو جاوے تو دونون اپنے باپ کے دولت کو حاصل کرین - دوسرے کے مال کو دوسرے کا لڑکا نہین لے سکتا -

۱۶۳ - ایک اورس لڑکا ہی باپ کے دولت کا حقدار ہوتا ہے - باقی سبہون پر رحم کرکے کہانا کپڑا دے دیوے -

۱۶۴ - اورس لڑکا جایداد کا حصہ کرتا ہوا کشیترج لڑکے کو چھٹوان یا پانچوان $\frac{1}{6}$ یا $\frac{1}{5}$ حصہ کل دولت کا دے دیوے -

۱۶۵ - اورس اور کشتیرج یہ دونون لڑکے (مزکورہ بالا طریقہ پر) باپ کے دولت کے حقدار ہون اور باقی دسٗ طرح کے لڑکے موروثی جایداد کے حصہ دار ہون -

۱۶۶ - بواہ وغیرہ باقاعدہ کرکے اپنے منکوحہ بیوی سے جو لڑکا اپنے نطفہ سے پیدا ہو اوس کو اورس جانو -

---

[1] - یعنے اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین ہی اولاد سے محروم ہو جانے کی وجہ سے کسی دوسرے مرد سے نیوگ کرا کر اپنی بیوی سے اولاد پیدا کرا لیوی اور اسکے بعد خود اسکے نطفہ سے بھی اولاد پیدا ہو جاوے یہ مطلب ہے -

۱۶۷ - خاوند کے مرجانے - نامرد ہو جانے یا اسکے دایم المریض ہو جانے پر اس کی بیوی سے نیوگ کے ذریعہ جو لڑکا پیدا ہوتا ہے اسکو کشیترج جانو -

۱۶۸ - ماں یا باپ بروقت مصیبت جس اپنے ہی ذات والے پیارے لڑکے کو سنکلپ (ارادہ) کرکے کسی کو دے دیوے اس کو دترم (یعنے دتیک) لڑکا جانو -

۱۶۹ - جو اپنے ہی ذات والا بھلائی برائی کو جاننے والا اور اولاد کے صفتوں سے موصوف لڑکا اپنا کر لیا جاوے اوسکو کرترم لڑکا جانو -

۱۷۰ - جسکے گھر مین پیدا ہو لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کس کا ہے ایسے لڑکے کا نام گوڑھ اُتپن ہے اور وہ اوس کا لڑکا ہے جسکی بیوی نے اوسے جنا ہے -

۱۷۱ - جو ماں باپ کا یا ان دونوں مین سے کسی ایک کا ترک کیا ہوا ہے اُس لڑکے کو جو حاصل کرے اُس کو اُس کا اپ وِدّھ لڑکا کہتے ہین -

۱۷۲ - باپ کے گھر مین جو لڑکی پوشیدہ طور پر بچہ جنے اوس لڑکی کے اس اولاد کو اوس کے خاوند کا کانین نامی لڑکا کہنا چاہیے

۱۷۳ - جو ارادتاً - یا سہواً حاملہ عورت سے شادی کی جاوے وہ اوسی خاوند کا حمل ہے اور اوسکو سہوڈہ کہتے ہین -

۱۷۴ - نسل جاری رکھنے کے لئے والدین سے جس لڑکے کو خرید لیوے اوس کو (چاہے برابر ذات نہ ہو) کرنیک لڑکا کہتے ہین -

۱۷۵ - جو خاوند سے ترک کی گئی ہوئی یا بیوہ عورت اپنی خواہش سے دوسرے کی بیوی ہوکر اولاد پیدا کرے اس کو پونر بھو لڑکا کہتے ہین - (اگلا شلوک متنازعہ فیہ ہے)

۱۷۶ - وہ عورت اگر پہلے مرد سے ہم بستر نہ ہوئی ہو تو دوسرے پونر بھو خاوند سے پھر شادی کرنے کی مجاز ہے (خواہ پھر سے اوسی کے پاس آوے تو بھی پھر شادی کرنے کی مجاز ہے) -

نوٹ - یہان پر منو کی منشا یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو نکال دیا ہو مگر وہ اتفاق سے دوسرے کسی کو خاوند نہ کرے اور باکرہ رہے تو کچھ عرصہ بعد پھر اوس سابق

خاوند کے پاس آنا چاہے اور اوسے منظور بھی کرنا چاہے تو پھر دوبارہ شادی کی رسمیات ادا کیجاوین اور اب اس خاوند کا نام پونر بھو خاوند ہوگا چنانچہ آیندہ جو اس سے اولاد پیدا ہوگی وہ بھی پونر بھو کہلائے گی۔

۱۷۔ جو یتیم ہو یا جو بلا قصور نکال دیا گیا ہو اور وہ خود اپنے تئین کسی کے حوالہ کر دیوے وہ سویم دت کہلاتا ہے

۱۸۔ براہمن اگر شودر عورت سے کوئی اولاد پیدا کرے تو وہ اولاد زندہ بھی مُردہ کے مانند ہے اس لئے اس کو پارسو یا شودر کہتے ہین

یہ بارہ قسم اولادون کی ہوگئین۔

ناظرین! اب آپ سوچ سکتے ہین کہ جس شلوک سے سوامی جی باکرہ کی عقد ثانی ثابت کر رہے ہین اوس سے آگے پیچھے کی عبارت ملا کر پڑھنے اور اوس شلوک کے صرف لفظی معنے پر غور کرنے سے کیا کچھ معنے مطلب برآمد ہوتے ہین۔ یہان نہ تو باکرہ عورت ہے اور نہ عقد ثانی ہے۔ بلکہ یہان تو اولادون کے دسوین قسم کا نام پونر بھو بتلایا جا رہا ہے۔ اور اوس کی تشریح ظاہر کی گئی ہے کہ جو اولاد اس طور پر پیدا ہو وہ پونر بھو کہلاویگی اور منو مہاراج یہ بات پہلے ہی کہہ چکے ہین کہ ان بارہ مین سے پچھلی ۶ (یعنے ۷ سے ۱۲ تک والی) اولادین کسی قسم کے جایدادون کے حصہ جات نہین حاصل کر سکتے جس کے صاف یہ معنے ہین کہ ایسے اولادون کی پیدائش ناجایز یعنے حرام ہے۔ پس کیا سوامی دیا نند سرسوتی مہاراج کی یہ منشاء ہے کہ اُن کے پیروکاران ان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے جہان حرام زادہ اولاد پیدا کرنے لگ جاوین وہان ان بیچارون کو جائدادون وغیرہ سے بھی محروم کردیوین کیونکہ انگریزی سرکار نے بھی جو ہندو قانون بنایا ہے وہ منو۔ پراشر۔ اور یاجنہ ولک سمرتیون کی ہی انتخاب ہے۔

ناظرین! کیسے افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند سرسوتی جیسے عالم فاضل اگر اسطرح کا مغالطہ عوام کو دینے لگین تو حقیقت حال سے بھلا کیونکر واقفیت ہو سکتی ہے۔

ہم منصف مزاج غیر متعصب آریہ صاحبان سے سوال کرتے ہین کہ کیا وہ اس موقع پر صریحًا دیکھ نہین سکتے کہ سوامی دیانند نے جان بوجھ کر لوگون کو کیسا بھاری مغالطہ دیا ہے - کیا منو سمرتی کے شلوک بھی وید منتر ہین کہ یہ بہانہ بنا دیا جائیگا کہ معمولی سنسکرت قواعد اور لغات سے ان کے معنے نہین حل ہو سکتے بلکہ نگھنٹو اور نروکت کی ضرورت ہے - بیشک منو سمرتی کے شلوکون کے بارہ مین ایسی فضول باتین نہین چل سکتین اور ایک معمولی سنسکرت دان بھی ان شلوکون کا لفظی ترجمہ بخوبی کر سکتا ہے - لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہین کہ سوامی جی نے سمجھ لیا کہ سنسکرت دانون کی تعداد بہت کم ہے پس اصلی بھید سے محض تھوڑے لوگ واقف ہو سکینگے جنکو ہم یا ہمارے چیلے پوپ وغیرہ کہکر ڈانٹ دیا کرین گے اس لئے جو کچھ منا سب معلوم ہو وہ سب باتین چلا دو اور انٹ سنٹ جو شلوک چاہو پیش کر دو کیونکہ زیادہ تر تو آریہ سماج مین انگریزی دان بابو لوگون کو پھانسنا ہے - لیکن کیا ایسی کاٹھ کی ہانڈی آگ پر دیر تک رہ سکتی ہے - ان باتون کی پول تو بغیر کھلے رہ ہی نہین سکتی - ہان اگر سچ مچ آریہ صاحبان سچائی کو قبول کرنے اور غلطیون کو ترک کرنے کے اصول پر پابند ہوتے تو ان کو یہ لازم تھا کہ ایسی تمام باتون کی جانچ پڑتال کرتے اور دیکھتے کہ حقیقت کیا ہے - کون سی بات سوامی دیانند کی غلط ہے - کون سی سہوًا غلطی رہ گئی ہے یا چھاپہ کی کیا کیا غلطیان ہین اور ان سب کو رفع کرتے - لیکن اُن کو ان باتون کے لئے تو فرصت نہین ہے البتہ اگر فرصت ہی تو ہندو مسلمانون اور عیسائیون کے بزرگون اور دیوتاؤن وغیرہ کو خوب خوب صلواتین سُنانے کی بہت کافی فرصت ہے - یا اگر کوئی کام اونھون نے اپنے ذمہ لیا ہے تو یہ کہ تمام غیر قومون کو گمراہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے خود را فضیحت دیگران را نصیحت کے مصداق بنے ہین -

ناظرین! اس شلوک کے ترجمہ مین پنڈت تلسی رام صاحب نے بھی ایک چال کی ہے - یعنے چونکہ وہ ایک بریکٹ کے اندر (خواہ پھر سے اوس کے پاس آدمی تو پھر شادی کرلنے کی مجاز ہے) یہ لکھا ہے پس یہ عبارت اُن کو بریکٹ کے اندر بند کرنا

مناسب نہ تھا کیونکہ بریکیٹ کے اندر صرف وہ عبارت بند کی جاتی ہے جن کے لئے شلوک مین الفاظ تو موجود نہ ہون مگر مترجم اپنے طرف سے کچھہ الفاظ لانا مناسب خیال کرے لیکن الفاظ गत प्रत्या गताऽपि वा موجود ہین - چنانچہ پنڈت صاحب کے تعصب نے مطلب کو صاف نہ ہونے دیا -

ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم ان دونون شلوکون نمبرہ ۱۷ - ۲ ۷ ا کا مطلب ذیل مین بیان کئے دیتے ہین - یعنے منو مہاراج کی منشا یہ ہے کہ ایک تو جو عورت اپنے خاوند سے ترک کر دی گئی ہو اور دوسری جو بیوہ ہو گئی ہو ایسی دونون قسمون کی عورتین اگر ناجایز طور پر کسی مرد سے تعلق کر کے اولاد پیدا کرین تو اوس اولاد کا نام پونربھو ہوگا یہ شلوک نمبرہ ۷ ا کا مطلب ہے - اس سے اگلے شلوک (متنازعہ فیہ) سے منو مہاراج کی یہ منشا ہے کہ اگر وہ عورت جو اپنے خاوند سے ترک کی گئی ہو بالفرض باکرہ رہی ہو (یعنے کسی دوسرے مرد سے تعلق نہ کیا ہو) یا چاہے آئی گئی بھی ہو (یعنے چاہے کسی دوسرے مرد سے صحبت کر بھی چکی ہو) تو دونون حالتون مین اگر وہ پھر اپنے خاوند کے پاس آوے اور وہ اوسے منظور کرنا پسند کرے تو ان کی ازسرنو یعنے دوبارہ شادی ہونی چاہیئے اور اب ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی پونربھو نام سے نامزد ہوگی -

ناظرین! یہہ مطلب منو مہاراج کا تہا جسکو کچھ تو گرو جی نے پوشیدہ کیا اور رہا سہا چیلا جی نے چھپانا چاہا - یعنے गत प्रत्या गताऽपि वा (= خواہ آئی گئی بھی ہو) کے معنے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے اپنے ترجمہ (مذکورہ بالا) مین نہین ظاہر کیا اور پنڈت تلسی رام صاحب نے اپنے گرو کی عزت قایم رکھنے کے لئے اس کے معنے کو ایک بریکٹ کے اندر بند کر دیا -

کہئے ناظرین! کیسی چال بازیان ہو رہی ہین - لیکن کیا بھلا ان چال بازیون سے کہین کام چل سکتا ہے؟ اجی اگر منو سمرتی مین باکرہ کی عقد ثانی کی اجازت نہین ملتی تو ایسی ظالم سمرتی کو آگ مین کیون نہین جلا دیتے - اور اگر دیدون مین بھی

ایسی اجازت نہین پائی جاتی تو ہم تو یہی صلاح دیوین گے کہ آریہ صاحبان ہمارے مانندان کو دور سے نمستے کرکے اب کوئی اور راستہ تلاش کرین - اور اگر ہم سے وہ دریافت کرین تو ہم بھی سفارش کرین گے کہ ان قرآن شریف کی شرن لینی چاہیے جسمین ایسی خرابیان اور ظالمانہ تعلیم نہین پائی جاتین -

ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہین کہ سوامی جی نے جو ترجمہ اس شلوک ۹/۱۷۶ کا اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۶ سطر ۳-۶ پر درج کیا ہے اسمین - गत प्रत्या गताऽपि वा کے معنے یا ان کے مترادف کوئی عبارت موجود نہین ہے - اور کیا یہ بڑی بھاری چال بازی نہین ہے کہ چونکہ باکرہ کی عقد ثانی کے ثبوت مین سوامی جی نے اس شلوک کو پیش کیا ہے پس جو فقرہ اُن کے اس بات کو رد کرنے والا تھا (کیونکہ اس سے یہ معنے ہو جاتے ہین کہ وہ عورت باکرہ رہی ہو یا چاہے کسی سے صحبت بھی کر چکی ہو) اوسے بالکل ہی نظر انداز کر دیا - ہان کوئی صاحب یہ کہینگے کہ اس فقرہ کے لفظی معنے ہین "خواہ آئی گئی ہو" بس اس سے صحبت کر چکی ہو یہ مطلب نہین نکلتا تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شایستہ بول چال کے محاورون سے جو لوگ واقف ہین اونہین اس بات کے سمجھانے کی چندان ضرورت نہین ہے کہ ایسے معاملات کے لئے ہر ایک زبان مین اکثر اشارون سے ہی کام لئے جایا کرتے ہین پس یہان پر منو مہاراج اس اشارہ (آئی گئی ہو) سے یہ ظاہر کر رہے ہین کہ خواہ وہ کچھہ ناجایز تعلق بھی کر چکی ہو - چونکہ سوامی جی کا ترجمہ ہرگز بھی لفظی ترجمہ نہین ہے اور پنڈت تلسی رام صاحب سے بھی تعصب نے کچھ کا کچھ کرا دیا ہے اس لئے ہم اس شلوک ۹/۱۷۶ کو معہ لفظی ترجمہ ذیل مین درج کرتے ہین -

सा[1] चेत्[2] अक्षतयोनिः[3] स्यात्[4] गत प्रत्यागता[6] अपि वा[5] । पौनर्भ[9]-
-वेन भर्त्रा सा पुनः संस्कारम् अर्हति ॥ मनु ९-१७६

ترجمہ:- (۱) وہ (عورت) (۲) اکشت یونی (صحبت نہ کی ہوئی یعنے باکرہ) (۴)

ہو (۵) خواہ (۶) آئی گئی ہوئی (۷) بھی (ہو تو) (۸) وہ (۹) پونر بھو (= دوبارہ ہونے والے) (۱۰) خاوند کے ساتھ (۱۱) دوبارہ (۱۲) سنسکار (یعنے رسومات شادی) (۱۳) کر سکتی ہے -

ناظرین! اس لفظی ترجمہ سے آپ نے معلوم کر لیا ہوگا کہ نہ تو سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی بات اس سے نکلتی ہے اور نہ ان کے چیلے صاحبان کی - ہاں البتہ لفظ پونر بھو خاوند کے لئے آیا ہے اب شاید کوئی یہ سوال کرے کہ پونر بھو تو حسب قول ہنود دسوین قسم کے اولاد کا نام ہے پھر خاوند کا نام کیونکر ہو گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے لفظی معنے ہین دوبارہ ہونے والا پس جبکہ وہ عورت اپنے ہی خاوند کے پاس دوبارہ جاکر شادی کرتی ہے تو وہ مرد بھی پونر بھو خاوند (یعنے دوبارہ خاوند بننے والا) کہلایا اور چنانچہ اب ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی پونر بھوا (دوبارہ ہونے والے سے پیدا ہونے والا) کہلائے گی جو کہ دسوین قسم اولاد کی ہے اور وہ جایداد کی وارث نہین ہے -

ہان ہم پھر دعوی چیلنج کرتے ہین کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے اس شلوک کے خود کردہ ترجمہ مین جیسے ہم نے اوپر (صفحہ ۲۴۹ سطر آخری) پر نقل کر دیا ہے لفظ نمبر ۶ و ۷ गत प्रत्या गताऽपि वा (= خواہ آئی گئی بھی ہو) کے معنی مطلب یا مترادف کوئی لفظ نام و نشان کے لئے بھی نہین تحریر کیا باوجودیکہ اس شلوک کو سوامی جی نے وہان پر پورا درج کیا ہے - پس اگر کوئی آریہ پنڈت صاحب سوامی جی کے ترجمہ مین اس لفظ کے معنے مطلب یا مترادف الفاظ (ایک لفظ مین زیادہ ہین) دکھلا سکین تو ان کو ہم مبلغ دوسو روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہین (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۲ حصہ اول) -

ایک بات اور اسی سلسلہ مین قابل غور ہے کہ سوامی جی نے اس شلوک کا پہلا لفظ بھی تبدیل کر دیا ہے - کیون ناظرین! کیا اس سے بڑھ کر چال اور کچھ ہو سکتی ہے کہ اپنے مطلب براری کے لئے کسی معتبر اور ذمہ دار کتاب کے حوالے

متن مین سے کوئی لفظ گھٹا بڑھا لیا جاوے۔ ہمارے خیال مین ایسا کرنا تو قانوناً بھی جرم ہوگا۔

ناظرین! اس شلوک کا پہلا لفظ ہے सा = وہ (عورت) لیکن سوامی جی نے لکھا ہے या = جو (عورت) اب مقام غور ہے کہ وہ اور جو مین کسقدر فرق ہوا کرتا ہے۔ اول الذکر سے تو یہ پتہ لگتا ہے کہ وہ یعنے جس کا اوپر ذکر ہوا آیا ہے چنانچہ اس شلوک کا تعلق اس سے پچھلے ’’ادین‘‘ سے ہے جیسا کہ اوپر ترجمہ سے ظاہر ہے یعنے یہ کہ جو خاوند سے ترک کر دی گئی ہوئی عورت کسی غیر مرد سے ناجایز طور پر اولاد پیدا کر لیوے وہ عورت ۔۔۔۔ لیکن آخر الذکر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ فقرہ جسکے شروع مین یہ لفظ جو آیا ہے بذات خود ایک نئی بات کو پیش کرتا ہے یعنے گویا اسکا پہلے کی عبارت سے کوئی تعلق نہین ہے۔ (جو ایسی ہو وغیرہ)۔ ہان سوامی جی نے اصل شلوک کا ایک لفظ اور بھی غایب کر دیا ہے یعنے اس شلوک کا لفظ نمبر ۲ चेत् (= اگر) کو بھی فضول سمجھا اور اس کے بجائے اپنے گھر سے ایک لفظ स्त्री عورت لکھ کر کام چلا لیا ہے۔ اب ناظرین غور کرین کہ کیا اگر جیسے لفظ کو کسی عبارت سے نکال ڈالنے والا نیک نیت سمجھا جا سکتا ہے۔ کیا یہ لفظ اگر ادھر کی دنیا کو ادھر نہین پلٹ دیا کرتا۔ جو لوگ کسی زبان کے قواعد سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ یہ لفظ کیسا مفید اور Important ضروری ہے۔

ناظرین! یہ کیسی زبردست دھوکا دہی ہے کہ شلوک کی عبارت تو یہ تھی کہ اگر وہ عورت باکرہ ہو لیکن سوامی جی نے یون کر دیا کہ جو عورت باکرہ ہو۔ اور آگے خواہ آئی گئی بھی ہو یہ بھی چھوڑ دیا۔

ناظرین! بتلائیے کہ کیا دو الفاظ کو تبدیل کر کے اور ایک بہت ضروری لفظ (نمبر ۲) کے معنے کو مطلقاً پوشیدہ کر کے سوامی جی یہ چاہتے ہین کہ منو کا قول ان کی رائے کی تائید مین ثابت ہو جاوے پس کیا یہ صریحاً سنسکرت سے ناواقفون کو مغالطہ دینا نہین ہے؟۔

کہیے آریہ صاحبان! آپکے سوامی جی گویا ابھی مہرشی اور یوگی ہی کہتے ہین جنکے تصانیف کی ڈھول مین سب پول ہی پول ثابت ہوتا چلا جاتا ہے - شاباش

نمبر ۳

ناظرین! آپ نے سوامی جی کا باکرہ کی عقد ثانی تو دیکھ لیا اب انکا نیوگ ملاحظہ کیجئے -

اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۶ سطر ۱۹ پر سوامی جی یون تحریر فرماتے ہین :—

"(سوال) جب قطع نسل ہوجاے تب بھی اس کا خاندان معدوم ہوجائیگا اور عورت و مرد زناکاری وغیرہ مین لگ کر اسقاط حمل وغیرہ بہت بدفعلیان کرینگی اس لئے پنربواہ (عقد ثانی) ہونا اچھا ہے -

(جواب) نہین نہین - کیونکہ اگر عورت مرد برہم چریہ مین قایم رہنا چاہین تو کوئی بھی خرابی برپا نہ ہوگی اور اگر خاندان کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے کسی اپنی ذات والے کا لڑکا گود لے لینگے اُس سے خاندان چلے گا اور زناکاری بھی نہ ہوگی **اور اگر برہم چریہ نہ رکھ سکین تو نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلین -**

ناظرین! سوامی جی کے نیوگ کا لُب لباب اوپر کی لکیر شدہ فقرہ سے ظاہر ہے - سوامی جی نے بیوہ عورت اور رنڈوا مرد کی دوسری شادی منع کردیا یعنے ہندون مین ابھی تک تو صرف ایک خرابی تھی کہ بیوہ عورتین عقد ثانی سے محروم رکھی جاتی ہین بسبب اسکے کہ وہ اسقاط حمل وغیرہ کرایا کرتی ہین لیکن اب سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی ہدایتون پر جب آریہ صاحبان پورے طور پہ عمل کرنے لگینگے تب یہ خرابی دوچند ہوجایگی یعنے بیوہ تو منو مہاراج کے نام کو جھینکتی ہی تھین مگر اب رنڈوا بھی دیانند کے نام پر اپنا سر پیٹا کرینگے - اور جہان ان ایک طرف اسقاط حمل کا بازار گرم ہوگا وہان دوسرے طرف کیا ہوگا ....

اس کو ناظرین خود تصور کر لیوین - (اس بارہ مین مضمون ایک ناپاک زندگی کے
پرایویٹ حالات دیکھو) اس بات کو محسوس کرتا ہوا سوامی جی کا معترض بہت
معقول اعتراض کر رہا ہے کہ اگر عقد ثانی کا رواج (جیسا کہ عیسایون اور مسلمانون
مین شرعًا جایز ہے) ہو جاوے تو اسقاط حمل وغیرہ کی شکایتین رفع ہو سکتی ہین -
لیکن کیسے افسوس کی بات ہے کہ ایسے معقول اعتراض کا جواب سوامی جی یہ دیتے ہین کہ
اگر عورت مرد برہم چریہ مین قایم رہنا چاہین (یعنے جسم سے منی کو خارج نہ ہونے
دیوین) تو کوئی خرابی نہ ہوگی - واہ یہ خوب جواب ہے اعتراض کرنے والے کی
تو منشا ہی یہ ہے کہ جو عورتین برہم چریہ قایم نہین رکھ سکتین بلکہ پوشیدہ اسقاط
حمل کرایا کرتی ہین ان کو ان گناہون سے بچانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کی
دوسری شادی کرادی جاوے اور چونکہ اہل ہنود مین یہ عام رواج ہے کہ رنڈوا
مردون کی دوسری شادیان ہو ہی جاتی ہین پس انکے بارہ مین معترض کوئی سوال نہین
کرتا لیکن سوامی جی بیوہ عورتون کے ساتھ رنڈوا مردون کو بھی ایک ہی لاٹھی سے
ہانکتے ہوئے دونون کو برہم چاری بنانا چاہتے ہین - ہان برہم چاری ہونا نہایت
اعلیٰ اور پاک فعل ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ جو ایسا کرنے کی طاقت نہین رکھتا
وہ کیا کرے - پس آخر مین سوامی جی نے ایسون پر خاص مہربانی فرماکر یہ ہدایت
کی کہ اگر برہم چریہ نہ رکھ سکین تو نیوگ کرکے اولاد پیدا کر لیوین -

ناظرین! اب آپ منو کے نیوگ سے جو اوپر بیان ہوا ہے دیانند کے اس
نیوگ کا ذرا مقابلہ کرین اور دیکھین کہ سوامی جی کہان تک اپنے ہی تسلیم کردہ مستند
کتابون کے موافق رہتے ہین! اور کہان تک ویدون شاسترون کا نام لیکر اپنی نچ
گرمہنت کو عوام پر روشن کرنا چاہتے ہین -

ناظرین! منو تو نیوگ کو آپت کال کا دھرم بتلاتے ہین یعنے یہ کہ محض خاندان قایم
رکھنے کی غرض سے کوئی بیوہ عورت اپنے دیور وغیرہ سے حاملہ ہو جاوے - لیکن
سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا قول ہے کہ اگر کسی مرد کی بیوی یا کسی عورت کا خاوند

مرجاوے تو چونکہ ان کا کرر ازدواج تو منع ہے پس اگروہ برہم چریہ نہ رکھ سکیں تو کیا کریں۔ نیوگ کرکے اولاد حاصل کرلیویں۔

کہئے ناظرین! دیانند کا نیوگ منو کے نیوگ سے کسقدر مختلف ہے۔ جہاں اول الذکر تو خاندان قایم رکھنے کے لئے محض اولاد کی خاطر ہوتا ہے اور وہ بھی اس طور پر کہ وہ نیوگ کرنے والا جسم میں گھی لگا کر نیوگ شدہ عورت کے پاس جاتا ہے وغیرہ۔ وہاں آخر الذکر کی تعریف یہ بتلائی جاتی ہے کہ بیوہ عورتیں اسقاط حمل سے بچنے کے لئے اور رنڈوا مرد بازاری ہوا...... وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لئے نیوگ کریں یا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ اگر برہم چریہ قایم نہ رکھ سکیں تو نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلیویں۔

ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ سوامی جی کا یہ نیوگ خود ان کے ہی تسلیم کردہ مستند اور معتبر گرنتھوں میں نہیں پایا جاسکتا۔ اور اگر کسی آریہ صاحب کو ایسا حوصلہ ہے تو ہم اونہیں چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ویدوں شاستروں اپنیشدوں اور منوسمرتی وغیرہ تمام ان کتابوں میں سے بھی جنکو سوامی جی نے تسلیم کرلیا ہے سوامی جی کا حسب ذیل فقرہ

اگر برہم چریہ نہ رکھ سکیں تو نیوگ کرکے اولاد پیدا کریں

کا منتر اور شلوک یا منتر تلاش کرکے دکھلادیں۔ اور جو صاحب اپنے اس دھن میں کامیاب ہوجائینگے **ان کو ہم مبلغ پانچ سو روپیہ** انعام دینے کو تیار ہیں (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۲۷)

نمبر ۴

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۸ سطر ۷ پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"(۱۷) - گویا ایک بیوہ عورت دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر چار نیوگ شدہ مردوں کے لئے پیدا کرسکتی ہے۔ اور ایک رنڈوا مرد بھی دو اولاد اپنے لئے اور دو دو دیگر چار بیوگان کے لئے پیدا کرسکتا ہے۔"

ناظرین! یہ ہے دیانندی نیوگ - منو مہاراج تو ایک اولاد سے زاید بذریعہ نیوگ پیدا کرنے کی ممانعت کرتے ہین جیسا کہ منوسمرتی کی نوین ادھیائے کے ۶۰ وین شلوک سے ثابت ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

اس کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب یون کرتے ہین :-

بیوہ کے ساتھ نیوگ کرنے والا جسم مین گھی لگا کر خاموش ہو کر رات مین (جماع کرے اس طور پر) **ایک لڑکا پیدا کرے - دوسرا ہرگز نہ (پیدا) کرے -**

لیکن ناظرین! آریہ سماج کے مہرشی کو ویدون کی لیاقت منو مہاراج سے بدرجہا بڑھ کر تھی کیونکہ منو نے بتایا ہے کہ ویدون مین نیوگ کے ذریعہ صرف ایک اولاد پیدا کرنے کی ہدایت تھی لیکن بانی آریہ سماج کو دس اولاد مین بذریعہ نیوگ پیدا کرنے کی ہدایت ویدون مین مل رہی ہے - پس یہ پوریشن ایسا (Proportion) دس گنا کا ہو گیا یعنے منو مہاراج کو ویدون کی جسقدر لیاقت تھی اوس سے دیانند مہاراج کو دس گنی زیادہ لیاقت ہو گی جب تو ایک اولاد کے بجاے دس مل گئے -

اے ممبران آریہ سماج! کہئیے ہم آپ کے معزز مہرشی سوامی دیانند سرستی مہاراج کی بات کو صحیح تسلیم کرین یا ان کے آپ کے نہایت ہی قدیم بزرگ مشری منو مہرشی کا فیصلہ صحیح سمجھین - اب ہم یہ فیصلہ آپ ہی پہ چھوڑتے ہین - کیونکہ منو کے اس شلوک کو پنڈت تلسی رام صاحب نے پرکشپت مین نہین ڈالا بلکہ جائز تسلیم کیا ہے - پس اگر آپ منو مہاراج کی بہ نسبت سوامی دیانند مہاراج کی زیادہ وقعت سمجھتے ہون تو بیشک منوسمرتی کی پرواہ نہ کیجئے اور جو کچھ سوامی جی لکھ گئے ہین اوسے ہی برہم واکیہ (کلام الہی) کے مانند تصور کر لیجئے - لیکن اگر آپ معقولیت سے غور کرنا چاہین تو آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ جس منو کے حوالجات کی ہی بھر مار سوامی جی اپنی تصانیف مین کر رہے ہین اوس کی بات کو ضرور دیانند کے مقابلہ مین بڑھ کر ماننا لازمی ہے پس سچائی کو قبول کرنے اور غلطیون کو ترک کرنے کے

اصول پر قایم رہ کر آپ کو لازم ہے کہ سوامی جی کی ایسی غلطیون کو ضرور اور بہت جلد نکال ڈالین - آگے آپ کی مرضی -

ناظرین! ذرہ سوچئے گا کہ سوامی جی نے بیوہ عورت کی دوسری شادی کرانے مین تو کئی طرح کے نقصانات ظاہر کئے ہین لیکن اب جبکہ وہ ایک عورت کو چار پانچ مردون سے نیوگ کرا رہے ہین (بلکہ ایک جگہ پر دس نیوگ شدہ مردون کا بھی ذکر کیا ہے) تو ایسے کامون مین اُن کو ذرہ بھی نقصان نہ نظر آیا - کیسے تعجب کی بات ہے -

منو بیچارہ تو ایک اولاد بھی نیوگ سے پیدا کرنے کی اجازت دیکر آگے خود ہی اتنے پر بھی پچھتاتا ہی یعنی یہ لکھتا ہے کہ اسے عالم لوگون نے پشو دہرم (حیوانی کام) کہا ہے (دیکھو شلوک $\frac{۹}{۶۶}$ جس کا ترجمہ اوپر منو کا نیوگ مین آچکا ہے) لیکن سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کو یہ مسئلہ ایسا پیارا معلوم ہوا کہ وہ اس ذریعہ سے بیوہ عورتون کو دس دس اولادین پیدا کرانے اور چار پانچ مردون تک سے صحبت کرانے کی ہدایت کر رہے ہین -

واہ!! اگر کسی عورت کا خاوند کیا مرگیا کہ اب تو اوس کے لئے ایک کی جگہ پر پانچ پانچ تیار ہین - (یعنی دو دو اولاد چار مردون کے لئے اور دو اولاد ایک مرد سے اپنے لئے پیدا کرانے کی اجازت سوامی جی دیتے ہین)

ناظرین! ہمارا مقصد ہنسی مزاق یا مضحکہ وغیرہ نہین ہے لیکن ہمین مجبوراً اسقدر ضرور کہنا پڑتا ہے کہ ایسے بیوہ ہین (جو پانچ مردون سے نیوگ کرا دے) اور ایک بازاری عورت مین کیا فرق کیا ہی - کیا سوامی جی نے مہید ھرسا ین وغیرہ کی تفاسیر وید کو غلط کہکر خود جو اپنی تفسیر کو صحیح ظاہر کیا ہے پس اس مین ایسی ہی تعلیمون کی بھرمار کی ہے کیا ایسی ہی باتون کے بہروسہ پر آریہ صاحبان عام دنیا کے مذاہب کو دعوت دیتے ہین کہ وہ اپنا اپنا گھر چھوڑ کر دیانند کی ہی بات کو سچ مان لیوین -

ناظرین! ہمیں تو مہیدھر اور دیانند دونوں مفسرین وید ایک جیسے نظر آتے ہیں اگر اول الذکر نے یگیہ میں گھوڑے کے ساتھ عورت کو صحبت کرایا تو آخر الذکر نے تمام اُن بیوہ عورتوں کو جو برہم چریہ قایم نہ رکھ سکیں (اور فی زمانہ تو ایسوں ہی کی تعداد ۹۶ ۱/۲ پائی جاتی ہے) چار چار-پانچ پانچ نہیں نہیں بلکہ دس دس مردوں تک سے تعلقات پیدا کرا دیا -

کہئے ناظرین! آپ ان دونوں میں سے کسے قوم کے لئے زیادہ نقصان دہ تصور کرینگے ؟ ہم تو دیانند کو ہی زیادہ نقصان دہ کہینگے کیونکہ اول تو گھوڑے والی بات عقل کے خلاف اور ناممکن ہونے کے باعث ناقابل عمل ہے پس وہ سوا کاغذ پر لکھی رہنے کے اور کچھ زیادہ اثر نہیں کر سکتی - اور اگر بالفرض کوئی مہیدھر کا بڑا سچا بھگت اس کی ہدایت کی پابندی کا لحاظ بھی رکھے اور ہر ایک یگیہ میں ایک عورت کی جان کا خون لینا منظور کرے تو حقیقت یہ ہے کہ یگیہ صرف بڑے بڑے مہاراج گان کے ہی لئے ہیں نہ کہ عوام کے لئے اسوجہ سے یہ عمل پھر بھی بہت ہی محدود رہے گا لیکن دیانند کی تعلیم پر کاربند ہونے کو تو اسوقت لاکھوں عورت مرد مستعد ہیں اور یہ دوسری بات ہے کہ آریہ لیڈران نے تمام دنیا کی باد مخالفت کو محسوس کر کے اس مسئلہ پر ابھی تک عمل درآمد شروع نہیں ہونے دیا (چنانچہ مضمون ایک ناپاک زندگی کے پرایوٹ حالات سے ظاہر ہوگا کہ خاکسار بھی اس دھرم پر عمل کرنے سے باز رکھا گیا تھا) - اور ایک اشتہار بھی اسی مضمون کا ہماری نظیروں سے گزرا ہے . . . . جو کہ حسب ذیل ہے جس سے ثابت ہے کہ سوامی جی کی اس ہدایت پر عمل کرنے کے لئے مستعد ہونے والوں کا گھاٹا نہیں ہے پس اگر بالفرض سوامی جی کی ان ہدایات کے مطابق رواج آریہ قوم میں ہو جاوے تو کہئے ناظرین! دنیا کا کسقدر نقصان ہوگا - کتنی بیوائیں بازاری ناپاک پیشہ ور عورتوں کے مانند بن جائینگی وغیرہ وغیرہ

وہ اقتباس حسب ذیل ہے :-

آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱ کالم ۳ پر یون درج ہے "میرے ایک متر ذات کے کھتری عمر چالیس سال پکے آریہ سماجی صحت عمدہ بہ سبب ہونے سنتان پہلی بیوی سے نہین جو کہ بیمار ہی کسی ایسے بر ہونے یا جسکے یہان اسکے پتی سے سنتان نہ ہوتی ہو صرف اسلئے سنتان اور پتی کے سوامی جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہین اگر کسی آریہ سماجی کے خاندان مین ایسی ستری ہو اور وہ ستری بھی اس کام کے لئے دہرم انوکول سب طرح تیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرماوین - ایک آریہ سماجی معرفت کالورام مسافر اسٹور کیپر ملٹری ورکس سروس میانمیر" الحکم مورخہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء نمبر ۱۴ جلد ۱۴ صفحہ ۹

ہان! آریہ صاحبان کہا کرتی ہین کہ "نیوگ ان لوگون کے لئے ہے کہ جو برہم چاری ہون - اور لوگ کے مسئلہ پر عمل کرنے کے مستحق نہین ہین کیونکہ محض اولاد کی خاطر ہم صحبت کرین یہ ہم سی امید نہین کیجا سکتی وغیرہ" پس منو کی نیوگ پر البتہ یہ سند صحیح ٹھیرتا ہی جو نہ تو نیوگ کے ذریعہ ایک اولاد سی زیادہ پیدا کرنیکی ہدایت کرتا ہے اور نہ سوا اولاد کی خواہش کے اور کسی غرض سے نیوگ کرنا جایز قرار دیتا ہی حتی کہ جسم پر گھی لگانی اور خاموش رہنی کی شرط لگاتا ہی لیکن دیانندی نیوگ تو کچھ اور ہی شے ہی آریہ صاحبان دیانندی نیوگ کو مد نظر رکھکر ہرگز بھی ایسی کوئی بات نہین کہہ سکتے - کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہی سوامی جی کا یہ قول ہی کہ "اگر برہم چریہ نہ قایم رکھ سکے تو کیا کرے نیوگ کرے" -

ناظرین! آپ سوامی دیانندکی پیروکاران سی کہین کہ یا تو وہ دیانند کی غلطی کو تسلیم کرکے ایسی تمام باتونکو اپنی مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش سی خارج کردیوین یا ان باتونکو خود تسلیم کردہ معتبر گرنتھون کی حوالہ جات سی ثابت کرین جو حسب ذیل فقرون

(۱) ایک بیوہ عورت دو دو اولادین اپنے لئے نیوگ کی ذریعہ پیدا کرسکتی ہی (۲) اور وہ دو دو اولادین دیگر چار مردونکی لئے نیوگ کی ذریعہ پیدا کرسکتی ہی (۳) اور ایک رنڈوا مرد بھی دو اولاد اپنے لئی کسی بیوہ سی نیوگ کرکے پیدا کرسکتا ہے -

(۴) اور وہ رنڈوا دیگر چار بیوہ عورتون سے نیوگ کی ذریعہ دو دو اولادین انکے لئے پیدا کرسکتا ہی"

کے ... شلوک یا منتر وید ون شاستر ون منو سمرتی وغیرہ

(تمام خود تسلیم کردہ مستند کتابون) مین سے نکال کر ظاہر کرین - اور ایسی کوشش کرلنے مین کامیاب ہونے والے صاحب کو ہم مبلغ آٹھ سو روپیہ انعام دینے کو مستعد ہین (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳ ، حصہ اول -

نمبر ۵

ناظرین! اب سوامی جی کا وہ حوالہ ملاحظہ کیجئے جو وہ ویدون سے اپنی رائے کی تائید مین پیش کرتے ہین - اوپر کی عبارت سے آگے سوامی جی (صفحہ ۱۴۸ سطر ۱۰ پر) یون تحریر کر رہے ہیں :- "......اسی طرح ملکر دس دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت دیدی ہے -

इमां त्वमिन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु ।
दशास्यां पुत्राना धेहि पतिमेकादशं कृधि ॥
ऋ० मं० १० मं० १[illegible] सू० ८५ मं० ४५

اے ویرج سینچنے کے قابل طاقتور مرد تو اس بیاہی عورت یا بیوہ عورتونکو نیک اولادوالی اور خوش نصیب کر - اس بیاہی عورت میں دس اولاد پیدا کر اور گیارھوین عورت کو مان - اے عورت تو بھی بیاہے مرد یا نیوگ شدہ مردونسے دس بچے پیدا کرا اور گیارھوان خاوند کو سمجھ -

ناظرین! اگر ہم سوامی جی کا ہی ترجمہ صحیح تسلیم کرلیوین تاہم بھی اس ترجمہ مین لکیر شدہ عبارت الفاظ منتر سے زیادہ ہین - اور اسقدر ایزادگی کی سوامی جی کو اس لئے ضرورت پڑی کہ وہ بیوہ عورتون کو نیوگ شدہ مردون کے ذریعہ دس دس بچے پیدا کرانا چاہتے ہیں لیکن اگر لکیر شدہ عبارت (جسکی بنیاد اس منتر کے لفظون میں نہین ہے) کو ہم نظرانداز کردین تو اس منتر کا اس مضمون زیر بحث سے مطلق بھی کوئی تعلق نہ پایا جاوے گا -

ناظرین! سوامی جی نے اس منتر کو اپنی کتاب رگ ویدادی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲۲۵ پر بھی نیوگ کے ہی مضمون میں درج کیا ہے اور وہان پر اس کا جوارتھ درج ہے وہ اس (ستیارتھ پرکاش والے) سے مختلف ہے - پس ہم اوسے بھی یہانپر نقل کئے دیتے ہین - سوامی جی کی تفسیر اصلی سنسکرت حسب ذیل ہے -

(इमां त्वमिन्द्र०) हे इन्द्र विवाहित पते (मीढ्वः) हे वीर्य दा-
-न कर्तस्त्वमिमां विवाहित स्त्रियं वीर्यसेकेन गर्भ यु-
-क्तां कुरु। तां (सुपुत्रां) श्रेष्ठ पुत्रवतीं (सुभगां) अ-
-नुत्तम सुख युक्तां (कृणु) कुरु (दशास्यां) अस्यां वि-
-वाहित स्त्रियां दश पुत्रानाधेहि उत्पादय नातोऽधिकमि-
-ति। ईश्वरेण दश सन्तानोत्पादनस्यैवाज्ञा पुरुषाय दत्ते-
-ति विज्ञेयम्। तथा (पतिमेकादशं कृधि) हे स्त्रि! त्वं
विवाहित पतिं गृहीत्वैकादश पर्यन्तं नियोगं कुरु।
अर्थात् कस्याश्चिदापत्कालावस्थायां प्राप्तायामेकैकस्या-
-भावे सन्तानोत्पत्त्यर्थं दशम पुरुष पर्यन्तं नियोगं कु-
-र्यात्। तथा पुरुषोऽपि विवाहित स्त्रियां मृतायां सत्यां
सन्तानाभावे दशम्या विधवया सह नियोगं करोतु चेदिच्छा
नास्ति चेन्मा कुरुताम्॥

एककस्या अभावे

لفظی ترجمہ:- (इमां०) ای اندر یعنے شادی شدہ خاوند (मीढ्वः)
ای ویریہ دان دینے والے (یعنے صحبت کرنے والے) تو اس شادی شدہ عورت
کو ویریہ سینچنے کے ذریعہ حاملہ کر۔ اوسکو (सुपुत्रां) اچھے اولاد والی۔
سُبھگام افضل سکھ ہون (آرام) والی कृणु کر۔ दशास्यां
اس شادی شدہ عورت مین دش لڑکے پیدا کر۔ اس سے زیادہ مت کر۔
پرمیشور نے انسان کو دش ہی اولا دین پیدا کرنے کا حکم دیا ہے یہ جاننا چاہئے
پतिमेकादशं कृधि" اے عورت! تو شادی والے خاوند کو ملا کر گیارہ
خاوندون تک (کے ساتھ) نیوگ کر۔ یعنے کسی مصیبت کا موقع آجانے پر ایک کے
نہ ہونے پر دوسرا اوس کے نہ ہونے پر تیسرا علی ہذا القیاس دش مردون تک سے
اولاد پیدا کرنے کے لئے نیوگ کر۔ اور مرد بھی شادی والی بیوی کے مرجانے پر

اولاد نہ ہونے پر ایک کے نہ رہنے پر دوسرے داوس کے نہ رہنے پر تیسری علیٰ ہذالقیاس دس بیوہ عورتون تک کے ساتھ نیوگ کرے۔ اور اگر خواہش نہ ہو تو نہ کرے "۔

یہ سوامی جی کی مزکورہ بالا سنسکرت تفسیر منتر ہذا کا لفظی ترجمہ ہے۔ ہم نے کسی ہندی اردو مترجم کا اعتبار نہین کیا تا کہ کسی کو یہ بہانہ نہ مل جاوے کہ یہ سوامی جی کی عبارت نہین ہے۔ پس اب جن آریون کو شک ہو وہ سوامی جی کی سنسکرت کو بھی ملاحظہ کرسکتے ہین اور ہمارے اس لفظی ترجمہ کی بھی پڑتال کر سکتے ہین۔ اس مین غور طلب بات یہ کہ اسی منتر کے الفاظ (दशास्यां पतिमेकादशं कृधि) کا ترجمہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش مین تو یہ کیا تھا کہ ای عورت تو بھی نیوگ شدہ مردون سے دس نیچے پیدا کر اور گیارھوان خاوند کو سمجھ۔ لیکن اس ارتھ مین یون فرمایا ہے کہ بند " ای عورت! تو شادی والے خاوند کو ملا کر گیارہ خاوندون تک کے ساتھ نیوگ کر۔

کہئے ناظرین! ہم کون سی بات کو صحیح سمجھین۔ سوامی جی ایک جگہ گیارہ لکھتے ہین دوسری جگہ گیارھوان کردیتے ہین۔ اب سوال ہوتا ہے کہ کیا وید منتر کے الفاظ ایسے موم کی ناک ہین کہ جدھر چاہو گھمالو۔ دو مفسر ایک لفظ کے دو طرح کے معنے کرتے یہ تو ممکن تھا لیکن تعجب ہے کہ ایک ہی مفسر ایک ہی منتر کے ایک لفظ کے دو کتابون مین دو طرح معنے کرتا ہے۔ پھر ایک جگہ سوامی جی گیارہ کا شمار اسطرح پورا کرتے ہین کہ وہ عورت نیوگ سے دس بچے حاصل کرے اور گیارھوان اوس کا بیاہا ہوا خاوند موجود بھی ہے پس دس لڑکے ایک خاوند = گیارہ۔ لیکن دوسری جگہہ گیارہ کے گیارہ خاوند بن گئے اب سوال ہوتا ہے کہ اگر کسی طرح گیارہ کا شمار ہی پورا کرلینا ہے تو کوئی تیسرا ارتھ یون بھی بنا سکتا ہے کہ ایک شادی شدہ خاوند۔ چار نیوگ شدہ خاوند۔ ان پانچون سے ایک ایک اولاد اور گیارھوین اوس بیوہ کی والدہ۔ (ان گیارہ آدمیون کے کنبہ کا ایک گھر ہے جس کی گنتی ہو رہی ہے)۔

ناظرین! اس ارتھ مین جسقدر عبارت سوامی جی کی بج گرہنت ہی وہ سنسکرت وارد و دونون لکیر شدہ سمجھئے۔ جسے پڑھنے سے خود آپ پر روشن ہو جائیگا کہ منتر مین کوئی ایسی بات موجود نہین ہے جو سوامی جی ظاہر کر رہے ہین۔ اور اگر ہماری ان لکیر شدہ الفاظ کو کوئی متعصب آریہ سماجی جو دیانند کو غلطیون سے پاک سمجھ رہے ہین اس وید منتر کے الفاظ کے مترادف ثابت کردیوے تو ہم مبلغ دو سو روپیہ انعام دینے کو تیار ہین۔

ناظرین! سوامی جی نے اس منتر کو اپنی تیسری کتاب سنسکار بدھی مین بھی شادی کے مضمون مین درج فرمایا ہے یہان تیسرا ارتھ تیسرے قسم کا پایا جاتا ہے (شاید اگر اب تک سوامی جی زندہ رہتے اور کوئی چوتھی کتاب تصنیف کرتے تو ایک چوتھی تفسیر بھی ان تینون سے مختلف کر دیتے)

لیجئے ناظرین! اسے بھی ملاحظہ فرمایئے اور اس مین غور طلب بات یہی ہے کہ نیوگ کا نام ونشان تک بھی نہین آیا۔ وہو ہذا۔

(مِیڈھوا) اینشور مرد اور عورت کو حکم دیتا ہے کہ اس (मीढ्वः) ویریہ سینچنے والے (इन्द्र) مال و دولت والے اس بہو کے خاوند (त्वम्) تو (इमाम्) اس بہو کو (सुपुत्राम्) افضل اولاد والی (सुभगाम्) اچھے سوہاگ والی (कराए) کر (अस्याम्) اس بہو مین (दश) دش (पुत्रान्) لڑکون کو (आधेहि) پیدا کر۔ زیادہ نہین اور اے عورت تو بھی زیادہ خواہش مت کر بلکہ دش لڑکون اور (एकादश) گیارھوین (पतिम्) خاوند کو حاصل کر کے صبر (कृधि) کر۔

یہ سنسکار بدھی صفحہ ۱۵ سطر ۷ سے نقل کیا گیا ہے۔ اس ارتھ سے ظاہر ہے کہ اس منتر کے لفظون سے نیوگ نہین نکلتا مگر سوامی جی زبردستی گیارہ خاوند کرائے دیتے ہین۔ اب اس منتر کا لفظی ترجمہ ہم ناظرین کی واقفیت کے لئے پیش کئے دیتے ہین۔

इमां त्वम् इन्द्र मीढ्वः सुपुत्रां सुभगां कृणु । दशा
स्यां पुत्रान् आधेहि पतिम् एकादशम् कृधि ॥

ارتھ:-(۱) ای طاقت ور (۲) اندر (دیوتا یا پرمیشور) (۳) آپ (۴) اس (لڑکی یا عورت) کو (۵) نیک اولاد والی (۶) خوش نصیب (۷) کیجئے-(۸) اور اس (لڑکی یا عورت) کو (۹) دس (۱۰) اولاد (۱۱) دیجئے (یا پیدا کرا ئے) (۱۲) (اور اسکے) خاوند کو (۱۳) گیارہواں (۱۴) کیجئے (یعنے اس کے یہان دس اولادین بھی پیدا ہون اور اس کا خاوند بھی زندہ اور برقرار رہے-)

ناظرین! اس لفظی ترجمہ سے آپ معلوم کر سکتے ہین کہ نیوگ کا تو یہان نشان و گمان بھی نہیں ہے- اور حقیقت یہ ہے کہ یہ شادی کے رسمیات کے منترون مین سے ایک ہے چنانچہ شادی کے موقع پر لڑکی کا باپ یا پروہت (پوجاری براہمن) پرمیشور سے یا اندر دیوتا سے اوس لڑکی کے لئے جسکی شادی ہو رہی ہے یہ دعا مانگتا ہے کہ ای طاقت ور اندر آپ ایسی مہربانی کرین کہ اس لڑکی کی جو شادی ہو رہی ہے پس شادیکا جو مقصد ہے وہ کافی طور پر اسے حاصل ہو یعنے اس کا گھر نہ صرف ایک دو چار بلکہ دس اولادون سے بھرپور ہو جاوے اور اس کے گھر مین ان دس کے ساتھ گیارہوان اس کا خاوند زندہ و برقرار رہے یعنے کہین ایسا نہ ہو کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچون کو یتیم چھوڑ کر مر جاوے-

لیکن سوامی جی کو بیوہ عورت پر اسقدر رحم آگیا کہ اگر اوںھون نے نیوگ ہی چلایا تھا تو منو کی رائے سے موافقت کرتے ہوئے ایک اولاد بذریعہ نیوگ پیدا

دلعہ دس اولادونکا ہونا بہت خوش نصیبی سمجھی گئی ہے سوامی جی فرماتے ہین کہ دس سے زاید اولاد پیدا نہ کرو مگر قدیم آریون کی تاریخین بتلاتی ہیں کہ سو سو لڑکے بھی لوگونکے پیدا ہوتی تھے دور کیون جاوین - مہابھارت کا مشہور کورو مہاراجا دھرتراشٹر سو لڑکونکا باپ تھا اور وہ بھی ایسے ایسے بہادر کہ انہین سے ایک دریودھن تھا جس کے ساتھ بڑے بڑے پہلوان بھی مقابلہ نہین کر سکتے تھے

کرنے کی اجازت دے دیتے مگر نہین ایسا کرنے سے پورے رحم کا اظہار کیونکر ہوتا۔
جب سوامی جی کو منوسمرتی میں کوئی شلوک اس من مانے نیوگ کے موافق نہ ملا کہ
جس سے بیوہ عورت کو گیارہ خاوند کرنے کی آزادی مل سکے تو انہون نے
وید کا یہ منتر اس مضمون میں لا پٹکا لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس منتر کے اندر
ایک لفظ بھی ایسا موجود نہین ہے جس سے سوامی جی کی اس رائے کی تائید ہو سکے کہ
(۱) دس اولادین نیوگ کے ذریعہ پیدا کی جائیں یا یہ کہ (۲) بیوہ عورت دس مردون
کے ساتھ نیوگ کرے۔

ہم تمام آریہ سماجی صاحبان کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس منتر میں اوپر کے دونون
لکیر شدہ فقرے یا ان میں سے ایک ہی فقرہ کے مترادف الفاظ اس منتر میں دیکھلا
دیوین ۔ اور ایسا کرنے والے مہاشے کو ہم **مبلغ دو سو روپیہ انعام** دینے
کو تیار ہین (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳۷ حصہ اول)

اس منتر کے لفظ نمبر ۱۱ [illegible] کے بارہ مین پنڈت تلسی رام صاحب
اپنی بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۱۵۳ کے آخر میں یون فرماتے ہیں کہ:- " [illegible] ان
+ [illegible] وہا مصدر کا ارتھ [illegible] آدہان کرنا ہوتا ہے جو خاصکر گربھادہان
(حاملہ کرنا) میں مخصوص ہے ۔ اس لئے لفظ نمبر ۱۱ [illegible] کا ارتھ
اندر دیوتا سے مناجات کرنے میں ٹھیک نہیں بیٹھتا ۔ کیونکہ اندر دیوتا خود آکر حاملہ
تھوڑے ہی کرینگے "

اس کا جواب یہ ہے کہ ویاکرن کی ہندی کی چندی کے بارہ میں عرض یہ ہے کہ ہمارے
سنسکرت ماسٹر یہ فرمایا کرتے تھے کہ جسے تیتر بٹیر کی لڑائی دیکھنا ہو وہ بنارس کے
دو ویاکرنی پنڈتون کو بھڑا کر تماشہ دیکھ لیوے ۔ اور واقعی ان بکواسون نے ہی
ہندو مذہب کا ستیاناش مار رکھا ہے ۔ ای پنڈت تلسی رام جی مہاراج!
آپ کے اس آدھان کا بھی بنارس والے لال بجھکڑ صاحبان نہ جانے کیا سے
کیا کچھ نہ بنا ڈالینگے کہ آپ کی عقل بھی دنگ رہ جائیگی۔

ناظرین! ہم آپکو ایک واقعہ سناتے ہین ایک سنسکرت کے ماسٹر صاحب نے انٹرینس کے طالب علمون کو ایک دن حکم دیا کہ ہمارے گھنٹہ مین تم لوگ انگریزی مین گفتگو مت کیا کرو بلکہ سنسکرت ہی بولا کرو - چند ہی منٹ گزرے تھے کہ کسی لڑکے کی کچھ شرارت پر ماسٹر جی کو غصہ آگیا اور اوسے سٹیپڈ stupid (= بیوقوف) کہہ دیا اب چند آزاد لڑکے ماسٹر جی کے گرد ہوگئے کہ آپ نے خود ہی اپنے حکم کے خلاف عمل کیا یعنے سنسکرت کے بجاے انگریزی بول دیا - اسپر سنسکرت کی ٹانگ توڑنے والے ویاکرنی ماسٹر جھٹ سنبھل گئے اور جواب دیا کہ نہین ہم نے غلطی نہین کی یہ سٹیپڈ stupid کہ لفظ سنسکرت کا ہے - سنو کہ ष्टिपति यः सः ष्टिपड (اشٹم پتی یہ سہ شٹپڈ) یعنے اشٹ لفظ کے معنے ہین بھلائی کے پس اوسے جو پیٹتا ہے یعنے زایل کرتا ہے وہ شٹپڈ یعنے stupid ہے پس اس انگریزی لفظ کے جو معنی بیوقوف کے ہین وہ ہی معنے اس نوایجاد لفظ کے سنسکرت ویاکرن سے ثابت ہوگئے - غرضیکہ ایسی ویاکرن کے رگڑون جھگڑون مین دماغ خراب کرانے سے ہمارے اوستاد نے ہمین شروع سے ہی بچالیا ہے اس لئے ہم صرف اتنا جانتے ہین کہ اس لفظ نمبر ۱۱ पुत्रानाधेहि کے معنے سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نے اوپر کی سنسکرت عبارت مین उत्पादय کیا ہے جس کے لفظی معنے پیدا کرو کے ہین - پس ہم سوامیجی کا یہ ترجمہ صحیح مان کر اپنا ارتھ ٹھیک پاتے ہین یعنے ہم اندر دیوتا سے یا پرمیشور سے یہ دعا مانگتے ہین کہ اے پرمیشور اس لڑکی مین دس اولادین پیدا کیجے - اب بھی اگر پنڈت تلسی رام صاحب یہ اعتراض کرین کہ کیا پرمیشور خود آکر اولاد تھوڑے ہی پیدا کرینگے؟ تو ہم نہین جانتے کہ ایسے معترض کو دنیا کے عقلمند صاحبان کیا خطاب دیوینگے - ہم تو دیکھتے ہین کہ ایسی مناجات عام طور پر ہر مذہب مین کی جاتی ہے کہ اولاد پیدا کیجے - یا اولاد دیجئے - ان مین کوئی فرق نہین پایا جاتا خاصکر جب ہم ایسے الفاظ عبادت مین استعمال کرتے ہون -

ناظرین! کہان تو یہ منتر پرمیشور یا اندر دیوتا سے دعا مانگنے کا تھا اور کہان سوامی جی نے اسے بیوہ کے گیارہ خاوند کرنے کے ثبوت مین لا پٹکا ہے اسبات پر منصف مزاج آریہ صاحبان کو بلا تعصب غور کرنا چاہیئے۔

سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب مٹنے یہ اعتراض کیا کہ منو نے بیوہ کو لاولد ہونے پر صرف ایک اولاد نیوگ سے پیدا کرنے کی اجازت دی ہے پس یہ گیارہ والی بات سراسر زیادتی ہے۔ اسکا جواب پنڈت تلسی رام صاحب اپنی بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۲۶۴ سطر ۱۹ پر یون تحریر فرماتے ہین:-

"آپ نے نیوگ مانا اور اوس کی مریادا (کسقدر) نہین مانا تو آپ کے رائے مین ۱۱ گیارہ سے زیادہ ہی بے شمار نیوگ کیئے جا سکینگے"

ناظرین! اس تعصب کا بھی کچھہ ٹھکانہ ہے۔ کیا پنڈت تلسی رام صاحب کو اوپر کا لکیر شدہ فقرہ لکھتے وقت یہ یاد نہ رہ گیا تھا کہ وہ منو شلوک ۹/۶۰ एकमु-त्पादयेत्पुत्रं न द्वितीयं कथञ्चन - کا ترجمہ اپنی کتاب منوسمرتی کے صفحہ ۳۱۲ سطر ۱۸ پر خود ہی یہ کر چکے ہین کہ:- . . . . ایک اولاد پیدا کرے۔ دوسرا ہرگز نہ کرے - پھر بھلا وہ کس منہ سے سناتنی پنڈت کو جو منوسمرتی کے لفظ لفظ کو تسلیم کرتا ہے یہ اولٹی سیدھی سنا رہے ہین کہ . . . . گیارہ سے زیادہ بے شمار . . کیا یہ سراسر جان بوجھ کر عوام کو مغالطہ دینا نہین ہے یعنے جبکہ پنڈت تلسی رام صاحب خود اپنی قلم سے سناتنیون کا یہ اصول منوسمرتی کے ترجمہ مین لکھ چکے ہین کہ ایک اولاد سے زیادہ بذریعہ نیوگ پیدا کرنے کی ممانعت ہے تو کیا یہ ایک بڑی زبردست بے حیائی نہین ہے کہ اپنے گیارہ کو ثابت کرنے کی غرض سے اوس پر یہ تنزیہ الزام دے رہے ہین کہ آپ تو گیارہ سے زیادہ بے شمار مردون سے بیوہ کا نیوگ کرا رہے ہین۔ کیا اب ہمین یہی یقین کر لینا چاہیئے کہ ایک خاوند کے مرجانے پر گیارہ خاوند لا کھڑا کرنے کے کام کا بیڑا اوٹھانے والون کے کانشنس مین سے شرم حیا واقعی دور ہو گئی ہے ورنہ کم از کم ہم ایسی ڈھٹائی کا

مزاقیہ تنتر پنڈت صاحب کی جانب سے نہ پاتے۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ کے ایسے تنتر اور مزاقون سے آریہ سماج کے اصولون کی پختگی نہین ہو سکتی۔

ناظرین! سوامی دیانند سرسوتی مہاراج بیوہ کا نیوگ کرانے کے ایسے شایق مین کہ شادی کے موقع پر بھی اس خوش خبری کا اظہار کر رہے ہین۔ چنانچہ شادی کی رسومات مین حسب ذیل منتر آیا ہے۔

॰प्रदेवृभ्य पतिघ्नीहैधि शिवा पशुभ्यः सुमनाः सुवर्-
-चीः। वीरसूर्देवृकामा स्योना शन्नो भव द्वि-
-पदे शं चतुष्पदे ॥ अथर्व।का०१४।अनु०२।मं०१८॥

اس مین ایک لفظ देवृकामा آیا ہے جسکے لفظی معنے ہین دیور کی خواہش والی اور اگرچہ اسقدر سے کوئی ناپاک خیالات نہین سمجھے جا سکتے۔ کیونکہ جس لڑکی کی شادی ہو رہی ہے اوس کے بارہ مین کہا جا سکتا ہے کہ وہ دیور جیٹھ ساس سسر نند وغیرہ سب ممبران خاندان کی خواہش مند ہے۔ لیکن سوامی جی اس منتر کو سنسکار بدھی کے صفحہ ۱۲۷ پر شادی کے رسومات مین لکھکر اس کا ترجمہ کرتے ہوئے اس صفحہ کے سطر ۲۷ پر اس لفظ देवृकामा (دیوری کاما) کے یون معنے کرتے ہین۔ "دیور کی خواہش کرتی ہوئی یعنے نیوگ کی بھی اچھا (ارادہ) کرنے والی......۔ اب مقام غور ہے کہ جس لڑکی کی شادی ہو رہی ہے اوس سے اور اوس کے والدین وغیرہ سے اگر سوامی جی کے یہ معنے بتلا کر سمجھایا جاوے کہ دیکھو! یہ منتر جو ہوم کنڈ کے طواف کے موقع پر بولا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تو دیور یعنے دوسرے خاوند کی بھی اچھا (خواہش یا ارادہ) رکھنی ہے یعنے ابھی جس مرد سے تیری ہم لوگ شادی کرا رہے ہین وہ جب مر جاوے گا تب تو

دوسرے خاوند سے نیوگ کریگی ایسی تیری خواہش ہے یہ تو یاد رکھ" وغیرہ۔
توکیا ناظرین بوہ لوگ (وہ لڑکی خود اور اوس کے باپ بہائی وغیرہ) اس بات کو گوارا کرینگے ؟ ۔ہم تو سمجھتے ہین کہ جو آریہ پنڈت شادی کرانے گیا ہوگا اور وہ ایسا بدشگون کلمہ (سوامی جی کا ارتھ) بولے گا تو اوسے وہ لوگ ڈنڈے مار کر نکال باہر کرین گے۔ اور ویسے عقل مین بھی یہ بات نہین آتی کہ شادی کے عین موقع پر ایسی منحوس بات کہی جاوے ۔اگر کوئی ایسا وید منتر ہوتا کہ وہ معنے تو بہی رکھتا ہوتا مگر وہ شادی کے موقع پر مستعمل نہ ہوتا تو کوئی ہرج نہ تہا لیکن یہ کیسی واہیات بات ہوگی کہ آریہ صاحبان اپنی لڑکیون کو شادی کے لئے جب منڈپ مین لاوین تو انکا پروہت اوسے یہ خوش خبری سنا چلے کہ اے لڑکی! جب یہ تیرا خاوند مرجاویگا تب تو نیوگ والے دوسرے خاوند دیور کو حاصل کریگی وغیرہ۔
سوامی جی نے سنسکار بدہی صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۹ - ۲۰ پر اس لفظ دیور کے مزکورہ بالا معنے تسلیم کرلئے ہین - ان کی عبارت یون ہے ۔
"[illegible] (دیورلیشو) = میرے بھائی جو تیرے دیور اور جیٹھ یا چھوٹے ہین"
کہئے ناظرین! سوامی جی اگر لفظ دیور کے ہی معنے (خاوند کا چھوٹا بھائی) اوپر والے منتر کے تفسیر مین بھی تسلیم کرلیتے تو شادی کے موقع پر خاوند کے مرجانے کے بعد نیوگ والے خاوند وغیرہ جیسے منحوس بات کا ذکر کیون کرنا پڑتا۔ لیکن وہان تو نیوگ کی دھن سمائی ہوئی ہے کوئی دوسری بات پر دھیان کیون جانے لگا۔
کہئے آریہ صاحبان! اب بھی آپ اپنی ہٹھ دھرمی کو ترک کرکے سوامی جی کے ایسے فاش غلطیون کو رفع کرکے اپنے دہرم کی کتابون کو درست کرین گے یا نہین ؟

نمبر ۶

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۹ سطر ۱۳ پر یون فرماتے ہین:۔
سوال۔ ہم کو نیوگ کی بات مین گناہ معلوم ہوتا ہے۔
(جواب)۔ اگر نیوگ کی بات مین گناہ مانتے ہو تو بیاہ مین گناہ کیون نہین مانتے

گناہ تو نیوگ کے روکنے مین ہے - کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائینات کے مطابق عورت و مرد کا فطرتی عمل رک ہی نہین سکتا - بجز تارک الدنیا عالم باکمال اور یوگیون کے - کیا اسقاط حمل سے بچہ کشی اور بیوہ عورت اور رنڈوے مردون کی سخت تکلیف کو گناہ نہین گنتے ہو - کیونکہ جبتک وے جوانی مین ہین دل مین اولاد کا تولد اور شہوت کی خواہش ہونے سے کسی سرکاری یا برادری کے قاعدہ سے رکاوٹ ہونے پر خفیہ خفیہ بدفعلی بدچلنیان ہوتی رہتی ہین - اس زناکاری اور بدفعلی کے روکنے کی ایک یہی نیک تدبیر ہے کہ اگر نفس پر قادر رہ سکین یعنے بیاہ یا نیوگ بھی نکرین تو ٹھیک ہے لیکن جو ایسے نہین ہین ان کا بیاہ اور آپت کال یعنے لاچاری کی حالتون مین نیوگ ضروری ہونا چاہیئے - اس سے زناکاری کا کم ہونا محبت سے عمدہ اولاد ہو کر انسانون کی ترقی ہونا ممکن ہے اور حمل کا اسقاط کرانا بند ہو جاتا ہے "

ناظرین! نیوگ گناہ نہ سہی لیکن پشو دھرم (حیوانی کام) تو خود منو مہاراج نے لکھہ دیا ہے (دیکھو منو ۹/۶۶) اور وہ حیوانی کام تو منو کے نیوگ پر کہا گیا تہا جو کہ پھر بھی چند خصوصیتون کے ساتھ صرف ایک اولاد خاندان قایم رکھنے کی غرض سے پیدا کرانے کے لئے قایم کیا گیا تھا - لیکن دیا نند کا نیوگ تو نہ صرف گناہ بلکہ نہایت عظیم گناہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ اب تک ان کے پیروکاران نے اس پر عمل کرنا شروع نہین کیا -

ناظرین! جو ممبران آریہ سماج یہ ڈہینگ مارا کرتے ہین کہ نیوگ تو اولاد کی غرض سے سوامی جی نے چلایا ہے اُن سے کہئے کہ وہ سوامی جی کی مزکورہ بالا عبارت پر غور کرین جہان صاف سوامی جی فرما رہے ہین کہ گناہ تو نیوگ کے روکنے مین ہے ... کیونکہ عورت و مرد کا فطرتی عمل رک ہے نہین سکتا - اب وہ بتلادین کہ اس سے اولاد کی غرض کہان رہ گئی - یہ دوسری بات ہے کہ یارون کی یاری سے وہ کمبخت بھی پیدا ہو جاتا ہے - لیکن سچ تو یہ ہے کہ آریون کی یہ ایک چال ہے

کہ وہ سوامی جی کی تحریرات کی غلط تاویل کرکے تسکین کرلینا مناسب سمجھتے ہین۔
سوامی جی تو صاف کہہ رہے ہین کہ چونکہ عورت مرد کا فطرتی عمل رُک ہی نہین سکتا یعنے وہ اگر مجرد رکھے جاوینگے تو ضرور کچھہ نہ کچھہ ناجایز عمل کرینگے اس لیئے ان کا نیوگ کرادو۔ لیکن سوامی جی کو ایسا لکہتے وقت یہ خیال نہ رہ گیا کہ نیوگ اس مرض کا علاج نہین ہے۔ بلکہ اونہین ان خرابیون کو محسوس کرکے بیوہ کی دوسری شادی کرانے کی اجازت دینا لازم تھا۔ جو کہ آخر کار اُن کے سخت ممانعت کرنے پر بھی اونہین کے پیرو کاران مین پھوٹ نکلا یعنے آج تک باوجود ہزارون آریہ مردون اور آریا عورتون کا فطرتی عمل نہ رُک سکنے کے بھی نیوگ تو ایک بھی نہ ہوا جسکے روکنے مین سوامی جی گناہ بتلاتے ہین لیکن وہ بدھوا بواہ (بیوہ کی عقد ثانی) سیکڑون عمل مین آچکے جسکے جاری کرنے مین سوامی جی نے گناہ عظیم بتلایا ہے۔

ناظرین! کیا آریون کا سوامی جی کے ہدایت سے بالکل برعکس کرنا ہی ثابت نہین کرتا کہ وہ دیانندی فلاسفی کو دل سے تو غلط ہی سمجھے ہوئے ہین اور سوامی جی کی ہدایتون کو ناقابل عمل ہونے کا فیصلہ کرچکے ہین۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ وہ تعصب کے باعث دیانندی نقارہ بجاتے ہی چلے جاتے ہین۔

ناظرین! سوامی جی اپنے مضمون کو یہان پر بہت ہی صاف کررہے ہین یعنے اونہون نے فرمادیا ہے کہ اسقاط حمل کو روکنے۔ بچہ کشی کو رفع کرنے اور بیوہ عورتون اور رنڈوا مردون کو سخت تکالیف سے بچانے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ نیوگ ہی ہے اس بات کو اور صاف یون کررہے ہین کہ جوانی کی عمر ہونے پر شہوت کے باعث اگرچہ برادری اور سرکاری رکاوٹ وغیرہ سے کھُل کھیلنا اُن کے لیئے مشکل ہوتا ہے مگر خفیہ خفیہ بدفعلی بدچلنیان تو وہ کرتے ہی رہتے ہین پس ایسون کے لیئے (اگر وہ برہمچریہ نہین رکھہ سکیں) تو یہی بہتر ہے کہ لاچاری درجہ پر نیوگ کردیا جاوے۔

اب کہیئے ناظرین! کیا تعجب کی بات نہین ہے کہ سوامی جی کے اسقدر سفارش پر بھی آریون نے آج تک ایک بھی نیوگ نہ کیا۔ اگر حسب قول سوامی جی کے ان ساری

خرابیون کا انسداد نیوگ سے ہی ہو سکتا تھا تو پھر آریہ صاحبان نے اسے کیون نہین جاری کیا۔ ی۔ اب کوئی آریہ مہاشے بتلادین کہ اُن کے پاس اس سوال کا کیا جواب ہے ان کی یہ گیڈر سپٹر نہ چلے گی کہ نیوگ صرف اولاد کی خاطر کرنے کی ہدایت ہے کیونکہ اب ان کے مہرشی کی وہ تحریر اوپر پیش کردی گئی ہے کہ اسقاط حمل وغیرہ کی جو خرابیان ان دونون بیوہ کو مجرّد رکھنے سے واقع ہو رہے ہین وہ سب کی سب نیوگ ہی سے رفع ہو جائینگی۔ پھر بھی آریہ صاحبو! آپ کیون نہین اپنے مہرشی کی ہدایت پر عمل کرتے یا تو ان ہدایتون پر عمل کرنا شروع کرو ورنہ صاف اعلان کردو کہ سوامی دیانند نے غلطی کی ہے اور ہم اُن کی ایسی تحریرات کو نہ صرف ناقابل عمل سمجھتے ہین بلکہ اپنے ویدک اصولون کے خلاف سمجھ کر اُن کو اپنے ذمہ دار کتابون کے اندر سے خارج کرتے ہین۔

ای لیڈران آریہ سماج! آپ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنے سناتن دھرم کی تمام کتابون (بھاگوت وغیرہ) کو توگپوڑہ سمجھ کر ردّی خانہ مین پھینک دیا۔ اب سب کو چھوڑ چھاڑ کر جس ایک سنیاسی کا سہارہ لیا۔ اوسے رشی مہرشی یوگی وغیرہ سب کچھ مان لیا تو اوسی کے اوپر بھروسہ کیون نہین رکھتے وہ جو کچھ ہدایتین کرتا ہے اُن کو اگر صدق دل سے قبول و منظور کرکے ان پر عمل کرتے توبھی کم از کم آپ ایک ٹھکانے پر تو ہوتے لیکن افسوس کہ آپ نے جہان ایک طرف تمام قدیم رشی منیونکی تصنیفات کو چنڈو خانہ کا گپ سمجھ لیا وہان اس نئے فیشن کے یوگی (سوامی دیانند) کی بھی ہدایتون پر عمل نہ کیا پس کیا سچ مچ ہم آپ کے شان مین لاچار و مجبور یہ بھی نہ کہدین کہ آپکی و آپ کے دیگر ساتھیون کی حالت واقعی ویسی ہی ہے کہ **دھوبی کا کتّا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔**

پرکاش نمبر ۷

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ صفحہ ۱۵۰ سطر ۱۱ پر یون تحریر فرماتے ہین:۔

" (۱۲۴) (سوال) نیوگ اپنے ورن مین ہونا چاہیے یا دیگر ورنون کے ساتھ بھی۔

جواب اپنے ورن میں یا اپنے سے افضل ورن والے مرد کے ساتھ یعنی ویش عورت ویش کشتری اور براہمن کے ساتھ نیوگ کر سکتی ہے"

ناظرین! سوامی جی تو یہ فرماتے ہیں کہ ایک ویشیہ بیوہ اپنے سے افضل ذات والے (کشتر یہ براہمن) کے مرد کے ساتھ نیوگ کر سکتی ہے اور اسی طرح دیگر ورن بھی کر سکتے ہیں لیکن منو مہاراج کا فیصلہ اس کے بالکل خلاف یہ ہے کہ دیگر ورن کیا خود اوسی اوسی ورن میں بھی عام طور پر نیوگ نہیں ہو سکتا بلکہ نیوگ کا دایرہ صرف سپنڈ یعنے اپنے ہی خاندان تک محدود رہیگا - مثلاً ایک بیوہ ویشیہ ورن کی نیوگ کرنے کے لئے تیار ہے تو منو کے ہدایت کے مطابق وہ نہ تو تمام ویشیہ ورن بھر میں سے کسی مرد کو چُن سکتی ہے (پھر کشتر یہ براہمن کی تو بات ہی کیا ہے) اور نہ اپنے قریب کے رشتہ دارون وغیرہ سے کوئی تعلق پیدا کر سکتی ہے یعنے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے باپ کے خاندان والونکے رشتہ ناطہ والون سے تعلق کرے یا اپنے مرحوم خاوندکے ناہال یا اوس کے پھوپھا وغیرہ رشتہ دارون کے دایرہ سے کوئی مرد چن لیوی بلکہ صرف سپنڈ یعنے مرحوم خاوند کے خاندان کے یک جدی بھایون میں سے ہی کسی نہ کسی کو نیوگ کے لئے منتخب کیا جا سکتا ہے - جیسا کہ منو سمرتی کی نوین ادھیا کے ۵۹ وین شلوک سے ثابت ہے جو کہ حسب ذیل ہے -

देवराद्वा सपिराडाद्वा स्त्रिया सम्यङ् नियुक्तया।
प्रजेप्सिताधिगन्तव्या सन्तानस्य परिक्षये" मनु० ९|५९

اس شلوک کا ترجمہ از پنڈت تلسی رام صاحب یون ہے "اولاد نہ ہو تو لڑکے کی خواہش سے باقاعدہ طور پر نیوگ کی ہوئی عورت کو دیور یا دوسرے سپنڈ (اپنے ہی خاندان والے) سے عمدہ اولاد پیدا کرنا چاہیے -

ناظرین! اتنا ہی نہیں کہ اوپر کے شلوک سے منو مہاراج نے نیوگ صرف اپنے خاندان میں کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ اس ادھیا کے ۶۴ وین شلوک میں سوامی جی کی ہدایت کی صاف طور پر تردید کر رہے ہیں - (جسے پنڈت تلسی رام صاحب نے

ناجائز بھی نہین مانا پس اونکا ترجمہ معہ شلوک یون ہے)

नान्यस्मिन् विधवा नारी नियोक्तव्या द्विजातिभिः।
अन्यस्मिन् हि नियुञ्जाना धर्मं हन्युः सनातनम्॥
मनु० अ० ९ श्लो० ६४॥

ترجمہ :- براہمن کشتری اور ویشون کو بیوہ عورت کا **دوسرے ورن کے ساتھ نیوگ نہ کرنا چاہیے** - دوسرے کے ساتھ نیوگ کی ہوئی (عورتین) سناتن (قدیم) دھرم کا ناش (نیستی) کرتی ہین -

ناظرین ! اب آریہ صاحبان سے آپ پوچھیے کہ کہیے مہاشے ہم منو کی بات مانین یا آپ کے دیانند کی راے کو تسلیم کرین - کیونکہ دونون بالکل متضاد ہین - جہان اول کہتا ہے کہ نہ تو غیرون سے نیوگ کیا جاوے اور نہ اپنے ورن والون سے بھی سوا اپنے خاندان کے کوئی تعلق رکھا جاوے وہان دوسرا عام اجازت دیتا ہے کہ اپنے ورن والون سے بہی اور اپنے سے افضل غیر ورن والون سے بھی نیوگ کیا جانا چاہیے -

آریہ صاحبان کا اگر اب بھی یہ خیال ہو کہ سوامی جی نے کوئی بات ویدون کے خلاف نہین تحریر کی (چاہے منو کے خلاف ہو) تو ہم اُن سے درخواست کرتے ہین کہ وہ رگ یجوہ سام انتھرب ان چارون ویدون مین سے تلاش کر کے حسب ذیل فقرہ کے مترادف عبارت نکال کر ظاہر کرین :-

"نیوگ اپنے سے غیر ورن کے ساتھ کیا جانا چاہیے"

اور جو صاحب اس کوشش مین کامیاب ہو جاوینگے ان کو **مبلغ چار سو روپیہ انعام** دینے کو تیار رہین

نمبر ۸ -

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۰ سطر ۲۰ پر یون فرماتے ہین :-

"(۱۲۷) **سوال** مرد کو نیوگ کرنے کی کیا ضرورت ہی کیونکہ وہ دوسرا بیاہ کریگا -

جواب - ہم لکھہ آئے ہین کہ دو بچون ہین عورت اور مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدادی شاستردن ہین لکھا ہے دوسری بار نہین "

ناظرین! یہ سوامی دیانندہی کا کام تھا کہ ہندو قوم کے رنڈواؤن کو بھی ہندو بیواؤن کے مانند مصیبت زدہ بنیا ڈالین - ابھی تک صرف ایک ہی مصیبت ہے کہ نوجوان اور کم سن بیواؤن کی دوسری شادی نہ کی جانے کے باعث وہ اسقاط حمل وغیرہ کر رہی ہین اور اب دیانندی تعلیم پر جب عمل درآمد ہونے لگے گا تو یہ خرابی دوچند ہو جائیگی یعنے جہان رانڈین اسقاط حمل کرایا کرین گی وہان رنڈوا صاحبان یا تو اڑوس پڑوس کی دیوار - پھاندا کرین گے یا بازارون کی ہوا.... کھاتے ہوئے جب مہلک مرضون کے شکار ہون گے تو سوامی دیانند کا نام لیکر اپنا سر پیٹا کرین گے -

ہان اس پر آریہ صاحبان شاید یہ کہین کہ واہ! سوامی جی تو خود انہین خرابیونکو دور کرنے کے لئے مردون کو بھی نیوگ کرنے کی ہدایت کر رہے ہین - تو جواب یہ ہے کہ آج تک اُن کے چیلون نے اُن بیواؤن کا نیوگ تو ایک بھی نہ کیا جن پر ہزار طرح کا ظلم ہندو قوم نے روا رکھا ہے (یعنے ان کی دوسری شادی ناجایز قرار دیدی ہے) پھر ہم یہ کیسے امید کر لیوین کہ اگر ہندو یا آریہ رنڈوا صاحبان سوامی جی کی اس ہدایت پر موجودہ ان حقوق کو ترک کر دیوین جو اہل ہنود کے موجودہ رسم ورواج ستے منو کے فیصلہ کے مطابق اُن کو عطا کر رکھے ہین یعنے اگر وہ دوسری تیسری شادیون سے کنارہ کشی کر لیوین تو ان کو نیوگ کرنے کا موقع مل جاوے گا -

ناظرین! یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ جہان سوامی جی آریہ رنڈواؤن کو یہ ہدایت کرتے ہین کہ وہ دوسری شادی نہ کرین وہان لیڈران آریہ سماج اُن کو نیوگ بھی نہین کرنے دیتے تو اب بتلائے کہ وہ بیچارے آخر کرین گے کیا؟ -

ای لیڈران آریہ سماج! کچھہ بتلاؤ گے بھی کہ وہ بیچارے جو برہم چریہ قایم نہین رکھہ سکتے کیا کرین ؟ - ہان آپ نے اپنے طریق عمل سے تو یہ بتلایا کہ ہندوؤنکا

موجودہ رسم ورواج صحیح ہے یعنے بڑے بڑے آریہ لیڈر صاحبان خود ہی رنڈوا ہوجانے پر دوسری شادیان دھوم دہام کے ساتھ کرتے چلے جاتے ہین اور بیوہ عورتون کی بھی دوسری شادیان کرانے کی کوشش کر رہے ہین۔ پھر بتلائیے کہ دیانند کی اس ہدایت کے خلاف عمل ہوا یا نہین۔

واہ! گرو جی تو حکم دیتے ہین کہ بیوہ عورتون کی تو دوسری شادی پہلے سے ہی بند تھی اب رنڈوا مردون کی بھی عقد ثانی بند کردو لیکن چیلے صاحبان یون سمجھے کہ رنڈوا مردون کی دوسری شادیان تو ہوتی ہی ہین اب بیوہ عورتون کی بھی دوسری شادیان کرانے لگ جاؤ۔ واہ چیلے ہون تو ایسے ہون

اے شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج! آپ کے چیلے سب کے سب کپوت ثابت ہو رہے ہین بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کا ایک بھی ایسا سپوت چیلا نہین نظر آتا جو آپ کے ان ہدایتون پر عمل کرنے کو کمر ہمت باندھ لیوے۔ اگر وہ ایسے نالایق ہین کہ آپ کی ہدایتون پر عمل نہین کرسکتے تو نہ کرین لیکن تعجب تو یہ ہے کہ وہ شریمان جی کے احکامات کے برعکس کر رہے ہین۔ شریمان جی نے فرمایا کہ دوسری شادی نہ کرو بلکہ نیوگ کرو۔ مگر وہ یہ فیصلہ کرچکے ہین کہ ہم نیوگ نہ کرینگے بلکہ دوسری شادی ہی ضرور کرین گے۔ مردون کی تو دوسری شادی کرینگے ہی عورتون کی بھی دوسری شادی کرا چھوڑین گے اور جو سناتنی ہندو مخالفت کرے گا اوسے خوب خوب صلواتین سنائینگے۔

ناظرین! سوامی جی نے مرد کی دوبارہ شادی نہ ہونے کے بارہ مین کوئی حوالہ نہین پیش کیا آپ یاد رکھئے کہ خود سوامی جی آگے چلکر منو کے ان حوالجات کو نقل کرینگے جن مین عورت کو طلاق دینے یا ایک کی موجودگی مین دوسری شادی کرنے کی اجازت موجود ہے پس کیا وہ حوالہ جات سوامی کی اس رائے کو رد نہین کر رہے ہین۔ اس کے علاوہ اگر بالفرض ان حوالہ جات کو آپت دہرم (شتتشنا حالت یعنے مصیبت کا دہرم) مان لیوین تو معلوم ہو کہ ہم اوپر بیان

کرچکے ہین کہ منو مہاراج نے مرد کو بیوی کے مرجانے پر دوسری شادی کرنیکا حکم دیا ہے اور قدیم سے قدیم آریون مین مرد کی کئی عورتون کا ایک ساتھ ہونا پایا جاتا ہے مثلاً شری کرشن جی کی آٹھ شادیون کا پورا احوال درج ہے۔ کیا آریون کے نزدیک وہ کرشن جس کو یوگیون کا سرتاج کہا جاتا ہے کبھی ویدون کے اصولون سے خلاف کرسکتا تھا۔ خیر اگر آریہ صاحبان اسپر یہ کہین کہ کرشن کا وقت بہت آخری زمانہ کا ہے۔ اس سے قدیم کے آریون مین یہ رواج نہ رہا ہوگا تو رام چندر کے والد بزرگوار مہاراجہ وشرتھ جی کی تین ۳ رانیان تھین۔ خیر۔ ان کو بھی جانے دیجئے کیونکہ وہ بھی ایک راجا تھے شاید عیاش مزاج رہے ہون۔ اب لیجئے اوپنشدون کا حوالہ جو نہایت ہی قدیم تصنیفات ہین۔ برہدارنیک نامی اوپنشد مین (جسکا شمار ستند اوپنشدون مین ہے) ذکر آیا ہے کہ مہرشی یاجنیہ ولکیہ جی کی دو عورتین تھین ایک کا نام میتری اور دوسری کا نام کاتیاینی تھا

اب کہئے آریہ مہاشیو! اوپنشد کے زمانہ مین اور وہ بھی رشی نہین نہین بلکہ مہرشی لوگون کی نظیر بھی اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ ایک کے بعد دوسری کیسی ایک ساتھ ہی دو بیویان موجود۔ اور وہ مہرشی بھی کوئی ایسے ویسے نہین بلکہ جنکا احوال یون درج ہے کہ مہاراجہ جنک کے یہان تمام علما و فضلا کا عام جلسہ ہوا جسمین سب سے اعلی رتبہ و مرتبہ انہین یاجنیہ ولکیہ مہاراج کا مانا گیا۔ اب بتلائیے کیا وہ مہرشی دیانند کے برابر بھی لیاقت نہ رکھتے تھے یعنے وہ اس راز سے واقف نہ تھے کہ ویدون مین مرد کی ایک شادی سے زاید کرنا منع ہے۔ ہان ہان خوب یاد آیا آپ نے تو دیانند کو ان سب مہرشیون سے بھی بڑھ کر سمجھ رکھا ہے کیونکہ وہ تو دو بیوی رکھتے تھے مگر سوامی جی بال برہم چاری ہوئے ہین۔

ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہین کہ ویدون وغیرہ مین ایسی بات کہین نہین کہ مرد کی دوبارہ شادی نہ ہو بلکہ یہ محض سوامی جی کی شخصی راے ہے اور وہ بھی اسوجہ سے کہ انہون نے فی زمانہ دیکھا کہ اہل یوروپ مین جو یہ رواج ہے کہ مرد ایک عورت

کی موجودگی مین دوسری شادی نہین کرسکتا تو اونہون نے ان انگریز صاحبان پر بھی اپنے قوم کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے یہ ظاہر کیا کہ واہ! تم تو ایک عورت کی زندگی مین دوسری سے شادی نہین کرتے لیکن مرنے پر تو آخر کر بیٹھتے ہو۔ یہان دیکھو ہمارے قدیم آریون کی کیسی سچی اور پاک شایستگی پائی جاتی ہے کہ مرد کسی حالت مین بھی دوسری شادی کا مجاز نہین رکھتا یعنے اگر اس کی عورت مر بھی جاوے تو تاہم بھی وہ تمام زندگی دوسری کسی عورت سے تعلق نہ کرے گا۔ البتہ اگر اولاد کی خاص ضرورت ہو تو نیوگ کر کے اولاد حاصل کر لینا اور بات ہی۔ وغیرہ۔

ناظرین! سوامی جی کو یہ خیال نہ آیا کہ ایسے دھوکہ دھڑی سے کبھی دنیا مین کوئی مذہب یا قوم کامیاب نہین ہوا کرتا۔ سچائی کا سچے دل سے اظہار کرتا دشمن کو بھی اپنا بنا لیتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی قوم کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے دنیا کے علماء و فضلاء کے بھی آنکھون مین دھول ڈالنا چاہین تو یہ پول کب تک بغیر کھلے رہ سکتی ہے۔

ناظرین! سوامی جی نے اور ان کے سنسکرت دان چیلون نے کافی کوشش اس بات کی کری ہے کہ دنیا کے آنکھون پر پردہ ڈال کر اپنے تئین سب سے بڑہ کر ثابت کر دکھلا دین اسی لئے ای مسلمان عیسائی صاحبو! ہم آپ کو ہوشیار کئے دیتے ہین کہ اگر آپ چاہتے ہو کہ حقیقت حال سے واقفیت حاصل کرین تو سنسکرت علم حاصل کرو اور پھر دیا نندی ہوائی قلعہ آپ کے پھونک سے ہی اوڑ جاے گا۔

ناظرین! اگر آریہ صاحبان کا یہ خیال ہو کہ نہین سوامی جی کی رائے شاسترون سے خلاف نہین ہے تو ہم چیلنج کرتے ہین کہ وہ چارویدون اور منوسمرتی مین سے اس فقرہ کے مترادف عبارت نکال کر دکھلا دین کہ :- **مرد کی دوبارہ شادی نہ ہو** اور جو صاحب اپنے اس دھن مین کامیاب ہو جاینگے اُن کو ہم مبلغ دوسو روپیہ انعام دینے کو تیار رہین۔ (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳، حصہ اول۔)

نمبر ۹

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵ اسطر ۱ پر وید کے دو منترون سے نیوگ ثابت کرتے ہین - اور شانتی پنڈت جوالا پرشاد صاحب ان منترون کے اپنی تفسیر مین ظاہر کرتے ہین کہ یہان نیوگ کا ذکر نہین ہے - ہمارا خیال یہ ہے کہ ویدون مین اگرچہ نیوگ تو ضرور ہی لیکن وہ صرف منو کا نیوگ ہے - دیانندی نیوگ کے موافق کوئی حوالہ نہین مل سکتا - لیکن ہمین یہ تعجب ہوتا ہے کہ جن حوالہ جات مین نیوگ نہین بلکہ کوئی اور مضمون چل رہا ہے اُن حوالہ جات کو سوامی جی نہ معلوم کیون اس مضمون کی تائید مین پیش کر رہے ہین - سوامی جی کے پیش کردہ ان دو منترون مین سے اول مین تو صرف ایک جملہ (بیوہ اپنے دیور کو بلاتی ہے) ایسا آیا ہے کہ جس سے کسی طرح کھینچ تان کر کے نیوگ کے معنے نکال لئے جادین تو کوئی ہماری اعتراض نہین مگر دوسرے منتر سے تو نیوگ وغیرہ ہرگز بھی نہین ثابت ہوتا - سنئے وہ منتر معہ ترجمہ سوامی دیانند مہاراج یون ہے :-

उदीर्ष्व नार्यभि जीव लोकं गतासुमुप शेष एहि हस्त ग्रा-भस दिधिषोस्तवेदं पत्युर्जनित्वमभिसंबभूथ ॥ ऋ० मं० १० सू० १८ मं० ८ ॥

(سوامی جی کا ترجمہ) - اے بیوہ عورت تو اس مرے ہوئے خاوند کی امید چھوڑ کر باقی مردون مین سے دوسرے زندہ خاوند کو حاصل کر اور اسبات کا خیال اور یقین رکھ کہ اگر تجھ بیوہ کے دوبارہ ہتھ لیوا لینے والے نیوگ کرنے والے خاوند

ست. حالانکہ بیوہ اپنے دیور کو بلاتی ہے محض اس فقرہ سے نیوگ وغیرہ نہین ثابت ہوتا - بلکہ ایسا مطلب نکالنے والے صاحبان کیسے نیک خیالات رکھنے والے ہین اسبات کو منصف مزاج صاحبان غور کرین - معلوم نہین وہ بیوہ اپنے دیور کو کس غرض سے بلاتی ہے شاید خانہ داری کے صلاح مشورہ کے لئے بلاتی ہو لیکن آریون کو تو یہی سوجھتا ہے کہ وہ ناجائز . . . کامون کے لئے ہی بلاتی ہے -

کے تعلق کے لئے نیوگ ہوگا تو یہ پیدا شدہ بچہ اوس نیوگ کرنیوالے خاوند کا ہوگا اور اگر تو اپنے لئے نیوگ کرے گی تو یہ اولاد تیری ہوگی اسی طرح یقین رکھ اور نیوگ کرنیوالا مرد بھی اسی اصول کی پابندی کرے۔

ناظرین! اس سوامی جی کے ارتھ مین کہین خاک بھی پتہ نہین ملتا کہ منتر کے کس لفظ سے کیا معنے لئے گئے ہین جیسا کہ اوپر کی لکیر شدہ عبارت سے ظاہر ہوگا جو الفاظ منتر سے زاید ہے۔ اب ہم پنڈت جوالا پرشاد صاحب کے جواب مین بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۷۱ پر کیا ہے نقل کرتے ہین۔ چنانچہ پنڈت تلسی رام جی کا ترجمہ اس منتر پر یون ہے۔
”(नारि) ای عورت (एतं गतासुम उपशेषे) تو اس مُردہ کے نزدیک سوتی ہے (एहि) آ (जीव लोकम अभि) زندہ دنیا مین (तव हस्त ग्राभस्य दिधिषोः पत्युः) تیرا ہاتھ پکڑنے والے دوسرے خاوند کی (जनित्वम अभि संबभूथ) بیوی ہونے کو نیم (قواعد یا شرائط) قبول کر۔“ اسپر سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے اپنے تمر بھاسکر صفحہ ۱۷۱ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ جس حالت مین شمشان پر اُس بیوہ کے خاوند کا مُردہ ایک طرف پڑا ہوا ہے تو ایسے وقت پر اس غمگین بیچاری بیوہ سے ایسا کہا جاوے تو یہ کیسی واہیات بات ہوگی وغیرہ۔

ناظرین! اگر ہم پنڈت تلسی رام صاحب کا مذکورہ بالا ترجمہ ہی صحیح تسلیم کرلیوین تو تاہم بھی یہ سوال بدستور قایم رہ جاتا ہے کہ نیوگ کا تو اس مین کہین نام ونشان بھی نہ آیا۔ ”لفظ دوسرے خاوند“ کے آنے سے گرو چیلے دونون نیوگ لے دوڑے ۔ اجی مہاراج اس معنے سے تو دوسرا خاوند یعنے عقد ثانی کرنے کی اجازت ثابت ہوتی ہو جو کہ اسلام کے بھی اصولون کے موافق ہے۔ بیوہ اور رنڈوا کی دوسری شادی اس وید منتر کے حوالہ سے کیجئے بہت عمدہ بات ہے۔ لیکن نیوگ جس کا یہان ذکر نہین اور جو نہ صرف حسب قول منو مہاراج حیوانی کام ہے بلکہ جو کسی طرح شایستہ قومون کے لئے موزون نہین ہے اوس کا پیچھا چھوڑ دیجئے۔

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب نے اس اوپر کے ترجمہ مین ایک لفظ منتر کا उदीर्ष्व (= اوٹھ) فضول سمجھہ کر اوس کا ارتھ نہین شامل کیا اور دوسرے لفظ इदं (= یہ) کو فضول سمجھکر اوسے بھی نکال باہر کیا لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اس کاٹ چھانٹ پر بھی تو نیوگ اس سے ثابت نہ ہوا۔

ناظرین! اس منتر مین ایک لفظ दिधिषु آیا ہے جس کے معنے پر سناتنی اور آریہ پنڈتون کا جنگ ہو رہا ہے۔ سناتنی معزز مفسر وید سائن نے اس لفظ کے معنے गर्भस्य निधातुः یعنے حمل قایم کرنے والا کیا ہے اور پنڈت تلسی رام صاحب فرماتے ہین کہ سنسکرت لغات مین اس لفظ کے معنے دوسرا خاوند لکھا ہوا ہے۔ پس ہم پنڈت صاحب کی بات تسلیم کرتے ہوئے سوامی دیانند کے ہی انوی (ترتیب الفاظ) کو قایم رکھہ کر اس منتر کا لفظی ترجمہ ذیل مین پیش کرتے ہین۔

उदीर्ष्व नारि अभिजीवलोकं गतासुम् एतम् शेषे उपेहि हस्तग्राभस्य दिधिषोः तव इदं पत्युः जनित्वम् अभि संबभूथ ॥

ارتھ:۔ (۱) اے عورت (۲) اس (۳) گزرے ہوئے (۴) (کے سوای) باقیون (۵) زندہ لوگون (مین سے کسی کو) حاصل کر (۷) اوٹھ (۸) ہاتھ پکڑنے والا (۹) تیرا (۱۰+۱۱) (جو) ویدہی شوہر خاوند (ہوگا اس کی) (۱۲) یہ (۱۳) اولاد (۱۴) ہوگی۔

ناظرین! اس لفظی ترجمہ سے بھی بدہوا بواہ (بیوہ کی عقد ثانی) ثابت ہوتی ہے۔ لیکن نیوگ کا تو کہین نام و نشان بھی نہین۔ پس کیا یہ سوامی جی کی زیادتی نہین ہے کہ جبکہ بیوہ کی دوسری شادی وید سے ثابت ہو رہی ہے تو اسکی تو سخت مخالفت کر رہے ہین مگر نیوگ کی ہی ہانکے جاتے ہین۔

ناظرین! اس منتر مین نیوگ کا ذرہ بھی ذکر نہین لیکن اگر کوئی متعصب آریہ صاحب کو دعوی ہو تو ہم ان کو چیلنج کرتے ہین کہ وہ اس منتر کے الفاظ کے لفظی معنی سے

نیوگ کا مسئلہ ثابت کرین - جو صاحب اس کوشش مین کامیاب ہون گے انکو ہم مبلغ **دوسو روپیہ انعام دینے کو تیار ہین** (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳۰۷ حصہ اول) -

اس سلسلہ مین بحث کرتے ہوئے پنڈت تلسی رام صاحب کئی سمرتی وغیرہ کے چند حوالہ جات بیوہ کی عقد ثانی کے متعلق درج کرکے آخر مین یہ فراقیہ فقرہ لکھتے ہین ”اگرچہ ہم پُرانون کے مانندان سمرتیون کے بھی چار یعنے عیاشی اور حرامکاری پھیلانے والے اصول کو نہین مانتے لیکن آپ کو آئینہ دکھلانے کے لئے ان کو ہم نے نقل کردیا ہے“

شریمان پنڈت تلسی رام جی مہاراج! آپ کو اگر بیوہ کی عقد ثانی کا اصول عیاشی اور حرامکاری نظر آتا ہے تو دیانندی نیوگ کا آئینہ سامنے رکھکر خوشی اور آنند منایئے جس مین آپ کو -

(۱) ایک کے مرنے پر دس تیار نظر آدین گے -

(۲) جس کی بیوی حاملہ ہو اور اوس سے نہ رہا جاوے تو وہ کسی کی بیوہ کو حاملہ کرتا نظر آوے گا -

(۳) کسی عورت کا خاوند تکلیف دہندہ ہو تو وہ دوسرے کسی سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرتی ہوئی اور وہ اولادین اوسی کمبخت شادی شدہ خاوند کے گلے مڑھتی ہوئی نظر آویگی -

(۴) کوئی مرد بیمار پڑجاوے تو اُس کی بیوی (اوس کے چھاتی پر کودو دلتی ہوئی) کسی سے نیوگ کرتی نظر آویگی - وغیرہ وغیرہ -

کہئے مہاراج! یہ سب تو عیاشی اور حرامکاری نہین ہے - اجی حضرت! آپ کو تعصب نے اسقدر کیون جکڑ لیا ہے - ہم نے سُنا ہے کہ اب (اس ۱۹۱۵ء سے) آپ نے مسئلہ نیوگ پر شاستراتھ (مناظرہ) کرنا بھی بند کردیا ہے شاید اسوجہ سے کہ کہین آپ کو اوپر کا آئینہ دیکھنے کے لئے مجبور ہونا پڑا - لیکن کیا

پھر بھی کیا اس مسئلہ پر سوامی دیانند کی ہان مین ہان ملاتے ہی چلے جائینگے ؟ - خیر آپ کی مرضی -

نمبر ۱۰

سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۱ سطر ۲۲ پر یون تحریر فرماتے ہین :-

"(۱۳۲) اگر کسی کا چھوٹا بھائی ہی نہ ہو تو بیوہ نیوگ کس کے ساتھ کرے -

(جواب) دیور کے ساتھ - لیکن دیور لفظ کے معنے جیسے تم سمجھتے ہو ویسے نہین دیکھو -

देवरः कस्माद् द्वितीयः वर उच्यते ॥ नि० अ० ३ खं० १५॥

دیور اُس کو کہتے ہین کہ جو بیوہ کا دوسرا خاوند ہوتا ہے چاہے چھوٹا بھائی یا بڑا بھائی یا اپنے ورن یا اپنے سے افضل ورن والا ہو جس سے نیوگ کرے اوسی کا نام دیور ہے"

ناظرین! لفظ देवर دیور عام ہندون مین آجکل بھی خاوند کے چھوٹے بھائی کو کہا جاتا ہے - یہ سنسکرت لفظ ہے اور سنسکرت کی تمام کتابون مین یہ لفظ یہی معنے ظاہر کرتا ہے - اور جو یہان پر سوامی جی نے نروکت کا حوالہ پیش کیا ہے پس نہ تو یہ حوالہ پورا نقل کیا گیا ہے نہ یہ پتہ ہے کہ وہان پر مضمون زیر بحث کیا ہے اس کے علاوہ سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب اس کو پرکشپت یعنے ناجایز ظاہر کررہے ہین - لیکن اگر ہم ان تمام باتون کو نظرانداز کر دیوین اور سوامی جی کی ہی بات مان لیوین کہ اوپر کے حوالہ سے یہ ثابت ہے کہ لفظ دیور کے معنے دوسرے خاوند کے ہین تاہم بھی اس کے صرف یہ معنے ہونگے کہ جب کسی شخص کے مرجانے پر اوسکا بھائی اپنے مرحوم بھائی کے لاولد ہونے پر محض اولاد کی خاطر منو کے ہدایت کے مطابق نیوگ کرتا ہے تو اوسوقت وہ دیور (اس بیوہ کے مرحوم خاوند کا چھوٹا بھائی) خاص وقت سے خاص وقت تک کے لئے گویا اوس کا دوسرا خاوند سمجھا جاسکتا ہے

اس مطلب سے دیور کے معنے دوسرا خاوند بھی کیا گیا ایسا ممکن ہے۔ لیکن اگر سوامی جی کی یہ منشا ہے کہ نہیں۔ دیور لفظ خاوند کے بھائی کا مطلب ہرگز نہیں دیتا بلکہ یہ لفظ نیوگ والے خاوند کے لئے ہی مخصوص ہے جیسا کہ ان کی مذکورہ بالا تحریر سے ظاہر ہوتا ہے تو یہ ان کی سخت غلطی ہے کیونکہ یہ بات منو کے بالکل ہی خلاف ہے۔ کیا منو مہاراج سوامی جی کی پیش کردہ نروکت کے حوالہ سے ناواقف تھے۔ ہاں اُن کے زمانہ مین تو یہ نروکت کی کتاب ہی تصنیف نہ ہوئی ہوگی۔ چنانچہ سوامی جی کی یہ بات منوسمرتی تیسری ادھیار کے شلوک ۵۵ سے رد ہو جاتی ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

पितृभिर्भ्रातृभिश्चैताः पतिभिर्देवरैस्तथा ।
पूज्या भूषयितव्याश्च बहुकल्याणमीप्सुभिः ॥
मनु० ३।५५"

اس شلوک کا ترجمہ خود سوامی جی کا کیا ہوا اُردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۴ سطر اول پر یون درج ہے:-

"باپ بھائی خاوند اور **دیور** ان کی عزت کرین اور زیور وغیرہ سے خوش رکھین جن کو بہت بہتری کی خواہش ہو وہ ایسا کرین"

ناظرین! اب آپ آریہ صاحبان سے دریافت کرین کہ وہ یہان پر دیور سے خاوند کا بھائی ہی مراد لیوینگے۔ یا مجوزہ نیوگ والا خاوند یہان بھی آ کودیگا۔ ہم تو سمجھتے ہین کہ باپ بھائی خاوند کے ساتھ دیور لفظ آنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اوس کے گھر والون مین سے ہی کسی کی جانب اشارہ ہے۔ کیونکہ اگر نیوگ والے مجوزہ خاوند سے مراد ہوتی تو اس طرح کی عبارت مین نہ درج ہوتا۔

اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہین کہ خود سوامی جی نے لفظ دیور کے معنے خاوند کے چھوٹے بھائی کے کئے ہین جیسا کہ آگے بھی آویگا اور جسے مین اقتباس سے بھی ظاہر ہے۔

("دیور یشو) - تیرے بھائی جو تیرے دیور اور جیٹھ یا چھوٹے ہین - راز سنسکار بدہی صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۹-۲۰)

آگے سوامی جی نے ایک منتر ०५८८४ اتھرب وید کا پیش کیا ہے جس مین

صرف ایک متنازعہ فیہ لفظ देवकामा - دیور کی خواہش والی ہے - پس اگر لفظ دیور کے معنے سوامی جی کی منشار کے مطابق دوسرا نیوگ والا خاوند ثابت ہوجاوے تو اس حوالہ سے نیوگ ثابت ہے ورنہ نہین۔

نمبر ۱۱

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۲ سطر ۲ پر یون فرماتے ہین :-

तामनेन विधानेन निजो विन्देत देवरः ॥ मनु० ९/६९

(ترجمہ) جو باکرہ عورت بیوہ ہوجاے تو خاوند کا حقیقی چھوٹا بھائی (دیور) بھی اس سے بیاہ کرسکتا ہے۔

نوٹ - اب یہان پر تو سوامی جی نے خود ہی لفظ دیور کے معنے حقیقی چھوٹا بھائی کردیا - واہ پھر اسقدر اختلاف کرنے کی کیون ضرورت پڑگئی - کیا سوامی جی محض عالمان سنسکرت کو چڑہانے کے لئے کبھی کبھی کچھہ اولٹے سیدہے معنے کردیا کرتے ہین ناظرین! سوامی جی نے معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی قسم کھائی ہے کہ جان بوجھ کر حوالہ جات کے غلط معنی مطلب ظاہر کیا کرین گے - جن شلوکون یا منترون مین بیوہ کی عقد ثانی یا کسی اور بات کا ذکر ہے ان سے تو سوامی جی نیوگ نکال رہے ہین لیکن اب اس اوپر کے منو ۹/۶۹ شلوک مین نیوگ کا ذکر موجود ہے تو سوامی جی اس سے بیاہ یعنے شادی کرا رہے ہین - کیسے افسوس اور تعجب کی بات ہے -

اے متعصب آریہ سماجیو! آپ اندہے کی لکڑی چھوڑدو - جس کو رشی مہرشی وغیرہ سب کچھہ سمجھہ بیٹھے ہو وہ آپ کو بڑے زبردست گمراہی مین ڈال گیا ہے کہ قدم قدم پر ٹھوکرین کھانی پڑین گی تاوقتیکہ ان تحریرات سے انکاری نہ بن جاؤ - یا انہین منسوخ نہ کرادو - خیر - آپ سمجھانے سے تو مانینگے نہین لیکن ہم سچ کہتے ہین بلکہ چیلنج کرتے ہین کہ آپ یا آپ کے تمام سنسکرت دان پنڈت صاحبان منوسمرتی کے اس شلوک و اس سے ایک آگے و ایک پیچھے کا بھی شامل کر کے یعنے منوسمرتی نوین ادھیا

کے ۶۸-۶۹-۷۰ شلوکون مین بیاہ یعنے شادی کا بیان اگر ثابت کر دیوین تو ہم آپ کو مبلغ دو سو روپیہ انعام دینے کو مستعد ہین۔ (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳۰۷ حصہ اول

ناظرین! یہان پر نیوگ کا ذکر ہو رہا ہے۔ منو مہاراج یہ فرما رہے ہین کہ جس لڑکی کا پختہ وعدہ شادی یعنے سگائی ہو گیا ہو مگر شادی نہ ہوئی ہو کہ اوس کا وہ مجوزہ خاوند مر جاوے تو ایسی صورت مین اُس لڑکی کی نہ تو کسی دوسرے سے شادی کیجاوے اور نہ وہ بیچاری دیانندی نیوگ کی آزادی کے مطابق دس گیارہ مردون سے نیوگ ہی کرنے پاوے بلکہ صرف یہ ہو کہ اوس مجوزہ خاوند کا چھوٹا بھائی اُس معصوم باکرہ عورت کے پاس بعد فراغت حیض جا کر صرف ایک اولاد پیدا کر دیوے تاکہ اُس کے مرحوم مجوزہ خاوند کا خاندان قایم ہو جاوے اور وہ بیچاری تمام زندگی اوس کا نام لیکر اپنے قسمت کو یا منو مہاراج کے اس نہایت درجہ کے ظلم کو جھینکا کرے۔ (ان شلوکونکا ترجمہ ہم اوپر درج کر چکے ہین۔)

لیکن سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کو ایسی معصوم باکرہ عورتون پر رحم آگیا اس خیال سے کہ جن کی شادی بھی نہین ہوئی محض سگائی ہوئی ہے تو ان کو دوسری شادی کی اجازت دینا چاہیے۔ اور واقعی یہ ایک ایسی بات ہے کہ ہر ایک انسان کے دل مین رحم و ترس آجاوے گا پھر سوامی جی تو سنیاسی تھے ان کو بھلا کیون نہ رحم آتا (اور معلوم نہین کہ منو مہاراج کیسے ظالم مزاج رہے ہونگے جنکو ذرہ بھی درد نہ ہوا) غرضیکہ سوامی جی نے کیا تو اپنے رحم دلی کا اظہار کہ اس حوالہ سے باکرہ کی شادی اوس کے دیور ہی کے ساتھ کرادیوین لیکن اگر منو مہاراج کی ایسی منشا نہین ہے اور نہ وہ اس شلوک مین سوامی جی کی راے کے موافق کہہ رہے ہین تو کیا یہ غلطی نہین ہے کہ زبردستی ایک بات منو سمرتی کے حوالہ سے ثابت کیجاوے جو اس کے خلاف ہو۔

پنڈت تلسی رام صاحب نے بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۶۳ پر اس شلوک کے متعلق

سناتنی پنڈت کے اعتراض کے جواب مین اس شلوک کو پورا لکھہ کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس مین سگائی کا ذکر نہین ہے پورا شلوک یون ہے :-

यस्या म्रयेत कन्याया वाचा सत्ये कृते पति: ।
तामनेन बिधानेन निजो विन्देत देवर: ॥
मनु० ९/६९ ॥

اس میں متنازعہ فیہ الفاظ वाचा सत्ये कृते ہین - ان کے لفظی معنے یون ہوتے ہین - (۱) بات یا گفتگو سے (۲) سچ (۳) کردینے پر -

اب ناظرین! خود سوچ لیوین کہ اس سے سگائی ثابت ہوتی ہے یا شادی ہم کہتے ہین کہ کیا منو مہاراج کو لفظ شادی (بواہ) معلوم نہ تھا یا کوئی دوسرا لفظ شادی کے مترادف وہ نہ لکھہ سکتے تھے - اس کے علاوہ اگر بالفرض ہم یہ تسلیم بھی کرلیوین کہ شادی شدہ باکرہ عورت سے ہی مراد ہے تاہم بھی سوال تو بدستور جیون کا تیون قایم رہ جاتا ہے کہ اس شلوک و اس سے اگلے پچھلون مین نیوگ کا ذکر ہے سوامی جی بیاہ کسطرح کرار ہے ہین - بس یہی سوامی جی کی زیادتی اور مغالطہ دہی ہے کہ غیر مضمون کا حوالہ غیر مضمون مین لا پٹکتے ہین

ناظرین! اس مضمون پر بحث کرتے ہوئے پنڈت تلسی رام صاحب نے جھنجھلا کر ایک ریمارک بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۴۳ پر پاس کیا ہے اُسے آپ کی دلچسپی کے لئے ہم ذیل مین نقل کئے دیتے ہین بریکٹ ہمارے ہین :-

" بات یہ ہے کہ جسطرح ویدون کو چھوڑ کر باقی تمام کتابین مرتک شرادہ (مُردون کے نام پر شرادہ کرنا) سے خالی نہین ہین (اور شاید وید بھی خالی نہ ہون) ایسطور پر وید اور پرانی وئی سمرتیان - پُران - اپ پُران وغیرہ کوئی مشہور و معروف گرنتھ نیوگ سے خالی نہین (لیکن ہم دعوے سے کہتے ہین کہ دیانندی نیوگ - نہ رہا جاے تو کیا کرے - نیوگ کرے وغیرہ - سے بیشک سب خالی ہین -) اس بارہ مین سب طرف سے آپکا ہی پردہ فاش ہوگا (اجی مہاراج اوہ سابق بزرگ جن کا پردہ فاش کرنے پر آپ کمر

کہنے کو مستعد ہو لے جاتے ہین صرف سناتنی لوگون کے ہی نہین بلکہ اُن سے زیادہ آپ کے معززین ہین۔ ہان یہ دوسری بات ہے کہ چاہے میری دو نون پھوٹمین مگر تیری تو ایک ضرور پھوڑ کر رہونگا)۔ آپ یہ نہ سمجھین کہ اس کا دُنیا مین فی زمانہ رواج نہ ہونے اور اس کو شرم کی بات ماننے سے آپ ہمیشہ نیوگ کو ہی سامنے رکھکر جیت جائین گے (شاباش! بے شرم ہون تو ایسے ہون۔

اجی حضرت! آپ او نہین کیون جیتنے دین گے۔ وہ ایک کہے تو آپ چار سنائین کہین تعصب کا بُرقع پہنے والے بے شرم صاحبان بھی کبھی ہار سکتے ہین) جتنا ہی آپ آجکل اس کو شرمناک وغیرہ کہین گے او تنا ہی زمانہ قدیم کے بے شرمی کے واقعات پُرانون وغیرہ تک سے بھی دیکھلایا جاویگا (تو پھر کس کا بگڑے گا مہاراج ادھمکاتے کیا ہو۔ اپنی سی کر نہ چلو۔ کیا اسی کا نام معقول پسندی ہوا کرتا ہے۔ واہ یہ تو خوب دھمکی ہے۔ تو مجھے کانا کہے گا تو مین تجھے اندھا کہہ ڈالون گا۔ واہ کیا خوب۔

آریہ صاحبان ابھی آپ کی غلطیون کو ترک کرکے سچائی قبول کرنے کا نمونہ ہے۔ شاباش)۔ لیکن ہم یا سوامی جی پُرانون کے مانند میبھی چار یعنے عیاشی و حرامکاری والے نیوگون کے تائید کرنے والے نہین بلکہ وید ون شاسترون مین جیسا ذکر آیا ہے ویسے نیوگ کی تائید کرنے والے ہین (ٹھیک ہے! جب ہی تو گرو چیلے ملکر ایک حوالا بھی ویدون وغیرہ کا نہ ظاہر کر سکے جس کا یہ مطلب ہوتا کہ نہ رہا جاے تو نیوگ کرے۔ یا بیوی حاملہ ہو اور نہ رہا جاے تو کسی بیوہ کو اولاد بخشدیوے۔ وغیرہ) خسر کو آرام دینا اور بات ہے اور دیور کی کامنا (خواہش) کرنا اور بات ہے (جیسے دیور کی کامنا ویسے بھائی بہن اولاد وغیرہ کی کامنا۔ کہئے مہاراج اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگیا کہ وہ دیور کی خواہش محض دیانندی نیوگ کی ہی غرض سے کرتی ہے۔ کیون نہ ہو! اگر آریہ سماج کو ایسے ایسے تاویل و تشریح گڑھنے والے ملتے رہے تو کار طفلان تمام خواہد شد)

نمبر ۱۲

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۳ سطر ۴ پر یون تحریر فرماتے ہین:-

सोमः प्रथमो विविदे गन्धर्वो विविद उत्तरः। तृतीयो अ-
-ग्निष्टे पतिस्तुरीयस्ते मनुष्यजाः॥ ऋ० मं० १० सू० ८५ मं० ४०

(ترجمہ) اے عورت تجھہ کو جو تیرا پہلا خاوند ملتا ہے اُسکا نام کنوارپن وغیرہ اوصاف والا ہونے سے سوم ہے۔ جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا وہ گندھرب ایک عورت سے ہم بستری ہو چکنے سے گندھرب۔ جو دو کے پیچھے تیسرا خاوند ہوتا ہے وہ بہت حرارت رکھنے سے اگنی نام والا اور جو تیرے چوتھے سے لیکر گیارہوین تک نیوگ سے خاوند ہوتے ہین وے منش (انسان) نام سے موسوم ہوتے ہین۔

ناظرین! الکیر شدہ عبارت سوامی جی کی ہیچ ایزاد شدہ ہے۔ جسے نکال ڈالنے پر نہ تو اس حوالہ سے نیوگ ثابت ہوتا ہے اور نہ گیارہ تک کا شمار (دیانندی نیوگ) پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی متعصب آریہ سماجی صاحب کو یہ حوصلہ ہی کہ سوامی جی نے غلط نہ لکھا ہوگا تو ان کو ہم چیلنج کرتے ہین کہ اس منتر مین نیوگ یا اس کا مترادف کوئی لفظ ثابت کرین اور اس کوشش مین کامیاب ہونیوالے مہاشئے کو ہم **مبلغ دوسو روپیہ انعام** دینے کو مستعد ہین (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۳۰۷ حصہ اول ح)

ناظرین! اب اس منتر کا لفظی ارتھ سنئے۔

सोमः प्रथमः विविदे गन्धर्वः विविद उत्तरः।
तृतीयः अग्निः ते पतिः तुरीयः ते मनुष्यजाः॥

ارتھ:- (۱) پہلا (۲) سوم (۳) (تجھے) حاصل کرتا ہے (۴) پچھلا (اسکے بعد دوسرا) (۵) گندھرب (۶) حاصل کرتا ہے (۷) تیسرا (۸) اگنی (۹) تجھے (حاصل کرتا ہے) (۱۰) چوتھا (۱۱) تیرا (۱۲) خاوند (۱۳) انسان سے پیدا ہونے والا ہوتا ہے)

ناظرین! بتلائیے اب نیوگ کہاں کافور ہو گیا اور دو تین چار سے گیارہ تک نیوگ والے خاوند یہاں کہاں ہین البتہ سوم گندھرب اور اگنی الفاظ یہاں غور طلب ہین۔

پس سنسکرت علم ادب مین نئے خاص خاص دیوتاؤن کے نام ہین - سوم سے ہم چاند کا مُراد لے سکتے ہین - گندھرب کی روایت یہ ہے کہ دیوتاؤن کے راجا اندر کے یہان گانے بجانے مین مشتاق لوگون کی جو جماعت ہے وہ لوگ گندھرب کہلاتے ہین -
اگنی یعنے آگ (آتش) -

پس اگرچہ سناتنی صاحبان تو یون فرماتے ہین کہ کنواری لڑکی کو اس کے خاوند سے صحبت ہونے کے قبل یہ ہرسہ اپنی بیوی بنا چکتے ہین تب وہ پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر ہم آرین محاورہ مین اس مسئلہ کو ادا کرنا چاہین تو یون ہوگا کہ یہ ایک استعارہ ہے اور اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ لڑکی خاوند سے صحبت کرنے لایق (یعنے جوان) ہونے سے قبل ان تین درجون یا حالتون سے گزر لیتی ہے - نہایت بچپن مین سوم یعنے چاند کے مانند بڑھتی ہے (جسطرح چاند کی کلاین ۱۵ دنون تک بڑھتی رہا کرتی ہے) - پھر جب وہ کچھ سمجھدار ہوتی ہے تو گانا بجانا وغیرہ سیکھ کر (با قدرتا نوجوانی کی عمر مین آدار اور شعر کے عمدہ بن جانے پر) گویا گندھرب کی طاقت کو اپنے اندر جزب کرتی ہے -

بعدہ جب اوس مین آگ کے مانند حرارت یعنے جوانی کی تمام علامتین آجاتی ہین تب وہ انسان خاوند کے لایق ثابت ہوئی ہے -

ناظرین! ہماری یہ تاویل صحیح ہو یا غلط لیکن ہر حالت مین ماننا پڑے گا کہ سوامی جی کی رائے اس منتر سے بالکل برآمد نہین ہوتی - چنانچہ پنڈت جوالا پرشاد صاحب سناتنی نے یہ اعتراض کیا کہ یہ منتر تو شادی کے موقع کا ہے (بلکہ اس سے اگلا منتر بھی اونہون نے پیش کر دیا -) پس سوامی جی کا اسے نیوگ کے مضمون مین لا پٹکنا مغالطہ دہی نہین تو اور کیا ہے - اس کا جواب پنڈت تلسی رام صاحب بھاسکر پرکاس صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۰ پر یون تحریر فرماتے ہین :-

"..... ان دونون منترون کو ہم اگر آپ کے مانند شادی کے متعلق ہی تسلیم کرلیوین - نیوگ مین نہ مانین - تاہم بھی کیا باقی اور منترون اور بے شمار حوالہ جات سے

ثابت ہو جانے پر مسئلہ نیوگ کو آپ شاستر انا جایز کہہ سکتے ہین ؟"

پنڈت تلسی رام جی مہاراج ! کیا یہی آپ کی معقول پسندی اور سچائی کو قبول کرتے ہوئے غلطیون کا ترک کرنا ہے ۔ اگر آپ لاجواب ہوتے ہین تو نیک نیتی کے ساتھ ویدک پریس والون سے سفارش کیجئے کہ وہ آیندہ جب ستیارتھ پرکاش کو شایع کرین تو اس قدر عبارت کو منسوخ کردیوین ۔ اجی مہاراج ! کبھی ایک بات بھی تو دیانند کی (غلط ثابت ہو جانے پر) ترک کیا ہوتا کہ بھلا قسم کھانے کے لئے اپنے چوتھے نیم (قاعدہ) کا پابند کہلائے جا سکتے ۔ واہ یہ خوب جواب ہے کہ کیا ہوا ہزار مرتبہ ہم جیتے تھے ایک مرتبہ گئے تو اس سے کیا ہوا جاتا ہے :

اجی حضرت ! وہ کون سے آپ کے حوالہ جات ہین جن سے **دیانندی نیوگ** (منو کا نیوگ نہین) ثابت ہو سکا ہو ۔ اگر آپ کو اب بھی حوصلہ ہے کہ ویدون وغیرہ مین دیانندی نیوگ موجود ہے (= نہ رہا جائے تو نیوگ کرے ۔ غیر ذاتون سے بھی نیوگ کرے گیارہ خاوند تک نیوگ کے ذریعہ کرے وغیرہ) تو میدان مین قدم بڑھائے اور اس کتاب کی تردید کرکے انعام کے رقمین کھنا کھن گنائے ۔ سچ جانئے ہم بڑی خوشی سے وعدہ پورا کرنے کو مستعد ہون گے ۔

ناظرین ! اس بات کی شہادت مین کہ اس منتر مین آئے ہوئے سوم گندھرب اگنی سوامی جی کے مجوزہ نیوگ والے خاوند (یعنے انسان) نہین بلکہ دیوتاؤن سے ہی مراد ہے ہم پراشر سمرتی کا ایک شلوک ذیل مین پیش کئے دیتے ہین ۔

नापो मूत्र पुरीषाभ्यां नाग्निर्दहति कर्मणा ——॥
पूर्वं स्त्रियः सुरैर्भुक्ताः सोम गन्धर्व वह्निभिः।
भुञ्जते मानवाः पश्चान्न वा दुष्यन्ति कर्हिचित॥१९८०॥

اور اس کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب نے بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۵۹ سطر ۱۳ پر یون کیا ہے ۔

"پانی نجاست یا پیشاب سے ناپاک نہین ہوتی ۔ آگ جلانے سے ناپاک نہین ہوتی اور چونکہ عورتون کو اول سوم گندھرب اگنی دیوتا صحبت کر لیتے ہین

بعد مین انسان صحبت کرتے ہین اس لئے وے ناپاک نہین ہوتین۔

ناظرین! اب آپ آریہ صاحبان سے دریافت کرین کہ کیا اب بھی وہ ان سوم گندھرب اگنی کو دیوتا نہ سمجھہ کر حسب قول سوامی دیانند سرسوتی مہاراج نیوگ والے خاوندون کے خطاب ہی سمجھتے رہینگے۔

نمبر ۱۳

آگے سوامی جی اُردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۵ پر یون فرماتے ہین :-

"سوال ایکادش (=گیارہ) لفظ سے دس لڑکے اور گیارھوان خاوند کیون نہ گنین۔

جواب جو ایسا ترجمہ کروگے تو [illegible] (وغیرہ وغیرہ) ان وید کے حوالہ جات سے برخلاف معنی ہون گے کیونکہ تمہارے ترجمہ سے دوسرے خاوند کا کرنا ہی نہین ہوسکتا"

ناظرین! ہمین بڑا تعجب معلوم ہوتا ہے کہ سوامی جی یہان پر تو معترض کو ڈانٹ بتلا رہے ہین کہ اس [illegible] منتر کے لفظ ایکادشم एकादशम् سے دس لڑکے اور گیارہوان خاوند کا مراد لینا غلطی ہے لیکن سوامی جی نے اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۶ پر خود یہی معنے لکھے ہین :- "اس بیاہی عورت مین دس اولاد پیدا کر اور گیارہوان عورت کو مان - تو بھی ..... دس بچے پیدا کر اور گیارہوان خاوند کو سمجھہ"

ناظرین! اس منتر پر پوری چھان بین ہم نمبر ۵ مین اوپر صفحہ ۲۶۹ پر کر آئے ہین وہان ہی مفصل دیکھئے جہان سوامی جی کی اس منتر پر وہ تفسیر نقل کر دی گئی ہے جو سنسکار بدھی مین ہے اور جس مین نیوگ کا ذکر نہ ہونے کے باعث سوامی جی کے ہی الفاظ مین دس اولاد اور گیارہوان خاوند ثابت ہو رہا ہے۔

کہئے ناظرین! کیا اب بھی سوامی جی کی باتون کے آپس مین متضاد ہونے مین کچھہ شک ہے

نمبر ۱۴

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۳ سطر آخری و ۱۵۴ کے شروع مین یون تحریر فرماتے ہین۔

देवराद्वा सपिण्डाद्वा स्त्रिया सम्यङ् नियुक्तया।
प्रजेप्सिताधिगन्तव्या सन्तानस्य परिक्षये॥ मनु ९/५९

(ترجمہ) ... سپنڈ یعنی خاوند کی چھ پشتون مین خاوند کے چھوٹے یا بڑے بھائی یا اپنی ذات والے نیز اپنے سے اعلیٰ ذات والے مرد سے بیوہ عورت کا نیوگ ہونا چاہیے ......

ناظرین! یہ وہ ہی حوالہ ہے جس کو ہم اوپر کئی جگہ ظاہر کر چکے ہین - یہان اگر سوامی جی نے بھی لفظ دیور کے معنے چھوٹے یا بڑے بھائی ہی کر دیا - اور اوپر کی لکیر شدہ عبارت سوامی جی کی نج گرہنت ہے - اس شلوک مین منو مہاراج نیوگ کا دایرہ بہت تنگ اور محدود کر رہے ہین کہ وہ مرحوم خاوند کے خاندان ہی مین سے کسی کے ساتھ ہو اور اس سے خلاف کرنے کی ممانعت بھی منو نے کی ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین - لیکن سوامی جی کا کام یہان بھی کچھ بڑھائے بغیر نہ چلا -

ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اوپر کی لکیر شدہ عبارت اس شلوک کے کسی لفظ یا الفاظ کی مترادف نہین ہے - اور اگر کوئی صاحب اس کے خلاف ثابت کر سکین تو وہ ہم سے مبلغ **چار سو روپیہ انعام** حاصل کر سکتے ہین (بقیہ شرائط انعامی دیکھو صفحہ ۳۷ حصہ اول)

نمبر ۱۵

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴ سطر ۲۱ پر یون فرماتے ہین:-

"(۱۳۸) **سوال** - نیوگ مرے پیچھے ہی ہوتا ہے یا خاوند کے جیتے بھی -

جواب - جیتے بھی ہوتا ہے -

अन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मत्॥ ऋ० मं० १० सू० १०
मं० १०॥

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دیوے کہ "ای نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت! تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر"

کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہین ہو سکے گی تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیوے لیکن اُس بیاہے مہاشے خاوند کی خدمت مین کمربستہ رہے۔

ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ امراض مین مبتلا ہو کر تولد اولاد کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دیوے کہ اے مالک آپ تولد اولاد کی خواہش مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کیجیے"

ناظرین! سوامی جی کا بیوہ اور رنڈوا کا نیوگ ختم ہو چکا۔ اس کے متعلق جیسے کچھ حوالہ جات مین مغالطہ دہی اور چال بازی سے کام لیا گیا ہے اس بات کو آپ دیکھ ہی چکے ہین پس اب سوامی جی کا نامرد و مریض مرد کی زندگی مین اس کی بیوی کا یا اسکی مریضہ اور بانجھ ہونے پر اسکے خاوند کا نیوگ دیکھ چلئے اور اس بارہ مین کن حوالہ جات سے کس قدر صداقت کے ساتھ کام لیا جاتا ہے یہ بھی غور کیجئے گا۔

اوپر کا حوالہ ایک منتر کا ٹکڑہ ہی جو کہ رگ وید کے دسوین منڈل کے دسوین سوکت کا دسوان منتر ہے۔ اور یہ سوکت ویدون کے شائقین کے درمیان یم یمی سوکت نام سے مشہور ہے۔ اس ٹکڑہ کا لفظی ترجمہ یون ہو گا:-

अन्यम् इच्छस्व सुभगे पतिं मत् ॥ ऋ० १०।१०।१०

(۱) ای نیک عورت (۲) میرے (سوا) (۳) دوسرے کو (۴) خاوند (بنانے کی) (۵) خواہش کر۔ (یا میرے سوا دوسرے خاوند کی اچھا کر)

اگر ہم سوامی جی کا ارتھ (مذکورہ بالا لکیر شدہ) ہی تسلیم کر لیوین تو (ان کا حاشیہ یعنے آگے پیچھے کی عبارت کو نظر انداز کر دینے پر) اس حوالہ سے نیوگ مطلقاً نہین ثابت ہوتا۔ بلکہ طلاق ثابت ہو جاتا ہے۔ لیکن ناظرین کو معلوم ہو کہ یہان کچھ اور ہی بیان ہے۔ سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے تمر بھاسکر مین یہ اعتراض کیا کہ اگر سوامی جی اس منتر کو پورا لکھ دیتے تو قلعی کھل جاتی بس سارا نیوگ کافور

ہو جاتا - اسپر پنڈت تلسی رام صاحب اپنے بھاسکر پرکاش صفحہ ۲۶۷ سطر ۲۴ پر فرماتے ہین کہ "سارا منتر لکھنے سے بھی نیوگ اور نہین سکتا - اور تھوڑی دیر کے لئے ہم یہی مان لیوین کہ اس منتر سے نیوگ نہین نکلتا تب بھی سوامی جی کے یا ہمارے پیش کئے ہوئے دیگر حوالہ جات کے رہنے پر اور پُرانون مین نیوگون کی سیکڑون روایتین ہونے پر کیا کبھی آپ نیوگ کو اوڑا سکتے ہین ؟ ہرگز نہین"

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! اس طرح بات بنانے سے کام نہین چل سکتا - آپ کی اس دیباچہ سے ہی یہ جھلک نکلی پڑتی ہے کہ جو وِشٹرمان جی کو یقین نہین ہے کہ اس منتر کا پورا ارتھ پیش کئے جانے یا اس پورے سوکت کا وچار ہونے پر سوامی جی کا اس حوالہ سے نیوگ ثابت کرنا رد نہ ہو جاوے گا -

اجی حضرت! پُرانون کی بات تو پیچھے دیکھی جائیگی اور جیسے کچھ حوالہ جات آپ گرو چیلے صاحبان اس مسئلہ کی تائید مین پیش کر چکے ہین ان کی حقیقت تو ہمارے ناظرین دیکھ ہی چکے مگر آپ کو نیک نیتی کے ساتھ یہ چاہیے تھا کہ اگر اس حوالے سے نیوگ نہین ثابت ہوتا تو فضول باتین نہ بنا کر صاف طور پر تعصب کو ترک کر کے اقرار کر لیتے کہ سوامی جی سے یہان آکر غلطی ہو گئی ہے یا یہ کہ وہ جان بوجھ کر مغالطہ دے گئے ہین -

ناظرین! پنڈت صاحب جو پُرانون کے سیکڑون روایتون پر اشارہ کرتے ہین پس آپ کو معلوم ہو کہ سوا پانڈون کی نظیر کے اور کہین نیوگ کا تاریخی ثبوت نہین نظر آتا - سو اس (پانڈون کے متعلق) بارہ مین سناتنی صاحبان کئی طرح کی تاویلین پیش کرتے ہین -

آگے چلکر پنڈت صاحب نے اس منتر کو پورا لکھ کر ارتھ کر دیا ہے جو کہ یون ہے

आ घा ता गच्छानुत्तरा युगानि यत्र जामयः कृ-
-णवन्नजामि । उपबर्बृहि वृषभाय बाहुमन्यमि-
-च्छस्व सुभगे पतिं मत् ॥ ऋ० १०।१०।१०॥

अथर्ववेद १४। २। ३२" में भी "।.

ترجمہ :- آدین گے وہ اگلے زمانے جن مین جامی کرینگی اجامیون کے کام (یعنی کریگی وہ کام جو اسکے لئے نامناسب ہے) - پھیلا دُ تو اپنے بازون کو سیجن مین سمرتھ (یعنی جماع کی طاقت والے) مرد کے لئے - اے نیک عورت! میرے سوای دوسرے خاوند کی خواہش کر - جامی ایک نام ہے کم عقل یا ہم جنس کا "

ناظرین! سوامی جی کے پیش کردہ حصہ کا ترجمہ یہان صرف لکیر شدہ عبارت ہی ہیں اس ارتھ کو تسلیم کر لینے پر بھی نیوگ کا تو کہین نشان گمان بھی نہین ہان اس سے بھی طلاق کا مطلب البتہ نکل آتا ہے کیونکہ کوئی مرد اپنی عورت سے (حسب قول سوامی جی و پنڈت تلسی رام صاحب کے) یہ کہہ رہا ہے کہ تو میرے سوا (یعنے اب مجھہ سے طلاق حاصل کرنے کے بعد) کسی دوسرے خاوند کو حاصل کر - اس کے سوا اور کوئی ایسی بات سوامی جی کی تو اس منتر یا اس سے اگلے پچھلون مین بھی نہین پائی جاتی جس سے یہ ثابت ہو کہ خاوند نامرد ہو جانے پر اپنی بیوی کو اسطور پر مخاطب کرتا ہے وغیرہ -

اب پنڈت تلسی رام صاحب نے پورے منتر کا جوار تھ کیا ہے پس اب ان کے محاورہ مین ہم یون کہہ سکتے ہین کہ کوئی شخص بیماری کے باعث اولاد پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھنے پر اپنی منکوحہ بیوی سے یون مخاطب ہوتا ہے کہ " آدین گے وے زمانے جن مین جامی یعنی کم عقل عورتین کرین گی اجامیون یعنے عقلمند عورتون کے کام (یا ہم جنس کرینگی غیر ہم جنسون کے کام) اس لئے تو میرے سوا کسی دوسرے خاوند کی خواہش کر اور اس طاقت ور کے لئے بازون کو پھیلا دُ "

ناظرین! ذرا پنڈت صاحب سے دریافت کیجئے کہ کسی بیمار یا نامرد کا اپنی بیوی سے اپنی نامردی کی سچائی ظاہر کرتے ہوئے لکیر شدہ عبارت کہنے کی کیون ضرورت ہوئی -

شریمان پنڈت تلسی رام جی مہاراج! اس مریض یا نامرد بھلے آدمی کو بھی اس رگڑے جھگڑے سے کیا واسطہ اور سروکار ہے کہ آیندہ کم عقل عورتین کرین گی عقل

والیون کے کام یا ہم جنس کرینگی غیر ہم جنس والیون کے کام "

اجی مہاراج! وہ جو ایسا کرتی ہین ان کو کرنے دیجئے - وہ مریض یا نامرد کس لئے اپنی بیوی کو یہ سب سنا رہا ہے - اوسے تو صرف یہ حکم دینا تہا کہ تو کسی دوسرے مرد سے جاکر اولاد پیدا کرلے -

اجی حضرت! اس طرح باتین بنانے سے کام نہین چلا کرتا - کہین آفتاب بہی چھپانے چھپ سکتا ہے - اس سوکت مین صریحاً بھائی بہن کی گفتگو موجود ہے آپ ہزار کھینچ تان کرین مگر بے گناہ بھائی بہن کا جوڑہ اس کے خلاف نہین ثابت ہو سکتا -

ناظرین! ہم پورا مطلب اس سوکت کا ظاہر کرنے سے قبل پنڈت تلسی رام صاحب کی وہ تشریح ذیل مین نقل کرتے ہین جسکے ذریعہ وہ تمام دنیا کی آنکھون پر پٹی باندھنا چاہتے ہین :- وھو ہذا -

"اس مین شک نہین کہ اس سوکت مین یم یمی کی گفتگو ہے - اور یہ منتر یم کی طرف سے یمی کو جواب ہے - یم یمی کیا اشیا ہین اس بات کی بحث لازمی ہے - نگھنٹو ۱-۷ مین یمیا [illegible] نام رات کا ہے - نگھنٹو ۵-۵ مین یمی [illegible] نام ہے جس کی تمثیل مین اسی سوکت کا [illegible] (یہ اور درجہ) [illegible] - منتر نرکت ۱۱-۴۳ مین دیا ہے - اس لئے یہ سوکت رات دن کے گفتگو (کے استعارہ) سے یہ سکھلاتا ہے کہ غیر جنس عورتون مردون کی دوستی یا محبت نہین ہو سکتی پس ہم جنسون کی ہونی چاہئے - جسطرح رات تموگنی (ہونے کے باعث تاریک) اور دن روشن ہے (پس) اس لئے دونون آپس مین نہین ملتے - اگرچہ صبح شام کی سندھیا کے وقت مین رات دن سے ملنے کو آتی ہے تو اوس وقت غیر جنس رات سے ملنے مین دن ناقابل ہوتا ہے اور علحدہ ہوتا ہوا گویا (یون) کہتا ہے کہ تو کسی دوسرے سے مل سینچنے مین طاقت ور مرد کو حاصل کرنے مین اپنی روشنی تجھ (رات) مین قایم نہین کر سکتا "

ناظرین! اب حقیقت سنئے یہ سوکت یم یمی سوکت نام سے مشہور ہے اس مین جملہ ۱۴ منتر ہین - یہ روایت یون سمجھی جاتی ہے کہ یم اور یمی سورج دیوتا کے اولاد یعنے بھائی بہن ہین - یمی نے جوان ہو جانے پر اپنے بھائی یم سے درخواست کی کہ تو میرے ساتھ صحبت کرکے اولاد پیدا کر - لیکن یم نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ بہن کے ساتھ ایسا کرنا گناہ ہے اور مین گنہگار نہین بننا چاہتا - غرضیکہ کئی سوال و جواب ہوئے لیکن آخر کار یم اپنے ایمان کا سچّا ثابت ہوا اور یمی کی مراد نہ حاصل نہو سکی -

اس سوکت کے تفسیر مین ویدون کے مشہور مفسرساین آچاریہ نے کچھہ نمک مرچ بھی لگا دیا جس پر عالمان یوروپ نے اور بھی کچھہ گڑھنت کرکے ویدون کی تعلیم پر مضحکہ اوڑانا شروع کیا - چنانچہ اب آریہ پنڈتون کو اس بات کی ضرورت ہوئی کہ اس سوکت کے معنے مطلب کو آرین محاورہ مین تبدیل کیا جاوے چنانچہ اونہون نے یم سے دن اور یمی سے رات کو مراد لیا -

ناظرین! اگر ہم الفاظ کے سیدھے سادے معنے بھی قایم رکھین تو ہماری سمجھہ مین نہین آتا کہ اس سوکت مین کونسی ایسی بات ہو سکتی تھی جو کسی قسم کے تمسخر کا باعث ہو - ساین آچاریہ نے اگر کوئی بات اپنے طرف سے ملادی ہو تو اوس کا وہ خود ذمہ دار رہی - مگر اصلی منترون کے معنے کو مدنظر رکھ کر ہم یا یون سمجھہ سکتے ہین کہ کسی عورت نے جوانی کی شہوت سے اندھی ہو کر اپنے بھائی سے ہی ناجایز تعلق کرنا چاہا مگر اوس کا بھائی دھرماتما تھا اوس کے باتون مین نہ آیا - (اس سے بھی کوئی عیب نہین آتا -) یا آرین محاورہ مین بھی یون سمجھئے کہ اس سوکت مین تمام بنی نوع انسان کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ اگر کوئی عورت کبھی شہوت سے مغلوب ہونے کے باعث اپنے بھائی سے ناجایز تعلق کرنا بھی چاہے تو وہ ہوشیار رہے یعنے ایسے گناہ سے بچتا رہے - (عورت ہی کی جانب سے ایسے گناہ کی درخواست کیون ہو - اس لئے کہ مرد کی بہ نسبت عورت مین تموگن یعنے برائی ویدی نہ یادہ ہے) اور اگر ہم حسب قول پنڈت تلسی رام صاحب کے ہم جنس غیر جنس کا لحاظ رکھین تو یون

معنے ہو جائین گے کہ اگر کوئی فاحشہ بدچلن آوارہ عورت کسی نیک خصلت برہم چاری یا عابد مرد کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ اوس کے دم جھانسہ مین نہ آوے -

ناظرین! اس معمہ کو جنہون نے رات دن کے استعارہ مین تبدیل کردیا تو وہان یون سمجھا گیا کہ دن بھائی کے بجاے ہی اور رات بہن کے مانند ہے - اور دن مین جو روشنی وغیرہ خوبیان ہین ان پر (مانند خوبصورتی وغیرہ کے) رات نے فریفتہ ہوکر یہ چاہا کہ اگر دن سے مین مل سکون تو اوس کی چمک دمک کا کچھہ حصہ مجھے بھی حاصل ہو جاوے - (جسطرح عورت کو مرد کی منی حاصل ہوا کرتی ہے - پس استعارہ مین دن کی چمک دمک منی کے مانند تصور کی گئی ہے) چنانچہ رات (یمی) نے دن (یم) سے ایسی درخواست کی مگر دن نے اوسے جھڑک دیا کہ تو تاریکی مجسم (= گنہگار) ہے مین بھی تیری صحبت سے ان (تیری تاریکی وغیرہ) کو حاصل کرکے خراب ہو جاؤنگا -

ناظرین! ہم اگر یم یمی سے دن رات ہی تسلیم کرلیوین تاہم بھی سوامی جی اور پنڈت تلسی رام صاحب کی بات کوسون دور رہ جاتی ہے - کیونکہ پھر بھی تو یم یمی بھائی بہن ہی رہینگے - یعنے رات دن مین ویسا ہی رشتہ نظر آتا ہے جیسا بھائی بہن مین ہے (یعنے یہ کہ ان کا کبھی صحبت نہ ہو سکنا - اگرچہ صبح شام کے وقت آپس مین سلام بندگی ہو جانا) اوہان مین وہ تعلق ہرگز نہین دیکھا جاتا جو خاوند بیوی مین ہوا کرتا ہے (کیونکہ دن اور رات کبھی خاوند بیوی کے مانند مل ہی نہین سکتے - البتہ استعارون مین رات کا خاوند چاند مانا گیا ہے - کیونکہ ان دونون کا باہم ویسا ہی جوڑہ ہے جیسا میان بیوی کا -

ناظرین! پنڈت تلسی رام صاحب نے اپنی تشریح مزکورہ بالا مین جو رات دن کو آپس مین غیر جنس مان کر اپنے مطلب کو ادا کیا ہے پس ہم ان کی اسباتکو ہی تسلیم کرتے ہوئے ان سے یہ سوال کرتے ہین کہ اگر رات دن آپس مین غیر جنس ہین اور ان کی کبھی آپس مین صحبت بھی نہین ہو سکتی تو بھلا سوامی جی کی یہ بات

کیونکر اس سوکت سے ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو نیوگ کی اجازت دیتا ہے۔

پنڈت تلسی رام جی مہاراج! ذرہ بتلائیے تو سہی کہ اگر آپ یم یمی کو بھائی بہن کے بجائے خاوند بیوی مان رہے ہین تو پھر آپ کا انہین رات دن کے استعارہ مین تبدیل کرنا کون منصف مزاج عقلمند صاحب منظور کریں گے ؟۔ جبکہ رات دن کا باہم ویسا تعلق ہی نہین جیسا کہ خاوند بیوی مین ہوا کرتا ہے بلکہ ان کا بھائی بہن کے مانند تعلق تو ہر شخص مان سکتا ہے (یا رات کا چاند کے ساتھ میان بیوی کے مانند تعلق ماننا ٹھیک استعارہ ہے) تو پھر بھلا آپ کی ایسی باتین سراسر دھینگا دھینگی نہین تو اور کیا ہین۔

ناظرین! ان گرو چیلون کی اسلئے بھی بڑی بھاری شکست ہے کہ اس دسوین سے اگلے گیارہوین منترین صاف طور پر بھائی بہن کے مترادف الفاظ آئے ہین ۔ چونکہ یہ ایک بہت مشہور و معروف سوکت ہے اور اس کی جانچ پڑتال خاصکر اہل یورپ مین بہت زور شور کے ساتھ ہو رہی ہے اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہین کہ جملہ ۱۴ منترون (یعنے پورا سوکت) کو معہ ترجمہ ذیل مین درج کردیوین ۔ اگرچہ طوالت تو ہو گی مگر ہم اسکے لئے ناظرین سے معافی مانگتے ہین (اسکا گیارہوان اور بارہوان منتر نہایت غور طلب ہے جو اس دیانندی نیوگ کے مضبوط قلعہ کو چکنا چور کرکے گرا دیتا ہے کیونکہ نامرد خاوند اور اسکی بیوی کے بجائے وہان بھائی بہن الفاظ دئے ہوئے ہین) ۔

ناظرین! سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی تفسیر رگوید کے اس دسوین منڈل پر نہین ہے ۔ لیکن اس سوکت کی تفسیر پنڈت بھیم سین شرما صاحب ساکن اٹاوہ (سابق نہایت معزز اپدیشک و مناظر آریہ سماج) نے اپنے ماہواری رسالہ آریہ سدھانت مین شایع کیا تہا اور بعدہ اسے علحدہ ایک کتاب کی شکل مین بھی ۱۸۹۵ء مین شایع کرا دیا تہا۔ پس ہم انہین پنڈت صاحب کی تفسیر سے اختصار کے ساتھ

اس سوکت کا ترجمہ (معہ اپنے نوٹ) ذیل مین نقل کرتے ہین جس مین اونہون نے بھی یم یمی سے باوجود دن رات ماننے کے بھی بہائی بہن کا ہی رشتہ قایم رکھا ہے واضح ہو کہ اس سوکت کا ترجمہ پنڈت لیکھ رام صاحب آریہ مسافر نے بھی کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۲۱۱ کالم ۲ پر کیا ہے جس مین اونہون نے ایک عجیب رنگ چڑہانا چاہا ہے لیکن افسوس کہ مسافر صاحب نے اگر الفاظ منتر لکھ کر ان کے معنے درج کئے ہوتے (جو کہ وہ بوجہ سنسکرت نہ جاننے کے کرہی نہ سکتے تھے) تو ہمین اس تفسیر کی پڑتال کا بھی موقع مل جاتا اور اگر وہ الفاظ کے لفظی معنون کے لحاظ سے درست ہوتا تو ہم ضرور تسلیم کر لیتے۔ لیکن جس حالت مین کہ اونہون نے صرف اردو مین ایک منتر کا نمبر دیکر چند سطرین درج کر دی ہین تو جہان یہ پتہ نہین لگ سکتا کہ کس لفظ کا مترادف کون لفظ ہے وہان یہ بھی نہین سمجھہ مین آتا کہ منتر کے الفاظ سے زاید کسقدر عبارت مسافر صاحب کی اپنی ہے اور بس ہم کہہ سکتے ہین کہ ایسا ارتھ ویدون کے منترون پر کرنا نہ کرنا برابر ہے کیونکہ وہ محقق لوگون کو جانچ پڑتال کا موقع ہی نہین دے سکتے۔ لیکن تاہم اپنے نوٹون مین ہم مسافر صاحب کے کوشش کی بھی پڑتال کرتے جائینگے۔ ایک بات نہایت ہی غور طلب ہم ناظرین اور خاصکر ویدون کے دقیق مسایل کے جانچ پڑتال کرنے کے شایقین کے مزاق کے لئے یہان پر ظاہر کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے کہ آج تک اس بات کا فیصلہ ہی نہ ہو پایا کہ آیا ویدون کے ہر ایک سوکت پر جو دیوتا اور رشی لکھے رہا کرتے ہین ان سے کیا مراد ہے۔ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کا فیصلہ یہ ہے کہ دیوتا سے تو اوس مضمون سے مراد ہے جس کا اوس منتر مین بیان ہے اور رشی سے اُس عالم فاضل کی یادگاری ظاہر کی جاتی ہے جس نے سب سے قبل دنیا مین اوس منتر کے معنی مطلب کو سمجھہ کر اور لوگون کو بتلایا اور یورپ کے عالمان کا قول ہے کہ رشی وہ ہین جو ان منترون کے مصنف ہین۔

ناظرین! ہم اسبارہ مین اور تو اہی کچھہ نہین کہتے لیکن اس یم یمی سوکت کے

جملہ چودہ منتردن کے کون دیوتا ہین اور کون رشی ہین یہ بات ویدک پریس اجمیر کے چھپے ہوئے رگ وید مول صفحہ ۵۴۵ سطر ۲۶-۲۷ و اگلے صفحہ کی سطر اول سے ذیل مین نقل کئے دیتے ہین

رشی { "منتر نمبر ۱-۳-۵-۶-۷-۱۱-۱۳-کی رشی یمی لیبوسوتی -
منتر نمبر ۲-۴-۸-۹-۱۰-۱۲-۱۴ کا رشی یم بیوسوت -

دیوتا { منتر نمبر ۱-۳-۵-۶-۷-۱۱-۱۳-کا دیوتا یم بیوسوت -
منتر نمبر ۲-۴-۸-۹-۱۰-۱۲-۱۴ کی دیوتا یمی بیوسوتی -

اے شائقین وید! آپ کے سامنے یہ ایک معمہ رکھا جاتا ہے اگر آپ اس کا فیصلہ کرسکین تو بڑی زبردست بات حل ہوجاوے - اوپر کی تحریر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح دیوتا منتر کے مضمون کو کہا جاتا ہے اوسی طرح رشی بھی وہ ہی جو منتردن سے ہی کچھہ تعلق رکھتا ہے "

ہم دیکھتے ہین کہ اس سوکت مین جن منترون کو یمی کی جانب سے کہا گیا ہے ان کی رشی یمی خود ہی (بیوسوتی یمی کو اور بیوسوت یم کو اسوجہ سے کہا گیا کہ یہ دونون بیوسوت یعنے آفتاب کی اولادین ہین پس سنسکرت محاورہ مین والد کا نام یا گوتر جو کہ خاندان کا لقب ہوتا ہے ہر ایک نام کے ساتھہ رہا کرتا ہے) - اور جن منترون کو یم نے کہا ہے ان کا وہ خود ہی رشی ہے - پس اب ہم اس نتیجہ پر پہونچ رہے ہین کہ مخاطب کرنے والا رشی اور مخاطب علیہ دیوتا ہوا کرتا ہے (اور جگہ ہو یا نہ ہو لیکن اس سوکت مین تو ہم صریحًا یہی بات دیکھہ رہے ہین) -

مثلاً منتر نمبر ۵-۶-۷ یمی کی جانب سے ہے اور ان منترون کی یمی رشی ہی اور یم ان کا دیوتا ہے اور منتر نمبر ۷ مین یم یمی الفاظ بھی صاف طور پر آئے ہین -

ناظرین! اس رشی دیوتا کے مضمون نے جہان اس سوکت کی وہ مشکلات رفع کردین جو متعصب صاحبان ناحق پیدا کر رہے ہین (جن مین سے کتنے یم یمی کے

خود سے ہی انکاری بن رہے ہین) وہان پنڈت لیکھرام صاحب آریہ مسافر
نے توبنے بنائے قلعہ کو بالکل ہی مسمار کرڈالا - اب ہم ذیل مین اس سوکت
کے منترون کو مع معنی تحریر کرتے ہین -

ओचित् सखायं सख्या ववृत्यां तिरः पुरूचि-
-दर्णवं जगन्वान्। पितुर्नपातमादधीत वेधा
अधि क्षमि प्रतरं दीध्यानः॥१॥

ओचित् सखायं सख्या ववृत्याम् तिरः
पुरूचित् अर्णवं जगन्वान्। पितुः नपातम
आदधीत वेधाः अधि क्षमि प्रतरं दीध्यानः॥

ترجمہ - (یمی کہتی ہے) (۱) ای یم (ادہر مخاطب ہو) (۲) (مین) بہت
زیادہ (۳) تاریکی والی (ہون) (۴) (اور تو جو) اکاش کو (۵) جگمگانے والا
(۶) زمین پر (۷) روشن (ہی) (۸) (پس تجھ) دوست کو (۹) (تو بسبب)
دوستی کے ذریعہ سے (۱۰) (مین) حاصل کرون (۱۱) (تاکہ) بدہی یعنے برہما کا (۱۲)
اور باپ (آفتاب) کا (۱۳) افضل (۱۴) ناتی (۱۵) پیدا ہو

نوٹ - یعنے ہم دونون کی صحبت سے جو اولاد ہوگی وہ میرے باپ (آفتاب)
کا ناتی اور میرے دادا (برہما) کا پرناتی سمجھا جائیگا - لفظ ناتی سے ہی پرناتی کا
بھی مطلب ادا کردیا -

(۲) - اگر استعارہ کا خیال چھوڑ کر اس منتر کے معنے کرنا چاہین تو یون ہوگا کہ
یمی اپنے بھائی یم کو مخاطب کرکے یہ ظاہر کرتی ہے کہ مین مصیبت زدہ (شہوت
سے مغلوب) ہون اور تو چونکہ (۴-۵-۶-۷) اپنی نیک خصلتون اور خوبصورتی
وغیرہ کے باعث دنیا مین ایک مشہور جوان مرد ہے پس (مین تجھ پر فریفتہ ہون اور)
چاہتی ہون کہ تجھ سے شادی کرکے تیرے مانند افضل اولاد حاصل کرون -

(۳) - پنڈت لیکھرام صاحب آریہ مسافر کا ترجمہ اس منتر پر یون ہے "ای

عورت تیرا دوست تیرے سامنے موجود ۔ ۔ ۔ ۔ تیرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں "

ناظرین! جتنے مفسرین ہیں سب کا اتفاق ہے کہ اس منتر میں یم سے یمی کی درخواست شادی ہے لیکن مسافر صاحب فرماتے ہیں کہ یم (یا مرد) نے یمی (یا کسی عورت) کو مخاطب کیا ہے۔

کیوں نہ ہو! سنسکرت کا ایک حرف بھی نہ جاننے والے اگر وید منتروں پر لال بجھکڑی کرنا شروع کریں گے تو اس کے سوا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اور سب جانے دیجئے لیکن ان کا مسافر صاحب کیا جواب دیویں گے کہ اس منتر کا رشی یمی ہے اور دیوتا یم ہے۔ پس چاہے یمی کے وجود سے انکار بھی کر دیویں مگر منتر ہر حالت میں عورت کی جانب سے کہا گیا ہوا تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ اس کا رشی ہی مونث ہے۔ آریہ صاحبان! جن مسافر صاحب پر آپ کو بڑا فخر ہے ان کی علمیت بھی دیکھ لیجئے۔

न ते सखा सख्यं वष्ट्येतत् सलक्ष्मा यद्विषुरू-
-पा भवाति। महस्पुत्रासो असुरस्य वीरा दि-
-वो धर्तार उर्विया परिख्यन् ॥ २ ॥

न ते सखा सख्यं वष्टि एतत् सलक्ष्मा
यत् विषुरूपा भवाति। महः पुत्रासः असु-
-रस्य वीराः दिवो धर्तारः उर्विया परिख्यान्॥

ارتھ ۔ (یم کا جواب) (۱) تیرا (۲) دوست (میں) (۳) ایسی (۴) (خاص قسم کی) دوستی (۵) نہیں (۶) (کرنا) چاہتا۔ (۷) کیونکہ (۸) (تو) عیب والی (ہی) (۹) پس مجھے بھی) عیب والا (۱۰) بنا دیوے گی (۱۱) (البتہ

ے (۱۲) اشر (بمثل شیطان) کے (۱۳) بہادر (۱۴) لڑکے (۱۵) (۱۶)
جو کہ) نشہ کے عادی ہین (۱۷) اکثر (۱۸) (ایسی باتون کی) تائید کیا کرتے
ہن (اور عمل بھی کرتے ہین لیکن مین ایسا شیطا خصلت والا نہین ہون)۔
ٹ ۔ بھائی بہن مین جو پاک محبت ہی وہ ایک معمولی دوستی ہے اسکے سوا یم
ر خاص قسم کی دوستی جو شوہر بیوی کے تعلق سے ممکن ہے وہ یمی بہن کے ساتھ
ہین کرنا چاہتا۔

(۲) آریہ مسافر صاحب کا ترجمہ اس منتر پر یون ہے :" اگرچہ مین برابر صفتون
الی بھی ہون ۔ تاہم بھی آپ کے ساتھ صحبت سے ہونے والی دوستی کو نہین چاہتی
الی اب کسی اور سے جو آپ کے لایق ہو ایسی خواہش کرین گے

ناظرین! اس منتر کا رشی یم ہی پس ہر حالت مین اس منتر کو کہنے والا مذکر
ہونا چاہیئے ۔ مسافر صاحب نے ہر جگہ اولٹے معنے کر کے اپنی لیاقت ظاہر کر دی ہے۔
بھلا اور سب تو جو چاہے کرتے رہتے مگر ویدون مین انہین ٹانگ اڑانے کو
س نے صلاح دے دیا تھا۔

اس منتر کے نصف الفاظ کے معنے بھی مسافر صاحب نے نہین ادا کیئے۔
واہ! اگر ایسا ہی ترجمہ وید منترون پر ہو سکتا ہے تو چار دن ویدون پر کہئے ہم
ک دن مین ہی ایسی انٹ سنٹ لکھ مارین۔

उशन्ति घा ते अमृतास एतदेकस्य चित्त्यजसं मर्त
-स्य ! नि ते मनो मनसि धाय्यस्मे जन्युः पतिस्त
-न्वमाविविश्याः ॥३॥

उशन्ति ते घ अमृतासः एतत् एकस्य चित् त्य
-सम् मर्त्यस्य । ते मनः मनसि नि धायि अस्मे ज
पतिः तन्वम् आ विविश्याः ॥

رتھ- (یمی پھر کہتی ہے کہ) ۔ (۱-۲) صرف مرنے والے لوگون کے (۳) ایسے

(۴) اتیاگ یعنی علحدگی کو (۵) وے (۶) مکتی (نجات) کے خواہش مند صاحبان ہی (۷) حاصل کیا کرتے ہین (یعنے تو جو شادی نہین کرنا چاہتا پس اس طرح کی کنارہ کشی تو مرنے والون یعنے معمولی انسانون مین نہین دیکھی جاتی بلکہ جو لوگ تارک الدنیا ہو کر نجات کے خواہش مند ہوتے ہین ان مین البتہ ایسی گوشہ نشینی ہوا کرتی ہے - مگر چونکہ تو ایسا نہین ہے پس) (۸) تیرا (۹) دل (۱۰) ہمارے (۱۱) دل مین (۱۲) قایم ہو جاوے (یعنے ہم تمہارے واسطے اور تم ہمارے واسطے بن جاوین) (۱۳) (پس تو) اولاد پیدا کرنے (کی طاقت) والا (۱۴) (ہونے کے باعث) خاوند (بن کر) (۱۵) (میرے) جسم کو (۱۶) حاصل کر - (یعنے مجھ سے صحبت کر) ۳

نوٹ - آریہ مسافر جی کا ترجمہ یون ہے "اے عورت جو عالم اور فاضل لوگ ہین وے ہی ایسے اہم طریقہ کو چاہتے ہین - اسلئے اے افضل جسم والی! تیرا دل میرے دل مین مستقل ہو - مین اولاد پیدا کرنے والا خاوند ہون - تیرے ساتھ میری شادی بے فایدہ نہ ہو - تو میرے جسم کو حاصل کر"

ناظرین! اس منتر کا ارتھ بھی مسافر صاحب نے الٹا ہی کیا ہے - چونکہ یہ منتر کا یمی رشی ہے پس ہر حالت مین یہ منتر مونث کی جانب سے ہی مانا جائیگا اس کے خلاف ہرگز ہرگز بھی نہین ہو سکتا -

न यत् पुरा चकृमा कद्ध नूनमृता वदन्तो अनृतं रपेम। गन्धर्वो अप्स्वप्या च योषा सा नो नाभिः परमं जामि तन्नौ ॥ ४॥

न यत् पुरा चकृम कत् ह नूनम् ऋता वदन्तः अनृतम् रपेम। गन्धर्वः अप्ऽसु अप्या च योषा सा नः नाभिः परमम् जामि तत् नौ ॥

(یم جواب دیتا ہے کہ) (۱) گندھرب (بولنے کی طاقت زیادہ رکھنے والا یعنے

مرد) (۲) پانی (کے زیادتی والی عورت) کے سہارہ (رہتا ہے) (۳) اور (۴) وہ (۵) پانی والی (۶) عورت (۷) ہم لوگون کی (۸) جای پیدائیش - (ہی) (۹) وہ عورت (۱۰) (بشکل والدہ) ہم دونون کی (۱۱) سب سے بڑھکر زیادہ (۱۲) عزیز (ہی یعنے ہم دونون کی مان ایک ہی ہے) (۱۳) (ایس) جو بات (۱۴) پہلے (یعنے زمانہ قدیم سے آج تک) (۱۵) نہین (ہوئی) (۱۶) (وہ) کیونکر (۱۷) مین کرڈالون (یعنے بہن سے شادی پہلے کے بزرگون نے نہین کیا تو مین کسطرح کرلون) (۱۸) یقیناً (۱۹) سچ (۲۰) بولتا ہوا (۲۱-۲۲) کیا جھوٹھ بولونگا (یعنے مین جھوٹ نہین بولتا بلکہ اپنے دل کا جو خیال ہے وہ سچ ہی سچ ظاہر کرتا ہون) — ۴ -

نوٹ - عورت کی صفت پانی والی کہنے کی وجہ یہ کہ پرکرتی کو اکثر پانی والی کہا جاتا ہے اور عورت کے لئے پرکرتی کی تمام صفتین لائی جایا کرتی ہین -

(۲) آنہ یہ مسافرجی کا ترجمہ یون ہے :- "دھرماتما لوگ جو . . . . نہین کرتے وہ ہم بھی نہ کرین . . . . . مرد اور . . . عورت کو پرمیشور نے پیدا کیا ہے اس تعلق کی طرح ہم دھرم سے گرہست کرم (خانہ داری) کرین" اس مین یہ پتہ ہی نہین ملتا کہ کس لفظ سے کیا معنے نکلتے ہین اور مخاطب کرنے والا کون ہے و مخاطب علیہ کون ہے -

गर्भे नुन्नौ जनिता दम्पती कर्देवस्त्वष्टा सविता विश्व
रूपः। नकिरस्य प्रमिनन्ति व्रतानि वेद नावस्य पृ-
-थिवी उत द्यौः ॥ ५ ॥

गर्भे नु नौ जनिता दम्पती कः देवः त्वष्टा
सविता विश्व रूपः न किः अस्य प्रमिनन्ति व्रता-
-नि वेद नौ अस्य पृथिवी उत द्यौः ॥

(اب یمی ان ۵-۶-۷ وین منترون مین اپنی درخواست شادی کی تاکید معہ
دلایل کر رہی ہے) (۱) توشٹا (روشن ہر (۲) سوتا (سب کو متحرک کرنیوالا)
(۳) بشورپ (سب کو دیکھنے والا یا سب کو دکھلانے والا) (۴) دیوتا
(جو آفتاب ہی اور جو ہمارا) (۵) پیداکننده (ہی اوس) نے (۶) یقیناً (۷)
ہم دولون کو (۸) حمل مین (۹) عورت مرد (کا جوڑہ یعنے خاوند بیوی کے
طور پر) (۱۰) پیدا کیا ہے (۱۱) (پس) اوس کے (۱۲) مقرر کردہ قاعدونکو
(۱۳) کوئی بھی (۱۴) نہین (۱۵) توڑ سکتا (۱۶) (اور) ہم دولون (۱۷)
اوس (ہی) کے (اولاد ہین اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اس بات کو) (۱۸)
زمین (۱۹) اور (۲۰) آسمان (یا روشن کرہ) (۲۱) جانتے ہین - ۵ -
نوٹ - یم یمی کی پیدایش ایک توم (جوڑوره) کی شکل مین سمجھی گئی تھی پس یمی اس سے
یہ نتیجہ نکال رہی ہے کہ ہم اور تو چونکہ حمل مین بھی ایک ساتھ رکھے گئے
ہین پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پرمیشور کی ہی یہ مرضی تھی کہ تو مجھ ہی سے
شادی کرے اور وہ اپنے توم پیدا ہونے کی شہادت مین دیا واپرتھوی
(آسمان زمین) کو گواہ بتلاتی ہے -

(۲) آریہ مسافر جی نے اس منتر سے صانع حقیقی کا خلقت پیدا کرنا وغیرہ ظاہر کیا
ہے - ہمین آپ کے ترجمہ مین کوئی لفظ اصل سے تعلق رکھنے والا نظر نہین آتا
پس مجبوری ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتے -

को ऽस्य वेद प्रथमस्याह्नः क ईं ददर्श क इह
प्रवोचत् । बृहन् मित्रस्य वरुणस्य धाम कदु
ब्रव आहनो वीच्या नॄन् ॥ ६ ॥

कः अस्य वेद प्रथमस्य अह्नः कः ईं ददर्श कः
इह प्रवोचत् । बृहत् मित्रस्य वरुणस्य धाम कत्
उ ब्रवः आहनः वीच्या नॄन् ॥

(۱) (ای) روشنی کے ذریعہ سے (۲) انسانون کو (۳) (کامون مین) مشغول کرانے والے ایم! (۴) اس (۵) اول (۶) دن کا (حال) (۷) کون (۸) جانتا ہے (۹) کس نے (۱۰) اسے بزا (۱۱) دیکھا ہے (۱۲) کون (۱۳) اسبارہ مین (۱۴) گفتگو کر سکتا ہے (۱۵) کون (۱۶) اوس) متر (۱۷) ورن (سب کے ہمدرد اور سب کے قبول کئے جانے قابل پرمیشور) کے (۱۹) وسیع میدان (اس دنیا) کے بارہ مین (۲۰) کچھہ کہہ سکتا ہے۔ ۶-

نوٹ - جو کہ یم نے یہ کہا تہا کہ جو کام زمانہ سابق مین نہین ہوا وہ کیون کردن (یعنے مین نہ کرون گا) پس اس کا جواب یمی یون دیتی ہے کہ ای یم کسیکو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ زمانہ سابق مین کیا کچھہ ہوتا رہا ہے۔ الفاظ نمبر ۵-۶ **اول دن کا حال** سے مراد گزشتہ زمانہ یا اس پیدائش عالم کے آغاز سے ہے۔

(۲) آریہ مسافر جی نے اس منتر سے پرمیشور کی کچھہ صفتین ظاہر کی ہین -

यमस्य मा यम्यं१ काम आगन्त्समाने योनौ सह शे-
-य्याय। जायेव पत्ये तन्वं रिरिच्यां वि चिद्-वृहेव
रथ्येव चक्रा ॥ ७ ॥

यमस्य मा यम्यं कामः आगन् समाने योनौ सह शे-
-य्याय। जाया इव पत्ये तन्वं रिरिच्यां चित् विवृहेव

(۱) ایک ہی (۲) جگہ مین (۳) ایک ساتھ (۴) سوتے ہوئے (۵) یم کی (۶) شہوت (۷) مجھ (۸) یمی کو (۹) حاصل ہو (۱۰) بیوی (۱۱) (اپنے) خاوند کے لئے (۱۲) جسطرح (ویسے مین تیرے لئے) (۱۳) (اپنا) جسم (۱۴) ظاہر کر دون (یعنے جسطرح خاوند بیوی مین کوئی پردہ نہین رہ جاتا اسیطرح مین تجھ سے کوئی پردہ نہ رکھون -) (۱۵) رتھ یا گاڑی کی (۱۶) دونون پہیاؤن (۱۷) کی مانند (ہم دونون) (۱۸) - (۱۹) ہر ایک کام (خانہ داری) کو کیا کرین

(یعنے جسطرح گاڑی ہمیشہ دو پہیاؤن سے چلا کرتی ہے - ایک سے ہرگز نہین چل سکتی اوسی طرح خانہ داری کو مین اور تو دونون ملکر انجام دیوین کیونکہ گاڑی کو نہ تو اکیلا مرد اور نہ اکیلی عورت چلا سکتی ہے بلکہ یہ دونون کے باہم متفقہ کوشش سے چل سکتی ہے)- ے -

نوٹ - اس منترمین یم یمی الفاظ صاف آگئے ہین -

(۲) آریہ مسافر جی کا ترجمہ یون ہے " جسطرح شادی شدہ عورت اپنے خاوند کے لیے سب کچھہ سپرد کردیتی ہے - ویسے ہی ہم بھی ایک دوسرے کے سپرد ہون قاعدہ کے مطابق کام (نیوگ) کرنے مین مشغول مرد آیت سنسکار کے قاعدون پر عمل کرنے والی عورت کا طالب ہو - دونون باہم ملکر خانہ داری کے رتھ کو چلانے والے ہون "

اس ترجمہ مین اسقدر باتین قابل غور ہین - (۱) ہم بھی ایک دوسرے کے سپرد ہون یہ کس لفظ سے نکالا گیا - الفاظ نمبر ۱۳-۱۴ سے اگر لیا گیا ہو تو یہ نمبر ۱۴ واحد ہے اور ایک دوسرے کے یہ تو کسی طرح بھی معنے نہین ہو سکتے (۲) یم یمی کے معنے مسافر صاحب نے یون کر لیا ہے کہ قاعدون کے مطابق کام (نیوگ) کرنے مین مشغول مرد = یم اور آیت سنسکار کے قاعدون پر عمل کرنیوالی عورت = یمی - پس یہ امر تحقیقات طلب ہے کہ آیا یہ معنی کہان تک درست ہین اگر ہم یم یمی کے لفظی معنے بھی کرلیوین اور مسافر صاحب کی ہی بات کو تسلیم کرلیوین تو یون ہوا کہ قاعدون کا پابند مرد = یم اور قاعدون کی پابند عورت = یمی - لیکن مسافر صاحب کا کھینچ تان کرکے اور نہ سہی تو ایک بریکٹ ہی مین لفظ نیوگ درج کر دینا منصف مزاج صاحبان کے نزدیک غور طلب ہے

واہ یہ خوب لال بجھکڑی ہے کہ قاعدہ کے مطابق کام کرنے والا کون ہوگا ؟ = وہ ہی نیوگ والا - بھلا سوا نیوگ کے اور کوئی کام دُنیا کا قاعدون کے مطابق تھوڑے ہی ہوا کرتا ہے - آریہ مہاشیو ! کیا ایسے ہی من مانی تفسیرون کے

بھروسے دیانندی فلاسفی کی تائید کرنے سے آپ کامیاب ہو سکتے ہین ؟ (۳) اور اگر مسافر صاحب لفظی معنے درج کرتے تو پتہ لگ جاتا کہ حقیقت کیا ہے الفاظ نمبر ۵ سے ۹ تک صاف ظاہر کر رہے ہین کہ یہ کسی مغلوب الشہوت عورت کی جانب سے کسی مرد کو درخواست ہی ہیں کم از کم مسافر صاحب کا نیوگ تو ہرگز ہرگز بھی نہ ثابت ہوا - کیونکہ وہ تو اس سوکت سے یہ ظاہر کرنے چلے تھے کہ نامرد اپنی بیوی کو حکم دیتا ہے کہ تو دوسرے سے اولاد پیدا کر لے - مگر یہان تو عورت کسی سے (جو اوس کا خاوند نہین ہے) خوشامدین کر رہی ہے کہ تو مجھ سے شادی کر لے - دوسری بات یہ بھی ہے کہ مسافر صاحب کا قول ہے کہ نیوگ محض اولاد کی خاطر ہوا کرتا ہے پھر بھلا اوس کی یہان کہان گزر جہان شہوت سے مغلوب بیچاری یمی اپنی خواہش رفع کرنے کی فکر مین غلطان ہے -

न तिष्ठन्ति न निमिषन्ति एते देवानां स्पश इह ये चरन्ति । अन्येन मदाहनो याहि तूयं तेन विवृह रथ्येव चक्रा ॥ ८ ॥

न तिष्ठन्ति न निमिषन्ति एते देवानां स्पशः इह ये चरन्ति । अन्येन मदाहनः याहि तूयं तेन वि- वृह रथ्ये इव चक्रेव ॥

(جو کہ یمی نے ۵ - ۶ - ۷ تین منترون مین سوال کیا تھا پس اب ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ ان منترون کے ذریعہ یم اوس کو جواب دیتا ہے یم نے کہا) (۱) ای (میرا) نقصان کرنے والی ! (۲) یہان (دنیا مین) (۳) جو (۴) دیوتاؤن کے (۵) رشتہ دار (یا ملازم) (۶) گھوما کرتے ہین (اور یہ دیکھا کرتے ہین کہ کون کیا کر رہا ہے) (۷) وے (۸) نہین (۹) رُکتے (۱۰) اور نہ (۱۱) پلک بھی (کہین ٹھہرتے ہین) (یعنے وہ اپنے کام مین ایسے مشغول ہین کہ ذرہ بھی غفلت نہین کیا کرتے) (۱۲) (پس تیرا یہ کہنا ٹھیک نہین ہے کہ یہان تنہائی

ین ہمارے ناجایز کام کو کون دیکھیگا - (غرضیکہ تو) میرے (۱۳) سوا (کسی) دوسرے کے ساتھ (ایسا تعلق پیدا کرنے کے لئے) (۱۴) جلد (۱۵) جا (۱۶) (اور) اوسی سے (یعنے اوسی کے ساتھ) (۱۷) رتھ یا گاڑی کی (۱۸ - ۱۹) دو پہیاؤن کے مانند (۲۰) (آپس مین) برتاؤ کر - ۸ -

نوٹ - آریہ مسافر جی اس منتر پر یون تحریر فرماتے ہین :- " (جو بیوہ عورت برہم چارنی رہنا چاہے وہ ایسا کہے) اے مجرد مرد! ... پس مین مکرر شادی یا نیوگ نہین کرنا چاہتی ... .

ناظرین! مسافر صاحب کو نہ معلوم کون کرایہ کا ٹٹو (کوئی سناتنی پنڈت) مل گیا تہا جسنے اس سوکت کا ترجمہ اونہین ایسا بتلادیا کہ ہر جگہ مرد عورت بناڈالا واضح ہو کہ اس آٹھوین نوین اور دسوین منترون کا رشی یم ہے پس ہر حالت مین اگر نیوگ کی بھی درخواست یا انکار ہو تو یم ہی مرد کی جانب سے ہونی چاہئے اس کے علاوہ اس منتر مین بھی ایسے الفاظ موجود ہین جیسے کہ سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے پیش کردہ دسوین منتر مین ہین یعنے मत् अन्येन याहि میرے سوا کسی دوسرے کے پاس جا پس اس منتر سے بہی مسافر صاحب کو اپنے گرو مہاراج کی تقلید کرتے ہوئے یون معنے نکالنا لازم تہا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو ... وغیرہ - لیکن وہ بھی نہ کیا کیونکہ اُن کو یہ منظور تھا کہ مرد کو عورت بناڈالین - لہذا مسافر صاحب کا ترجمہ بالکل غلط ثابت ہوگیا -

रात्रीभिरस्मा अहभिर्दशस्येत् सूर्यस्य चक्षुर्मुहुरु-
-न्मिमीयात् । दिवा पृथिव्या मिथुना सबन्धू यमीर्य-
-मस्य बिभृयादजामि ॥ ९ ॥

रात्रिभिः अस्मै अहभिः दशस्येत् सूर्यस्य चक्षुः मुहुः
उत् मिमीयात् । दिवा पृथिव्या मिथुना सबन्धू: यमीः
यमस्य बिभृयात् अजामि ॥

(۱) رات کے ساتھ (۲) اس (۳) دن کو (۴) (اگر پرمیشور چاہتا تو) شامل کر دیتا (لیکن اوسنے ایسا نہین کیا) (۵) آفتاب کی (۶) (روشنی والی) آنکھین (۷) بار بار (۸) پلک مارتی ہین (یعنے کھلتی اور بند ہوتی ہین جس سے ظاہر ہے کہ آنکھون کے اوپر نیچے کی پلکین علحدہ ہی رکھے گئے ہین حالانکہ پرمیشور اگر چاہتا تو انہین بہی ملا ہوا پیدا کر سکتا تہا مگر وسنے ایسا نہین کیا) (۹) آسمان (یا روشن کرہ) (۱۰) (اور) زمین (۱۱) کا جوڑہ (بھی) (۱۲) ایک سی بندہن (زنجیر) سے جکڑا ہوا ہے (یعنے یہ دونون بھی علحدہ علحدہ ہین حالانکہ پرمیشور اگر چاہتا تو ان کو بھی ایک مین جوڑ سکتا تھا مگر اوس نے ایسا نہین کیا) (۱۳) (پس) یمی (۱۴) یم کے (۱۵) اجامی پن کو یعنے خاوند بیوی کے تعلقات سے علحدگی کو (۱۶) سمجھے (یعنے جسطرح رات دن - آنکھون کے دونون اوپر نیچے کے پلک اور زمین آسمان باوجود جوڑا ہونے کے بھی ایک دوسرے سے علحدہ ہی ہین اسی طرح ای یمی مین اور تو باوجود توام پیدا ہونے کے بھی علحدہ ہی رہینگے یعنے ہم بہن بھائی ہی رہ سکتے ہین اسکے خلاف نہین) ۹

نوٹ - آریہ مسافر جی کا ترجمہ اس منتر پر یون ہے :- "...ویسے ہی سنیکت (ملے ہوئے) عورت مرد آپس مین نیوگ کے تعلق کو حاصل کرین" پس ظاہر ہے کہ اس منتر کے الفاظ سے بالکل خلاف مسافر صاحب فرماتے ہین - آرین محاورہ میں بھی یون ہو سکتا تھا کہ ایک مرد کسی عورت کی درخواست شادی سے انکاری ہے نہ کہ حسب قول مسافر صاحب اقراری - اور نیوگ کی اسقدر پکار مچانا خاصکر جب کہ اصل منترون کے الفاظ مین کہین نام و نشان کے لئے بھی موجود نہین ہے سوا تعصب کے اور کیا ہو سکتا ہے - اب اگلا منتر متنازعہ فیہ ہے -

आ घा ता गच्छानुत्तरा युगानि यत्र जामयः कृणवन्न-
-जामि । उप बर्बृहि वृषभाय बाहुमन्यमिच्छस्व सुभगे
पतिं मत् ॥१०॥

ता¹³ घ¹⁴ आगच्छान्¹ उत्तरा⁷ युगानि⁸ यत्र⁹ जामयः²
कृणवन् अजामि³ उपबर्बृहि⁴ वृषभाय⁵ बाहुम्¹⁶ अन्यम्¹²

इच्छस्व सुभगे पतिं मत् ॥१०॥

(۱) جہان (جس زمانہ مین (۲) جامی یعنے بہنین (۳) کرتی ہین (۴) اجامی یعنے
غیر بہنون کے کام (یعنے بہن بھائی سے پاک محبت نہ رکھ کر اس سے خاوند کا
کام لینا چاہتی ہین) (۵) ویسے (۱۶) زمانے (۷) آیندہ (۸) یقیناً (۹) آئینگے
ابھی یہی ابھی تو نیکی اور سچائی کا زمانہ ہے پس تجھے ایسے ناجایز کام کی رغبت نہ ہونی
چاہیئے۔ البتہ جب کوئی خراب زمانہ آجاویگا تو اوس وقت کی بہنین جاہے ایسا کرین
اس لئے) (۱۰) ای سو بھیگے (یعنے نیک عورت یا بہن) (۱۱) میرے (سوا
(۱۲) (کسی) دوسرے کو (۱۳) (اپنا) خاوند (بنانے کی) (۱۴) خواہش کر (۱۵)
(اور اوسی) برشبہ یعنے خاوند کا کام کرنے والے کے لئے (۱۶) (اپنا) بازو
(۱۷) پھیلاؤ (یعنے اوسے آغوش کر) ۔ ۱۰ ۔

نوٹ ۔ آریہ مسافر جی کا ترجمہ یون ہے :۔ "ایسے یگ یا زمانہ جب پیش آوین
کہ کل بدھو (کسی کے لڑکے کی بیوی) شہوت سے مغلوب وغیرہ خاص مصیبتون مین
مبتلا ہوکر بیبھی چار (زنا کاری) کی طرف جھکنے لگین اور نامناسب افعال مین مصروف
ہون اُن وقتون مین لازم ہے کہ ان کو کہا جاوے کہ ای نیک عورت تو مجھہ سے
انیہ یعنے دوسرے خاوند کی خواہش کر اور اُس کا پانی گرہن (ہاتھ پکڑنے کی رسم یعنے
شادی) کر۔

ناظرین! یہ بھی کوئی عجیب ہانسی ہوگی کہ جس منتر کے حوالہ سے سوامی دیانند
سرسوتی مہاراج نامرد کی بیوی کا اوسکی زندگی مین نیوگ ثابت کر رہے ہین (اور
اون کی رائے کی ہی تائید کرنے کی غرض سے آریہ مسافر صاحب نے سارے
سوکت کا قلع قمع کر ڈالا اوس ہی منتر کا مسافر جی ایسا ترجمہ کر رہے ہین کہ نیوگ کا لفظ
ہی ندارد ہے واہ! چلے تو سوامی جی کی تائید کرنے مگر اسکے خلاف کر گزرے۔
ناظرین! مسافر صاحب تو نیوگ کے بجاے طلاق ثابت کر گئے۔ جیسا کہ لکھا شدہ

فقرہ سے ثابت ہے -

کہیے آریہ صاحبان ! آپ کے فخر قوم دہرم پر بلی دان (شہید) ہونے والے پنڈت لکھہ رام صاحب آریہ مسافر تو اس سوکت سے نیوگ نہ ثابت کر سکے اب بھی اگر آپ کے لیڈران سوامی جی کی غلطون کا اقرار کر کے ان کو اپنی ذمہ وار کتابون کے اندر سے نہ خارج کرین تو لاچاری ہے - (۲) مسافر صاحب نے آگے اس منتر کی وہ تشریح پیش کی ہے جو نروکت مصنف نے کی ہے - چنانچہ ہم بھی یہ سنسکرت عبارت معہ ترجمہ درج کر کے پڑتال کرتے ہین کہ آیا دیانندی نیوگ اس نروکت کے کس لفظ کے اندر جا گھسا ہے - وہو ہذا

आगमिष्यन्ति तानि उत्तराणि युगानि पत्र जामय: करि-
-ष्यन्ति अजामि कर्माणि । जाम्यतिरेक नाम बालिश-
स्य वा समान जातीयस्य । वोपजन उपधेहि बृष-
-भाय बाहुमन्यमिच्छस्व सुभगे पतिं मदिति व्याख्या-
-तम् ॥ निरु० ४।२०॥

اسکا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب نے اپنی کتاب بھاسکر پرکاش صفحہ ۱۶۷ سطر ۱۵ پر کیا ہے اس لئے ہم اوسی کو ذیل مین نقل کئے دیتے ہین - وہو ہذا :-

"وہ آوین گے وے اگلے زمانے - جنمین جامی کرینگی اجامیون کے کام - پھیلاؤ تو سیچن مین سمرتھ (یعنے جماع کی طاقت رکھنے والے) مرد کے لئے بازو کو - اے سو بھگے (نیک عورت) میرے سوا دوسرے خاوند کی خواہش کر - جامی یکنام ہے بے عقل یا ہمجنس کا "

ناظرین ! اب آپ غور کر سکتے ہین کہ اس نروکت کے معنی مطلب سے بھی نیوگ بالکل نام ونشان کے لئے بھی نہ ظاہر ہوا - آگے چلکر مسافر صاحب فرماتے ہین کہ :- "رو یامی اور جامی لفظ خاندان کی بہو کے واسطے استعمال ہوتا ہے اور عموماً انہین معنون مین آیا ہے - دیکھو سوسمرتی ۹/۱۴۳ - ۲/۵۷ ۴/۱۸۳ - ۴/۱۸۵ - ۳/۹۵ "

پس ناظرین! ان شلوکون کو بھی دیکھ لیجئے کہ آیا مسافر صاحب کے حوالہ جات کہان تک ان کی بات کی تائید کرتے ہین - لفظ جامی کے معنے پر بحث ہے - اسکے معنے اگر بہن کے ثابت ہو جاوین تب تو ہر حالت مین یم یمی کا بھائی بہن ہونا اس منتر سے بھی ثابت ماننا پڑے گا یا کم از کم یہ کہ بہن کے ناجایز افعال کا ذکر اس منتر مین کیا گیا ہے - لیکن اگر جامی لفظ کے معنے کل بدھو (خاندانی بہو) کے بھی مان لئے جاوین جیسا کہ مسافر صاحب کی منشا ہے تو تاہم بھی یم یمی کے گفتگو کے لحاظ سے جو اس منتر سے اگلے پچھلون مین موجود ہے کوئی خرابی واقع نہین ہو سکتی کیونکہ اوس حالت مین بھی یون ہوگا کہ یم کہتا ہے کہ ای یمی! جامی یعنے شریف خاندانی عورتین یا بہوا جامی یعنے رذیل اور آوارہ عورتون کے مانند کامون کو جب کرتی ہین وہ وقت دوسرا ہوگا ابھی ویسا خراب زمانہ نہین ہے پس چونکہ تو ایک شریف خاندانی عورت ہے (یا کسی اچھے گھرانے کی بہو ہونے والی ہے اسلئے) تجھ کو ایسا نہ چاہیے کہ تو مجھ بھائی سے شادی کرلے بلکہ جا کسی دوسرے شخص کو تلاش کرکے اوسے خاوند بنا - خیر - اب ہم منوسمرتی کے مزکورہ بالا شلوکون کو معہ ترجمہ از پنڈت تلسی رام صاحب پیش کیے دیتے ہین تاکہ ناظرین کو مسافر صاحب کے پیش کردہ حوالہ جات کی پڑتال کا موقع ملے -

(۱) منوسمرتی کے آٹھوین آدھیا کا ۱۷۳ وان شلوک یہ ہے :-

तस्माद्यम इव स्वामी स्वयं हित्वा प्रियाप्रिये । व-
-र्तेत याम्यया वृत्या जित क्रोधो जितेन्द्रियः ॥१७३॥

ترجمہ :- اسلئے یم راج کے مانند راجا غصہ کو قابو مین رکھنے والا اور حواس کو اپنے اختیار مین رکھنے والا ہوکر اپنے محبتی و غیر محبتی کا لحاظ چھوڑ کر (یعنے بے رو رعایت ہوکر) یم راج (منصف پرمیشور) کے مانند (سب مین برابر) برتاؤ سے عمل کرے

لفظ याम्या یمیا کے معنے لکیر شدہ عبارت ہے - پس اس حوالہ کو مسافر صاحب نے بالکل بلاوجہ و بلاضرورت یہان پر پیش کیا ہے - اس سے ان کی رائے کی

تائید نہین ہوتی۔

(۲) منوسمرتی کے تیسری ادہیار کا ۵۷ وان شلوک یہ ہے:-

शोचन्ति जामयो यत्र विनश्यत्याशु तत् कुलं।
न शोचन्ति तु यत्रैता वर्धते तद्धि सर्वदा॥
॥५७॥

ترجمہ:- جس خاندان مین عورتین (تکلیف زدہ ہوکر) رنج کرتی ہین وہ خاندان جلد نیست ونابود ہو جاتا ہے لفظ جامی کے معنے یہان پر عورتین کیا گیا ہے۔ اب مقام غور ہے کہ عورتین کہنے سے بہن اور بہو بلکہ مان اور دادی وغیرہ بھی اس لفظ سے مانی جاسکتی ہین پس اس حوالہ سے بھی مسافر صاحب کے راے کی کوئی تائید نہ ہوئی آگے دیکھیے۔

(۳) منوسمرتی کے چوتھی ادھیا کا ۱۸۳ وان شلوک یہ ہے۔

जामयो ऽप्सरसां लोके वैश्वदेवस्य बान्धवाः।
संबन्धिनो ह्यपां लोके पृथिव्यां मातृमातुलौ॥१८३॥

ترجمہ "بہن اور لڑکے کی بہو وغیرہ اپسرا لوگ کی مالکن ہین۔ اور ویشو دیولوک" ... ۔ اس شلوک مین لفظ جامی آیا ہے جسکے معنے پنڈت تلسی رام صاحب نے بہن اور لڑکے کی بہو دونون کیا ہے پس اس حوالہ سے ثابت ہوگیا کہ جامی سے منتر متنازعہ فیہ مین بہن مراد ہے کیونکہ اس سے لگلے منتر مین بہن بھائی کے مترادف الفاظ موجود ہین۔ جبکہ اس لفظ کے ایسے وسیع معنے ہین کہ تمام عورتون پر حاوی ہو سکتے ہین یا کم از کم بہن اور بہو دونون سے مرادلی جاسکتی ہے تو مسافر صاحب بہن کا مطلب وہان قایم رکھنے والون پر کوئی اعتراض نہین کرسکتے۔

(۴) اس ادہیار کے ۱۵۰ وین شلوک مین یہ لفظ یا اسکی گردان بھی موجود نہین ہے۔ اور اسی طرح منوسمرتی کے چوتھی ادہیار کے ۸۵ وین شلوک کا حوالہ بھی فضول

ہے کیونکہ وہان بھی اس لفظ کا نام و نشان تک موجود نہین ہے۔
ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ منوسمرتی بھی مسافر صاحب کی شہادت نہین دیتی لیکن تاہم بھی اگر ہم ان کے ہی ارتھ کو تسلیم کر لیوین کہ لفظ جامی سے بہو مراد ہے تو تاہم بھی ان کی بات نہین سدہ ہوتی بلکہ اس معنے سے بھی یم یمی کا بھائی بہن ہونا قایم رہ جاتا ہے۔ لیکن جن متعصب صاحبان کو اب بھی کچھ شک رہ گیا ہو وہ گیارہوان منتر ملاحظہ کرین:-

किं भ्रातासद्यदनाथं भवाति किमु स्वसा यन्नि-
र्ऋतिर्निगच्छात्। काममूता बह्वेतद्रपामि तन्वा मे
तन्वं१ सं पिपृग्धि ॥११॥
कि[1] भ्राता[2] असत्[3] यत्[4] अनाथं[5] भवाति[6]। किं[7] उ स्वसा[8]
यत्[9] निर्ऋतिः[10] निगच्छात्[11]। काममूता[16] बहु[17] एतत्[18] रपामि[19]
तन्वा[12] मे[13] तन्वं[14] संपिपृग्धि[15] ॥११॥

(یم نے جو ۱ - ۹ - انین منترون مین کہا وہ سنکر یمی کہتی ہے) (۱-۲) (وہ) بھائی کس کام کا ہے (۳) (۴) جسکے (موجودگی مین اوس کی بہن) (۵) لاوارث (۶) ہو جاوے۔ (۷ - ۸) وہ بہن کیونکر (سمجھی جا سکتی ہے) (۹) جو (۱۰) ماری ماری (۱۱) پھرا کرے (یعنے اگر تو میری درخواست کو منظور نہین کرتا اور میری تکالیف کو رفع نہین کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ جا کہین دوسرا مرد تلاش کر۔ تو تیرے بھائی ہونے سے مجھے کیا فایدہ اور پھر مین بہن کس بات کی ہوئی کہ تو میری اتنی بھی خاطر نہین کرتا کہ ذرہ سی بات کو بھی نہین قبول کرتا غرضیکہ اب بھی بہتر ہے کہ) (۱۲) (اپنے) جسم سے (۱۳) میرے (۱۴) جسم کو (۱۵) شامل کر (۱۶) (کیونکہ) شہوت سے مغلوب ہوتی ہوئی (مین) (۱۷) اسقدر زیادہ (۱۸) (تیری) منت و خوشامد کر رہی ہون۔

نوٹ:- آریہ مسافر جی نے اس ارتھ کو اپنے ڈھانچہ مین یون ڈھالا ہے کہ "اگر کوئی بہن کسی بھائی سے ایسا کہے تو وہ کیا کرے - اس کا جواب اگلے منتر مین ملے گا"

ناظرین! آپ سمجھ سکتے ہین کہ کیا کیا چالین نتی جاری ہین لیکن تعجب تو یہ ہے کہ نیوگ پھر بھی ہاتھ نہین لگتا - افسوس تو یہی ہے کہ ہم پوچھتے ہین کہ یہ اگر مگر اس منتر کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے -

नवा उ ते तन्वा तन्वं संपपृच्यां पापमाहुर्यः स्वसारं निगच्छात्। अन्येन मत् प्रमुदः कल्पयस्व न ते भ्राता सुभगे वष्ट्येतत् ॥ १२ ॥

न वै उ ते तन्वा तन्वं संपपृच्यां पापम् आहुः यः स्वसारं निगच्छात्। अन्येन मत् प्रमुदः कल्पयस्व न ते भ्राता सुभगे वष्टि एतत्।

(ہم نے جواب دیا کہ ای یمی!) (۱) تیرے (۲) جسم کے ساتھ (۳) (مین اپنا) جسم (۴) ہرگز بھی نہین (۵) ملاؤنگا (۶) (کیونکہ) جو کوئی (۷) (اپنی) بہن کے پاس (۸) جاتا ہے (یعنے جو اوس سے صحبت کرتا ہے) (۹) (وہ) پاپی (گنہگار) (۱۰) کہا گیا ہے - (۱۱) (اس لئے) میرے (سوا) (۱۲) کسی دوسرے کے ساتھ (۱۳) خوشی آنند (۱۴) کر (۱۵) (کیونکہ) ای نیک عورت! (یا بہن) (۱۶) تیرا (۱۷) بھائی (مین) (۱۸) ایسا (۱۹) نہین (۲۰) چاہتا (یعنے مین تجھ بہن سے شادی کرکے گنہگار نہین بننا چاہتا پس تو جا کسی اور مرد کو تلاش کر) —۱۲—

نوٹ - آریہ مسافر جی کا ترجمہ بھی اسی کے موافق ہے -

यमो बतासि यम नैव ते मनो हृदयं चाविदाम अन्या किल त्वां कक्ष्येव युक्तं परिष्वजाते लिबुजेव वृक्षम् ॥ १३ ॥

बत: बत असि यम न एव ते मन: हृदयं च अविदाम । अन्या
किल त्वाम् कक्ष्या इव युक्तम् परिष्वजाते लिबुजा इव वृक्षम् ॥१३॥

(اب آخر مین یمی جھنجھلا کر غصہ سے تنفر دیتی ہوئی کہتی ہے کہ) (۱) ای یم (۲-۳) تیرے لئے بڑے افسوس اور شرم کی بات ہے (۴) تیرا (۵) دل (۶) اور (۷) ہوش حواس (۱۱) (مین) بالکل نہین (۹) معلوم کر سکی (یعنے مجھے نہین معلوم ہوتا کہ تو کیسا دیوانہ آدمی ہے کہ شادی جیسی برکت سے انکار کر رہا ہے) -(۱) (پس معلوم ہوتا ہے کہ) یقیناً (۱۱) کوئی دوسری (عورت) (۱۲) تجھ کو (۱۳-۱۴-۱۵) رسّی سے باندھے ہوئے کے مانند (یعنے اپنی محبت کی رسّی سے تجھے جکڑ کر اپنی جانب کھینچتی ہوئی) (۱۶-۱۹) اسطرح تجھ مین لپٹی ہوئی ہے جسطرح درخت مین لتا یعنے بیل لپٹی رہا کرتی ہے

نوٹ - یہ قدرتی قاعدہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی ہر طرح لاچار و مجبور ہو جاتا ہے تو تنفر کے سخت کلمون اور گالیون پر آجاتا ہے - اور عورتون مین یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے عاشق یا معشوق پر ایسے ہی تنفر کیا کرتی ہین کہ تو کسی دوسری عورت کے دام محبت مین گرفتار ہو گیا ہے وغیرہ - چنانچہ یمی نے بھی جب دیکھا کہ اب کامیابی تو ہوتی نہین پھر چلتے چلاتے کھری کھری کیون نہ سناوین تو اسطور پر مخاطب ہوئی -

(۲) آریہ مسافر جی کا ارتھ یون ہے :" اے قاعدون کے پابند مرد! تم بہت کمزور ہو رہے ہو - کیا مین تمہارے دل کے احوال کو نہین جانتی ؟ تم کو اس عورت کے بجائی اور عورت حاصل ہو - جیسے لتا یعنے بیل درخت کو حاصل ہوتی ہے "

ناظرین! آپ مسافر صاحب کے ہان مین ہان ملانے والون سے دریافت کرین کہ اس ترجمہ کو بھی اگر صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو نیوگ کہان ثابت ہوا - اس مین لکیر شدہ قابل غور ہے خاصکر "تم کو اس عورت کے بجائے" یہ عبارت منتر کے کس لفظ سے برآمد ہوتی ہے - اور مسافر صاحب نے یہ نہ بتلایا کہ یہ کون کس سے کہتا ہے اور اس منتر پر جو زد کت

کی تفسیر نقل کی ہے اوس مین بھی کوئی ایسی بات نظر نہین آتی جو یم یمی کے بھائی بہن ہونیکے
خلاف ثبوت ہو۔ اور نہ ہی اوپر کی لکیر شدہ فقرہ کے مترادف الفاظ موجود ہین ۔ ۱۳۔

अन्यमूषु त्वं यम्यन्य उ त्वां परिष्वजाते लिबुजेव वृक्षम्। तस्य
वा त्वं मन इच्छा स वा तवाधा कृणुष्व संविदं सुभद्राम्॥१४॥

अन्यम् उ सु त्वम् यमि अन्यः उ त्वाम् परिष्वजाते। लिबु-
-जा इव वृक्षम् तस्य वा त्वं मनः इच्छ सः वा तव अधः कृ-
-णुष्व संविदम् सुभद्राम्॥१४॥

(یم اب آخری جواب دیتا ہے) (۱) ای یمی! (۲) تو (۳) اوس دوسرے (مرد کو)
جسے تلاش کرکے خاوند بناویگی (کو ۴) (اور) وہ دوسرا (مرد) (۵) تجھ کو (۶) بیل کے
درخت پر لپٹنے کے مانند (۷) (آپس مین ایک دوسرے کو) آغوش کر (۸) چاہے
(۹) تو (۱۰) اوسکے (۱۱) دل کی (خوشنودی کی) (۱۲) خواہش کر (۱۳) خواہ (۱۴)
وہ (۱۵) تیری (دل کی خوشنودی کی خواہش کرے) (۱۶) (اور) اس کے بعد (۱۷)
تسلی بخش (۱۸) خوشی (۱۹) حاصل کر۔ (یعنے تو میرا پیچھا تو چھوڑ دے اور جا کسی
اور مرد کے ساتھ خوشی آنند کر۔) ۔ ۱۴۔

نوٹ ۔ تیرھوین منترمین یمی نے منتر سے ہم کو جو سخت کلامی کی تھی اوس کا جواب اس منتر مین
ادسی ڈھنگ پر یم نے دے کر پیچھا چھوڑایا اور اس منتر سے ہی اس سوکت کا خاتمہ ہے۔
اس کا ترجمہ آریہ مسافر جی کا یون ہے :- "اے قاعدون کی پابند عورت! تو اور کسی مرد
کو اس طور پر حاصل ہو جیسے بیل درخت کو۔ (اُس مرد کے ساتھ) اچھے کلیان کرنیوالی
صلاح کر جس سے آپس مین عیش و آرام کی ترقی اور تکالیف کی تنزلی ہو"
ناظرین! اس ترجمہ کو بھی اگر صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو نیوگ نہین ثابت ہوتا۔
کیونکہ تو اور کسی مرد کو اس طور پر حاصل ہو عبارت کون کس سے کہتا ہے اس کا کچھ

بھید مسافر صاحب نے نہ بتلایا پس ممکن ہے کہ ایک کنواری لڑکی کی شادی کے لئے چار یا پانچ مرد تیار رہوں تو کوئی اوس سے کہتا ہو کہ تو فلان کو نہیں بلکہ فلان کو حاصل کر وغیرہ۔

آگے چلکر مسافر صاحب نے اس منتر پر نروکت کی تفسیر پیش کی ہے جو یم یمی کے بھائی بہن ہونے کے خلاف ثبوت نہیں ہے۔ لیکن مسافر صاحب نے آگے ایک فقرہ ایسے ڈہنگ سے لکھ دیا ہے کہ سنسکرت سے ناواقف صاحبان بھی سمجھینگے کہ نروکت کے عبارت کا ہی ترجمہ رہے۔ وہ یون ہی۔ "یمی یعنی اوشا یم یعنے دن کو روشن کرتے ہوئے اوس اوشا کو وقت کے گزر جانے پر دن منع کرتا ہے"

ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہین کہ مسافر صاحب کے اس فقرہ کا منتر ادنیٰ کے پیش کردہ سنسکرت تفسیر نروکت مین نہیں ہے۔ بلکہ نروکت کے آخری الفاظ ایسے ہین جو مسافر صاحب کے سارے کئے کرائے پر پانی ڈال دیتے ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔

……यमी यमं चकतां प्रत्याचक्षेत्याख्यानम् ॥

निरुक्त अ० ११ पा० ३ खं० २४॥

اس کا ترجمہ یون ہوا کہ: "یم یمی کے گفتگو کو (ہم نے) بیان کر دیا۔ یہ ایک (روایت) ختم ہوگئی"۔ اب مسافر صاحب کی وہ ڈہنگ کہان گئی کہ یم یمی نام نہیں ہین بلکہ قاعدہ کا پابند اور قانون کی پابندی مراد ہے۔

اجی حضرت! یہان آکھیان (قصہ یا روایت) درج ہے۔ اور یم یمی الفاظ وان کے گفتگو کرنے کا ذکر آیا ہے۔

ناظرین! اب اگر اتنے پر بھی کوئی آریہ صاحب تعصب کے باعث مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہتے رہین تو آپ ان کو ایک بات اور بھی سنا دیجئے جو کہ اسبات کی ایک تازہ شہادت ہے کہ اس یم یمی سوکت سے نیوگ نہیں ثابت ہو سکتا اور وہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء کے ہتکاری اخبار آمرت سر (یکے از

آریہ اخبارات) کے صفحہ ۵ کالم اول کے آخر و کالم ۲ کے شروع مین حسب ذیل عبارت درج ہے:۔"

"مثلاً گوروکل کانگڑی کے ہیڈ پنڈت آریہ سماجک خیالات کے نہین ہین جب پنڈت آریہ منی جی اور لالہ جیون داس جی کی موجودگی مین ہماری ان سے بات چیت ہوئی تو انہون نے صاف کہہ دیا کہ سوامی جی کی تفسیر وید انگریزی پڑھے لکھے لوگون کو پھنسانے لئے ہے۔ مگر وہ شہزادہ کی اُنھون نے زبردست تائید کی اور ان کے صحبت کا اثر ہے کہ شریمان مہاشے منشی رام جی کو ڈیرہ اسمٰعیل خان کے جلسہ پر پرائیویٹ بات چیت مین شریمان پنڈت سیتا رام جی شاستری کو شریمان لورنانند جی کے سامنے ماننا پڑا کہ گوروکل کے لڑکے ستیارتھ پرکاش پر پورا ایمان نہین رکھتے اور خود مہاشے جی نے کہا کہ یجر وید کے اُس منتر سے نیوگ نہین نکل سکتا"

کہئے ناظرین اب اور کیا چاہئے۔ اب تو ہم نے مدعی کا اقرار نامہ بھی داخل کر دیا ہان البتہ یہ ابھی صرف پرائیوٹ گفتگو ہے اگرچہ اسکی بھنک ہمارے کانون تک پہنچ گئی اور ہم آپ کو بھی اس راز سے آگاہ کئے دیتے ہین لیکن پھر بھی ابھی کسی پبلک (عام) جلسہ مین وہ ہی مہاشے منشی رام صاحب یکے از معزز لیڈران آریہ سماج اس بات نے اقرار نہ کرینگے کہ یجر وید کے دسوین منتر سے یا تمام سوکت سے نیوگ نہین ثابت ہوتا اور سوامی جی نے اس سوکت کا حوالہ اسبارہ مین پیش کرنے مین غلطی کی ہے خواہ عمداً و صریحاً مغالطہ دیا ہے۔ لیکن ناظرین! سچائی پھوٹ نکلتی ہے اگر گزشتہ ۲۵ پچیس سالون کے جد و جہد نے پرائیوٹ گفتگو مین اقرار کرا دیا تو کیا عجب ہے کہ آئندہ کے ۲۵ پچیس سالون مین اسقدر ترقی آریہ صاحبان کر لیوین کہ عام اعلان بھی سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کے سراسر دھینگا دھینگیون کا کر دیوین۔

نمبر ۱۶

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۵ سطر ۱ پر یون فرماتے ہین:۔

प्रोषितो धर्म कार्यार्थं प्रतीक्ष्योऽष्टौ नरः समाः।
विद्यार्थं षड् यशोऽर्थं वा कामार्थं त्रींस्तु वत्सरान् ॥१॥
बन्ध्याष्टमेऽधि वेद्याब्दे दशमे तु मृत प्रजा।
एकादशे स्त्री जननी सद्यस्त्वप्रिय वादिनी ॥२॥
मनु० अ० ९ श्लो० ८१॥

(یہ منوسمرتی ۹ وین ادہیاے کے ۷۶-۸۱ وین شلوک ہین) "اگر بیاہا خاوند دہرم کی غرض سے غیر ملک مین گیا ہو تو تین برس انتظار کرکے پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے جب شادی شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جاے - ویسے ہی مرد کے لئے بھی قاعدہ ہے کہ :-

عورت بانجھ ہو تو آٹھوین برس (یعنے بیاہ سے آٹھ برس تک عورت کو حمل نہ ٹھہرے) اولاد ہو کر مر جاے تو دسوین برس - جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیان ہی ہون لڑکے نہ ہون تو گیارہوین برس تک اور جو بدکلام بولنے والی ہو تو جلدی ہی اُس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے - ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیے کہ اس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرکے اسی بیاہے خاوند کے وارث اولاد کرے"

ناظرین! اوپر کی لکیر شدہ عبارت شلوک کے کسی لفظ سے بھی کوئی تعلق نہین رکھتی پس یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ سوامی دیانند سرستی مہاراج کی نج گڑہنت ہے پہلے شلوک کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب کی منوسمرتی کے صفحہ ۳۱۵ پر یون لکھا ہوا ہے :- "دہرم کی خاطر پردیس گئے ہوئے مرد کی بیوی آٹھ سال تک - یش (شہرت و ناموری) اور علم کی غرض سے گئے ہوئے کی چھ برس اور کام (یعنے دنیاوی لذات کے حصول) کے لئے گئے ہوئے کی تین برس تک انتظاری کرے"

ناظرین! سوامی جی نے اس شلوک مین اپنے طرف سے ایزاد کر دیا ہے کہ :- "پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے" - ہم دعوے سے کہتے ہین کہ اس شلوک

(منو ۹/۷۶) مین نیوگ یا اس کا مترادف کوئی لفظ نہین آیا اور نہ اس سے اگلے پچھلے شلوکون مین ایسا کوئی ذکر ہے۔ لیکن اگر کسی متعصب آریہ صاحب کو ایسا خیال ہے کہ سوامی جی کی تحریر مین غلطی نہین ہو سکتی تو ہم اوسے چیلنج کرتے ہین کہ وہ اس شلوک (منو ۹/۷۶) کے لفظی معنے مین سوامی جی کا مزکورہ بالا فقرہ ثابت کرے اور ایسی کوشش مین کامیاب ہونے والے مہاشے کو ہم **مبلغ دو سو روپیہ انعام** دینے کو مستعد ہین۔ (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ب حصّہ اول)

سناتنی پنڈت جوالا پرشاد صاحب نے اس شلوک سے پچھلے دو شلوکون کو بھی درج کرکے یہ ظاہر کیا کہ نیوگ کا یہان ذکر نہین ہے اور اونہون نے وششٹ رشی کی سمرتی کے حوالہ سے یہ بتلایا کہ وہ عورت تین سال چھ سال یا آٹھ سال تک اپنے خاوند کے واپسی کی انتظاری کرکے اوسی کے پاس چلی جاوے۔ اسپر پنڈت تلسی رام صاحب اپنے بھاسکر پرکاش کے صفحہ ۱۷۶ سطر اول پر یون فرماتے ہین "لیکن یہ منو کے کسی لفظ کے معنے نہین ہین کہ" پھر عورت مرد کے پاس چلی جاوے۔ لیکن ناظرین! آپ ان سے دریافت کرین کہ پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے یہ کس لفظ کے معنے ہین۔ ہم نے مانا کہ سناتنی پنڈت صاحب کی یہ بات غلط ہے مگر آریہ صاحبان کی کیا یہی سچائی کو قبول کرنا ہے کہ وہ سوامی جی کی سراسر غلطیان یا من گھڑت دیکھکر بھی نہ صرف نظر انداز کرتے چلے جاتے ہین بلکہ اب بھی وہ عوام کے آنکھون پر پٹی باندہنے کی ہی کوشش کر رہے ہین۔ ہان! یہ سچ ہے کہ منو کے اس شلوک مین یہ کمی پائی جاتی ہے کہ منو مہاراج نے اس امر کو صاف نہ کردیا کہ تین چھ آٹھ سالون کے بعد پھر وہ عورت کیا کرے۔ نیوگ تو اس لئے نہین کہا جا سکتا کہ وہ منو کے فیصلہ کے مطابق صرف خاندان قایم رکھنے کی خاطر محض ایک اولاد پیدا کرلینے کے لئے ہو سکتا ورنہ نہین (اور یہ تو دیانندی نیوگ ہے جو بات بات پر [illegible]! ہے۔ یعنے نہ رہا جاے تو نیوگ کرلیوے۔ بیوی حاملہ ہو تو نیوگ لیوے [illegible] ہو گئے ہون تو نیوگ کر لیوے اور اب یہ کہ مرد پردیس گیا ہو تو

عورت

بھی نیوگ کرلیوے) - اور دوسری شادی بھی منو مہاراج نے عورتون کے لئے جایز نہین قرار دیا پس وہ عورت مکرر شادی بھی کرنے کی مجاز نہین ہوسکتی ہو منکہ عورتون پر جہان اور ظلم منو مہاراج نے روا رکھا وہان ایک یہ بھی کہ عورتون کے متعلق قواعد بھی ادھورے ہی مقرر کئے - کہ آج تک مفسرین کو یہ پتہ نہ لگا کہ منو مہاراج اوس عورت سے بعد اُس قدر عرصہ دراز کی انتظاری کے کیا کرانا چاہتے ہین

ناظرین اسی طرح سوامی جی دوسرے شلوک (منو ۹/۸۱) کے ترجمہ مین بھی اسقدر عبارت اپنے جانب سے خود زیادہ کر رہے ہین کہ :- "دوسری عورت نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے"

ہم پوچھتے ہین کہ یہ عبارت اس اشلوک کے کس لفظ سے نکالی گئی

اس شلوک کا ترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب کی منوسمرتی کے صفحہ ۳۱۶ سطر ۵ اسطرح درج ہے :- "آٹھ سال تک کوئی اولاد نہ ہو تو دوسری عورت کرے - اور اولاد (پیدا) ہوکر مرتے ہی رہین تو دسوین سالون مین - اور لڑکی ہی (پیدا) ہوتی ہون تو گیارہ سالون کے بعد اور اگر اپریہ (سخت کلام) الفاظ کے خلاف بولنے والی ہو تو اوسی وقت (دوسری کرے)"

ناظرین! آپ نے اس صحیح ترجمہ سے جو ایک معزز آریہ پنڈت صاحب کا کیا ہوا ہے دیکھ لیا کہ دیانندی نیوگ کا یہان نام و نشان بھی نہین ہے - لیکن پھر بھی اگر کسی صاحب کو سوامی جی پر بھروسہ ہو تو ہم ان سے درخواست کرتے ہین کہ وہ سوامی جی کے اس فقرہ (دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے) کو شلوک (منو ۹/۸۱) کے لفظون کے مترادف الفاظ مین دیکھلادیوین اور مبلغ دوسو روپیہ انعام ہم سے حاصل کرلیوین (بقیہ شرایط دیکھو صفحہ ... حصہ اول)

ناظرین! سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کی من مانی گورنمنٹ ... کر آگے یہ کہہ رہے ہین کہ :- "ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو

چاہیئے کہ اوس کو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرکے **اوسی بیاہے خاوند کے وارث اولاد کرے** ‘‘ ہم دعوے سے کہتے ہین کہ سوامی جی کی اس راے کی تائید مین منوسمرتی کا ایک بھی شلوک نہین مل سکتا۔

ناظرین! اور تو سب جیسا تیسا ذرہ اس عجیب و غریب قانون کو غور کیجئے کہ وہ عورت جب حسب ہدایت سوامی جی کے اپنے تکلیف دہندہ خاوند کو چھوڑ کر دوسرے سے تعلق پیدا کرلیوے تو جو اولادین اس طور پر وہ پیدا کرے وہ **اوسی بیاہے خاوند کے وارث کرے**۔ واہ! یہ کن عقلمندون کی باتین ہین۔ بھلا اگر کسی مرد کو اوس کی بیوی چھوڑ دیوے اور دوسرے مرد سے تعلق پیدا کرلیوے تو کیا وہ مرد اس بات کو منظور کرے گا کہ اس کی سابقہ بیوی (جواب اسے ترک کر چکی) اولادین پیدا کرا کر اسکے حوالہ کردیا کرے اور وہ اپنے جائداد و نکی وارث انہین ہی بنا دے۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ایسی بے بنیاد باتین اور وہ بھی بلا نقلی حوالہ جات کے لکھنا کیا ایسے لوگون کا کام ہے جو لیڈر ریفارمر نہین بلکہ یوگی اور رشی و مہرشی کہلاتے ہون اور پھر لکیر فقیر ہونے والے متعصب آریہ صاحبان پر تعجب ہے جو عملی طور پر سوامی جی کے ایک ایک حرف کو کلام آلہی کے مانند سمجھتے ہوئے نہ معلوم کیون یہ ڈینگ مارا کرتے ہین کہ ہم سچائی کو قبول کرنے اور غلطیون کو ترک کرنے کے لئے ہر وقت کمر کسے تیار رہا کرتے ہین۔

ناظرین! ذرہ اس بارہ مین پنڈت تلسی رام صاحب کی تحریر بھی ملاحظہ کرین جسے ہم بھاسکر پرکاش صفحہ ۷۶ اسطر ۵ سے ذیل مین نقل کرتے ہین :- ’’ اور سخت کلام عورت کو تو چھوڑ کر مرد دوسری شادی فوراً کرلیوے اسے تو آپ مانتے ہین مگر سخت کلام مرد کو چھوڑ کر عورت بھی دوسرے سے نیوگ کرے اس انصاف کی بات کو مذاق بتلاتے ہین۔ کیا آپ کو معلوم نہین ہے کہ عورتون پر ظلم کرنے کا زمانہ اب ایشور کی مہربانی اور گورنمنٹ کے جاہ و جلال سے دور ہوگیا ‘‘

شریمان پنڈت تلسی رام جی مہاراج! بھلا آپ نے ہی پورا انصاف کیا ہوتا!

کہئے آپ کا مرد کو سخت کلام عورت کو چھوڑ دینے پر دوسری شادی کرنے کی صلاح دیتے ہوئے عورتون کو (سخت کلام مرد کو چھوڑ کر) صرف نیوگ کرنے کی صلاح دینا (یعنے اِن کو دوسرے شادی کا موقع نہ دینا) کیا منصف مزاج صاحبان کے نزدیک انصاف کہلایا جا سکتا ہے۔

اجی مہاراج! پھر یون کیون نہین کہتے کہ عورتین بھی دوسری شادی کرین (نہ کہ نیوگ) - دوسری بات یہ ہے کہ آپ یہ سوال بیچارے سناتنی پنڈت سے کیون کرتے ہین - آپ کو یہ سوال تو منو مہاراج سے کرنا لازم تھا کہ اونہون نے عورتون پر کیون اسقدر ظلم کر رکھا ہے جسے آپ بھی ظلم ہی مانتے ہین - ہان آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ سرکار انگریزی کی فضل و کرم سے جہان سناتنی بے رحم صاحبان کا ظلم عورتون پر نہین چلسکتا (ستی اور دختر کشی کے قانوناً بند ہو جانے سے) وہان آپ کے مہرشی کا ظلم بھی عورتون پر ہرگز ہرگز نہین چل سکتا (بیوہ کے عقد ثانی کا قانون پاس ہو جا- کے باعث اور نیوگ کے لئے کوئی قانون نہ بنائے جانے سے)۔

[illegible] آریہ صاحبان! اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ کے مہرشی مہاراج کی کوئی بات خلاف شاستر نہین ہے اور نہ پنڈت تلسی رام صاحب کوئی بات محض اوپری دل سے آپ لوگون کو خوش کر دینے کی غرض سے ہی لکھا کرتے ہین تو حسب ذیل فقرون کے مترادف معنی مطلب کے حوالہ جات آپ تمام منوسمرتی بھر مین سے نکال کر دکھلا دین (چونکہ اس موقع پر منوسمرتی کے ہی حوالہ جات پر بحث ہے اس لئے ہمین اوسی کے اندر سے ان باتون کی تائید درکار ہے) یعنی :—

(۱) "ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیئے کہ اوس کو چھوڑ دیوے -

(۲) (اوسے چھوڑ کر بعدہ) دوسرے مرد سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے۔

(۳) (اور وہ اولاد) اوسی بیاہے خاوند (جسے چھوڑ چکی ہے) کے وارث اولاد کرے"

(۴) اور سخت کلام مرد کو چھوڑ کر عورت بھی دوسرے سے نیوگ کرے"
اور جو صاحب اس کوشش مین کامیاب ہو جاوین گے اُن کو ہم مبلغ **چار سو روپیہ** انعام دینے کو مستعد ہین (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳۴۲)

نمبر ۱۷

آگے سوامی جی اردو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۵۷ سطر ۱۲ پر یون فرماتے ہین:-
"**جواب** اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ مین مرد سے یا دایم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاے توکسی سے نیوگ کرکے اس کے لئے اولاد پیدا کردیوے لیکن رنڈی یا زناکاری کبھی نہ کرین"

ناظرین! اس عبارت پر کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہین ہے۔ اب آپ آریہ صاحبان سے پوچھ سکتے ہین کہ اُن کی وہ ڈہینگ کہان گئی کہ نیوگ تو محض اولاد کی خاطر ہے (ہان ہم بھی مانتے ہین کہ منو کا نیوگ واقعی ایسا ہی ہے اور وہ بھی چند خاص حالتون مین وغیرہ) اب تو سوامی جی کُھلم کُھلا یہ ظاہر کر رہے ہین کہ نیوگ کیا ہے محض رنڈی بازی زناکاری سے بچنے کا ایک آسان لٹکا ہے کیونکہ وہ خود فرما رہے ہین کہ اگر بیوی حاملہ ہو اور (چونکہ حاملہ سے صحبت کرنا منع ہی ہے) نہ رہا جاوے تو نیوگ کرے مگر رنڈی بازی زناکاری نہ کرے جس کے صاف یہ معنے ہو رہے ہین کہ نیوگ بھی ایک طرح Secondary — دویم درجہ کی زناکاری ہی ہے۔ یا ایسا نہ سہی ہم نے مانا کہ حسب قول پنڈت تلسی رام صاحب کے سوامی جی کی یہ منشا رہے کہ لوگ رنڈی بازی وغیرہ عیبون سے بچ سکین لیکن ہر حالت مین سوامی جی کی عبارت مزکورہ بالا نے یہ تو خوب پُر زور الفاظ مین ثابت کردیا کہ وہ نیوگ کو محض ایسے حالتون کے لئے ضروری سمجھتے ہین کہ جب کسی مرد یا عورت سے (عالم شباب یا شہوت کے باعث) نہ رہا جاوے تو وہ کسی سے نیوگ کرلیوے غرضیکہ اب وہ بات تو کوسون دور رہ گئی کہ نیوگ محض اولاد کی خاطر ہے وغیرہ۔

ناظرین! سوامی جی نے اپنے اس رائے کی تائید مین اگر منو کا شلوک نہین تو کسی ویدمنتر کا ہی اولٹا سیدھا ارتھ کرکے دھر گھسیٹا ہوتا (کیونکہ معنی تبدیل کرکے مغالطہ دینا سنسکرت کی دیگر کتابون کی بہ نسبت ویدون کے عبارت مین زیادہ آسان ہے)- اب بھی اگر کوئی آریہ صاحب سوامی جی کی تسلیم کردہ مستند کتب مین سے کسی سے بھی سوامی جی کی رائے کی تائید کرسکین تو وہ نیوگ کے حامیون پر بڑا احسان کرینگے نہ صرف یہی بلکہ وہ اس کوشش کے معاوضہ مین ہم سے بھی **مبلغ دوسو روپیہ** انعام حاصل کرسکینگے (بقیہ شرایط انعامی دیکھو صفحہ ۳۰ حصہ اول)

ناظرین! یہ نیوگ کا مضمون ختم ہوا- ہم نے اوپر بتلادیا ہے کہ منو کا نیوگ اس دیانندی نیوگ سے اسقدر فرق رکھتا ہے جسقدر زمین آسمان مین ہے- پس جہان اہل ہنود مین عرصہ دراز سے وہ منو کا نیوگ بھی قوم کی شایستگی کے تبدیل ہوجانے سے روک دیا گیا (شاید منو کے زمانہ مین ویسے کامون کو بُرا نہ سمجھا جاتا رہا ہو- جیسا کہ اب اہل یوروپ مین کورٹ شپ کا رواج یا کم ازکم کسی عورت کا دوسرے مردون کے ساتھ ناچنا اور ہر طرح کی آزادی . . . . . . وغیرہ سب کچھ جایز ہے)

وہان سوامی دیانند سرسوتی مہاراج کو نہ جانے کیا سوجھی کہ اونہون نے نہ صرف گڑے مُردے کو اوکھاڑنے پر کمر باندھی بلکہ اس مسئلہ کے ایسے شایق ہوگئے کہ جو باتین منوسمرتی مین نہ پائی گئین اُن کو ویدون سے ہی لا ٹیکا اور جو وہان بھی نہ ملین اونہین اپنی ہی من گڑہنت چلا دیا-

ناظرین! نیوگ کے مسئلہ کی کمزوری اور اس کا دراصل اور سچ مچ بالکل پوچ ہوناتو اسی سے ثابت ہی کہ آریہ سماج کے پیدائش سے آج تک (جملہ تینتیس ۳۳ سالہ زندگی مین) ایک بھی نیوگ کی مثال نہ قایم کی جاسکی برخلاف اس کے جس بیوہ کی عقد ثانی کو سوامی جی نے ہزار طرح پر ممنوع کیا وہ ایسا پھوٹ نکلا کہ جس کا کچھ حد وحساب نہین- کاشکہ اب بھی آریہ صاحبان سچائی کو قبول کرتے ہوئے اس گمراہ کنندہ تعلیم سے اپنا مُنہ موڑین- اوم سانتہ-

تحفہ آریہ سماج حصہ اول میں حسب ذیل مضامین ہیں

(۱) پرمیشور قادر مطلق ہے ۔ اسمین یہہ دکھلایا گیا ہو کہ آریہ سماج کی یہہ تعلیم اسکی مستند کتب سے
خلاف ہے کہ خدا ممکن کو غیر ممکن نہین کرسکتا یا آگ کی گرمی و پانی کی ٹھنڈک کو نہیں رفع کرسکتا ۔ وغیرہ

(۲) پرمیشور منصف و رحیم ہے ۔ اسمین یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کی یہہ تعلیم اِس
بارہ میں اُسکی مستند اور ذمہ وار کتب سے خلاف ہے ۔

(۳) مناجات سے پھل ملتا ہے ۔ اسمیں یہہ بتلایا گیا ہو کہ آریہ سماج کی یہہ تعلیم کہ توبہ کرنے
والون کے گناہ نہیں معاف ہوتے خود اسکی مستند کتب سے خلاف ہے ۔

(۴) پرمیشور تری کال درشی ہے ۔ یعنے خدا ہر سہ زمانہ کا حال جانتا ہے ۔ آریہ سماج کا
اعلان ہے کہ خدا آیندہ کا حال نہیں جانتا اسکی تردید کی گئی ہے ۔

(۵) اوتار کی فلاسفی معہ معجزات و کرمات ۔ اِس مضمون کی حقیقت پڑہنے سے
تعلق رکھتی ہے ۔ علماء اسلام نے تمام کتاب میں سے اِس مضمون کو سب سے
بیان فرمایا ہے ۔

(۶) پیدائش عالم ۔ اسمیں مادہ روح کی قدامت کی تردید آریہ سماج کی مستند
کی نقلی حوالہ جات سے کی گئی ہے ۔ یہہ مضمون اول حصہ میں ناتمام رہا پس بقیہ
دوسرے حصہ کے شروع میں رکھا گیا ہے ۔ فقط

اِس حصہ اول کی ضخامت ۳۵۲ صفحون کی ہے اور قیمت عـــہ ہے ۔

مشتہر

عبد العزیز المعروف جگدمبا پرشاد ورما
معرفت مطبع قاسمی دہلی

بلا تعصّب

میرا ارادہ ایک اخبار جاری کرنے کا ہی جس کا نام - بلا تعصب
ہوگا اور جس کا کام بھی اپنے نام کے ہی عین مطابق ہوگا - یعنی ہم
دیکھتے ہین کہ اس وقت مذہبی دنیا مین اس قدر تعصب بھرا ہوا ہے
کہ جس کا حد و حساب نہین ہی - پس ملک مین ایک ایسے اخبار کی ضرورت
ہی کہ جو ہر طرح کے تعصبات سے بالکل پاک ہو +

اس اخبار مین مسلمانون عیسائیون - سناتنی ہندؤن اور
آریون کو شائستہ الفاظ مین ہر ایک مذہبی مسئلے پر بحث کرنے کا
حق حاصل ہوگا - اس کے علاوہ ملکی - اخلاقی اور علمی مضامین بھی درج ہوا کرینگے
یہ اخبار شروع مین ۱۲ صفحون ۱۸ × ۲۲ دو صفحہ تقطیع پر پندرہ روزہ
جاری کیا جائیگا اور قیمت دو (عـ۲) روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی +
کم از کم دو سو (۲) خریدارون کی درخواستین آنے پر بلا تعصب جاری کیا جائیگا

المشتہر
عبد العزیز - المعروف جگدمبا پرشاد - ورما معرفت مطبع قاسمی شہدرہ